فسئلوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون
فتاویٰ دیوبند پاکستان
المعروف بہ
فتاویٰ فریدیہ
جلد پنجم
از افادات
محدث کبیر فقیہ العصر مفتی اعظم عارف باللہ مولانا مفتی محمد فرید
اکوڑہ خٹک
تخریج و ترتیب
مفتی محمد وہاب منگلوری مدرس دار العلوم صدیقیہ زروبی
اہتمام و اشاعت
مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم دار العلوم صدیقیہ
زروبی ضلع صوابی

فتاویٰ دیوبند پاکستان

المعروف بہ

فتاویٰ فریدیہ (جلد پنجم)

افادات

محدث کبیر فقیہ العصر مفتی اعظم عارف باللہ مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتہم

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مفتی محمد وہاب منگلوری (سوات)

اہتمام واشاعت

مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی

نام کتاب: —— فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیہ (جلد پنجم)

افادات: —— محدث کبیر فقیہ العصر مفتی اعظم عارف باللہ مولانا مفتی محمد فرید مجددی زروبوی
دامت برکاتہم شیخ الحدیث وصدر دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ترتیب وتخریج: —— مولانا مفتی محمد وہاب منگلوری نقشبندی (سوات)

کمپوزنگ: —— حافظ ولی الرحمٰن صدیقی ...... (لوندخوڑ)

ضخامت: —— ۶۰۸/صفحات

طبع باراول: —— نومبر ۲۰۰۹ء ، ذی قعدہ ۱۴۳۰ھ

تعداد باراول: —— بائیس سو...... (۲۲۰۰)

قیمت: ——

نگرانی: —— مولانا مفتی سیف اللہ حقانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اہتمام واشاعت: —— مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی
مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی (پاکستان)

فون وفیکس دارالعلوم: 0938-480534 رہائش: 480156
موبائل: 0300-5681986

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین جلد پنجم

عنوانات	صفحہ

باب المہر

عنوانات	صفحہ
لڑکی کے عوض کچھ رقم لینے کا حکم	۶۷
شادی کے موقع پر لڑکے والوں سے بیل وغیرہ کھانے کیلئے مانگنے کا حکم	۶۹
مہر کے علاوہ لڑکے والوں سے رقم لینے کا تفصیلی مسئلہ	۷۰
طلاق کے بعد مہر اور جہیز کا سامان بیوی کو واپس دیا جائے گا	۷۲
قبل از رخصتی لڑکی کے مرنے پر مہر کا مسئلہ	۷۳
بعد از رخصتی طلاق دینے کے بعد عورت کا تمام مہر واجب الادا ہے	۷۳
غیر شادی شدہ مطلقہ نصف مہر کی مستحق ہے	۷۴
مال حرام کے جہیز کا مسئلہ	۷۵
جہیز میں عاریۃً دیا گیا سامان یا مال واپس لیا جا سکتا ہے	۷۵
مہر میں مشاع زمین و گھر دینا جائز ہے	۷۶
باب فی الاولیاء	
حدیث "لا نکاح الا بولی" کا معنیٰ و مطلب	۷۸
ولایت اور وکالت نکاح میں عدالت شرط نہیں	۷۹
ولی یا گواہ کی وفات سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا	۸۰
بیوہ کو میراث کے طور پر نکاح میں دینے کا حکم	۸۱
نکاح میں نابالغ ولی کے ایجاب وقبول کا حکم	۸۲
جبراً ایجاب وقبول کا حکم	۸۲
عاقلہ بالغہ پر جبر نامنظور اور خود کردہ نکاح منظور ہے	۸۳

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

باب فی الاکفاء

صفحہ	عنوانات
۱۱۳	ہاشمی اور غیر ہاشمیوں میں کفاءت کا مسئلہ
۱۱۴	سیدہ عورت کا غیر سید مرد سے نکاح کا مسئلہ
۱۱۴	قریشی اور سید خاندانوں میں نکاح کا حکم
۱۱۵	غیر قریشی عالم دین قریشیہ کا کفو ہے
۱۱۵	سید زادی کا غیر سید سے نکاح کا مسئلہ
۱۱۸	سید زادی کا خود کردہ نکاح اور والدین کا کیا ہوا نکاح، کونسا صحیح ہے؟
۱۱۸	کسی لڑکی کا خود کردہ نکاح اور اولیاء کے اعتراض کا حکم
۱۱۹	اولیاء کی اجازت کے بغیر سیدہ کا نکاح غیر کفو میں کالعدم ہے
۱۱۹	عباسیہ لڑکی اور اعوان قطب شاہی لڑکے میں کفاءت نہیں ہے
۱۲۱	لوہار کی بیٹی اور مولوی خاندان کے لڑکے میں کفاءت کا مسئلہ
۱۲۱	جدی قوم کے کسی فرد کا ان کے جدی پیش امام کی لڑکی سے نکاح میں کفاءت کا مسئلہ
۱۲۲	شیخ کا مطلب اور میاں، ملا، سید اور صاحب زادہ میں کفو کا مسئلہ
۱۲۲	بالغہ لڑکی کا عدالت میں نکاح کرانا بعد میں خلاف بیانی کرنا اب دوسرے نکاح کا کیا حکم ہے
۱۲۳	مغوی مغویہ کے کف ہونے کی صورت میں اولیاء کا فسخ نامنظور ہے
۱۲۳	اپنے آپ کو اعلیٰ قوم ظاہر کرے بعد میں پتہ چل جانے پر نکاح کالعدم ہوگا
۱۲۴	شیعہ سنی میں کفاءت کا مسئلہ
۱۲۵	تفضیلی شیعہ کے ساتھ سنی العقیدہ لڑکی کی کفاءت اور نکاح کا حکم

باب الرضاعة

صفحہ	عنوانات
۱۲۷	رضاعت میں مشاہدہ ضروری ہے تسامع کافی نہیں

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ
سوتیلی نانی کے دودھ پینے سے حقیقی ماموں زادی سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے	۱۵۷
مرضعہ کے دوسرے شوہر سے پیدا ہوئی بیٹی کے ساتھ رضیع کے نکاح کا مسئلہ	۱۵۷
دودھ میں اصلی غیر اصلی کی تقسیم جاہلانہ تقسیم ہے	۱۵۸
رضائی بیٹے کی بیوی سے نکاح جائز نہیں	۱۵۹
رضائی چچا سے نکاح جائز نہیں	۱۵۹
رضائی خالہ بھی محرمات سے ہے	۱۶۰
رضاعت میں مقدم اور مؤخر اولاد کا یکساں حکم ہے	۱۶۰
سوتیلی رضائی بھتیجی سے نکاح جائز نہیں	۱۶۱
بکر کیلئے مرضعہ کے کسی اولاد سے نکاح جائز نہیں	۱۶۲
دودھ پلانے والی کی تمام اولاد سے پینے والا نکاح نہیں کر سکتا	۱۶۳
رضائی باپ کی دوسری بیوی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے	۱۶۴
رضائی بہن بھائی کا لاعلمی کی بنا پر کئے ہوئے نکاح کا حکم	۱۶۴
شادی کے بعد رضاعت ثابت ہونے پر متارکت ضروری ہے	۱۶۵
شادی کے بعد رضاعت کا دعویٰ اور انکار کا مسئلہ	۱۶۵
حرمت رضاعت کی وجہ سے نکاح، متارکت، مہر اور اولاد وغیرہ کے مسائل	۱۶۷
باب حرمة المصاهرة	
مصاہرت کی حرمت ہمیشہ کیلئے ہے نکاح جدید سے کچھ نہیں بنتا	۱۶۹
حرمت مصاہرت کے اثبات کیلئے گواہوں کا نصاب	۱۶۹

صفحہ	عنوانات

عنوانات	صفحہ
ساس کے ساتھ جماع کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے	۱۸۴
جب شوہر والد کے ساتھ زنا کی تصدیق نہیں کرتا تو حرمت نہیں ہے	۱۸۵
بیوی کا سسر پر زنا کا دعویٰ اور شوہر کا انکار	۱۸۵
غائب شوہر کی بیوی کا سسر سے تعلقات کی صورت میں حرمت مصاہرت کی وجہ سے دوسرے نکاح کرنے کا مسئلہ	۱۸۷
مشکوک ولد الزنا سے زانی کی بیٹی کے نکاح کا مسئلہ	۱۸۸
اپنی بیٹی سے زنا کی صورت میں حرمت مصاہرت واقع اور اس کی سزا رجم ہے	۱۸۸
نابالغہ بیٹی کا مس بالشہوت موجب حرمت نہیں	۱۸۹
بیٹے کی بیوی سے مجامعت موجب حرمت ومتارکت ہے	۱۹۰
بیٹے کی منکوحہ سے والد کا نکاح حرام ہے،	۱۹۱
بیوی کی رضائی یا نسبی بہن یا رضائی بیٹی سے زنا کا مسئلہ	۱۹۲
نو سال سے کم لڑکی کے ساتھ دست درازی موجب حرمت مصاہرت نہیں ہے	۱۹۳
سالی کے ساتھ زنا سے حرمت مصاہرت نہیں آتی	۱۹۳
سالی کے ساتھ زنا حرام قطعی لیکن بیوی کے نکاح پر اثر نہیں پڑتا	۱۹۴
حرمات مصاہ کی وجہ سے حنفی المسلک کیلئے ترک زوجہ ضروری ہے	۱۹۵
ضرورت کے وقت مذہب غیر پر فتویٰ درست لیکن امتیاز مشکل ہے	۱۹۵
حرمت مصاہرت میں ضرورت کی وجہ سے انتقال عن المذہب کا حکم	۱۹۶
حرمت مصاہرت، بیوی کا بطور باورچن رہنا وغیرہ مسائل	۱۹۸
صرف متہم ہونے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی	۲۰۰

عنوانات	صفحہ

باب الحضانة

باب الوليمة

عنوانات	صفحہ

باب حقوق الزوجین

کتاب الطلاق

باب شرائط الطلاق

عنوانات	صفحہ
دل میں طلاق کہنے سے طلاق نہیں ہوتی جب تک تلفظ نہ کیا ہو	۲۵۲
طلاق دینے میں تلفظ بھی کافی ہے تحریر پر موقوف نہیں ہے	۲۵۳
جب زبانی طلاق ہو جائے تو تحریراً لکھنا یا دستخط کرنا ضروری نہیں	۲۵۳
بیوی اور گواہ وغیرہ کے بغیر تنہائی میں بھی طلاق واقع ہوتی ہے	۲۵۴
خفیہ طور پر طلاق کے وقوع کا مسئلہ	۲۵۵
بیوی کی بدصورتی و بدرنگی کی وجہ سے طلاق دینا اچھا نہیں ہے	۲۵۶
بیوی پر بدگمانی کی وجہ سے طلاق دینے کا حکم	۲۵۷
پردہ نہ کرنے والی اور بلا شوہر گھومنے پھرنے والی عورت کو طلاق دینا ضروری نہیں	۲۵۸
طلاق شوہر کا حق ہے والدین، برادر یا پنچایت کا اس میں کوئی حق ودخل نہیں	۲۵۹
شوہروں کے بغیر ثالثان کا طلاق دینا نامنظور ہے	۲۶۰
طلاق نامہ پر نیت طلاق نہ ہونے کی وجہ سے غلط دستخط کرنے کا مسئلہ	۲۶۱
مستحل معصیت کے ساتھ نکاح باطل اور بیوی آزاد ہے	۲۶۲
شوہر مرتد ہو جائے تو تین حیض گزرنے کے بعد نکاح ختم اور کالعدم ہو جاتا ہے	۲۶۴
طلاق رجعی میں رجوع کرنے والے کو بطور طنز طلاقی وغیرہ کہنا جائز نہیں	۲۶۵
بلا سوچ وبلا قصد الفاظ طلاق کہنا	۲۶۵
حمل کی صورت میں بھی طلاق واقع ہوتی ہے	۲۶۶

باب صریح الطلاق

عنوانات	صفحہ
طلاق صریح میں نیت بینونت لغو اور نامنظور ہے	۲۶۸

عنوانات	صفحہ

صفحہ	عنوانات

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

باب کنایات الطلاق

صفحہ	عنوانات

عنوانات	صفحہ

باب تعلیق الطلاق

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

فصل فی عد الطلاق والقاء الاحجار وغيرهما

عنوانات	صفحہ

فصل فی طلاق المکرہ والصبی والمجنون والسکران وغیرھم

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

باب ما لا يقع به الطلاق

صفحہ	عنوانات

باب القضاء ودعوی الطلاق والنکاح

عنوانات	صفحہ

فصل فی تنسیخ النکاح

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

فصل فی تفریق زوجة مفقود الخبر والمجنون وغیرہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

فصل فی العنین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیہ (جلد پنجم)

الحمد الله الذی اجریٰ بحکمته مقادیر الامور ٥ ودبر السمٰوٰت والارضین علی مرّ الدهور ٥ والصلاة والسلام علی سیدنا ومولانا محمد عبده ورسوله شفیع العصاة یوم النشور ٥ وعلی آله واصحابه ما اضاء النهار واظلم الدیجور ٥ اما بعد:

اللہ کریم کا بے انتہا شکر ہے کہ اس نے اپنی بے پایاں رحمت ورافت اور خصوصی فضل وکرم سے مجھ جیسے ناتواں وبے مایہ اور نابکار بندہ کو فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیہ کی ترتیب وتحقیق اور تخریج وتحشیہ کی خدمت علمی پر لگا رکھا ہے بندہ فقیر ایک ادنیٰ طالب علم ہے اور پڑھنے لکھنے کا تھوڑا بہت ذوق رکھتا ہے ورنہ من آنم کہ من دانم، مگر یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مہربانی اور فضل وکرم کا کرشمہ ہے کہ اس خدمت میں کامیابی سے ہمکنار کر کے حوصلہ افزائی فرما رہا ہے۔

بعض احباب کبھی کبھی دبی زبان سے یہ اظہار کرتے ہیں کہ وقت زیادہ لگتا ہے ان کی تمنا ہے کہ کم از کم وقت میں یہ فتاویٰ مکمل ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو، بندہ کو اس کا احساس ہے کہ ان کا یہ جذبہ اس کام کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے اور محبت کی بنیاد پر ہے لیکن اہل علم کو خوب معلوم ہے کہ یہ کام کس قدر محنت طلب، پیچیدہ اور سکون واطمینان کا متقاضی ہے کیونکہ رجسٹروں میں بکھرے ہوئے ہزاروں مسائل کی کتاب وباب اور فصل وار ترتیب، ہر عربی عبارت کی تخریج بالخصوص جن فتاویٰ میں حوالہ درج نہیں ان کیلئے باقاعدہ حوالہ جات کی تلاش میں درجنوں کتابوں کی ورق گردانی اور بعض مقامات میں تحقیقی حواشی کی تحریر وغیرہ کوئی آسان کام نہیں، بالخصوص حضرت شیخنا المعظم حضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم کی ذات بابرکات فتاویٰ کے حوالے سے دلائل وبراہین اور تفصیل واعجاز کے اعتبار سے منفرد اور امتیازی شان کی حامل ہے، نیز آپ کا مخصوص طرز فکر بھی پیش نظر ہے کہ وہ جوں کا توں اہل علم کو منتقل ہو، اس لئے یہ کام خود زیادہ وقت کا متقاضی ہے اور ہم اسے معیاری بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس جلد میں کتاب النکاح اور کتاب الطلاق کے ابواب وفصول جمع کئے گئے ہیں اور جہاں کسی مسئلہ میں

حضرت صاحب کا مخصوص طرز فکر اور علمی تحقیق ہے وہاں ہم نے کوشش کی ہے کہ حضرت صاحب کی دوسری تصانیف مثلاً منہاج السنن اور ہدایۃ القاری وغیرہ سے اسے مدلل کیا جائے تاکہ اس کی تعیین وتحقیق میں کوئی شبہ باقی نہ رہے۔

اس جلد کے ہر ہر مسئلہ اور تحقیق وتحشیہ کو رئیس دارالافتاء جامعہ حقانیہ سیدی واستادی حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی صاحب مدظلہ العالی نے انتہائی جانفشانی کے ساتھ ملاحظہ فرمایا ہے، علاوہ ازیں اس جلد کے بھی تمام ابواب وفصول کو وقتاً فوقتاً حضرت شیخنا المعظم حضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم کی خدمت میں پیش کیا گیا، اور شدید ضعف ونقاہت اور علالت وکمزوری کے باوجود ملاحظہ فرما کر خوشی کا اظہار فرمایا اور بندہ کو خصوصی دعاؤں سے نوازا۔

بندہ ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے جنہوں نے مراجعہ کتب اور تخریجی امور میں معاونت کی ہے بالخصوص مولانا محمد اسحاق حقانی، اور درجہ تخصص فی الفقہ کے بعض طلباء کرام مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا پروانت خان، مولانا احسان اللہ، مولانا عبدالحی اور مولانا عبدالغفار صاحب، اردو محاورہ اور پروف دانی میں مولانا احسان اللہ تانو اور دیگر حضرات، اسی طرح مولانا حافظ ولی الرحمٰن صاحب صدیقی نے کمپوزنگ میں کامل جہد ومشقت سے کام لیا، اللہ کریم ہم سب کی محنتوں کو قبولیت سے نوازے اور فلاح دارین کا ذریعہ بنادے۔

آخر میں سرپرست ونگران اور اپنے شفیق استاذ حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی مدظلہ العالی اور مولانا خواجہ حافظ حسین احمد صدیقی صاحب زیدمجدہم اور اپنے تمام اساتذہ کرام دامت فیوضہم کی خدمات عالیہ میں ہدیہ سپاس وتشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جن کی تعلیم وتربیت، حوصلہ افزائیوں اور دعاؤں کی برکت سے یہ کام رو بہ تکمیل ہے۔

اللہ کریم ان تمام بزرگوں، میرے والدین اور حضرت شیخنا المعظم حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کا سایہ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔...... **آمین یا رب العالمین**

طالب دعا

محمد وہاب منگلوری عفی عنہ (سوات)

مرتب فتاویٰ دیوبند پاکستان

۲۱/۰۳/۲۰۰۹ء

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

باب المہر

مہر کے عدم تقرری یا طے نہ ہونے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے نکاح کے وقت حق مہر بیس ہزار روپیہ لکھوانا پسند کیا گیا میں نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ زیادہ ہے حالانکہ ہم نے بات پانچ ہزار پر کی تھی، انہوں نے کہا کہ مہر کون دیتا اور لیتا ہے یہ تو محض دکھلاوا ہے، پھر میں نے کسی سے سنا کہ نکاح کے وقت ایسا کہنے سے نکاح باطل ہوجاتا ہے، شرعی مسئلہ بتا کر ممنون فرمائیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: اختر خضری کھاریاں......۱۹۷۹ء/ ۷/ ۱۷

الجواب: تمام فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ مہر کے عدم تقرری اور طے نہ کرنے سے نکاح کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا، کما فی الھدایۃ﴿۱﴾. وھو الموفق

حق مہر نہ دینے یا فروخت کرنے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے نکاح کر کے حق مہر (سات تولہ سونا) عورت کو دے دیا، لیکن بعد میں عورت کی رضامندی سے وہ مہر زیورات فروخت کر کے کاروبار شروع کیا، کیا اس حق مہر کے بیچنے سے نکاح پر کوئی اثر پڑتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مثل خان خلیل خیبر کالونی جھگال پشاور......۴/ ۷/ ۱۴۰۱ھ

﴿۱﴾ قال العلامة المرغيناني: ويصح النكاح وان لم يسم فيه مهرا لان النكاح عقد انضمام وازدواج لغة فيتم بالزوجين ثم المهر واجب شرعا ابانة ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

الجواب: حق مہر نہ دینے یا واپس لینے یا فروخت کرنے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا جیسا کہ گواہوں اور نکاح خواں وغیرہ کے مرنے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

مہر میں ہر قسم مال متقوم مقرر کیا جا سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دس نومبر ۱۹۸۱ء کو پشاور چھاؤنی میں ایک نکاح منعقد ہوا، اور حق مہر میں چار تولہ طلائی بحساب زیور مبلغ آٹھ ہزار روپیہ مقرر ہوا، ۵/نومبر ۱۹۸۲ء کو شادی ہونے والی تھی کہ ایک شخص نے حاضرین مجلس سے بآواز بلند کہا کہ پہلا نکاح منعقد نہیں ہوا ہے کیونکہ آپ لوگوں نے مہر میں زیورات مقرر کئے ہیں اور مہر میں زیورات نامنظور ہوتے ہیں اس لئے یہ نکاح باطل ہے، کیا اس شخص کا یہ قول صحیح ہے اور نکاح دوبارہ پڑھا جائے گا؟ بینوا توجروا

المستفتی: مستحب گل عباس کلے سرڈھیری چارسدہ......۲۷/محرم ۱۴۰۳ھ

الجواب: مال متقوم مہر میں مقرر کیا جا سکتا ہے، خواہ سونا چاندی ہو یا روپے (نوٹ) ہو اور خواہ سونا چاندی زیورات کی شکل میں ہو یا دوسری شکل میں ہو (شامی ﴿۲﴾)..............................

(بقیه حاشیه)لشرف المحل فلا يحتاج الى ذكره لصحة النكاح.

(هدايه ۲: ۳۴۵ باب المهر)

﴿۱﴾ وفي الهندية: للمرأة ان تهب مالها لزوجها من صداق دخل بها زوجها اولم يدخل...... ولو وهبت من ورثته يجوز ولو وهبت مهرها بشرط فان وجد الشرط يجوز وان لم يوجد يعود المهر كما كان هكذا في التتارخانية.

(فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۳۱۶ الفصل العاشر في هبة المهر)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: فضة وزن سبعة مثاقيل كما في الزكاة مضروبة كانت اولا ولو دينا او عرضاً قيمته عشرة وقت العقد، قال ابن عابدين: وكذا لو منفعة كسكنى داره وركوب دابته وزراعة ارضه حيث علمت المدة ......(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

.... بحر﴿۱﴾ ہندیہ﴿۲﴾). وھو الموفق

مہر فاطمی کا مطلب اور مقدار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مہر فاطمی کا کیا مطلب ہے اور اس کا حساب کس طرح ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرحیم صدر تحفظ حقوق ڈیرہ......۳۰/ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

الجواب: اس اصطلاح کا پتہ نہیں ہے، تاہم مہر فاطمہ رضی اللہ عنہا دیگر صاحبزادیوں کی طرح ساڑھے بارہ اوقیہ تھا اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، تو پانچ سو درہم ہو گئے اور دس درہم سات مثقال کے برابر ہیں تو دو سو درہم ۱۴۰ مثقال کے برابر ہو گئے اور پانچ سو درہم تین سو پچاس مثقال کے برابر ہو گئے، ایک مثقال ساڑھے چار ماسہ کا ہے تو کل ۳۵۰×۲/۴،۱=۱۵۷۵ ماسہ ہو گئے، پھر اس سے تولے بناؤ، اور چاندی کی قیمت معلوم کرو، تو وہ مہر فاطمی کی مقدار ہوگی۔ وھو الموفق

کتبہ: رشید احمد حقانی

رواہ ابو داؤد فی باب الصداق﴿۳﴾ جو کہ تقریباً ایک سو اکتیس تولہ اور تین ماشہ چاندی

(بقیہ حاشیہ) کما فی الھندیۃ قلت ولا بد من کونھا مما یستحق المال المال بمقابلتھا لیخرج ما یأتی من عدم صحۃ التسمیۃ فی خدمۃ الزوج الحر لھا وتعلیم القرآن.
(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۵۸ باب المھر)

﴿۱﴾ قال العلامۃ ابن نجیم: ومراد المصنف ان اقلہ عشرۃ او ما یقوم مقامھا بالقیمۃ.
(البحر الرائق ۳: ۲۵۰ باب المھر)

﴿۲﴾ وفی الھندیۃ: المھر انما یصح بکل ماھو مال متقوم والمنافع تصلح مھراً الخ.
(فتاویٰ عالمگیریۃ ۱: ۳۰۲ الباب السابع فی المھر)

﴿۳﴾ عن ابی العجفاء السلمی قال خطبنا عمر فقال الا......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہے﴿۱﴾۔ وهوالموفق

الجواب صحیح:.....محمد فرید عفی عنہ

(بقیہ حاشیہ) لا تغالوا بصدق النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا او تقوى عند الله كان اولاكم بها النبي ﷺ ما اصدق رسول الله ﷺ امرأة من نسائه ولا اصدقت امرأة من بناته اكثر من ثنتي عشرة اوقية. (سنن ابی داؤد ۱:۲۸۷ باب الصداق)

﴿۱﴾ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں: جس طرح غلط رسوم کی اصلاح کی کوشش کی گئی ہے، اس (مغالاة في الامهار) کی بھی ہونی چاہئے، ایک سو بتیس تولہ چاندی (پانچ سو درہم) ایسی مقدار ہے کہ عام طور پر مسلمان ادا کر سکتا ہے، اور اس کا ارادہ بھی رکھ سکتا ہے علاوہ ازیں یہ ایک متبرک طریقہ خاتون جنت (رضی اللہ عنہا) کا ہے جس سے فال حسن اور برکات عظیمہ کا موقع حاصل ہوتا ہے ظاہر ہے کہ جب ہندوستانی اذہان میں مہر کا وصول کرنا موجود ہی نہیں ہے اور نہ اس کو معاوضہ بضع سمجھا جاتا ہے بلکہ شرعی رسم خیال کر کے اس کو ذکر کر دینا ضروری سمجھا جاتا ہے، تو کیوں نہ وہ عدد لیا جائے جو سب میں برکت والا ہو نہ ادنیٰ ترین مقدار مہر (دس درہم) ہے اور نہ اعلیٰ ترین (قناطير مقنطرة) ہو، شرافت اور عزت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ لسیدة نساء اهل الجنة اور سرکار کائنات علیہ الصلاۃ والسلام کے جسم مبارک کے ٹکڑے کا یہ مہر ہے فاطمة بضعة مني، مشکوٰۃ ۵۶۸ حدیث پر غور فرمائیے۔
(فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۹۳ مہر فاطمی کے بارے میں حضرت کا موقف)

بہر حال سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا جو مہر مقرر ہوا تھا اسے مہر فاطمی کہتے ہیں، عہد رسالت کے اوزان کے مطابق یہ ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی پر ہوا تھا، ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر اسی طرح ساڑھے بارہ اوقیہ کے پانچ سو درہم ہوئے ایک اوقیہ ۱۰.۵ تولہ کا ہوتا ہے تو ساڑھے بارہ اوقیہ ۱۳۱.۲۵ تولہ کے برابر ہوئے یعنی ۱۳۱ تولہ اور تین ماشہ۔

منہاج السنن شرح ترمذی میں ہے: صداق رسول الله ﷺ ثنتا عشرة اوقية ونش اى نصف اوقية، والاوقية اربعون درهماً فالمجموع خمس مأة ويحصل منها مأة وواحدة وثلثون تولجة وثلاث ماهجات وهي تساوى..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مہر شرعی کی مقدار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ موجودہ دور میں شرعی حق مہر کی مقدار کیا ہے اور اس میں کمی بیشی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: امان اللہ ڈائریکٹر W.S.M پشاور......۱۹۷۹ء/۷/۱۷

الجواب: حق مہر کی کوئی حد بالا نہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ دس روپیہ شرعی سے کم نہ ہو﴿۱﴾ جو

(بقیہ حاشیہ) ثلثمأة وخمسون مثقالا وذكر صاحب المواهب ان مهر فاطمة كان اربع مأة مثقال فضة فلعل المثاقيل كانت مختلفة.

(منهاج السنن شرح ترمذی ۴:۲۶۸ باب فی مهور النساء)

یہ قول (۱۳۱ تولہ تین ماشہ) حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی اور مولانا مفتی محمد شفیع رحمہم اللہ کا بھی ہے اب اسی حساب سے کہ پنجابی تولہ ۱۱.۶۶۴ گرام کا ہوتو مہر فاطمی ایک کلو ۵۳۱ گرام چاندی بنتا ہے اور ہمارے سرحدی تولہ کے حساب سے جو ۱۲.۱۵ گرام کا ہوتا ہے سے تقریباً ایک کلو ۵۹۵ گرام چاندی بنتا ہے اور یہ احوط ہے۔

مہر فاطمی کے بارے میں دو اقوال ہیں جیسا کہ منہاج السنن کی عبارت سے واضح ہوتا ہے لیکن اس میں مقدار اول روایات حدیث وسیرت سے ثابت ہے، اور دوسری مقدار چار سو مثقال والی یا تو اختلاف اوزان پر محمول ہے یا یہ کہ یہ صرف تاریخ الخمیس کی روایت ہے لہٰذا مقدار اول راجح ہے، علاوہ ازیں مہر فاطمی میں موجودہ اوزان کے حساب سے دیگر اقوال بھی ہیں، مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی کی تحقیق کے مطابق مہر فاطمی چار سو مثقال جو ڈیڑھ سو تولہ چاندی کے برابر ہے۔ (ماہنامہ نظام جولائی ۱۹۶۵ء) یہ قول مولانا سید احمد رضا بجنوری کا بھی ہے۔ (انوار الباری شرح بخاری ۴:۶۱)، بعض محققین کے نزدیک مہر فاطمی ۱۴۰ تولہ چاندی کے برابر ہے۔ (نظام الفتاویٰ ۲:۲۰۸) اور احسن الفتاویٰ میں مہر فاطمی ۴۸۰ درہم یعنی ایک کلو ۴۹۶ ۲۳ گرام چاندی لکھا ہے۔

ہمارے نزدیک وہ وزن ماخوذ بہ ہے جو جواب میں لکھا گیا ہے اور اکثر علماء اسی کے قائل ہیں۔ واللہ اعلم (از مرتب)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: المهر اقله عشرة دراهم ......(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

پاکستانی وزن سے دوتولہ ساڑھے سات ماشہ ہوتا ہے اور فی تولہ ۲۵ روپے کے نرخ سے تقریباً ۶۵ روپے پاکستانی بنتا ہے﴿۱﴾۔وهو الموفق

مہر شرعی کی کم از کم مقدار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مہر شرعی دس درہم پاکستانی لحاظ سے کتنا بنتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حامد انور متعلم حقانیہ......۱۹۸۵ء/۱۲/۳۱

الجواب: مہر شرعی کی کم از کم مقدار دس روپے شرعی (دوتولہ ساڑھے سات ماشہ) ہے اور پچاس روپے فی تولہ کے حساب سے ۱۳۱ روپے ۲۵ پیسے بنتے ہیں، صرح به الحنفية﴿۲﴾ ولحديث

(بقیہ حاشیہ) لحديث البيهقي وغيره لا مهر اقل من عشرة دراهم...... فضة وزن سبعة مثاقيل كما في الزكاة...... وتجب العشرة ان سماها او دونها ويجب الاكثر منها ان سمى الاكثر.
(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۵۷ باب المهر)

﴿۱﴾ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں لکھا ہے کہ دس درہم چاندی دوتولہ ساڑھے سات ماشہ ہوتی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۸: ۲۳۰ احکام مہر) جبکہ مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے اوزان شرعیہ میں مہر کی کم از کم مقدار ۳۱.۵ ماشہ مطابق ۳۰.۶۱۸ گرام چاندی لکھا ہے یہ اس حساب سے کہ ایک درہم تین ماشہ ۱/۵ رتی کا ہو، جس کے حساب کرنے سے دوتولہ سات ماشہ چار رتی آتا ہے، علاوہ ازیں مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ نے ''بسط الباع لتحقیق الصاع'' میں درہم کے وزن میں اپنی تحقیق کی بنا پر اختلاف کیا ہے، اور دس درہم کو ۳۴.۰۲ گرام چاندی قرار دیا ہے، بہرحال یہ کمی زیادتی مختلف علاقوں کے ناپ تول کو دوسرے علاقوں کے ناپ وتول میں ڈھالے جانے کی وجہ سے ضروری ہے، اور بنیاد مختلف ہونے کی وجہ سے یہ اختلاف رونما ہوتا ہے اور یہ کمی زیادتی اتنی قلیل مقدار کی ہوتی ہے جس میں صرف نظر کیا جاتا ہے پس ان سب علماء کی تحقیقات صحیح ومعتبر مانی جائے گی۔......(از مرتب)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: المهر اقله عشرة دراهم ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ورد بذلک﴿۱﴾۔ وهو الموفق

مہر شرعی کی کم از کم مقدار اور موجودہ کرنسی کے حساب سے تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ انگریزی عملداری کے وقت شرعی حق مہر ۳۵ روپیہ دس آنہ ہوتا تھا، جبکہ سولہ آنہ کا روپیہ شمار ہوتا تھا، اب غالباً ۱۔۲۷ء سے روپیہ کی قیمت کم

(بقیه حاشیه) لحديث البيهقي وغيره لا مهر اقل من عشرة دراهم...... فضة وزن سبعة مثاقيل كما في الزكاة مضروبة كانت اولا۔

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲ :۳۵۷ باب المهر)

﴿۱﴾ قال العلامة ابن الهمام: عن جابر رضي الله عنه يقول قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: ولا مهر اقل من عشرة، من الحديث الطويل قال الحافظ: انه بهذا الاسناد حسن ولا اقل منه، وقال في تخريجه الشيخ عبد الرزاق غالب المهدى: غريب فهذا الطريق لم يذكر وابن ابي حاتم في علله ۱۲۰۸ عند ما سأل اياه عن هذا الحديث وطرقه وتقدم كيف ابطله ابوحاتم فلو كان عند هذا الاسناد الحسن لذكره، وهذا الحديث يعرف عن جابر من طريق مبشر بن عبيد كذا رواه غير واحد واليک الخبر، اخرج الدارقطني ۳: ۲۴۵ والبيهقي ۷: ۱۳۳ كلاهما من حديث جابر، لا تنكحوا النساء الا الاكفاء ولا يزوجهن الا الاولياء ولا مهر دون عشرة دراهم، قال الدارقطني والبيهقي في اسناده مبشر بن عبيد وهو متروک واخرجه ابن الجوزي في الموضوعات ۲ :۲۶۳ وقال: قال ابن عدى: هذا حديث باطل لا يرويه الا مبشر بن عبيد، قال احمد احاديثه موضوعات كذب، ومعا يدل على ذلک ان ابن حجر خرج حديث الكفاءة في الكشاف ۱ :۲۶۳ مستوفيا فذكره من جميع طرقه دون كونه من حديث جابر لم اذعن لقول ابي حاتم: هذا الحديث ضعيف من جميع طرقه ولذا قال الزيلعي: طرقه كلها ضعيفة استوفيناها في الاسعاف بتخريج الكشاف.

(فتح القدير ۳: ۲۸۱ فصل في الكفاءة)

ہوکر دس گیارہ آنہ ہوگئی ہے لیکن اندرون ملک سولہ آنہ ہی کا حساب چل رہا ہے، اب یہ افواہ چل رہی ہے کہ سابقہ ۳۵ روپیہ اور دس آنہ کا موجودہ تناسب ایک سو چھ یا ایک سو سات روپیہ بنتا ہے، میری ذاتی فہم کے مطابق اگر روپے کی قیمت گیارہ آنہ کے تناسب پر تصور کیا جائے تو موجودہ حساب سے اکیاون روپے پینسٹھ پیسہ کی نسبت ہونی چاہئے، اور اگر موجودہ روپیہ دس آنہ کے حساب پر تصور کیا جائے تو موجودہ ستاون روپے بنتے ہیں، لیکن یکصد چھ یا یکصد سات روپے کسی بھی حساب سے درست معلوم نہیں ہوتا، آنجناب اسی نوعیت پر غور فرما کر مفصل حکم سے آگاہ فرمائے؟ بینوا توجروا

المستفتی: نائب صوبیدار شیر محمد راولپنڈی......۱۹۷۵ء/۴/۱۶

الجواب: واضح رہے کہ مہر شرعی کم از کم دس روپے شرعی ہے، یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ تو پندرہ روپیہ فی تولہ کے حساب سے تقریباً پونے انتالیس روپیہ اقل مہر ہوگا ﴿۱﴾۔ اور مہر میں زیادت کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، کما صرحوا به ﴿۲﴾. وهو الموفق

کم از کم مہر شرعی کی مقدار اور زیادتی میں غلو ممدوح نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ مہر میں چھتیس روپے اور بعض بیس ہزار روپے مقرر کرتے ہیں اور پہلے دن (شادی کے) لڑکا اور لڑکی ایک کمرے

﴿۱﴾ قال الشيخ الغنيمي: واقل المهر عشرة دراهم وزن سبعة مثاقيل سواء كانت مضروبة او غير مضروبة او ما قيمته عشرة دراهم يوم العقد.

(اللباب فی شرح الکتاب ۲: ۱۴۹ کتاب النکاح)

﴿۲﴾ قال العلامة ابی الحسن السغدی: واما المهر فانه لا نهاية لاكثره وفی اقله ثلاثة اقاويل قال ابوحنيفة واصحابه اقل المهر عشرة دراهم وما يكون دونها فهو مهر البغی الخ.

(النتف فی الفتاویٰ ص ۱۹۰ باب المهر)

میں بند کر دیتے ہیں اور لڑکی کو تقریباً بخشنے پر مجبور کی جاتی ہے اور وہ بخش دیتی ہے، کیا اس مقدار کی مہر مقرر کرنا جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: نامعلوم......۱۲/محرم ۱۳۹۷ھ

الجواب: واضح رہے کہ مہر کم از کم دس روپے شرعی (دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی) ہونا چاہئے ﴿۱﴾ اس سے زائد مقرر کرنا مشروع ہے، البتہ غلو کرنا ممدوح نہیں ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: اقله عشرة دراهم فضة وزن سبعة مثاقيل قال ابن عابدين: هو ان يكون كل درهم اربعة عشر قيراطاً شرنبلالية.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲:۳۵۷ باب المهر)

اوزان شرعیہ (مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ) کے آخر نقشہ رائج الوقت میں مہر کی کم از کم مقدار ۳۱.۵ ماشہ چاندی مطابق ۳۰.۶۱۸ گرام چاندی لکھا ہے، جبکہ مولانا مفتی رشید احمد رحمہ اللہ نے ۳۴.۰۲ گرام چاندی لکھا ہے، وقال العلامة عبد الرحمن الجزيرى: وقدر بعضهم الدرهم الشرعى باربعة عشر قيراطاً وقدر القيراط باربع قمحات وسط، فيكون الدرهم ۵۶ قمحة، وقدره بعضهم بالخرنوبة، وقال ان الخرنوبة تزن اربع قمحات وهو يزن ۱۶ خرنوبة، فتكون زنة الدرهم ۶۴ قمحة، ولكن التحقيق ان المعتبر فى وزن الدرهم الشرعى ان يكون اربعة عشر قيراطاً كل قيراط يساوى خمس حباب، فتكون زنة الدرهم الشرعى سبعين حبة، فالمراد بالدرهم الصنجة وهى آلة الوزن المعروفة، وهى بالخرنوبة ۱۷۱/۲ لان الخرنوبة ۴ قمحات ويساوى الدرهم فى زماننا اربعة قروش صاغ تقريباً.

(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ۴:۹۰ شروط المهر)

﴿۲﴾ قال الملا على قارى: (عن عمر بن الخطاب قال الا لا تغالوا صدقة النساء) ...... المغالاة التكثير اى لا تكثروا مهورهن (فانها لو كانت مكرمة فى الدنيا وتقوى عند الله لكان اولاكم بها) اى بمغالاة المهور...... فان قلت: نهيه ......(بقيه حاشيه اگلے صفحه پر)

تکثیر مہر مباح لیکن افضل نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبائل اور خصوصاً افغانستان میں مہر دس بارہ لاکھ روپے رکھا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی سعید گل حقانی جلال آباد......۱۹۸۷ء/۲/۱

الجواب: تکثیر مہر مباح ہے لیکن افضل نہیں ہے، **لا ثر: لا تغالوا بصداق النساء،** (ابو داؤد شریف :۲۸۷)﴿۱﴾ اور جو مباح ذریعہ فساد و گناہ بن جاتا ہے وہ ممنوع ہو جاتا ہے، کما صرحوا بہ﴿۲﴾. وایں تکثیر کہ در بلاد افغانستان وغیرہ است ذریعہ کثرت زنا ولواطت واستمناء بالید وحرام خوری (والدین منکوحہ) وغیرہا ست، پس حکام اور علماء کیلئے ضروری ہے کہ اس مباح کا انسداد

(بقیہ حاشیہ)عن المغالاة مخالف لقوله تعالىٰ ، فان آتيتم احداهن قنطاراً فلا تأخذوا منه شيئاً، قلت: النص يدل على الجواز لا على الافضلية والكلام فيها لا فيه، لكن ورد في بعض الروايات انه قال: لا تزيدوا في مهور النساء على اربعين اوقية فمن زاد القيت الزيادة في بيت المال، فقالت امرأة: ما ذاک لک؟ قال: ولم؟ قالت: لان الله يقول: وآتيتم احداهن قنطاراً، فقال عمر امرأة اصابت ورجل اخطأ.

(مرقاة المفاتيح ۲: ۳۵۹ باب الصداق الفصل الثانی)

﴿۱﴾(سنن ابی داؤد ۱ :۲۸۷ كتاب النكاح باب الصداق)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: لان الجهلة يعتقدونها سنة او واجبة وكل مباح يؤدی اليه فمكروه.

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲ :۵۷۷ قبيل باب صلاة المسافر)

وقال العلامة ابراهيم الحلبی: وكل مباح يؤدی اليه فمكروه انتهىٰ.

(غنية المستملی المعروف بالكبيری ۱ : ۵۶۹ فصل فی مسائل شتىٰ)

کریں ﴿۱﴾ ۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ شریعت اسلامیہ نے ہر بالغ اور بالغہ کے نکاح کرنے اور ازدواجی زندگی گزارنے پر زور دیا ہے تاکہ ہر مسلمان حلال وطیب طریقہ سے نفسانی خواہشات کو پورا کریں اور یہ تبھی ممکن ہے کہ شادی اور رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا آسان اور سہل طریقہ سے ہو تاکہ فقراء بھی اس سے آسانی کے ساتھ مستفید ہو، اور بالخصوص جبکہ عالم اسلام میں آج کل فقراء کی اکثریت بھی ہے اسلئے اسلام نے مغالات فی المہور کو مکروہ جانا ہے، اور یہ خبر دی ہے کہ جب مہر کم ہو تو وہ شادی مبارک ہوتی ہے، اور قلت مہر عورت کی مبارکی ہے، **عن عائشة رضي الله عنها ان النبي ﷺ قال: ان اعظم النكاح بركة، أيسره مؤنة"، وقال: يمن المرأة خفة مهرها ويسر نكاحها وحسن خلقها وشؤمها غلاء مهرها وعسر نكاحها وسوء خلقها"**. لیکن آج کل بہت سے لوگ ان تعلیمات اسلامیہ سے غافل ہیں اور جاہلیت کی عادت مغالات فی المہور میں پھنسے ہوئے ہیں، اور شادی سے کنارہ کشی اختیار کر رہے ہیں الا آنکہ شوہر بہت مال دے دیں اور اسے کنگال کرے گویا کہ عورت سامان تجارت بن گئی ہے اور باقاعدہ بولی کی جاتی ہے، جس سے بہت مفاسد پیدا ہو گئے ہیں کہ ذمہ دار والدین باقاعدہ ان نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو ضرر اور نقصان پہنچا رہے ہیں، جو بہت سے مفاسد اور شرور پر منتج ہو رہا ہے، گویا کہ حرام کو پہنچنے سے حلال کو پہنچنا بہت مشکل اور صعب بن گیا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں: ہندوستان کے رواج عامہ میں مہر وصول نہیں کیا جاتا ہے اگر کبھی ضرورت ہوتی ہے تو طلاق یا موت کے بعد صاحب جائیداد کے یہاں ہوتی ہے ورنہ عموماً...... معیوب شمار ہوتا ہے کیا یہ حق تلفی نسواں نہیں؟...... مہر مثل بہت سے خاندانوں کے اتنے ہیں کہ موجودہ زمانہ کا مسلمان ہندوستانی اس کے ادا کرنے کا خیال بھی نہیں کر سکتا، واقعیت تو درکنار کتب فقہ میں یہ جزئیہ موجود ہے کہ اگر نکاح میں زوج کا ارادہ مہر ادا کرنے کا نہ ہو تو زوجین کا اجتماع سفاح ہوگا...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیوں اس حق تلفی کا احساس کیا اور مغالاۃ فی الصداق سے کیوں منع کیا اور جناب رسول اللہ ﷺ کی ازواج اور بنات کو نظیر میں پیش کیا...... جس طرح غلط رسوم کی اصلاح کی کوشش کی گئی ہیں اس کی بھی ہونی چاہئے الخ۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۹۲ نکاح وطلاق)

منہاج السنن شرح جامع ترمذی میں ہے: فی...... (بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

زیادت مہر امر مندوب نہیں بلکہ تقلیل مہر مندوب ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ شرح مہر مقرر کرنے پر اسلام نے کوئی قدغن نہیں لگائی ہے، لیکن آج کل مہر مقرر کرتے وقت دولہا کی جائیداد اور مالیت کو درخوراعتناہی نہیں سمجھا جاتا بلکہ امراء کی تقلید کی وجہ سے مہر کی مقدار پانچ ہزارروپے سے تجاوز کر چکی ہے، حالانکہ اکثریت کی ذاتی حیثیت جائیدادمنقولہ وغیر منقولہ محولہ بالا سے بھی کم ہوتی ہے، اس بارے میں وضاحت کی جائے تاکہ اکثریت عوام اس اندھادھند پیروی سے نجات حاصل کر سکے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: ممتاز حسین بیروٹ ایبٹ آباد......۱۹۶۹ء/۹/۳۰

الجواب: زیادت مہر کوئی امر مندوب نہیں ہے بلکہ مندوب تقلیل مہر ہے، (کما فی الحدیث)﴿۱﴾ عوام کیلئے اس مندوب کی پابندی چاہئے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

(بقیه حاشیه) هذا الحديث دلالة على عدم استحباب الزيادة في المهر، والقرآن يدل على مشروعية الزيادة واباحتها دون ندبها والاصل ان كل مباح اذا افضى الى مفسدة فيكون حراما، والزيادة المفرطة المعروفة في بعض الديار تذرعت للزنا واللواطة والاغواء والامراض المهلكة والتعنيس فيجب على اهل الحل والعقد المنع عن هذه الزيادة سداً لباب الفتنة. (منهاج السنن شرح ترمذی ۴: ۲۶۸ باب مهور النساء)......ازمرتب

﴿۱﴾عن عمر بن الخطاب قال: الا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا وتقوىً عند الله لكان اولكم بها نبي الله ﷺ ما علمت رسول الله ﷺ نكح شيئا من نسائه ولا انكح شيئا من بناته على اكثر من اثنتى عشرة اوقية رواه احمد والترمذى وابوداؤد والنسائي وابن ماجة والدارمي.

(مشكواة المصابيح ۲: ۲۹۹ باب الصداق الفصل الثانى)

﴿۲﴾ قال الملاعلى قارى: فان قلت: نهيه ......

(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

تکثیر مہر مباح لیکن ذریعہ محرمات بننے کی وجہ سے ممنوع قرار دیا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک قوم نے یہ اتفاق کیا ہے کہ عورت کا مہر تیس ہزار سے زیادہ نہیں رکھا جائے گا، یہ فیصلہ اس وجہ سے کیا گیا کہ عام لوگ بہت زیادہ مہر مقرر کرنے لگے تھے جس کی وجہ سے کئی خرابیوں نے جنم لیا تھا، اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ لفظ قنطار سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم مہر کم رکھنے کا فیصلہ نہیں کر سکتے اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: زلفہ خان ٹانک جنوبی وزیرستان......۱۹۸۷ء/۳/۱۰

الجواب: مہر میں مغالات بنا بر حدیث ترمذی افضل نہیں ہے ﴿۱﴾ اور بنا بر قرآن مباح اور مشروع ہے ﴿۲﴾ اور قاعدہ یہ ہے کہ جو مباح محرمات کا ذریعہ بنے وہ حرام ہو جاتا ہے، والمغالاۃ فی هذا العهد من هذا القبیل کاکثار الزنا وغیرہ وبیع الاحرار وغیر ذلک ﴿۳﴾. وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) عن المغالاۃ مخالف لقوله تعالیٰ: فان آتیتم احداهن قنطارا فلا تأخذوا منه شیئا، قلت: النص یدل علی الجواز لا علی الافضلیة والکلام فیها لا فیه.

(مرقاۃ المفاتیح ۲ : ۳۵۹ باب الصداق الفصل الثانی)

﴿۱﴾ عن عمر بن الخطاب قال الا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو کانت مکرمة فی الدنیا وتقوی عند الله لکان اولکم بها نبی الله ﷺ ما علمت رسول الله ﷺ نکح شیئا من نسائه ولا انکح شیئا من بناته علی اکثر من اثنتی عشرة اوقیة رواه احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجه والدارمی. (مشکواۃ المصابیح ۲ : ۲۹۹ باب الصداق الفصل الاول)

﴿۲﴾ قال الله تبارک وتعالیٰ: وآتیتم احداهن قنطارا فلا تأخذوا منه شیئا.

(سورۃ النساء پارہ: ۴ رکوع: ۱۴، آیت: ۲۰)

﴿۳﴾ وفی المنهاج: فی هذا الحدیث دلالة علی عدم استحباب الزیادۃ فی المهر، والقرآن یدل علی مشروعیة الزیادۃ واباحتها دون ندبها، والاصل...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مغالات فی المہر میں اعتداء کا انسداد اہل حل وعقد کیلئے جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مہر کثیر کی حد کیا ہے؟ ہمارے علاقہ میں امیر صاحب نے سات ہزار روپے حد مقرر کیا ہے، اور اس سے زیادہ مقرر کرنے پر جرمانہ لیتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا محمد طاہر میران شاہ شمالی وزیرستان......۱۳/شعبان ۱۴۰۳ھ

الجواب: جب قوم اعتداء میں مبتلا ہو تو اہل حل وعقد انسدادی اقدامات کر سکتے ہیں، کما اذا تجاوزوا عن الحد فی التسعیر ﴿۱﴾ پس امیر کا یہ اقدام قابل تحسین ہے خصوصاً جبکہ دیانۃ مہر

(بقیہ حاشیہ) ان کل مباح اذا افضی الی مفسدة فیکون حراماً، والزیادة المفرطة المعروفة فی بعض الدیار تذرعت للزنا واللواطة والاغواء والامراض المهلکة والتعنیس فیجب علی اهل الحل والعقد المنع عن هذه الزیادة سدالباب الفتنة.

(منهاج السنن شرح ترمذی ۴:۲۶۸ باب مهور النساء)

﴿۱﴾قال الشیخ عبد الرحمن بن نصر الشیزری: ولا یجوز للمحتسب تسعیر البضائع علی اربابها ولا ان یلزمهم بیعها بسعر معلوم لان السعر غلا علی عهد رسول الله ﷺ فقالوا: یا رسول الله، سعر لنا فقال رسول الله ﷺ ان الله هو المسعر وانی لأرجوان القی الله ولیس احد یطالبنی بمظلمة فی نفس ولا مال. (رواه ابوداؤد والترمذی وابن ماجة واحمد فی مسنده) واذا رأی المحتسب احدا قد احتکر الطعام من سائر الاقوات وهو ان یشتری ذلک فی وقت الرخاء ویتربص به الغلاء فیزداد ثمنه الزمه بیعه اجباراً لان الاحتکار حرام والمنع من فعل الحرام واجب وقد قال رسول الله ﷺ الجالب مرزوق والمحتکر ملعون...... الاحتکار یقال احتکر وتحکر الطعام جمعه وحبسه عن البیع لیقل فیغلو سعره...... والمحتکر هو من یجمع السلع انتظاراً لبیعها بسعر غال بحیث یضیق علی المواطن شراؤها الخ. (کتاب السیاسة ۲۱۷ نهایة الرتبة الباب الثانی فی الاسواق)..........(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

میں حسب حدیث (الا لا تغالوا بصدق النساء)﴿۱﴾تقلیل ہے۔ وھو الموفق

با قاعدہ مہر مقرر کرنے سے شغار متحقق نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بیٹی یا بہن کا تبادلہ کیسا ہے، جبکہ دونوں کیلئے مہر بھی مقرر کیا گیا ہو؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالصمد افغانی پشاور.....۱۹۸۴ء/۴/۱۵

الجواب: اگر مہر با قاعدہ مقرر شدہ باشد ممنوع و شغار نیست (شامی وغیرہ)﴿۲﴾. وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ) وقال العلامة محمد بن الحسینی الحنفی: سئل عن متولی الحسبة اذا سعر البضائع بالقیمة وتعدیٰ بعض السوقیة وباع باكثر من القیمة هل له ان یعزره علی ذلک اجاب اذا تعدی السوقی وباع باكثر من القیمة یعزر علی ذلک من فتاویٰ ابن نجیم. (فتاویٰ انقرویة ۱: ۱۵۹ التعزیر قبیل کتاب السرقة)

﴿۱﴾ (سنن ابی داؤد ۱: ۲۸۷ باب الصداق)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: وحاصله انه مع ایجاب مهر المثل لم یبق شغارا حقیقة وان سلم فالنهی علی معنی الكراهة فیكون الشرع اوجب فیه امرین الكراهة ومهر المثل فالاول ماخوذ من النهی والثانی من الادلة الدالة علی ان ما سمی فیه ما لا یصلح مهراً ینعقد موجبا لمهر المثل وهذا الثانی دلیل علی حمل النهی علی الكراهة دون الفساد وبهذا التقریر اندفع ما اورد من ان حمله علی الكراهة یقتضی ان الشغار الآن غیر منهی عنه لا یجابنا فیه مهر المثل ووجه الدفع انه اذا حمل النهی علی معنی الفساد فكونه غیر منهی الآن ای بعد ایجاب مهر المثل مسلم وان حمل علی معنی الكراهة فالنهی باق، فافهم.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۶۱ مطلب نكاح الشغار)

مہر مقرر کرنے کے بعد باہمی رضامندی سے اس میں کمی بیشی جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ والد نے بیٹے کیلئے اپنی طرف سے حق مہر کے طور پر نکاح سے قبل دو ہزار روپے میں مکان لکھ دیا ہے لیکن یہ محض وعدہ تھا، بعد میں بوقت نکاح حسب دستور برادری ایک سو پچیس روپیہ حق مہر باندھا گیا اور بس، اب اس صورت میں وہ پہلا دو ہزار والا مہر صحیح متصور ہوگا یا وہ جو بوقت نکاح مقرر ہوا تھا؟ بینوا توجروا

المستفتی: احمد دین زرگر کیملپور......۱۹۷۵ء/۲/۶

الجواب: اگر یہ دوسرا مہر جانبین کی رضا سے مقرر رہوا ہو تو یہی مہر منظور ہوگا ورنہ مہر سابق منظور ہوگا، لجواز الحط والزیادة فی المهر کما صرحوا به فلیراجع الی ردالمحتار ﴿۱﴾.

وهوالموفق

بیوی کی مرضی کے بغیر مہر میں کمی جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بدکاری کے الزام کی وجہ سے طلاق دیدی اور بیوی بھی بدکاری کا اقرار کرتی ہے اب بیوی اپنا مہر مانگتی ہے لیکن شوہر کم مہر دیتا ہے، اور بیوی پورا مہر مانگتی ہے، شوہر اس میں شادی کے خرچ اور دوسرے اخراجات کا بھی مدعی ہے

﴿۱﴾قال العلامة الحصكفي: وما فرض بتراضيهما بعد العقد او زيد على ما سمى فانها تلزمه بشرط قبولها في المجلس او قبول ولي الصغيرة...... وصح حطها لكله او بعضه، قال ابن عابدين: (بشرط قبولها) افاد انها صحيحة ولو بلا شهود او بعد هبة المهر والا براء منه وهي من جنس المهر او من غير جنسه بحر وسواء كانت من الزوج او ولي فقد صرحوا بان الاب والجد لو زوج ابنه ثم زاد في المهر صح الخ.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۶۵ مطلب في حط المهر والابراء منه)

اب اس جھگڑے کو طے کرنے کیلئے ایک جرگہ ہوا، اور دونوں میاں بیوی نے جرگہ کو فیصلہ کا اختیار دے دیا، جرگہ نے بین بین فیصلہ کر کے شوہر سے مہر دلوادیا لیکن شوہر کے دعویٰ سے زیادہ اور بیوی کے دعویٰ سے کم، اب شرعی حل اس مسئلہ کا کیا ہے؟ بینو اتو جروا

المستفتی: اراکین جرگہ......۲۹/۳/۱۹۸۴ء

الجواب: واضح رہے کہ صورت مسئولہ میں خاوند پر تمام مہر بیوی کو دینا لازم اور فرض ہے اور بدکاری کے عیب کی وجہ سے اس مہر میں اس بیوی کی مرضی کے بغیر کمی کرنا جائز نہیں ہے ﴿۱﴾ البتہ اگر اس جرگہ نے طرفین سے اختیار لینے کے بعد یہ فیصلہ مذکورہ کیا ہو تو طرفین پر اس کی پابندی شرعاً ضروری ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

ایک بار مجلس میں مہر مقرر کر کے بعد میں زیادتی کے مطالبہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی آٹھ سالہ نابالغہ بیٹی کا نکاح پانچ صدر روپیہ مہر پر کر دیا، اب لڑکی کے جوان ہونے کے بعد والد بضد ہے کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح دوبارہ بعوض مہر مبلغ دس ہزار روپیہ کروں گا، بامر مجبوری شوہر اس پر راضی ہوا اور دوبارہ نکاح

﴿۱﴾ وفي الهندية: وان حطت عن مهرها صح الحط كذا في الهداية ولا بد في صحة حطها من الرضاحتي لو كانت مكرهة لم يصح.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۱۳ الفصل السابع في الزيادة في المهر والحط الخ)

﴿۲﴾ قال الشيخ شمس الحق الافغاني: ولا ينفذ حكم المحكم الا في حق الخصمين الذين حكماه دون غيرهما ولكل من المحكمين الرجوع قبل الحكم واذا حكم لزمهما اذا كان موافقاً لاصول الشرع كذا في المجلة.

(معين القضاة والمفتيين ۹۴ الباب الحادي عشر في التحكيم)

بعوض مہر دس ہزار روپے پر پڑھا گیا، اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ یہ شوہر اپنی زوجہ کو پہلے والا مہر دینے کا مجاز ہے یا دس ہزار روپیہ دینے کا؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد عمر ثاقب خطیب مسجد ملک پورہ مانسہرہ......۱۹۸۶ء/۶/۲۵

الجواب: یہ زیادت بظاہر جائز ہے لیکن درحقیقت یہ رشوت ہے اور ناجائز ہے، **كما يدل عليه ما في شرح التنوير على هامش ردالمحتار ۲:۵۰۳ اخذ اهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة، وفي ردالمحتار اى بان ابى ان يسلمها اخوها او نحوه حتى يأخذ شيئا وكذا لو ابى ان يزوجها فللزوج الاسترداد، فافهم﴿۱﴾ فيما قصده ابوها من تجديد العقد. وهو الموفق**

مہر کی کمی کا اختیار لڑکی کو حاصل ہے والدین یا پنچایت کو نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی لڑکی دوسرے شخص کے گھر شادی شدہ ہو اور دوسرے شخص کی لڑکی اس کے گھر میں آباد ہو، یعنی ایک دوسرے کے عوض دی گئی ہو، اب ایک لڑکا دو سال بعد کہتا ہے کہ یہ لڑکی سادہ ہے میں اس کو طلاق دیتا ہوں جبکہ سادہ ہونے کا ثبوت نکاح کے وقت بھی بتایا گیا تھا، اب اس بلاوجہ طلاق دینے پر مہر مقرر پانچ صد روپیہ دینا لازمی ہے یا نہیں؟ پنچایت مہر مقررہ کم کر سکتی ہے یا نہیں؟ کیا چند آدمی بیٹھ کر لڑکی کو صرف تین صد روپیہ مہر دلا سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد مسکین بلند کوٹ......یکم مارچ ۱۹۷۵ء

الجواب: واضح رہے کہ اگر یہ سادہ لڑکی عاقلہ بالغہ ہو تو تمام یا بعض مہر معاف کرنے کا اختیار اسی کو ہے نہ کہ والدین یا پنچایت کو، اور اگر یہ لڑکی عاقلہ بالغہ نہ ہو تو اس کا مہر تمام یا بعض کوئی فرد بھی معاف

﴿۱﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲:۳۹۷ قبيل مطلب في دعوى الاب ان الجهاز عارية)

نہیں کرسکتا یعنی نہ خود اور نہ دیگر اشخاص ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

مہر میں دی ہوئی دکان عورت کی مرضی یا ہبہ کے بغیر کسی دوسرے کو دینا جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی رجب نے بیٹے کے رشتہ کیلئے مہر میں دکان دی تھی، (نقل کاغذات بھی ارسال خدمت ہے) پھر شادی ہوئی لیکن دیگر بیٹوں کے درمیان تقسیم کے وقت اس نے وہ دکان بھی تقسیم میں شامل کردی اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اقبال تحصیل مری......۱۹۷۹ء/۸/۵

الجواب: اگر رجب کا مہر کے معاوضہ میں اس دکان کا دینا مسلم یا مبرہن ہو تو اس کے بعد رجب کیلئے جائز نہیں کہ اس لڑکی کی مرضی یا ہبہ کے بغیر یہ دکان کسی کو دے، یہ دکان اس کی ملکیت سے خارج ہوئی ہے جبکہ رجب کا ضامن ہونا بھی صریحاً یا عرفاً ثابت ہے، یدل علیه ما فی ردالمحتار ۳: ۱۴۳ فی الفیض ولو اعطى ضيعة بمهر امرأة ابنه ولم تقبضها حتى مات الاب فباعتها المرأة لم يصح الا اذا ضمن الاب المهر ثم اعطى الضيعة به فحينئذ لا حاجة الى القبض ﴿۲﴾. وهو الموفق

حق مہر میں دی ہوئی چیز عورت کی ملکیت ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے بیٹے کی شادی کے

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل اولا ويرتد بالرد كما في البحر، قال ابن عابدين: الحط الاسقاط كما في المغرب وقيد بحطها لان حط ابيها غير صحيح لو صغيرة ولو كبيرة توقف على اجازتها ولا بد من رضاها ففي هبة الخلاصة خوفها بضرب حتى وهبت مهرها لم يصح لو قادراً على الضرب الخ.

(الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۳۲۶ مطلب في حط المهر والابراء منه)

﴿۲﴾(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۸۸ مطلب في منع الزوجة نفسها لقبض المهر)

وقت اس کی بیوی کو کچھ زمین حق مہر میں دی تھی، کیا اس آدمی کے مرنے کے بعد حق مہر میں دی ہوئی زمین وراثت میں واپس لینا اور ورثاء میں تقسیم کرنا جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مصطفیٰ خان مانسہرہ

الجواب: چونکہ حق مہر بیوی کی ملکیت ہوتی ہے لہٰذا اس میں اس آدمی کا کوئی حق نہیں ہوگا ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

نقد مہر کے عوض میں زمین وغیرہ دینا بالاجماع جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اڑھائی سال قبل مسماۃ ''پ'' کا عقد نکاح مسمی ''ع'' سے عوض حق مہر چھ ہزار روپیہ ہوا، مسماۃ پ کے وکیل نے یہ مقرر کیا اور رو بروئے مجلس عام نکاح مسمی ع کے وکیل ''م'' نے قبول کیا پھر امام نے خطبہ مسنونہ پڑھ کر دعائے خیر کی رسم شادی کے وقت مسماۃ ''پ'' نے ایک ہزار معاف کر دیا، اور چار ہزار کے عوض دو کنال اراضی اور ایک ہزار کے عوض ایک گائے وصول کی، اب تین ماہ بعد لوگ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ تجدید نکاح ضروری ہے، اس مسئلہ کی حقیقت کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: یحیٰ عمران

الجواب: مہر کے بدلے (عوض) زمین وغیرہ دینا بالاجماع جائز ہے اور اس عوض کے دینے

﴿۱﴾ قال العلامة عبد الغني الغنيمي: ومن سمى مهراً عشرة فما زاد اى فاكثر فعليه المسمى ان دخل او خلابها خلوة صحيحة او مات عنها او ماتت عنه لانه بالدخول يتحقق تسليم المبدل وبه يتأكد البدل وبالموت ينتهي النكاح والشئ بانتهائه يتأكد ويتقرر بجميع مواجبه.

(اللباب في شرح الكتاب ۲: ۱۵۰ كتاب النكاح)

کے وقت نہ تجدید نکاح ضروری ہے اور نہ خطبہ نکاح پڑھنا مسنون ہے اس پروپیگنڈہ سے آپ متاثر نہ ہوں ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

مہر کی بخشش جائز اور ناجائز حیلے ناجائز ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ افغانستان کے بعض علاقوں میں یہ حیلہ کیا جاتا ہے کہ عاقلہ بالغہ لڑکی اپنے بھائی یا والد کو کہتی ہے کہ میرا مہر اپنی مرضی سے مقرر کر کے خود لے لیں یہ میری طرف سے آپ کیلئے بخشش ہے اور تیس چالیس ہزار روپیہ لے لیتے ہیں کیا یہ طریقہ اور حیلہ درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: ریاض محمد نورستانی مدرسہ احیاء العلوم چارسدہ.....۱۹۸۴ء/ ۵/ ۳

الجواب: یہ بخشش اور ہبہ درست ہے ﴿۲﴾ البتہ عقد نکاح کے وقت کم مہر مقرر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سابق زر کثیر مہر نہیں تھا بلکہ ثمن یا جبر تھا۔ وھو الموفق

مہر میں مکان کا ایک تہائی حصہ لینے یا اس کے بدلے تین سو روپے لینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بیوی کے مہر میں

﴿۱﴾ وفی الھندیة: واذا تزوجها علی ھذا العبد وھو ملک الغیر او علی ھذہ الدار وھی ملک الغیر فالنکاح جائز والتسمیة صحیحة فبعد ذلک ینظر ان اجاز صاحب الدار وصاحب العبد ذلک فلھا عین المسمی وان لم یجز المستحق لا یبطل النکاح ولا التسمیة حتی لا یجب مھر المثل وانما تجب قیمة المسمی کذا فی المحیط.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱:۳۰۳ الباب السابع فی المھر الفصل الاول)

﴿۲﴾ وفی الھندیة: للمرأة ان تھب مالھا لزوجھا من صداق دخل بھا زوجھا اولم یدخل ولیس لاحد من اولیائھا اب ولا غیرہ الاعتراض ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آج سے چند سال قبل گھر کا ایک تہائی حصہ لکھا تھا لیکن پھر فیصلہ اس پر ہوا کہ اس نے جب بھی گھر لینے کا مطالبہ کیا تو اس کو گھر کی بجائے تین سو روپے دیں گے، اب اس عورت نے مطالبہ کیا ہے اور اسی کو تین سو روپے دینا چاہتا ہے مگر وہ کہتی ہے کہ اب گھر کی قیمت زیادہ ہے مجھے زیادہ روپیہ دے دو، کیا یہ مطالبہ جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: امیر زادہ کانگڑہ چارسدہ......۵/ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

الجواب: یہ عورت اس گھر میں ایک تہائی حصہ کی مالکہ ہے، اب اس کی مرضی ہے کہ ایک تہائی پر راضی ہو یا نہ ہو، لان الامہار من اسباب الملک ﴿۱﴾. وھو الموفق

مسئلہ بالا کے متعلق دوبارہ استفسار

سوال: ایک شخص نے آج سے چند سال پہلے تیسرا حصہ گھر بمقابلہ تین صد روپیہ ایک بیوہ عورت کے مہر کیلئے مقرر کیا تھا بعد میں فیصلہ ہوا کہ اس کو ایک تہائی حصہ گھر کے تین سو روپیہ دیئے جائیں گے اب چونکہ قیمت زیادہ ہے اس لئے بیوہ زیادہ رقم مانگتی ہے شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: امیر زادہ کانگڑہ......۸/ رجب ۱۴۰۱ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ عورت صرف تین سو روپیہ کی حق دار ہے، یعنی اگر یہ معاملہ معاوضہ ہوا اور اگر صرف وعدہ ہو تو عورت کی مرضی کے خلاف قیمت نامنظور ہوگی ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ) علیها...... ولو وهبت من ورثته يجوز.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۱۶ الفصل العاشر فی هبة المهر)

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجيم: اسباب التملك المعاوضات المالية والامهار والخلع...... العاشرة يملك الصداق بالعقد فالزوائد لها قبل القبض الخ.

(الاشباه والنظائر ۳۴۰ القول فی الملک)

﴿۲﴾ وفي الهندية: واذا تزوجها على هذا العبد وهو...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مہر کے ساتھ ماہوار رقم کے تقرر کی رسم دراصل نفقہ ہے مہر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل شادی کے موقع پر مہر کے ساتھ ماہوار رقم بھی لکھی جاتی ہے، مثلاً ایک سوبیس روپیہ مہر اور پچاس روپے ماہوار وغیرہ، قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا کیا حکم ہے، ماہانہ رقم عموماً اس وقت طلب کی جاتی ہے جب لڑکی کسی ناچاقی کی وجہ سے میکے چلے جاتی ہے، پھر لڑکی خواہ وہاں پچاس خرچ کر لے یا دس روپیہ، اس ماہوار رقم کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مشتاق احمد......۲۴/ رجب ۱۳۹۳ھ

الجواب: چونکہ یہ رقم بطور نفقہ مقرر کی جاتی ہے لہٰذا اس کے لینے دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ ناشزہ کیلئے اس کا لینا حرام ہے ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ) ملک الغیر او علی ھذہ الدار وھی ملک الغیر فالنکاح جائز والتسمیة صحیحة فبعد ذلک ینظر ان اجاز صاحب الدار وصاحب العبد ذلک فلھا عین المسمی وان لم یجز المستحق لا یبطل النکاح ولا التسمیة حتی لا یجب مھر المثل وانما تجب قیمة المسمی کذا فی المحیط.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۰۳ الباب السابع فی المھر)

﴿۱﴾ قال العلامة القھستانی: تجب النفقة...... والکسوة...... والسکنیٰ...... علی الزوج ولو صغیرا...... بقدر حالھما ای الزوجین وعلیه الفتویٰ کما فی الھدایة وذکر فی الخزانة انه بقدر حالھا فینفق بقدر ما یقدر والباقی دین علیه لکن فی ظاھر الروایة انه بقدر حاله وھو الصحیح فوجب بقدر طاقته...... لا تجب النفقة لناشزة ما دامت علی تلک الحالة...... خرجت من بیته خروجاً حقیقیا او حکمیا بغیر حق.

(جامع الرموز ۱: ۵۹۵ فصل فی النفقة)

غیر متعین یعنی غیر معلوم چیزوں کا مہر میں لینے دینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے شادی سے قبل اپنی بیوی کو کچھ اراضی، زیورات اور ایک عدد مکان بعوض حق مہر دینا، منظور کیا، اوران اشیاء کا اسٹامپ بھی لکھوایا لیکن زیورات اور مکان کے علاوہ اپنی طویل زندگی میں اور کچھ نہیں دیا، کیا شوہر کی وفات کے بعد وہ بیوی مذکورہ باقی حق مہر شوہر کے ورثاء (فرزندان ودختران) سے وصل کرنے کا شرعاً حق رکھتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد ایوب مقام ڈھکی ڈی آئی خان.....۱۹۷۷ء/ ۸/ ۱۶

الجواب: اگر یہ اراضی متعین کی گئی ہو تو ان کی حق مہر ہونے اور میراث پر مقدم ہونے میں کوئی خفا نہیں اور اگر متعین نہیں کی گئی ہو تو متوسط زمین (جو نہ بہت عمدہ ہو اور نہ بہت خراب ہو) یا اس کی قیمت حق مہر ہوگی، اورارث پر مقدم ہوگی، کما فی الهندية: ونوع هو معلوم الجنس مجهول الوصف كما لو تزوجها على عبد او فرس او دابة او ثوب هروى يجب الوسط ان شاء ادى عينه وان شاء ادى قيمته كذا فى الظهيرية (۱: ۳۲۹)﴿۱﴾. وهو الموفق

مہر مؤجل ہو یا معجّل مشروع ہے اور بعض کا معجّل کرنا سنت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا شرعاً یہ ضروری ہے کہ مہر کی رقم معجّل (یکمشت) رسم نکاح کے وقت ادا کرنا بہتر ہے یا کچھ رقم (عام طور پر نصف) مؤجل رکھنا بھی لازمی ہے؟ نیز یاد رہے کہ مہر مؤجل کی رقم جو واجب الادا ہے بعد از نکاح اس کی ادائیگی پر کوئی غور نہیں ہوتا، بلکہ اکثر زندگی بھر نظر انداز رہتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: شیر محمد نائب صوبیدار راولپنڈی.....۳/ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

﴿۱﴾ فتاوىٰ عالمگيريه ۱: ۳۰۹ الفصل الخامس فى المهر تدخله الجهالة)

الجواب: مہرخواہ تمام معجّل ہو یا تمام مؤجل ہو یا بعض معجّل ہو تو اس میں کوئی صورت غیر مشروع نہیں ہے﴿۱﴾ البتہ بعض کو معجّل کرنا سنت ہے﴿۲﴾۔وھوالموفق

مہر مؤجل اور معجّل کی ادائیگی اور اقسام کے احکام

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نکاح نامہ رجسٹرار میں لکھا ہوتا ہے:(الف) مہر مؤجل بوقت مطالبہ ادا کروں گا۔(ب) یا مثلاً آٹھ سو روپیہ مہر مقرر ہو تو یہ شرط درج ہو کہ سو روپیہ ماہوار ادا کروں گا۔سوال یہ ہے کہ کیا یہ مہر مؤجل ہے یا معجّل،کبھی ہم نکاح رجسٹراروں کو اس میں قانونی دقت پیش آتی ہے؟بینوا توجروا

المستفتی:مولوی فقیر حسین خطیب مسجد بابا کرم شاہ نوشہرہ......۱۹۸۷ء/۱۰/۱۲

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: فتسليم البعض لا يوجب تسليم الباقي لاخذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه او اخذ قدر ما يعجل لمثلها عرفا به يفتىٰ...... ان لم يؤجل او يعجل كله فكما شرط لان الصريح يفوق الدلالة الا اذا جهل الاجل جهالة فاحشة فيجب حالا غاية الا التاجيل الخ. (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲ : ۳۸۹ قبيل مطلب فى السفر بالزوجة)

﴿۲﴾قال العلامة ابن عابدين: حديث التمس ولو خاتما من حديد يجب حملها على انه المعجل وذلك لان العادة عندهم تعجيل بعض المهر قبل الدخول حتى ذهب بعض العلماء الى انه لا يدخل بها حتى يقدم شيئا لها تمسكا بمنعه ﷺ عليا ان يدخل بفاطمة رضى الله عنها حتى يعطيها شيئا فقال يا رسول الله ليس لى شئ فقال اعطها درعك فاعطاها درعه رواه ابوداؤد والنسائى ومعلوم ان الصداق كان اربع مأة درهم وهى فضة لكن المختار الجواز قبله لما روت عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت امرنى رسول الله ﷺ ان أدخل امرأة على زوجها قبل ان يعطيها شيئا رواه ابوداؤد.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲ :۳۵۷ باب المهر)

الجواب: مہر معجّل اس مہر کو کہا جاتا ہے جو جماع سے قبل ادا کیا جاتا ہو، اور مہر مؤجل کے تین اقسام ہیں:

(۱)......جس کی دائیگی کی تاریخ متعین ہو مثلاً یکم رمضان۔

(۲)......جس کی ادائیگی کی تاریخ منجم (قسطوار) ہو مثلاً ماہوار سو روپے۔

(۳)......جس کی ادائیگی کی تاریخ مجہول ہو مثلاً مستقبل میں آئندہ کیلئے۔

مہر معجّل کا حکم واضح ہے اور مہر مؤجل کا حکم یہ ہے کہ حسب شرط ادا کیا جائے گا اور اگر شرط کے وقوع سے قبل طلاق یا موت واقع ہو تو مزید تاخیر جائز نہ ہوگی (ماخوذ از ہندیہ)﴿۱﴾۔ وهو الموفق

شادی مانگنے پر لڑکے سے رقم طلب کرنا حرام خوری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چھ سال قبل ایک لڑکے اور لڑکی کے درمیان ناطہ طے ہوا تھا اب جب لڑکے والوں نے چھ سال بعد رشتہ طلب کیا کیونکہ لڑکا لڑکی دونوں نوجوان ہیں اور شادی کیلئے کہا، تو لڑکی کے والد نے نفی میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ مزید پندرہ سو روپیہ دے دو تب رشتہ مل سکے گا، جبکہ اس سے قبل تقریباً چھ ہزار روپے وہ کھا چکا ہے شریعت محمدی میں اس شخص کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اکرام کوہالہ مری......۳۰/۸/۱۹۷۸ء

﴿۱﴾ وفی الهندية: لا خلاف لاحد ان تأجيل المهر الى غاية معلومة نحو شهر او سنة صحيح وان كان لا الى غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم يصح وهو الصحيح وهذا لان الغاية معلومة فى نفسها وهو الطلاق او الموت الا يرى ان تأجيل البعض صحيح وان لم ينصا على غاية معلومة كذا فى المحيط.

(فتاوىٰ عالمگيريه ۱:۳۱۸ الفصل الحادى عشر فى التأجيل فى المهر وغيره)

الجواب: یہ شخص (لڑکی کا والد) حرام خور اور فاسق ہے، ناکح یہ تمام رقم اس سے واپس لے سکتا ہے، کما فی شرح التنویر: اخذ اهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة، وفي ردالمحتار ۲: ۳۰۵ قوله عند التسليم اى بان ابى ان يسلمها اخوها او نحوه وكذا لو ابى ان يزوجها فللزوج الاسترداد قائما او هالكاً ﴿۱﴾. وهو الموفق

شادی کے موقع پر لڑکی کے گھر کھانے کا خرچہ زوج سے وصول کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کی کل شادی ہے اور عورتیں آج لڑکی کے گھر پر جمع ہو جائیں اور ان کیلئے کھانا تیار کیا جاتا ہے اور اس کھانے پر جو خرچ آتا ہے وہ سب کے سب لڑکے والوں سے وصول کیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حبیب خان کراچی نمبر ۸...... یکم ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: اگر لڑکے سے وصول شدہ خرچہ مہر میں سے شمار کیا جائے تو کچھ جواز نکل سکتا ہے ورنہ یہ اور نیز لڑکی کی طرف سے خوراک تیار کرنا رسوم قبیحہ ہیں ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۹۷ قبيل مطلب في دعوى الاب ان الجهاز عارية)

﴿۲﴾ قال العلامة مفتي كفايت الله الدهلوى: یہ رقم جو زوج سے قبل از عقد یا بعد از عقد اس غرض سے اور اس نام سے لیتے ہیں کہ اس سے برات کو اور اعزہ واقربا کو کھانا دیا جائے گا، ناجائز ہے، اور اس کا حکم وہ ہے جو اس عبارت میں مذکور ہے، ولو اخذ اهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة، اور اس عبارت میں ہے، ومن السحت ما يأخذه الصهر من الختن بسبب بنته بطيب نفسه حتى لو كان بطلبه يرجع الختن به، اور اشیائے معروفہ، كدرهم النقش والحمام (شامی کتاب النکاح ۳: ۱۳۰ سعید) وغیرہ کا جو حکم شامی میں مذکور ہے یہ تمام وہ اشیاء ہیں جو زوجہ کے مہر میں محسوب ہوتی ہیں اور اسی لئے ان کو بقدر ما يعجل من المهر کے وجوب تقدیم کے حکم کے ضمن ..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مہر کے حیلہ سے لڑکی کے والدین رقم لے کر حرام خوری کرتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں عورتوں کا حق مہر اتنا زیادہ ہے کہ نادار اور عام لوگوں کیلئے پریشانی کا باعث بن گیا ہے اور لڑکی کے والدین نے اسے آمدنی کا ایک مستقل ذریعہ بنالیا ہے، ساٹھ ستر ہزار روپیہ آج کل کم از کم مقدار ہے، مذکورہ رقم میں صرف دس پندرہ ہزار روپیہ کا سامان ہوتا ہے باقی والدین کھاتے ہیں اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا محمد ہاشم بلوچستان......۱۹۸۷ء/۲/۹

الجواب: لڑکی کا یہ والد حرام خور ہے ﴿۱﴾ اس سے بچنا یا خوف خدا سے ہوسکتا ہے یا حکومت اور قوم کی حد بندی سے۔ وهو الموفق

والدین کا مہر کے نام پر رقم لینا حرہ کی فروخت اور حرام خوری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ بیٹی یا

(بقیہ حاشیہ) میں بیان کیا ہے اور ان چیزوں کا زوجہ کیلئے ہونا ظاہر اور اس بنا پر مہر میں محسوب ہونا یقینی ہے اور ان کا وجوب علی انها من المهر جب ہی ہے کہ عرف بین ثابت ہو اور زوج بھی اسے تسلیم کرے ورنہ یہ بھی غیر لازم ہے، اور پہلی رقم جو کھانا دینے کیلئے لی جاتی ہے اس کا مہر میں محسوب نہ ہونا بلکہ نہ ہوسکنا ظاہر ہے کہ مہر کی رقم کو برات اور قرابت داروں پر خرچ کردینے کا اولیائے زوجہ کو کوئی حق نہیں ہے اور زوجہ کے کام میں نہ آنا اس کا ظاہر ہے۔

(کفایت المفتی ۵: ۱۱۴ کتاب النکاح)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: اخذ اهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة، وقال ابن عابدين: اى بان ابى ان يسلمها اخوها او نحوه حتى يأخذ شيئا وكذا لو ابى ان يزوجها فللزوج الاسترداد قائما او هالكا لانه رشوة.

(الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۳۹۷ قبيل مطلب في دعوى الاب ان الجهاز عارية)

بہن کی شادی کا فیصلہ ہوتے وقت والد یا بھائی بیس ہزار سے لے کر ایک لاکھ تک روپیہ لیتے ہیں بعض لوگ اس کے چھوٹے حصے رقم پر لڑکی کیلئے زیورات اور سامان لیتے ہیں جبکہ بعض کل رقم کو کھا لیتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حاجی محمد خان لکڑ منڈی بنوں......۱۹۸۴ء/۱۰/۲۱

الجواب: مہر کی کم از کم مقدار ڈھائی تولہ چاندی ہے اور زیادت کیلئے حد منقول نہیں ﴿۱﴾ البتہ بنا بر حدیث مہر میں زیادتی بہتر اور مستحب نہیں ہے، رواہ ابو داؤد ۲۸۷ الا لا تغالوا بصداق النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا او تقوى عند الله كان اولاكم بها النبي ﷺ ﴿۲﴾، اور افغانستان اور یاغستان میں جو رواج ہے وہ بلا شک وشبہ ناجائز ہے یہ لوگ حرہ کو فروخت کرتے ہیں اور ثمن خود کھاتے ہیں جیسا کہ بنات واخوات کو وراثت میں کچھ نہیں دیتے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

لڑکی کے عوض کچھ رقم لینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ بیٹی بہن کے عوض رقم

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: المهر اقله عشرة دراهم لحديث البيهقي وغيره لا مهر اقل من عشرة دراهم ورواية الاقل تحمل على المعجل فضة وزن سبعة مثاقيل كما في الزكاة...... يجب الاكثر منها ان سمى الاكثر. (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۵۷ باب المهر)

﴿۲﴾ رواه ابوداؤد ۱: ۲۸۷ باب الصداق، والترمذی وصححه، والنسائي، وابن ماجة واحمد والبيهقي، وابن حبان وصححه والحاكم والدارمي ۲: ۱۹۰ باب كم كانت مهور ازواج النبي ﷺ وبناته.

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفي: اخذ اهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة، قال ابن عابدين: ای بان ابی ان يسلمها اخوها او نحوه حتى يأخذ شيئا وكذا لو ابى ان يزوجها فللزوج الاسترداد قائما او هالكا لانه رشوة.

(الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۳۹۷ قبيل مطلب في دعوى الاب ان الجهاز عارية)

لیتے ہیں اور اسے اپنے ذاتی مصرف میں لگاتے ہیں، اور پھر لڑکی نکاح کرواکر حوالہ کی جاتی ہے، کیا یہ رقم لینا جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالستار رضا فقیر والی بہاولنگر......۱۹۷۲ء/۱۰/۲۵

الجواب: اگر یہ رقم اعزازی طور سے بہ طیب خاطر دی گئی ہو تو اس کا لینا اور دینا جائز ہے، لحدیث احق ما اکرم علیه الرجل ابنته او اخته، (رواه ابو داؤد ۱۹۷)﴿۱﴾ اور اگر جبری طور پر لی گئی ہو تو اس کو واپس لیا جاسکتا ہے، فی الدر المختار مع ردالمحتار (۲: ۳۷۶) اخذ اهل المرأة شيئا عند التسليم ای بان ابی ان يسلمها اخوها او نحوه حتی يأخذ شيئا وكذا لو ابی ان يزوجها فللزوج الاسترداد قائما او هالكا لانه رشوة﴿۲﴾، اور اگر یہ رقم اس لئے لی گئی ہو کہ شوہر کی طرف سے مطلوبہ معروفہ جہیز وغیرہ میں صرف کیا جائے تو اس میں حرج نہیں ہے، ویقال له الدستيمان والتفصيل فی ردالمحتار ۲: ۳۷۷﴿۳﴾ ورنہ حرام ہے، لانه رشوة او ثمن الحر وكلاهما محرمان. وهو الموفق

﴿۱﴾ (سنن ابی داؤد ۱: ۲۹۰ باب فی الرجل يدخل بامرأته قبل ان ينقدها، كتاب النكاح)

﴿۲﴾(الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۹۷ قبيل مطلب فی دعوى الاب ان الجهاز عارية)

﴿۳﴾قال العلامة ابن عابدين: وفی البزازية ما يفيد التوفيق حيث قال تزوجها او اعطاها ثلاثة آلاف دينار الدستيمان وهی بنت موسرو لم يعط لها الاب جهازا افتی الامام جمال الدين وصاحب المحيط بان له مطالبة الجهاز من الاب علی قدر العرف والعادة او طلب الدستيمان قال وهذا اختيار الائمة وقال الامام المرغينانی الصحيح انه لا يرجع بشيئ لان المال فی النكاح غير مقصود وكان بعض ائمة خوارزم يعترض بان الدستيمان هو المهر المعجل كما ذكر فی الكافی وغيره فهو مقابل بنفس المرأة حتی ملكت حبس نفسها لاستيفائه فكيف يملك الزوج طلب......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شادی کے موقع پرلڑکے والوں سے بیل وغیرہ کھانے کیلئے مانگنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض پہاڑی علاقوں میں یہ رواج ہے کہ شادی بیاہ کے موقع پرلڑکی والے لڑکے کے اقارب سے حیوان یعنی بیل وغیرہ لازماً برائے ذبح لایا کرتے ہیں اور پھر دونوں گھرانے مشترکہ طور پر اسے کھاتے ہیں اور یہ حیوان وغیرہ نہ لینے کی صورت میں قوم اور برادری کے لوگ اس شخص سے خفا ہو جاتے ہیں اوران کے ساتھ ہمدردی وغیرہ چھوڑ جاتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس بیل وغیرہ کے عوض میں لڑکی کے مہر سے کچھ چیز لڑکے کو معاف کیا جاتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبیداللہ......

الجواب: اگر اس بیل کی قیمت مہر سے وضع کیا جاتا ہے تو لڑکی کی باقاعدہ اجازت سے اس کا لینا اور کھانا جائز ہوگا ﴿۱﴾ اور اگر یہ بیل مہر کے علاوہ بغیر طیب خاطر کے لیا جاتا ہو تو یہ بیل رشوت میں داخل ہوگا اور حرام ہوگا اور واجب الرد ہے ﴿۲﴾ کما فی الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲:۳۰۵

(بقیہ حاشیہ) الجهاز والشيء لا يقابله عوضان واجاب عنه الفقيه ناقلا عن الاستأذان الدستيمان اذا ادرج في العقد فهو المعجل الذي ذكرته وان لم يدرج فيه ولم يعقد عليه فهو كالهبة بشرط العوض وذلك ما قلناه الخ.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲:۳۹۹ بعيد مطلب في دعوى الاب ان الجهاز عارية)

﴿۱﴾ قال العلامة المرغيناني: وان حطت عنه من مهرها صح الحط لان المهر حقها. (هدايه ۲:۳۴۷ باب المهر)

﴿۲﴾ عن ابى حرة الرقاشي عن عمه قال قال رسول الله ﷺ الا لا تظلموا الا لا يحل مال امرئ الا بطيب نفس منه رواه البيهقي في شعب الايمان والدارقطني في المجتبىٰ.

(مشكواة المصابيح ۱:۲۶۱ باب الغصب والعارية)

اخذ اهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة﴿۱﴾. وهو الموفق

مہر کے علاوہ لڑکے والوں سے رقم لینے کا تفصیلی مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں قدیم سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ لڑکیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح فروخت کیا جاتا ہے اور نکاح اس شرط پر کراتے ہیں کہ مثلاً آپ چالیس ہزار روپیہ دیں گے پھر لڑکے والے مجبوراً دیتے ہیں اس لئے کہ اگر نہیں دیتے تو وہ لڑکی کا نکاح نہیں کرواتے، جبکہ بعض لوگ جواز کیلئے یہی چالیس ہزار روپے لڑکی کے مہر میں داخل کرتے ہیں اور پھر لڑکی کی اجازت یا بغیر اجازت کے استعمال میں لاتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں باپ بھائی وغیرہ کے لئے یہ رقم اسی طرح لینا جائز اور حلال ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد ممتاز دارالعلوم ربانیہ کراچی نمبر ۴۱......۱۹۸۴ء/۹/۲۳

الجواب: دونوں صورتوں میں لینا ناجائز اور حرام ہے، پہلی صورت میں تو واضح ہے کہ لڑکی کا شوہر اس طمع ولالچ میں دیتا ہے کہ لڑکی کا نکاح مجھ سے ہو اور اسی طرح دینے کو فقہاء کرام نے رشوت کہا ہے جس کا لینا حرام و ناجائز ہے، اور ایسا حرام ہے کہ لینے کے بعد بھی اس کی ملکیت میں نہیں آتی، قال في الدر: اخذ اهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة، وقال ابن عابدين: تحت (قوله عند التسليم) اى بان الى ان يسلمها اخوها او نحوه حتى يأخذ شيئا وكذا لو ابى ان يزوجها فللزوج الاسترداد قائماً اوها لكاً لانه رشوه، بزازية (ردالمحتار ۳: ۱۵۶)﴿۲﴾ وقال في الدرالمختار: الرشوة لا تملك بالقبض

﴿۱﴾(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۹۷ قبيل مطلب في دعوى الاب ان الجهاز عارية)

﴿۲﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۹۷ قبيل مطلب في دعوى الاب ان الجهاز عارية)

(الشامیة ۲: ۴۲۳)﴿۱﴾ وقال فی الھندیة: ولو تزوج امرأۃ علی ان یھب لابیھا الف درھم فھذا الالف لا یکون مھراً ولایجبر علی ان یھب فلھا مھر مثلھا وان سلم الالف فھو للواھب ولہ ان یرجع فیھا ان شاء (عالمگیریہ ۱: ۳۰۸)﴿۲﴾.

دوسری صورت میں لڑکی کی رضا کا عدم تیقن کی وجہ سے حرام ہے بلکہ تیقن عدم رضا کی وجہ سے اسلئے کہ جب یہی لڑکی شوہر کے گھر چلی جاتی ہے اور دو تین سال میں اس کی شرم ختم ہو جاتی ہے تو والد اور والدہ صاحبہ کو ایک پائی دینے کیلئے بھی تیار نہیں ہوتی چہ جائے کہ تیس چالیس ہزار روپیہ دے دیں اس سے معلوم ہوا کہ شادی کے وقت شرم ہی کی وجہ سے اجازت دیتی ہے دل سے راضی نہیں ہوتی، فقہاء کرام نے یہاں تک لکھا ہے کہ مہر کی رقم سے والد کو لڑکی کیلئے سوائے ان چیزوں کے جو عادۃً مہر کی رقم سے خریدی جاتی ہے دوسری چیز کا خریدنا اس کی رضا کے بغیر جائز نہیں، تو باپ کیلئے ذاتی مصرف میں لانا کیسے جائز ہوگا، لہٰذا ایسی صورت میں بھی لینا حرام و ناجائز ہے، قال فی الشامیة لکن فی الھندیة لو قبض بمھر البالغة ضیعة فلم ترض ان جری التعارف بذلک جاز لہ والا فلا ولو بکراً، (ردالمحتار ۳: ۱۶۱)﴿۳﴾ خلاصہ یہ کہ کسی طرح بھی مہر میں باپ وغیرہ کیلئے تصرف جائز نہیں، کل مہر لڑکی کا حق ہے اور اس کو اس کے حوالہ کیا جائے گا والتفصیل فی الھندیة ۱: ۳۱۶﴿۴﴾ والشامیة..................

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۵: ۳۰۰ فصل فی البیع کتاب الحظر والاباحة)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۰۸ الفصل الرابع فی الشروط فی المھر)

﴿۳﴾(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۴۰۱ مطلب لابی الصغیرہ المطالبة بالمھر)

﴿۴﴾ وفی الھندیة: للمرأۃ ان تھب مالھا لزوجھا من صداق دخل بھا زوجھا اولم یدخل ولیس لاحد من اولیائھا اب ولا غیرہ الاعتراض علیھا...... ولیس للاب ان یھب مھر ابنتہ عند عامة العلماء کذا فی البدائع.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۱۶ الفصل العاشر فی ھبة المھر)

۳:۱۱۳﴿۱﴾. والله اعلم

کتبہ......:احمد عفی عنہ

دارالافتاء دارالعلوم ربانیہ توحید آباد کالونی کراچی

هذا الجواب صحیح :......محمد فرید عفی عنہ

(شیخ الحدیث وصدر دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

طلاق کے بعد مہر اور جہیز کا سامان بیوی کو واپس دیا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نادار اور شریف آدمی کی لڑکی کو ایک زور آور آدمی کے لڑکے نے بلاقصور طلاق دی اور تمام زیورات لڑکی سے لے کر والدین کے گھر بھیج دیا اور کہا کہ تم میرے والدین کی خدمت اچھے طریقے سے نہیں کرسکتی شریعت میں اس مہر کے زیورات اور جہیز کے سامان کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: خان شیر دوبئی

الجواب: شوہر پر فرض ہے کہ تمام مہر اس عورت کو دیدے﴿۲﴾ اور جو سامان اس لڑکی کو والد

﴿۱﴾قال العلامة ابن عابدين: (قوله وصح حطها) قيد بحطها لان حط ابيها غير صحيح لو صغيرة ولو كبيرة توقف على اجازتها ولا بد من رضاها ففي هبة الخلاصة خوفها بضرب حتى وهبت مهرها لم يصح لو قادراً على الضرب الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲ :۳۶۶ مطلب في حط المهر والابراء منه)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: ويتأكد عند وطء او خلوة او موت احدهما...... قال ابن عابدين: وفي البدائع واذا تأكد المهر بما ذكر لا يسقط بعد ذلك وان كانت الفرقة من قبلها لان البدل بعد تأكده لا يحتمل السقوط الا بالابراء كالثمن اذا تأكد بقبض المبيع.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲ :۳۵۸ باب المهر)

وغیرہ نے دیا ہے وہ بھی اس عورت کو واپس دی جائے ،وذلک مما اجمعوا علیه﴿۱﴾. وهو الموفق

قبل از رخصتی لڑکی کے مرنے پر مہر کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک لڑکی سے نکاح کیا، وہ لڑکی رخصتی سے قبل مرگئی، لڑکی کا والد تمام مہر کا مطالبہ کرتا ہے کیا یہ مطالبہ صحیح ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد رسول شاہین مارکیٹ بٹ خیلہ ......۱۲/ رمضان ۱۴۰۹ھ

الجواب: اس مہر میں نصف خاوند کا حق ہے ﴿۲﴾ اور باقی نصف والدین یا والد کا حق ہے ﴿۳﴾۔وهو الموفق

بعد از رخصتی طلاق دینے کے بعد عورت کا تمام مہر واجب الادا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے بیوی کو ایک سال آباد کیا، بعد ازاں ناراض ہو کر بیوی کو اپنے والدین کے گھر چھوڑ آیا جہاں وہ اڑھائی سال رہی بعد ازاں لوگوں نے اسے مجبور کر کے طلاق دینے کی ترغیب دی اور بالآخر تین سال بعد بلاشرط طلاق دے دی، بعدہ

﴿۱﴾وفي الهندية: لو جهز ابنته وسلمه اليها ليس له في الاستحسان استرداده منها وعليه الفتوىٰ...... واذا بعث الزوج الى اهل زوجته اشياء عند زفافها منها ديباج فلما زفت اليه اراد ان يسترد من المرأة الديباج ليس له ذلک اذا بعث اليها على جهة التمليک كذا في الفصول العمادية.

(فتاوىٰ عالمگيريه ۱ :۳۲۷ الفصل السادس عشر في جهاز البنت)

﴿۲﴾قال الله تبارک وتعالى: ولكم نصف ماترک ازواجكم ان لم يكن لهن ولد.

(سورة النساء پاره۴ رکوع:۱۳ آيت:۱۲)

﴿۳﴾ قال العلامة الكاساني: ومنها الارث من الجانبين جميعا لقوله عز وجل ولكم نصف ما ترک ازواجكم. (بدائع الصنائع ۲ :۳۳۲ فصل ومنها الارث)

چند ایک افراد کے اکسانے پر دو ماہ بعد زیور کے واپسی کا مطالبہ کیا، جبکہ اس لڑکی کا مہر ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا، زیور کی قیمت ۶۷۰ روپے مہر میں ادا کئے اور ۳۳۰ روپیہ باقی عند الطلب رکھے تھے، اب سوال یہ ہے:

(۱) کیا لڑکے کے ذمہ باقی ۳۳۰ روپیہ ادا کرنا واجب ہے؟ (۲) تین سال کا خرچہ لڑکے کے ذمہ واجب ہے؟ (۳) برضا وخوشی گواہوں کے سامنے طلاق دینے کے بعد اب زیورات کا جو مطالبہ کیا جاتا ہے کیا یہ درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلام قادر......۱۹۷۴ء/۳/۱۶

الجواب: (۱) اس خاوند پر تمام مہر ایک ہزار روپیہ دینا واجب الاداء ہے، لوجود الغاية وهو الطلاق كما في الهندية (۱: ۳۳۹) پس صورت مسئولہ میں ۳۳۰ روپے واجب الاداء ہوں گے ﴿۱﴾۔ (۲) دنیا میں اس نفقہ پر ماخوذ نہ ہوگا، لعدم الرضاء والقضاء كما في الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۹۰۶ ﴿۲﴾. (۳) یہ مطالبہ بے قاعدہ اور غلط ہے۔ وهو الموفق

غیر شادی شدہ مطلقہ نصف مہر کی مستحقہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے نکاح کیا ہے لیکن ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی ہے، کچھ ناچاقی کی وجہ سے اس آدمی نے اس لڑکی کو طلاق دے دی اب لڑکی مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد شیر جہانگیرہ......۳/۱۲/۸۵

﴿۱﴾ وفي الهندية: والمهر يتأكد باحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحيحة وموت احد الزوجين سواء كان مسمى او مهر المثل حتى لا يسقط منه شيئ بعد ذلك الا بالابراء.
(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۰۳ الفصل الثاني فيما يتأكد به المهر والمتعة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: والنفقة لا تصير دينا الا بالقضاء او الرضاء.
(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۷۱۵ مطلب لا تصير النفقة ديناً)

الجواب: واضح رہے کہ منکوحہ غیر شادی شدہ عورت نصف مہر کی مستحقہ ہے وھو واضح نص علیہ فی القرآن﴿۱﴾ والفقہ﴿۲﴾. وھو الموفق

مال حرام کے جہیز کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر والد بیٹی کیلئے جہیز میں سامان دے دیں اور وہ مال حرام ہو، یعنی حرام طریقہ سے کمایا ہوا ہو، کیا لڑکے کیلئے یہ مال لینا حرام ہوگا یا حلال؟ بینوا توجروا

المستفتی: نامعلوم......۲۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

الجواب: جب یقینی طور پر حرمت معلوم نہ ہو تو صرف شبہات کی وجہ سے اس جہیز وغیرہ کو رد کرنا ضروری نہیں (شرح اشباہ والنظائر)﴿۳﴾. وھو الموفق

جہیز میں عاریۃً دیا گیا سامان یا مال واپس لیا جا سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ہندہ کے

﴿۱﴾ قال اللہ تبارک وتعالیٰ: وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم. (سورۃ البقرۃ پارہ:۲ رکوع:۱۵ آیت:۲۳۷)

﴿۲﴾ قال العلامۃ الحصکفی: ویجب نصفہ بطلاق قبل وطء او خلوۃ فلو کان نکحھا علی ما قیمتہ خمسۃ کان لھا نصفہ درھمان ونصف.

(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۳۲۰ باب المھر)

﴿۳﴾ قال العلامۃ ابن نجیم: اذا کان غالب مال المھدی حلالا فلابأس بقبول ھدیتہ واکل مالہ مالم یتبین انہ من حرام وان کان غالب مالہ الحرام لا یقبلھا ولا یأکل الا اذا قال: انہ حلال ورثہ او استقرضہ.

(الاشباہ والنظائر ۱۱۳ القاعدۃ الثانیۃ: اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام)

ساتھ شادی کی اور بمطابق رواج وعرف اسی ستر ہزار روپیہ عاریۃً جہیز دیا، لیکن چند ایام کے بعد ہندہ اپنے بارسوخ والدین کے بلانے پر میکے بیٹھ گئی، ہندہ کے والدین ہندہ کو زید کے پاس بھیجنے پر تیار نہیں اور نہ طلاق لینا چاہتے ہیں اور نہ ہی زیور اور جہیز واپس کرنے پر آمادہ ہیں، پس اس عاریۃً دیئے گئے جہیز کے واپسی کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: قاری خلیل الرحمٰن کھلابٹ ٹاؤن ہری پور......۱۶/۶/۱۴۰۱ھ

الجواب: اگر اس جہیز کا عاریت ہونا طرفین کے نزدیک تسلیم شدہ یا شہادت سے ثابت شدہ ہو تو یہ شوہر اس جہیز کو ہر وقت واپس لے سکتا ہے، لما فی شرح المجلة م:۸۲۵ ص:۴۵۸ متی طلب المعیر العاریة لزم المستعیر ردها الیه فوراً الخ﴿۱﴾. وهو الموفق

مہر میں مشاع زمین و گھر دینا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے والدین نے میرے ایک بھائی کا رشتہ کیا تھا رخصتی کے وقت لڑکی کے والد نے میرے والد سے کہا کہ میری بیٹی کو آدھا گھر لکھ دو تب ڈولی دوں گا ورنہ نہیں، اس وقت بوجہ مجبوری میرے والد نے آدھا گھر اس کی بیٹی کو لکھ کر دیا مگر ساتھ ساتھ یہ کہتا رہا کہ لکھ کر تو دیا ہے لیکن دوں گا نہیں، اس بات کو تقریباً پندرہ سال ہوئے ہوں گے، تقریباً دو سال پہلے میرے والد صاحب انتقال کر گئے اب اگر میری بھابھی مطالبہ کرے کہ وہ آدھے گھر کی حقدار ہے تو کیا شریعت کے رو سے وہ حقدار بن سکتی ہے؟ یا یہ وراثت میں تقسیم ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبد الغفار اکوڑہ خٹک......۱۱/۳/۱۹۷۲ء

الجواب: اگر آپ کے والد صاحب نے یہ نصف گھر حق مہر میں شامل کیا ہو تو اس کو آپ

﴿۱﴾ (شرح المجلہ للاتاسی ۳: ۳۲۸ مادہ: ۸۲۵ الفصل الثانی فی العاریة وضماناتها)

میراثاً تقسیم نہیں کر سکتے، یہ صرف اس لڑکی کا حق ہے **لصحة جعل المشاع مهراً** ﴿۱﴾. اور اگر ہبہ اور بخشش کے طور پر دیا ہو تو یہ تمام گھر آپ شرعی ورثاء میں تقسیم کریں گے اس سے اس لڑکی کا کوئی شرعی تعلق نہیں ہے، **لعدم صحة هبة المشائع** ﴿۲﴾. **وهو الموفق**

﴿۱﴾ وفي الهندية: ولو تزوج على نصيبه من هذه الدار قال ابو حنيفة رحمه الله تعالىٰ لها الخيار ان شاء ت اخذت النصيب وان شاء ت اخذت مهر مثلها لا يزاد على قيمة الدار وان كان مهر مثلها اكثر وعلى قول صاحبيه لها النصيب من الدار ان كان النصيب يساوى عشرة دراهم. (فتاوىٰ عالمگيرية ۱: ۳۱۰ الفصل الخامس في المهر تدخله الجهالة)

﴿۲﴾ وفي الهندية: ولا تصح (الهبة) في مشاع يقسم ويبقى منتفعا به قبل القسمة وبعدها هكذا في الكافي. (فتاوىٰ عالمگيرية ۴: ۳۷۶ الباب الثاني فيما يجوز من الهبة وما لايجوز)

باب فی الاولیاء

حدیث "لا نکاح الا بولی" کا معنیٰ ومطلب

سوال: کیافرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ احناف کا مذہب یہ ہے کہ بالغ کنواری عورت اپنا نکاح ولی کے مرضی کے بغیر بھی کرا سکتی ہے جبکہ حدیث میں آیا ہے "لا نکاح الا بولی" تو اس کا معنیٰ ومطلب کیا ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد زمان مسجد روڈ پشاور صدر

الجواب: عاقلہ بالغہ نکاح میں خودمختار ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ ولی کی رضا کے بغیر کوئی اقدام نہ کرے، قرآن واحادیث سے یہی مستنبط ہے، اور مخالفین جن احادیث سے تمسک کرتے ہیں وہ نابالغہ اور مجنونہ پر محمول ہیں یا تغلیظ پر محمول ہیں ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ وفی المنهاج: عن ابی موسی قال قال رسول اللهﷺ لا نكاح الا بولی الخ احتج الجمهور فی مسئلة اشتراط الولی فی النكاح بحديثی الباب، وحجتنا ما رواه مسلم من حديث ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول اللهﷺ قال لا تنكح الايم حتى تستامرو لا تنكح البكر حتى تستاذن، قالوا: يا رسول الله وكيف اذنها، قال: ان تسكت ، وفی النهاية الايم فی الاصل التی لا زوج لها بكرا كانت او ثيبا مطلقة كانت او متوفی عنها، وزاد فيه ابن جرير رجلا او امرأة، ولنا ايضا ما رواه مسلم من حديث ابن عباس ان النبیﷺ قال: الايم احق بنفسها من وليها والبكر تستامرو اذنها صماتها، فان قيل: قد ورد فی رواية مسلم عن ابن عباس مرفوعا الثيب احق بنفسها من وليها والبكر تستاذن فی نفسها واذنها سكوتها ومفهومه ان البكر ليست احق بنفسها من وليها، قلنا:...... (بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

ولایت اور وکالت نکاح میں عدالت شرط نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زرباز خان نے اپنی بیٹی کو اشفاق کے بیٹے سے منسوب کیا ہے، اسی طرح اشفاق نے اپنی بیٹی کو زرباز خان کے بیٹے سے منسوب کیا ہے، دونوں لڑکیاں اور لڑکے بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور اپنے اپنے منسوبین کے حق میں رضا مند بھی ہیں، لیکن اب بنیادی نکتہ یہ پیدا ہوا ہے کہ مسمی زرباز خان پر از ابتدائے ستمبر ۱۹۷۴ء تعزیر حلالہ کا فتویٰ صادر ہو چکا ہے، اور مذکور اس کے ٹالنے کیلئے طرح طرح کے حربے استعمال کر رہا ہے، لیکن فی الواقع جب تک تعزیر حلالہ کی تعمیل نہ کرے اس کے ساتھ اسلامی برتاؤ نہیں کیا جا سکتا، اب حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ جملہ اول کے پیش نظر کس تجویز پر عمل کیا جائے کہ زرباز خان کی شراکت کے بغیر رسم نکاح ادا کیا جائے اور تا تعمیل تعزیر حلالہ کی اس پر کس طرح پابندی لگائی جائے کہ اس عدم تعمیل تعزیر حلالہ کا اثر ناکحین و منکوحین پر نہ آئے۔ نیز یاد رہیں کہ لڑکوں لڑکیوں کے مناسبت میں کوئی ایجاب وقبول کی رسم ادا نہیں ہوئی تھی یہ صرف والدین کا انفرادی فیصلہ تھا، اب صرف عدم تعمیل حلالہ باعث التوا ہے، اور اب بھی زرباز خان مع اہلیہ وکنبہ کی رہائش یکجا ہے، زرباز خان کو ہر چند تعزیر حلالہ کی تعمیل کیلئے فہمائش کی گئی مگر وہ بدستور منحرف ہے، اب سوال یہ ہے

(بقیه حاشیه) العموم اولی من المفهوم بلاخلاف كما صرح به ابن رشد، ولا يبعد ان يقال ان بعض الرواة روى الحديث بمعناه فى زعمه، ولنا ايضا ما رواه احمد عن ابن عباس ان جارية بكرا اتت النبى ﷺ فذكرت ان اباها زوجها وهى كارهة فخيرها النبى ﷺ ورجاله ثقات، وقال ابن قطان صحيح والجواب عن حديث ابى موسىٰ اولاً ان فى سنده اختلافا كما صرح به الترمذى، وعن حديث عائشة انه قد انكره الزهرى كما سيأتى تحقيق العلتين، وثانيا انهما محمولان على الصغيرة والمعتوهة والمملوكة والناكحة مع غير الكفو جمعا بين الروايات المتخالفة او اريد منهما نفى الكمال.

(منهاج السنن شرح جامع السنن للترمذى ۴: ۲۵۵ باب لا نكاح الا بولى)

کہ ان کے بیٹے کے نکاح میں کیا صورت اختیار کی جائے کہ نکاح پڑھایا جائے؟ بینوا توجروا

مرسلہ: شیر محمد قریشی نائب صوبیدار راولپنڈی

الجواب: واضح رہے کہ حلالہ نہ کرنے کی وجہ سے ولایت اور وکالت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا، لان الولایة والوکالة لا یشترط فیهما العدالة﴿۱﴾۔ پس اگر یہ شخص (زرباز خان) بیٹی کے مرضی سے ایجاب وقبول کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، نیز اگر یہ لڑکی اپنی مرضی سے کسی دوسرے شخص کو وکیل بنا دے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، والد کی غیر موجودگی یا عدم رضامندی نقصان دہ امور سے نہیں، لکونها عاقلة بالغة﴿۲﴾۔ وهو الموفق

ولی یا گواہ کی وفات سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لڑکا اور لڑکی جو نابالغ تھے والدین نے ان کے درمیان نکاح پڑھایا، لڑکے کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا والد فوت ہوا جو کہ بیٹے کے نکاح کا ولی تھا، بعد میں لڑکے کی جانب سے لڑکی کو شادی کا پیغام دیا گیا جس پر لڑکی نے انکار کیا اور کہا کہ میرا کوئی نکاح نہیں، اور نکاح کے وقت میں نابالغہ تھی، اب بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ والد کی وفات کی وجہ سے نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے اس مسئلہ کی نوعیت کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: صوبیدار محمد یوسف واہ کینٹ......۱۹۸۸ء/۱۲/ ۲۷

﴿۱﴾قال العلامة الحصكفي: الولي هو البالغ العاقل الوارث ولو فاسقاعلى المذهب ما لم يكن متهتكا. (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۲۱ باب الولي)

﴿۲﴾قال العلامة الحصكفي: ولا تجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ فان استأذنها الولي او وكيله او رسوله او زوجها وليها واخبرها رسوله او فضولي عدل فسكتت او ضحكت غير مستهزئة او تبسمت او بكت بلا صوت فهو اذن.

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۲۴ باب الولي)

الجواب: اگر یہ تحریر حقیقت ہوتو یہ نکاح لازم اور نا قابل تنسیخ ہے کسی سرپرست یا گواہ کی موت سے نکاح کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا (شامی ﴿۱﴾ عالمگیری وغیرہ ﴿۲﴾)۔ وھو الموفق

بیوہ کو میراث کے طور پر نکاح میں دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص فوت ہوا اس کے دو علاتی بھائی زندہ ہیں، اس شخص کی منگنی بے بہا کے ساتھ ہوئی تھی لیکن وہ شادی سے قبل فوت ہوا، اب علاتی بھائی دعویٰ کرتے ہیں کہ بے بہا ہمیں میراث میں اپنے بھائی سے رہ گئی ہے اس لئے ہم اس کو اپنے ماموں کے لڑکے کو نکاح میں لیں گے یہ ہمارا حق ہے کیا اس عورت بیوہ کو جبراً واستحقاقاً اپنے ماموں کے لڑکے کو دے سکتے ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی:......نامعلوم......۱۹۷۲ء/ ۷/ ۱۶

الجواب: اس بیوہ کو میراث سمجھنا حرام اور مخالف قرآن ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا (الآیة)﴿۳﴾ وفی الھدایة: ولا یجوز للولی اجبار البکر البالغة علی النکاح (۲: ۲۹۴)﴿۴﴾ فکیف یجوز لغیر الولی، وفی الھندیة (۱: ۳۰۵) لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنھا بکراً کانت او ثیبًا﴿۵﴾. وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: ولزم النکاح ای بلا توقف علی اجازة احد وبلا ثبوت خیار فی تزویج الاب والجد والمولیٰ. (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۳۳۰ باب الولی)

﴿۲﴾ فان زوجھما الاب والجد فلا خیار لھما بعد بلوغھما وان زوجھما غیر الاب والجد فلکل واحد منھما الخیار اذا بلغ. (فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۳﴾ (سورة النساء پاره: ۴ آیت: ۹)

﴿۴﴾ (ھدایه ۲: ۳۱۴ باب فی الاولیاء والاکفاء)

﴿۵﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

نکاح میں نابالغ ولی کے ایجاب وقبول کاحکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نکاح کے وقت ولی کی عمر تقریباً پانچ سال تھی،اوراس نابالغ لڑکے کے ولی بننے پرہم راضی ہوئے اورنکاح کیا،کیایہ نکاح درست ہے؟بینوا توجروا

المستفتی:مولوی علی حیدرگوجرگڑھی مردان

الجواب: اگرقبول وایجاب اس لڑکے نے کیاہوتویہ نکاح نامنظوراورکالعدم ہے، کما فی الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲:۴۰۶ وشرعا البالغ العاقل الوارث وخرج نحو صبی ووصی مطلقاً علی المذهب﴿۱﴾،البتہ صبی عاقل وکیل بن سکتا ہے۔ وهوالموفق

جبراًایجاب وقبول کاحکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں عاقلہ بالغہ مسلمان عورت ہوں میں شادی شدہ تھی مگراولادنہ ہونے کی وجہ سے شوہرنے مجھے طلاق دے دی میں حقیقی بھائی کے پاس آئی جب عدت گزرگئی تواس کے تیوربدل گئے،اورمیرے چچااورچچی اوردوسرے محرم آدمیوں کی مدد سے سازبازکرکےاور مجھے زدوکوب کرکےایک آدمی کے ساتھ میرانکاح جبراًرجسٹرڈکرادیاگیا،جبکہ میں نے دل یازبان سےاقراریاقبول نہیں کیانہ مجھ سے پوچھاگیااورنہ کوئی شرعی کلمات پڑھائے گئے،اورمیراانگوٹھاجبراً دوآدمیوں نے پکڑکررجسٹرڈپرلگوایا،باوجودتمام تشددکےآج تک بھائی کی چاردیواری میں ہوں،اس غیر محرم اورخانہ بدوش آدمی سے میرے نکاح کے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہےآخری سانس تک اس کے پاس آبادہونےکوتیارنہیں ہوں،شریعت میں اس کاکیاحکم ہے؟بینوا توجروا

المستفتی:الف،ب،ت،قوم گوجرراولپنڈی......۶/رجب ۱۴۰۳ھ

﴿۱﴾(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲:۳۲۱ باب الولی)

الجواب: اگر آپ نے ایجاب وقبول کے الفاظ جبراً یا بہ رضا ورغبت نہیں کہے ہوں تو تم آزاد ہو یہ نکاح کالعدم ہے اور دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہو ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

عاقلہ بالغہ پر جبر نامنظور اور خود کردہ نکاح منظور ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ:

(الف) مسماۃ فلانہ ایک بالغہ باکرہ ہے۔ (ب) اس کا والد اس کا نکاح ایک نابالغ بھتیجا کے ساتھ کرانا چاہتا ہے۔ (ج) نکاح سے پہلے جب مسماۃ کو علم ہوجاتا ہے وہ اس نابالغ کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کرتی ہے۔ (د) والد کسی خاص خطرہ کی وجہ سے اپنی بیٹی کا نکاح اس بھتیجے کے ساتھ کرنے پر مصر ہے۔ (ھ) جب مجلس نکاح منعقد ہوتی ہے تو مسماۃ اپنے گھر کی عورتوں کے ساتھ برسر پیکار رہتی ہے وہ ان کو راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ بجائے رضامندی کے جھگڑے اور انکار میں مشغول ہوجاتی ہے، اس کے باوجود والد گھر سے باہر حجرہ میں نکاح بھتیجے کے ساتھ پڑھالیتا ہے۔ (و) دوسرے دن والد بیٹی مسماۃ کو نصیحت اور رضا کی ترغیب دیتا ہے کہ بیٹی میں نے تجھے اپنے گھر کی تخت پر بٹھادیا ہے بیٹی جواب میں کہتی ہے کہ قریب ہے میں سب کو اس تخت پر رلادوں گی۔ (ر) چند دن بعد موقع پاکر مسماۃ اپنے دیرینہ آشنا کے ساتھ بھاگ کر چلی جاتی ہے۔ (ز) لڑکی کا باپ اور گھرانے کے دوسرے افراد مغویہ کو واپس لانے کی کوشش کرتے ہیں اور باہمی برسر پیکاری میں مغویہ کا والد قتل ہوجاتا ہے۔ (ط) دریں اثنا مغویہ کا ایک رشتہ دار مولوی صاحب حالات کا جائزہ لینے مغویہ کے والد مرحوم کے گھر جاتا ہے کہ آیا نکاح کے وقت مغویہ نے

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجیم: (قوله ولا تجبر بکر بالغة علی النکاح) ای لا ینفذ عقد الولی علیها بغیر رضاها..... لانها حرة مخاطبة فلا یکون للغیر علیها ولایة والولایة علی الصغیرة لقصور عقلها وقد کمل بالبلوغ بدلیل توجه الخطاب الخ.

(البحر الرائق ۳: ۱۱۰ باب الاولیاء والاکفاء)

رضامندی یا خاموشی ظاہر کی تھی یا معاملہ کیا تھا؟ (ع) مولوی صاحب نے جب گھر کی عورتوں سے حالات دریافت کئے جو کہ نکاح کے وقت مغویہ کے پاس موجود تھیں تو ان میں دوعورتوں جومغویہ اور مولوی صاحب کے خاص رشتہ دار تھیں نے یہ بیان دیا کہ اس حادثہ میں مغویہ کے والد مرحوم کی اپنی غلطی تھی کیونکہ مغویہ نے اسی وقت صاف انکار کیا اور جھگڑتی تھی، والد کو اپنے اور بیگانوں نے بہت سمجھایا تھا لیکن وہ اپنی مصلحت پر اڑا رہا کہ کسی طریقہ سے اسی کو راضی کر دوں گا۔ (ک) مغویہ آشنا کے ساتھ چلے جانے کے دوڈھائی مہینہ بعد عدالت میں اس نیت سے حاضر ہوئی کہ عدالت میں بیان دے کہ میں جس آشنا کے ساتھ چلی گئی ہوں یہ ہی میرا شوہر ہے اور والد نے مجھے صحیح نکاح سے اس کو دیا تھا، لیکن وہ مجھے اپنے شوہر کے پاس کسی لالچ کی وجہ سے جانے نہیں دیتا تھا، لہٰذا میں اپنے شوہر کے پاس از خود خوشی کے ساتھ چلی گئی۔ (ل) عدالت میں حاضری دینے سے پہلے جب مغویہ کے رشتہ داروں کو عدالت جانے کے ارادے کا پتہ چلا، تو وہ فوراً مغویہ کے پاس چلے گئے اور موقع پا کر مغویہ کو تحریض دلایا گیا کہ آپ کے والد کو آپ کے آشنا والوں نے قتل کیا ہے، لہٰذا اب تم اغوا بالجبر اور اپنے والد کے قتل کا دعویٰ اپنے آشنا اور اس کے والد اور بھائی پر کردیں اور مغویہ کو یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ رشتہ دار تمہارے اس ناشائستہ حرکت پر تم کو کچھ نہیں کہیں گے پس مغویہ نے رشتہ داروں کے تلقین شدہ بیان کے مطابق اپنے آشنا، اس کے والد اور بھائی پر قتل اور اغوا کا دعویٰ کردیا جس کی وجہ سے آشنا تو مفرور ہوا اور آشنا کے والد اور بھائی کو بیس بیس سال قید با مشقت کی سزا ملی۔ (ی) مغویہ کے واپس کرتے وقت اس کے رشتہ داروں میں ایک قریبی رشتہ دار مسمی فلاں بھی تھا، جس سے وعدہ کیا گیا کہ جب مغویہ آشنا سے واپس آجائے تو اس کا نکاح آپ کے ساتھ کیا جائے گا۔ (م) اب اسی رشتہ دار کو جس کے ساتھ مغویہ کے نکاح کا وعدہ کیا گیا تھا مغویہ کے رشتہ دار مجبور کرتے ہیں کہ حسب وعدہ مغویہ آپ کی عورت ہے ہمیں رقم دلواؤ۔ (ن) وہ فلاں جواب میں کہتا ہے کہ بے شک میں نے وعدہ کیا تھا لیکن ساتھ اس شرط کے کہ مغویہ میں میرے ساتھ نکاح کے متعلق کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ ہوگی، اب چونکہ ہمارے مولوی

صاحب کہتے ہیں کہ میں نے موجودہ عورتوں سے دریافت کیا ہے کہ مغویہ عقد نکاح کے وقت بھی انکاری تھی لہٰذا مغویہ کا نکاح بھتیجے کے ساتھ صحیح نہیں ہے، اور دوسرے نکاح میں شبہ ہے اس لئے تمہارے لئے حلال نہیں ہے اب جب علماء اسے جائز نہیں کہتے تو میں کیسے اپنی تحویل و نکاح میں لاسکتا ہوں؟...... محترم مفتی صاحب جواب بامراد سے نوازا جائے۔

المستفتی: مولانا شہید احمد مہتمم مدرسہ عربیہ مدنیہ طلانہ خٹک...... ۱۹۶۹ء/۷/۲

الجواب: صورت مسئولہ میں والد کا نکاح نامنظور ہے، لما فی الدر المختار وغیرہ لا تجبر البالغة البکر علی النکاح ﴿۱﴾. اور آشنا کے ساتھ نکاح اگر ہوا ہو تو وہ منظور ہے، فنفذ نکاح مکلفة بلا رضا ولی ﴿۲﴾. لہٰذا آشنا کے نکاح باقی ہونے تک کوئی شخص اس کو نکاح کر کے نہیں لے سکتا ہے. بے شک طلاق یا فسخ نکاح کے بعد اس کو نکاح ثانی کا حق حاصل ہے۔ وھو الموفق

بالغہ لڑکی نکاح کی خبر پر فوراً انکار کرے تو یہ نکاح کالعدم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی عاقلہ بالغہ لڑکی کو یعقوب کے نکاح میں دینے کیلئے روبروئے چہار گواہ ایجاب وقبول کیا، کچھ عرصہ بعد جب اس لڑکی نے اپنے چچا کی زبانی یہ سنا کہ اس کے والد نے یعقوب سے اس کا رشتہ طے کر دیا ہے، تو اس نے فوراً انکار کیا اور رونا پیٹنا شروع کیا، جس پر اس کی والدہ نے اسے مارا پیٹا بھی لیکن لڑکی نے صاف کہا کہ یہ رشتہ مجھے منظور نہیں، اور یہ خبر یعنی انکار کی یعقوب کو بھی پہنچی، کچھ عرصہ بعد لڑکی کے تایازاد بھائی کے رشتہ مانگنے پر لڑکی نے رضامندی ظاہر کر دی، اور حقیقی بھائی نے اس کا نکاح کروایا اور رخصتی بھی ہوئی، اب لڑکی وہاں خوش اور راضی ہے اب یعقوب نے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ پہلے ایجاب وقبول کا

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۲۴ باب الولی)

﴿۲﴾ شرح التنویر علی هامش الشامیة ۲: ۳۲۲ باب الولی)

اعتبار عندالشرع ہوگا یا نہیں؟ اور یہ دوسرا نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا عبدالرشید چھاونی پشاور......۲۳/ جولائی ۱۹۷۵ء

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ عقد اول نامنظور اور کالعدم ہے، کما فی العالمگیریة (۱:۳۰۵) لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکراً کانت او ثیباً فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جاز وان ردته بطل، کذا فی السراج الوهاج﴿۱﴾. وهو الموفق

لڑکی نے بالغ ہوتے ہی جرگہ کے سامنے شادی سے انکار کیا، کیا نکاح کالعدم ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دونا بالغ مرد وزن میں ولی کی اجازت سے بحضور شاہدین بالغین عاقلین نکاح ہوا، پھر شادی سے قبل لڑکی نے بالغ ہوتے ہی فی الفور جرگہ عام کو اپنے نکاح کو منسوخ یا فسخ قرار دینے کی رائے ظاہر کردی اور شادی سے انکار کیا، کیا اس عدم قبولیت کی وجہ سے یہ نکاح فسخ ہوسکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اسماعیل پی آر ایس......۱۹۷۵ء/۴/۱۲

الجواب: اگر اس نکاح کو باپ یا دادا کے علاوہ دوسرے ولی نے عقد کیا ہو تو معتبر اعلان ناراضگی کی صورت میں اس نکاح کو قاضی (حاکم یا محکم) فسخ کرسکتا ہے، کما فی الهندیة (۱:۳۰۴) ویشترط فیه القضاء بخلاف خیار العتق کذا فی الهدایة﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱:۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱:۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

نانی کے گھر رہنے والی بالغہ کا والد کے کئے ہوئے نکاح سے انکار کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج سے سولہ سال قبل شوہر نے اپنی بیوی اور معصوم بچی کو گھر سے نکال کر کہا کہ میں نے تجھے مع بچی کے بخشا ہے، اس کے بعد یہ عورت مع بچی اپنی ماں کے گھر گئی اور سولہ سال تک شوہر نے اس کی خیر خبر نہیں لی، اب وہ بچی بالغ ہوگئی ہے، رمضان میں اس لڑکی کی ماں اور نانی نے اس کا نکاح ایک لڑکے سے کردیا، جب والد کو پتہ چلا کہ آج رات اس کا نکاح ہونے والا ہے، تو والد نے اپنی طرف سے نماز عشاء سے قبل اس لڑکی کا نکاح دوسرے لڑکے سے کردیا، جب لڑکی کو معلوم ہوا کہ اس کے والد نے اس کا نکاح دوسرے لڑکے سے کرایا ہے تو وہ فوراً اپنی ماں اور نانی اور ایک شخص کو لے کر تھانہ روانہ ہوئی اور رپورٹ درج کروائی اور کہا کہ مجھے ماں اور نانی والا نکاح منظور ہے اور والد نے میرا جو نکاح جس لڑکے سے کیا ہے وہ مجھے نامنظور ہے، از روئے شرع والد کا کیا ہوا نکاح درست ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبد المجید لاہور صوابی......۱۹۷۴ء/۱۰/۱۳

الجواب: جب باپ نے اس لڑکی کا نکاح کرایا اور وہ لڑکی بالغہ تھی، اور اس کو نکاح کی خبر پہنچتے ہی رپورٹ درج کرانے روانہ ہوگئی اور انکار کیا، تو از روئے شرع والد کا یہ کیا ہوا نکاح نامنظور ہے اور اس بالغہ لڑکی کو اختیار ہے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

ماموں کا نابالغہ بھانجی کا نکاح کرانا اور لڑکی کی ناراضگی کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی کا نکاح ایام عدم بلوغ

﴿۱﴾ وفی الهندية: لا يجوز نكاح احد على بالغة صحيحة العقل من اب او سلطان بغير اذنها بكرا كانت او ثيباً فان فعل ذلك فالنكاح موقوف على اجازتها فان اجازته جاز وان ردته بطل كذا فی السراج الوهاج. (فتاویٰ عالمگیریه ۱:۲۸۷ الباب الرابع فی الاولياء)

میں ماموں نے کسی شخص سے کرایا،لڑکی نے سن بلوغت کو پہنچتے ہی اعلان کر دیا کہ مجھے یہ نکاح نامنظور ہے اور نہ میرا ماموں میرے نکاح کا حقدار ہے،لڑکی کے والدین زندہ نہیں ہیں اس نکاح کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرحمٰن غریب پورہ خیرآباد نوشہرہ......۲۰/۶/۱۹۷۲ء

الجواب: اگر لڑکی نے بلوغ کے ساتھ متصل یہ اعلان کیا ہو تو مسلمان حاکم کے ذریعہ سے یہ نکاح فسخ ہوسکتا ہے،فی الدرالمختار بشرط القضاء للفسخ (هامش ردالمحتار ۲: ۴۲۱)﴿۱﴾ وفی الهندية ويشترط فيه القضاء (۱: ۳۰۴)﴿۲﴾. وهو الموفق

بالغ لڑکی سے اذن واجازت لینا اور لڑکی کے گھر نکاح پڑھانے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نکاح کی ایک تقریب میں مشورہ ہو رہا تھا کہ دینی بھائی کس کو مقرر کیا جائے، میں نے کہا کہ جب والد (ولی) موجود ہے تو وکالت کی کیا ضرورت ہے؟ دوسرے آدمی نے مجھے کہا کہ چونکہ لڑکی کی مرضی گواہوں کے سامنے ضروری ہے اور والد اس کام کو نہیں کر سکتا،اسی وجہ سے غیر محرم عزیز کو دینی بھائی بنایا جاتا ہے اس لئے میں نے سکوت اختیار کیا،لیکن دل میں یہ مسائل سامنے آئے کہ:شوہر کے گھر پر نکاح کیوں کیا جاتا ہے؟ اور کیا والد لڑکی کا نکاح نہیں پڑھا سکتا؟ اور اس گواہی کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: فضل محمد باجا صوابی......۱۹/نومبر ۱۹۸۹ء

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفی: ولكن لهما ای لصغير وصغيرة خيار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنكاح بعده بشرط القضاء للفسخ.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۳۲ باب الولی)

﴿۲﴾ وفی الهندية: وان زوجهما غير الاب والجد فلكل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام علی النكاح وان شاء فسخ ..... ويشترط فيه القضاء.

(فتاویٰ عالمگیریه ۲: ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

الجواب: جب لڑکی نابالغہ ہوتو والدوغیرہ اس لڑکی کے نکاح پڑھنے کے مجاز ہوتے ہیں البتہ جب باپ یادادا نکاح پڑھے تو اس صورت میں لڑکی کیلئے خیار بلوغ نہیں ہوتا ﴿۱﴾ اور جب لڑکی بالغہ اور کنواری ہوتو بغیراس کی اذن واجازت سے نکاح پڑھنا کالعدم ہوتا ہے، البتہ جب اذن واجازت لینے کیلئے اجنبی آدمی روانہ ہوتو تصریح ضروری ہے ورنہ سکوت اور گریہ وغیرہ حسب عرف کافی ہیں ﴿۲﴾ اور بالغہ ہونے کی صورت میں بہر حال یہ مستحب ہے کہ دو آدمی اس اذن واجازت پر گواہ بنادیئے جائیں ضروری نہیں ہے ﴿۳﴾ اور شادی کے بعد شوہر کے گھر نکاح پڑھانا ناجائز نہیں ہے لیکن مصلحت یہ ہے کہ والد کے گھر باقاعدہ نکاح پڑھایا جائے اور مہر مقرر کیا جائے تاکہ بہت سے مشکلات سے چھٹکارا حاصل ہو ﴿۴﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي الهندية: فان زوجهما الاب والجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما وان زوجهما غير الاب والجد فلكل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام على النكاح وان شاء فسخ الخ.
(فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۲﴾ قال العلامة عبد الله بن مودود الموصلي: ولا اجبار على البكر البالغة في النكاح والسنة للولي ان يستأمر البكر قبل النكاح ويذكر لها الزوج فيقول ان فلانايخطبک او يذكرک فاذا سكتت فقد رضيت، ولو ضحكت فهو اذن ولو بكت ان كان بغير صوت فهو رضا ولو استأذنها غير الولي فلا بد من القول.
(الاختيار لتعليل المختار ۲: ۱۲۱ تا ۱۲۴ فصل في اعتبار عبارة النساء)

﴿۳﴾ قال العلامة محمد امين الشامي: واعلم انه لا تشترط الشهادة على الوكالة بالنكاح بل على عقد الوكيل وانما ينبغي ان يشهد على الوكالة اذا خيف جحد الموكل اياها فتح.
(فتاویٰ الشامية هامش الدر المختار ۲: ۳۵۲ مطلب في الوكيل والفضولي في النكاح)

﴿۴﴾ قال العلامة الكاساني: لا جواز للنكاح بدون المهر عندنا..... قال اصحابنا ان المهر شرط جواز نكاح المسلم...... ويجوز النكاح بدون المهر ...... يجب مهر المثل بنفس العقد عندنا حتى يثبت لها ولاية المطالبة بالتسليم الخ. (البدائع الصنائع ۲: ۵۵۹ فصل ومنها المهر)

نکاح کی خبر پر عورت کی خاموشی اور پھر انکار کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا نکاح والد نے ایک شخص کے ساتھ کیا جب عورت کو عقد نکاح کی خبر پہنچی تو وہ خاموش رہ گئی، اس کے بعد دوسرے دن اس نے انکار کیا اور کہنے لگی کہ وہ اس نکاح پر راضی نہیں، کیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ نیز اگر عورت کو راضی کر لیا جائے تو پھر سابقہ نکاح پر اکتفاء کیا جائے یا تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: سعد الرشید زیارت کا کا صاحب......۱۹۶۹ء/۳/۲۵

الجواب: اگر یہ عورت خبر پہنچنے کے وقت خاموش رہ گئی ہو اور اتنے الفاظ تک بھی نہ کہے ہوں کہ میں نے تو پہلے سے واضح کیا تھا کہ میں فلاں کے ساتھ نکاح پر راضی نہیں ہوں، تو اس صورت میں یہ نکاح درست ہے، فی الدر المختار: **ولو استأذنها فی معین فردت ثم زوجها منه فسكتت صح فی الاصح (قال العلامة الشامی ۲: ۴۱۲) اما لو قالت حین بلغها قد كنت قلت انی لا اريد فلانا ولم تزد علی هذا لم يجز النكاح انتهیٰ﴿۱﴾، قلت فاذا صح النكاح بالسكوت فلا يبطل بالانكار اللاحق. وهو الموفق**

نکاح فضولی کی صورت میں علم ہونے پر عورت کا با آواز بلند رو پڑنے سے نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ولی نے اپنی متولہ جو کہ بالغہ باکرہ ہو بغیر اذن متولیہ کے کسی کے نکاح میں دیا، نکاح کی خبر ملنے پر متولہ نے با آواز بلند رونا شروع کیا جبکہ یہ رونا رسمی نہیں تھا بلکہ خاص ناراضگی کی وجہ سے تھا، اب شادی ہوگئی اور شادی کے وقت تجدید نکاح بھی نہیں ہوا

﴿۱﴾ (الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۳۲۵ باب الولی)

کیا یہ عورت اس شخص کی منکوحہ ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالقہار......

الجواب: اگر قرائن سے یہ معلوم ہو کہ یہ عورت اس نکاح پر راضی نہیں ہے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہے اگر اشتباہ موجود ہے تو تجدید نکاح احتیاط اور بہتر ہے، فی الدر المختار: ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح فان استأذنها هو او زوجها فسکتت او بکت بلا صوت فهو اذن. فلو بصوت لم یکن اذ ناولا رداً حتی لو رضیت بعده انعقد، (انتهیٰ باختصار وتقدیم وتاخیر)﴿۱﴾

وفی ردالمحتار ۲: ۳۱۱ قال فی الفتح بعد حکایة الروایتین: والمعول اعتبار قرائن الاحوال فی البکاء والضحک فان تعارضت او اشکل احتیط انتهیٰ فقد ظهر لک ان ما فی المعراج ضعیف لا یعول علیه، انتهیٰ ما فی ردالمحتار﴿۲﴾. وهوالموفق

نکاح کی اطلاع پرلڑکی کی رضاوعدم رضا کی پہچان اور نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں منگنی ونکاح میں کوئی بھی ولی اپنی بالغہ متولیہ سے نکاح کی اجازت نہیں لیتا بلکہ ولی اپنے مرضی کے مطابق کسی شخص کے نکاح میں دیتا ہے خواہ متولیہ راضی ہو یا نہ ہو بلکہ ولی متولیہ سے نکاح چھپانے کی بھی کوشش کرتا ہے اور تین چار مہینے تک اس کو کوئی خبر نہیں ہوتی، بعد ازاں جب کسی وقت متولیہ نکاح کی خبر پاتی ہے تو بآواز بلند روتی ہے خواہ اسے ولی کا نکاح پسند ہو یا نہ ہو، اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ رونا بآواز بلند رسم ورواج کی وجہ سے ہے ناراضگی کی وجہ سے نہیں اور اگر عورت سے اس بارے میں پوچھا جائے تو وہ کہتی ہے کہ بآواز بلند رونے کی دو صورتیں ہیں اول یہ اگر اس لڑکی اور اس کے زوج کے درمیان کسی قسم کا فرق ہو یعنی لڑکی کم عمر ہو اور زوج

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۲۴ باب الولی)

﴿۲﴾ (ردالمحتار علی شرح التنویر ۲: ۳۲۵ باب الولی)

زیادہ عمر کا، یا لڑکی صحتمند صحیح البدن اور زوج اندھا یا لنگڑا ہو، یا لڑکی ایک اعلیٰ خاندان کے اور زوج بے نام گھرانے کا ہو یا کسی اور قسم کا فرق ہو تو یہ رونا آواز بلند نکاح کی ناپسندیدگی کی وجہ سے ہوتی ہے، اور دوسری صورت یہ کہ اگر مذکورہ فرقوں میں کسی قسم کا فرق نہ ہو تو پھر بھی ماں باپ کے گھر کی جدائی کی وجہ سے کوئی لڑکی بھی نکاح کو پسند نہیں کرتی، اور بعض دفعہ یہ رونا اتنی بلند آواز سے ہوتا ہے کہ لڑکی بے ہوش ہو جاتی ہے یا بیمار پڑتی ہے اس قسم کے نکاح کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد عمر لورالائی ۱۹۷۵ء/۵/۶

الجواب: اگر یہ بالغہ باقاعدہ اطلاع کے بعد واضح الفاظ میں انکار کرے تو یہ نکاح کالعدم ہوگا شادی کے وقت دوبارہ نکاح کرنا (باجازت) ضروری ہوگا، کما فی الهندية (۱:۳۰۵) لا يجوز نكاح احد على بالغة صحيحة العقل من اب او سلطان بغير اذنها بكراً كانت او ثيباً فان فعل ذلك فالنكاح موقوف على اجازتها فان اجازته جاز وان ردته بطل كذا في السراج الوهاج ﴿۱﴾.

اور اگر صرف بلند آواز سے گریہ کرے تو قرائن پر دارمدار ہوگا، اور اگر اشتباہ واقع ہو تو احتیاط پر عمل کیا جائے گا، کما في ردالمحتار ۲: ۴۱۱ قال في الفتح والمعول اعتبار قرائن الاحوال في البكاء والضحك فان تعارضت او اشكل احتيط انتهىٰ ﴿۲﴾ اي النكاح لا يثبت بالشك. وهو الموفق

استیذان میں لڑکی کا سکوت اذن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بیٹی کا نکاح کیا اور بیٹی نے سکوت اختیار کیا، کیا یہ نکاح درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلام صادق شاہ کوٹ پشاور......۲۵/صفر ۱۴۰۲ھ

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۷ الباب الرابع في الاولياء)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۲۵ قبيل قوله فهو اذن باب الولي)

الجواب: یہ نکاح منعقد ہوا ہے، کما فی شرح التنویر ۲ : ۴۱۰ فان استأذنها ...... فسکتت ...... فهو اذن الخ﴿۱﴾. وهوالموفق

روبرو گواہان لڑکی کا نکاح، بعد میں لڑکی کا انکار اور عدم بلوغت کا دعویٰ وغیرہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لڑکی نے دو گواہوں کو اجازت نکاح دے دی، لڑکی جوان تھی، بعد میں بوجہ اختلاف اس نے انکار کیا اور دعویٰ کیا کہ میں نکاح کے وقت نابالغہ تھی، یاد رہے کہ نکاح کے وقت والدین کی بھی اجازت تھی، اب شرعی مسئلہ کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالوکیل تحصیل ہزارہ......۱۹۷۶ء/۱/۱۶

الجواب: اس نکاح کا خیار بلوغ کی وجہ سے تنسیخ کرنا خلاف شریعت ہے کیونکہ اگر یہ بالغہ تھی تو بالغہ کے نکاح میں خیار بلوغ متصور نہیں ہے اور نابالغہ کا عقد نکاح جب باپ یا دادا کرے تو اس میں خیار بلوغ نہیں ہوتا، کما فی الهندية ۱ : ۳۰۴ فان زوجها الاب والجدفلاخيار لها بعد بلوغها﴿۲﴾. وهوالموفق

غیر ولی کا نکاح پڑھانا اور عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی زید نے جو غیر ولی ہے مسماۃ جمیلہ اختر کے ساتھ نکاح پڑھوا دیا حالانکہ نکاح میں جمیلہ اختر کا کوئی وارث نہیں تھا اور خود جمیلہ اختر کو بھی یہ نکاح منظور نہیں تھا، اسلئے قبل از رخصتی جمیلہ اختر کا دوسرے شخص کے ساتھ نکاح ہوا اور رخصتی ہوئی، اب

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲ : ۳۲۴ باب الولی)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱ : ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

مقدمہ چل رہا ہے کونسا نکاح صحیح ہے اور کونسا نہیں؟ بینوا توجروا
المستفتی: حاجی عبدالحیٰ صاحب......۱۹۷۴ء/۲/۱۸

الجواب: اگر جمیلہ اختر نے باقاعدہ اس نکاح سابق پر ناراضگی ظاہر کی ہو تو یہ نکاح سابق نامنظور اور کالعدم ہے، فی الهندیة ۱ :۳۰۵ **لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکراً کانت او ثیباً الخ﴿۱﴾ قلت فالاجنبی یکون اولیٰ بعدم الصحة.وهو الموفق**

لڑکی کا والد دادا کو اختیار نکاح دینے کے بعد انکار کرے......؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنے والد کو اپنی لڑکی کا اختیار دے دیا کہ جس کے ساتھ مرضی ہو نکاح کرا دیں، اس پر دادا نے اپنے پوتے کے ساتھ اس کا نکاح کرانا چاہا، جب لڑکی کے والد کو معلوم ہوا تو اس نے انکار کر دیا کہ یہ نکاح نہیں کرانے دوں گا، اب دادا کو جو اختیار دیا جا چکا ہے کیا بغیر رضامندی لڑکی کے والد کے یہ نکاح کرا سکتا ہے؟ بینوا توجروا
المستفتی: مولوی غلام غوث امام مسجد ڈھوک فتح کیملپور......۱۹۷۰ء/۹/۱۴

الجواب: چونکہ والد بنسبت دادا کے ولی قریب ہے، لہٰذا والد کی عدم غیبوبت کے وقت دادا کا حق نہیں ہے﴿۲﴾۔ اور والد نے جب باپ کو وکالت سے معزول کیا تو وکالت کا حق بھی ختم ہوا، لہٰذا بغیر رضامندی والد کے کسی کا نکاح کرانا منظور نہ ہوگا، فی الدر المختار : متی شاء ما لم یتعلق به حق الغیر ﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱ :۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)
﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفی: وللولی الابعد التزویج بغیبة الاقرب فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته، قال ابن عابدین: کذلک فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الابعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالةً.
(الدر المختار مع ردالمحتار ۲ :۳۴۱ قبیل فروع باب الولی)
﴿۳﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۴ :۴۶۳ باب عزل الوکیل)

سیئ الاختیار والد کا نابالغہ بیٹی کے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور اس کی بیوی کے درمیان تعلقات خراب ہیں، اب زید بیوی کو تنگ کرنے کیلئے اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح غیر قبیلہ میں کر دیتا ہے، اب مطلوب یہ ہے کہ اس لڑکی کو فسخ نکاح کیلئے خیار بلوغ حاصل رہے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: سعد الباقی جان شیر گڑھ......۱۴۰۱/۴/۲۴ھ

الجواب: جب والد سیئ الاختیار نہ ہو یعنی اس سے قبل والد نے دوسری بیٹی کو غیر مناسب جگہ میں نہیں دیا ہو تو یہ نکاح لازم اور نا قابل تنسیخ ہے، لما فی شرح التنویر: او زوجها بغیر کفٔ ان کان الولی المزوج بنفسه ابا او جداً لم یعرف منهما سوء الاختیار مجانةً وفسقا وان عرف لا یصح النکاح (بحذف یسیر) (هامش ردالمحتار ۲:۴۱۸) ﴿۱﴾. وهو الموفق

والد بالغہ بیٹی کا نکاح جبراً نہیں کر سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لڑکی بالغہ ہے اس کا عقد نکاح اس کے والد نے کر دیا مگر وہ اس عقد پر ناراض تھی اور نہیں مان رہی تھی، تو کیا والد کا یہ جبری نکاح ہو سکتا ہے؟

المستفتی: عبدالرحیم ایبٹ آباد

الجواب: اگر یہ امر کہ لڑکی اس عقد کے وقت بالغہ تھی اور اس عقد پر ناراضگی کا اعلان کر چکی ہے مسلم ہو یا مبرہن ہو تو یہ عقد نا منظور اور کالعدم ہوگی، کما فی الهندیة (۱:۳۰۵) فلیراجع﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۳۰ باب الولی)

﴿۲﴾ قال العلامة النظام: لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکرا کانت او ثیباً فان فعل ذلک فالنکاح......(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

لڑکے کی غیر موجودگی میں نکاح اور شادی کرانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ نظام پور میں یہ رواج ہے کہ لڑکے کی غیر موجودگی میں شادی رچائی جاتی ہے جبکہ نکاح کے وقت لڑکے کی طرف سے اس کا والد رضامندی کا اظہار اور ایجاب وقبول کرتا ہے، پھر جب لڑکا فارن سے چھٹی پر گھر آجاتا ہے تو دوبارہ نکاح کے بغیر وہ دونوں میاں بیوی ازدواجی زندگی میں منسلک ہوجاتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: شاہ الیکٹرک سٹور نوشہرہ.....۱۹۷۲ء/۷/۳

الجواب: صورت مسئولہ میں اگر والد نے اپنے بیٹے سے اجازت لی ہو تو یہ نکاح بلاشک وشبہ درست ہے اور اگر اجازت نہ لی ہو لیکن بیٹے نے مطلع ہونے پر قولاً یا فعلاً قبول کیا ہو تو پھر بھی درست ہے اور اگر انکار کیا ہو تو نکاح نامنظور ہے (ماخوذ از ہندیہ) ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

والد کی اجازت نہ مبرہن ہو نہ مسلم، تو دادا کا کرایا ہوا نکاح کالعدم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی نابالغہ لڑکی کا اختیار اپنے بھائی کو دے دیا مگر بھائی کے عدم موجودگی میں لڑکی کے دادا نے نکاح ایک لڑکے کے ساتھ کرایا،

(بقیہ حاشیہ) موقوف على اجازتها فان اجازته جاز وان ردته بطل كذا في السراج الوهاج...... بالغة زوجها ابوها فبلغها الخبر فقالت لا اريد او قالت لا اريد فلانا فالمختار انه يكون رداً في الوجهين. (فتاوىٰ عالمگيريه ۱:۲۸۷، ۲۸۸ الباب الرابع في الاولياء)

﴿۱﴾وفي الهندية: رجل زوج رجلا امرأة بغير اذنه فبلغه الخبر فقال نعم ما صنعت او بارك الله لنا فيها او قال احسنت او اصبت كان اجازة كذا في فتاوىٰ قاضي خان وهو المختار اختاره الشيخ ابو الليث كذافي المحيط...... رجل زوج امرأة من رجل بغير امرها فبلغها الخبر فقالت باك نيست فهذا اجازة الخ.

(فتاوىٰ عالمگيريه ۱:۲۹۹ الباب السادس في الوكالة بالنكاح)

جبکہ لڑکی کا باپ اس نکاح کے نفاذ سے منکر رہا، باپ کی عزت کے پیش نظر مجلس نکاح میں موجود رہا، بادل ناخواستہ شرکت کی، تاکہ لعن طعن سے محفوظ رہے، اب لڑکی بالغہ ہے اپنا نفع ونقصان سمجھتی ہے، طرفین میں اختلاف کی وجہ سے لڑکی اس نکاح کو تسلیم کرنے سے منکر ہے، مختار نکاح بھی منکر ہے باپ اور دادا بھی مخالف ہیں، البتہ لڑکے والے گواہ پیش کرتے ہیں کہ نکاح کے وقت باپ نے دادا کو اجازت دی تھی جس کو لڑکی کا والد جھوٹ قرار دیتا ہے، اس صورت میں یہ نکاح ہوا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی غلام نبی اچھریاں مانسہرہ......۱۳/ شعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: اگر والد کی طرف سے اس عقد کی اجازت نہ مبرہن ہوا ور نہ مسلم ہو تو یہ عقد نافذ نہیں ہے، **کما فی ردالمحتار ۳: ۸۱ (مطبع مصطفیٰ البابی) والظاهر ان سکوته (الاقرب) هنا کذلک فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس عقد النکاح مالم یرض صریحاً او دلالةً تامل﴿۱﴾. وهو الموفق**

نابالغہ کا حق ولایت علاتی بھائی کیلئے ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی فوت ہو کر ایک لڑکا اور تین لڑکیاں پسماندگان میں چھوڑیں، اور ایک بیوی بھی رہ گئی ہے جو کہ صرف لڑکیوں کی ماں ہے، اس بیوی نے دوسری شادی بھی کی ہے اب ان لڑکیوں کی حق ولایت نکاح والدہ یا والدہ کے خاوند کو حاصل ہوگا یا اس علاتی بھائی کو حق ولایت حاصل ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: یوسف شاہ حقانی وزیرستان......۱۴/ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

الجواب: اگر یہ علاتی بھائی ان علاتی بہنوں کا بدخواہ نہ ہو تو اس علاتی بھائی کو ان علاتی بہنوں

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۴۱ قبیل الفروع باب الولی)

میں سے جو نابالغ ہو، کا حق ولایت حاصل ہے نہ کہ والدہ یا والدہ کے شوہر کو، والتفصیل فی الدرالمختار ﴿۱﴾. وھو الموفق

عاقلہ بالغہ کا کفو کے ساتھ نکاح نافذ ہے اگرچہ ولی اس پر راضی نہ ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عاقلہ بالغہ عورت کا نکاح ایک آدمی کے ساتھ ہو جائے اور فارم نکاح پر منکوحہ کا دستخط روبرو گوہان اور مولوی صاحب موجود ہو، اور بوقت نکاح باقاعدہ ان کے سامنے رضامندی ظاہر کی ہو، بعد میں منکوحہ کے ورثاء کی عدم رضامندی پر یہ نکاح بحال رہے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: سعید احمد عباسی.....۱۹۷۳/۵/۶

الجواب: اگر یہ نکاح کفو کے ساتھ ہوا ہو تو بحال رہے گا، اس کو والد وغیرہ فسخ نہیں کر سکتے ہیں، وفی الھندیة ۱: ۳۰۵ نفذ نکاح حرة مکلفة بلا ولی عند ابی حنیفة وابی یوسف فی ظاھر الروایة ﴿۲﴾ وبمعناہ فی ردالمحتار ﴿۳﴾ والبحر والفتح والخلاصة وغیرھا. وھوالموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: الوالی فی النکاح العصبة بنفسه وھو من یتصل بالمیت بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب، قال ابن عابدین: وابن الابن کالابن ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الشقیق ثم لاب.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۳۸ مطلب لا یصح تولیة الصغیر شیخاً علی خیرات)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصکفی: فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولی...... وللولی اذا کان عصبة...... الاعتراض فی غیر الکفء.

(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۳۲۲ باب الولی)

والدہ کی ولایت اخیافی چچا سے قوی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جمیلہ کی شادی اکرم سے ہوئی اور اس سے ایک لڑکا خالد پیدا ہوا، بعد میں اکرم فوت ہوا، پھر جمیلہ نے اسلم سے دوسری شادی کی اور ایک لڑکا حامد پیدا ہوا، اب خالد اور حامد ماں کے رشتے میں بھائی ہیں، خالد نے نکاح کیا اس کی ایک لڑکی شاہدہ پیدا ہوئی اور حامد کا بیٹا شکیل پیدا ہوا، اس دوران خالد کا انتقال ہوا، حامد نے شاہدہ کا نکاح پانچ ماہ کی عمر میں اپنے بیٹے شکیل سے کیا، بالغ ہونے کے بعد شاہدہ نے نکاح مسترد کیا، کیا شاہدہ یہ نکاح مسترد کر سکتی ہے؟ دوسری یہ کہ حامد کہتا ہے کہ شاہدہ میری بھتیجی ہے میں اس کا ولی ہوں جبکہ ماں کہتی ہے کہ میں زیادہ حقدار ہوں تو ولایت کا زیادہ حق کس کو حاصل ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی نعیم شاہ کبیر کلے ضلع کرک......۲۶/ رمضان ۱۴۰۸ھ

الجواب: والدہ کی ولایت اخیافی چچا سے قوی ہے ﴿۱﴾ پس اگر عقد نکاح کے وقت والدہ نے اعتراض کیا ہو تو چچا کا کرایا ہوا نکاح کالعدم ہے ﴿۲﴾ ورنہ خیار بلوغ کی وجہ سے قابل فسخ ہے (شامی) ﴿۳﴾۔وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: الوالي في النكاح العصبة بنفسه وهو من يتصل بالميت بلا توسطة انثى على ترتيب الارث والحجب...... فان لم يكن عصبة فالولاية للام.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۳۷،۳۳۹ باب الولي)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: وللولي الابعد التزويج بغيبة الاقرب فلو زوج الابعد حال قيام الاقرب توقف على اجازته. (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۴۱ باب الولي)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفي: وان كان من كفء وبمهر المثل صحيح لكن لهما اى لصغير وصغيرة خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم النكاح بعده.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۳۲ باب الولي)

والد کے انکار اور ناراضگی کی وجہ سے دادی کا کرایا ہوا نکاح کالعدم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ صالحہ جو کہ نابالغہ تھی اس کی دادی نے اس کا عقد نکاح صالحہ کے والد کے مشورہ کے بغیر مسمی طورو سے کیا، جبکہ اس وقت یعنی بوقت ایجاب وقبول جرگہ میں والد نے صاف انکار بھی کیا، اب بالغ ہونے پر صالحہ نے خود اور والد کے مشورہ سے دیگر آدمی ہاشم سے عقد نکاح کرلیا، اب طورو کا دعویٰ ہے کہ یہ لڑکی میرے نکاح میں ہے کہ اس کی دادی نے یہ مجھے دی ہے، اب سوال یہ ہے کہ سابق نکاح صحیح ہے یا یہ دوسرا نکاح صحیح ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد یونس نواز آباد ہزارہ......۱۹۷۵ء/۹/۷

الجواب: اگر والد نے اس سابق عقد نکاح پر انکار کیا ہو اور ناراضگی کا اظہار کیا ہو تو یہ سابق نکاح نامنظور اور کالعدم ہوگا، کما فی الدرالمختار: فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته. (ہامش ردالمحتار ۲: ۳۴۲)﴿۱﴾. وهو الموفق

نابالغ لڑکی کے ابن ابن العم موجود ہونے کی صورت میں ماں کے نکاح کرانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ماں اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح چچازاد بھائی کے لڑکے کے موجود ہونے کے باوجود کرا سکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: سلیم الرحمٰن ٹل کوہاٹ

الجواب: اگر اس ولی (ابن ابن العم) ﴿۲﴾ نے اس والدہ والے نکاح پر رضامندی ظاہر نہ

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار ۲: ۳۴۱ باب الولی قبیل باب الکفاءة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: الوالی فی النکاح العصبة بنفسه...... علی ترتیب الارث والحجب ...... فان لم یکن عصبة فالولایة للام ثم لام الاب.

(الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار ۲: ۳۳۷، ۳۳۹ باب الولی)

کی ہوتو یہ سابقہ نکاح کالعدم ہوگا اور اس ولی کا نکاح معتبر ہوگا﴿۱﴾، البتہ لڑکی کیلئے خیار بلوغ ثابت ہو گا﴿۲﴾ (شامی، بحر ، ہندیہ). وھو الموفق

نابالغ بہن کا غیر کفو میں نکاح کرانا نامنظور ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی چھوٹی بہن جس کا والد وفات پا چکا ہے اور وہ نابالغ ہے، بکر سے نکاح کرادیا، جب لڑکی بالغ ہوئی تو اس نے اس نکاح پر اعتراض کیا اور اس سے قطعی طور پر ناراضگی کا اظہار کردیا بلکہ جب سے نکاح ہوا ہے اس وقت سے تا ایں دم انکار کرتی چلی آئی ہے، نیز بکر غیر کفو بھی ہے، کیا یہ نکاح صحیح ہے اور برقرار رکھا جا سکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: سید فدا حسین شاہ کھاریاں کینٹ.....۱۹۷۴ء/۱۲/۸

الجواب: غیر اب اور جد جب لڑکی کو غیر کفو کے نکاح میں دیں تو وہ نکاح کالعدم ہوتا ہے پس بشرط صدق وثبوت یہ نکاح عدم کفاءت کی وجہ سے نامنظور اور کالعدم ہوگا، لما فی الدر المختار: وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ لا یصح النکاح من غیر کفو او بغبن فاحش اصلا، وفی ردالمحتار ۲: ۳۲۰ قولہ اصلاً ای لا لازماً ولا موقوفاً علی الرضا بعد البلوغ﴿۳﴾. وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامۃ الحصکفی: فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ.
(شرح التنویر علی ھامش الشامیۃ ۲: ۳۴۱ باب الولی)

﴿۲﴾ وفی الھندیۃ: وان زوجھما غیر الاب والجد فلکل واحد منھما الخیار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ.
(فتاویٰ عالمگیریہ ۲: ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۳﴾ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۳۳۱ مطلب ھل للعصبۃ تزویج الصغیر امرأۃ)

خیار بلوغ اور عدالت میں زبردستی غلط بیانی کرانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زینب ایک یتیم لڑکی تھی، دس سال کی عمر میں چچا، والدہ اور نانا نے ملکر زید کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور بلوغت تک رخصتی ملتوی کر دی جب زینب بالغ ہوئی تو ماں نے زید کو رشتہ دینے سے انکار کر دیا، بلکہ تنسیخ نکاح کیلئے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا، جبکہ زینب زید کے ساتھ نکاح پر خوش اور رضامند ہے، لیکن والدہ نے زبردستی اور جبر کر کے زینب سے غلط بیان عدالت میں دلوایا اور عدالت نے یکطرفہ فیصلہ کر کے زینب کو عقد ثانی کی اجازت دے دی، کیا اس صورت میں زینب کسی اور سے عقد ثانی کر سکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: منظور احمد شاہ دیپ گراں مانسہرہ.....۱۹۷۲ء/ ۷/ ۲۷

الجواب: اگر زینب نے بلوغ معلوم ہوتے ہی ساتھ متصل عدم رضامندی کا اظہار نہیں کیا ہو تو یہ نکاح خیار بلوغ کی وجہ سے فسخ کرانا بے قاعدہ اور غلط ہے، اور یہ نکاح الآن کما کان برحال خود باقی ہے، اس کیلئے دوسری جگہ نکاح حرام ہے، في الدرالمختار: **بطل خيار البكر بالسكوت لو مختارة عالمة باصل النكاح ولا يمتد الىٰ آخر المجلس، (هامش ردالمحتار ۲: ۳۲۶)﴿۱﴾. وهو الموفق**

والد کی اجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح چچا پڑھے تو وہ نامنظور ہوتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تین بھائی ہیں، ارشد، خواجہ اور انور، ارشد کے بھائی خواجہ اور انور نے مشورہ کیا کہ ارشد کی بیٹی مسماۃ زینب کا نکاح بھانجے سے کرتے ہیں، ارشد ڈیوٹی پر چلا گیا تھا اور ان کے عدم موجودگی میں اس کی لڑکی کا نکاح کروایا گیا، کیا ارشد کی نابالغہ بیٹی کا

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۳۵ باب الولی)

نکاح اس کی اجازت کے بغیر اس کا بھائی منعقد کرواسکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا محمد اسماعیل ٹوپی صوابی......۲۸/ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: والد کے اذن واجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح نامنظور اور کالعدم ہوتا ہے، لما فی شرح التنویر علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۳۲ وللولی الابعد التزویج بغیبة الاقرب فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته...... مسافة القصر واختار فی الملتقی ما لم ینتظر الکفء﴿۱﴾. وهوالموفق

والد نے نکاح کیا لڑکے نے تصدیق کردی تو نکاح نافذ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنے بڑے لڑکے کی اجازت کے بغیر نکاح کی وکالت کی یعنی قبول کیا، گواہ بھی موجود تھے، بعد میں والد نے بیٹے کو خبر کردی اور لڑکے نے والد کی وکالت کو برقرار رکھا، البتہ اس کے گواہ نہیں ہیں، اب لڑکی کے والد نے انکار کیا کہ یہ نکاح نہیں ہوا ہے، کیونکہ یہاں فضولی کا شکل متصور ہے اور بعد میں لڑکے کی اجازت غیر معتبر ہے، واضح فرمایئے کہ یہ نکاح منعقد ہوا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: قاری امیر الدین خٹک......۱۹۷۹ء/۶/۴

الجواب: یہ نکاح لازم اور نافذ ہے بالغ لڑکے (لڑکی) کا والد فضولی ہوتا ہے﴿۲﴾ اور

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۴۱ باب الولی)

﴿۲﴾قال عبد الله بن مودود الموصلی: وینعقد نکاح الفضولی موقوفا کالبیع اذا کان من جانب واحد اما من جانبین او فضولیا من جانب اصیلا من جانب فلا، اما الفضولی من جانب بان یزوج امرأة بغیر امرها رجلا وقبل الرجل او رجلا بغیر امره امرأة فقبلت فانه ینعقد ویتوقف علی اجازة الغائب.

(الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۳۰ فصل فی اعتبار عبارة النساء)

اجازت کے بعد فضولی کا تصرف نافذ ہوجاتا ہے، صرح به في البحر وردالمحتار والهندية وفتح القدير وسائر كتب الفتاویٰ﴿۱﴾. وهو الموفق

نابالغہ کا نکاح والد نے کیا ہوتو وہ نا قابل فسخ ہوتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے بھائی نے اپنی بیٹی گواہوں اور مولوی صاحب کے روبرو ایک شخص سے نکاح کروایا، لڑکی نابالغ تھی، چار سال بعد لڑکی کا والد فوت ہوا، اب گھریلو معاملات میں تلخی آنے کی وجہ سے لڑکی کے بھائی وہ لڑکی اس شخص کو نہیں دیتے اور چپکے سے کسی اور جگہ میں نکاح کررہے تھے، کہ وہاں پر موجود مولوی صاحب نے نکاح پڑھانے سے انکار کیا اور کہا کہ اس لڑکی کا نکاح پہلے ایک شخص سے ہوا ہے اور یہ منکوحہ ہے اور گواہ بھی موجود ہیں، اب سوال یہ ہے کہ اس پہلے نکاح کے وقت لڑکی نابالغ تھی اب بالغ ہوگئی ہے کیا وہ دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی؟ بینوا توجروا

المستفتی: جمعہ خان مانسہرہ......۱۹۷۸ء/ ۲۲/۸

الجواب: جس نابالغہ کا نکاح والد نے کیا ہو یعنی والد نے ایجاب وقبول کیا ہو تو یہ نکاح لازم اور نا قابل تنسیخ ہوتا ہے، كما في الهندية ۱: ۲۰۴ فان زوجها الاب والجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما﴿۲﴾، وفي شرح التنوير: ولزم النكاح ان كان الولي المزوج بنفسه ابا او جداً (بحذف) (هامش ردالمحتار ۲: ۴۱۷)﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾قال العلامة ابن عابدين: (ان كانت ابنته حاضرة والا لا) اى ولم تكن حاضرة لا يكون العقد نافذاً بل موقوفا على اجازتها كما في الحموي لانه لا يكون ادنى حالا من الفضولي وعقد الفضولي ليس بباطل. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۹۸ قبيل فصل في المحرمات)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۲۸۵ الباب الرابع في الاولياء)

﴿۳﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۳۰ باب الولي)

عاقلہ بالغہ کا کفو میں خود کردہ نکاح نافذ ہے اگرچہ والد ناراض ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عاقلہ بالغہ لڑکی جس کی بلوغت کی تصدیق محکمہ صحت سے بھی ہو چکی ہے والد کے لاعلمی اور بغیر مشورہ کے بقائمی اور تندرستی ہوش وحواس وثبات عقل بتقاضائے بشری اپنے پسند کے مساوی القوم کفو نوجوان کو شوہر بنانے کے ارادے سے والدین کا گھر چھوڑ کر برضا ورغبت اعلانیہ اس نوجوان سے نکاح کرے، اور اپنے منظور نظر شوہر کے پاس اطمینان سے زندگی گزارنی شروع کرے، اب قومی ننگ وناموس اور غیرت کے باعث لڑکی کے والد نے عدالت میں دختر کے پسندیدہ شوہر کے خلاف رپورٹ تیار کی ہے لڑکی بھی عدالت میں حاضر ہو کر اپنا بیان قلم بند کر چکی ہے، اب اگر باپ ضد کرے اور دوسرے شخص سے رشتہ کا ساز باز کرے، اور زور وجبر اور قید تنہائی اور قسم قسم حربوں سے لڑکی کو سابق بیان سے منحرف کرے اور اپنا ہم نوا بنالے تو اس صورت میں:

(۱) دختر کا خلاف مرضی والد کیا ہوا نکاح شرعاً منعقد ہے یا نہیں؟

(۲) کسی ادارہ اسلامیہ شرعیہ کو اس مفصل بیان شدہ عقد نکاح کا حق فسخ حاصل ہے؟

(۳) عدالت میں درج شدہ بیان کے خلاف متناقض بیان جو جبر واکراہ پر کیا ہے کا کوئی اعتبار ہے؟

(۴) اس سابقہ نکاح کے باوجود دوسرا نکاح دوسرے شخص سے اگر کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلام نبی شبقدر چارسدہ......۱۹۷۲ء/۸/۲۰

الجواب: چونکہ یہ لڑکی عاقلہ بالغہ آزاد ہے اس کا (کفو میں) عقد شدہ نکاح لازم اور ناقابل تنسیخ ہے اگرچہ والد صاحب اس پر ناراض ہو، فی الهندية ۱: ۳۰۵ نفذ نكاح حرة مكلفة بلا ولی عند ابی حنيفة وابی يوسف فی ظاهر الرواية كذا فی التبيين ﴿۱﴾ وبمعناه فی ردالمحتار

﴿۱﴾(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

۲:۲۰۷ ﴿۱﴾. وھو الموفق

باپ کی موجودگی میں دادا کی ولایت نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنے چھوٹے بیٹے کو ساتھ لیا اور ساتھ گاؤں کے دو معزز آدمی بھی لیکر بڑے بیٹے کے گھر گئے وہاں دونوں بیٹوں کو یکجا کر کے یہ کہا کہ میں نے بڑے بیٹے کی لڑکی چھوٹے بیٹے کے لڑکے کو دے دی اور چھوٹے بیٹے کی لڑکی بڑے بیٹے کے لڑکے کو دے دی، کسی نے انکار نہیں کیا، البتہ بڑے بیٹے کی بیوی نے انکار کیا، کیا اس سے شرعی نکاح منعقد ہوتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: میاں محمد ہری پور ایبٹ آباد......۲۷/ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

الجواب: بظاہر یہ معاملہ نکاح شرعی نہیں ہے، لعدم ولایۃ الجد عند وجود الاب﴿۲﴾ وعند بلوغ المتزوجین ﴿۳﴾ ولعدم وجود القبول المعتبر ظاھراً﴿۴﴾. وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامۃ ابن عابدین: (قولہ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی) اراد بالنفاذ الصحۃ وترتب الاحکام من طلاق وتوارث وغیرھما لا اللزوم الخ. (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۳۲۲ باب الولی)

﴿۲﴾ وفی الھندیۃ: وان زوج الصغیر او الصغیرۃ ابعد الاولیاء فان کان الاقرب حاضرا وھو من اھل الولایۃ توقف نکاح الابعد علی اجازتہ. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۳﴾قال العلامۃ الحصکفی: ولا تجبر البالغۃ البکر (ولا الحر البالغ) علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ. (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۳۲۴ باب الولی)

﴿۴﴾ قال العلامۃ ابن عابدین: اجاب صاحب البدایۃ فی امرأۃ زوجت نفسھا بالف من رجل عند الشھود فلم یقل الزوج شیئاً لکن اعطاھا المھر فی المجلس انہ یکون قبولا وانکرہ صاحب المحیط وقال الامام ما لم یقل بلسانہ قبلت بخلاف البیع لانہ ینعقد بالتعاطی والنکاح لخطرہ لا ینعقد حتی یتوقف علی الشھود الخ. (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۲۸۷ قبیل مطلب التزوج بارسال کتاب)

والد کے کیئے ہوئے نکاح میں لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی نابالغ لڑکی کا عقد نکاح ایک شخص سے کردیا، گواہ وغیرہ سب موجود ہیں، کیا اب بعد البلوغ اس لڑکی کیلئے خیار بلوغ حاصل ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: قاری امیر الدین ہائی سکول نمبر اپشاور صدر......۵/ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

الجواب: اس لڑکی کیلئے خیار بلوغ ثابت نہیں ہے کیونکہ والد نے نکاح پڑھایا ہے، اور جب نابالغہ کا نکاح ولی کرادے تو وہ منعقد ہوجاتا ہے، کما فی الهداية ۲: ۳۱۶ ويجوز نكاح الصغير والصغيرة اذا زوجها الولی الخ ﴿۱﴾. وهو الموفق

ماموں کا کیا ہوا نکاح بلا اجازت والد موقوف ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نابالغہ کا نکاح اس کے ماموں نے اسلم کے ساتھ کیا، لڑکی کا والد گاؤں میں موجود تھا لیکن اس سے اجازت نہیں لی گئی اور تا حال اس نکاح پر ناراض ہے، کیا عندالشرع ماموں نکاح کا ولی ہوسکتا ہے؟ کیا قاضی اس نکاح کو فسخ کرسکتا ہے؟ بالغ ہوتے ہی اگر لڑکی انکار کرے تو اس کا کیا حل ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرحمٰن نظامپور نوشہرہ......۱۹۷۴ء/ ۷/ ۱۲

الجواب: اگر والد نے مطلع ہوتے ہی متصل ناراضگی ظاہر کیا ہو اور اس نکاح کو منظور نہیں کیا ہو تو بغیر احتیاج قاضی کے یہ نکاح فسخ اور کالعدم ہوگا، فی الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۲ فلو زوج الابعد حال قيام الاقرب توقف على اجازته ﴿۲﴾ واضح رہے کہ اس فسخ میں

﴿۱﴾ (هدايه ۲: ۳۱۶ باب فی الاولياء والاكفاء)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۴۱ باب الولی)

قضاء وقاضی کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ نکاح موقوف ہے نافذ نہیں ہے۔ وھو الموفق

مدعی عقل ولی کی شہادت راجح ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ولی کے عقل اور عتہ میں اختلاف ہوتو عتہ کی شہادت راجح ہوگی یا عقل کی شہادت؟ بینوا توجروا

المستفتی: ملک شاہ اوگی مانسہرہ......۲۱/ رمضان ۱۴۰۹ھ

الجواب: ولی کے معتوہ ہونے کے متعلق اختلاف کی صورت میں مدعی عقل کی شہادت کو ترجیح دی جائے گی، کما فی شرح المجله (۵: ۲۹۳ ماده ۱۷۶۹) ترجح بينة العقل على بينة الجنون، فلو ادعى زيد على عمرو انک بعتنی عقارک هذا بثمن معلوم حال کونک عاقلا وادعیٰ عمرو ان البيع صدر منه حال الجنون او العته وبرهنا فبينة العقل اولیٰ﴿۱﴾. وهو الموفق

بلااذن بالغہ کا نکاح کرنا باطل ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک باپ نے اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح لڑکی کی اجازت کے بغیر کیا ہے، لڑکی کو جب اطلاع ہوئی تو فوراً انکار کیا اور رونا دھونا شروع کیا، جو عرصہ بھی گزرا ہے اور جو رسومات بھی ہوئے ہیں لڑکی نے قبول نہیں کی ہیں اور اب تک انکار کرتی رہی ہے، شریعت میں اس نکاح کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبداللہ تخت بھائی ضلع مردان

الجواب: بشرط صدق مستفتی یہ نکاح باطل اور کالعدم ہے، لمافی الهندية ۱: ۳۵۰

﴿۱﴾ (شرح المجله لخالد الآتاسی ۵: ۲۹۳ ماده ۱۷۶۹)

لایجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکراً کانت او ثیباً فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جاز وان ردته بطل کذا فی السراج الوهاج ﴿۱﴾.وهو الموفق

نابالغہ کا نکاح دادی نے کیا والد نے تردید کی، نکاح کا کیا حکم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نابالغہ لڑکی کا نکاح دادی نے کیا والد موجود نہ تھا والد نے آ کر اس کی تردید کی اور انکار کر دیا، لڑکی نے بعد البلوغ اس نکاح کی تردید کردی، کیا یہ نکاح درست ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا غریب اللہ (فاضل دیوبند) صوابی.....۱۹۸۶ء/۷/۷

الجواب: اگر شہادت شرعیہ سے یہ ثابت ہو جائے کہ اس والد نے اس نکاح کی تردید کی ہے تو یہ نکاح کالعدم ہوگا ﴿۲﴾ اور اگر بدل ناخواستہ اس والد نے تسلیم کیا ہو ﴿۳﴾ تو مسلمان جج اس نکاح کی تنسیخ کرے گا اور تنسیخ کے بعد یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے ﴿۴﴾۔وهو الموفق

﴿۱﴾(فتاوی عالمگیریه ۱ :۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۲﴾ وفی الهندیة: وان زوج الصغیر اوالصغیرة ابعد الاولیا فان کان الاقرب حاضراً وهو من اهل الولایة توقف نکاح الا بعد علی اجازته...... وان زوجهما غیر الاب والجد فلکل واحد منهما الخیار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ. (فتاویٰ عالمگیریة ۱ :۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۳﴾قال العلامة ابن عابدین: (قوله توقف علی اجازته) ...... فلم یجعلوا سکوته اجازة والظاهر ان سکوته هنا کذلک فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الا بعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد ما لم یرض صریحاً او دلالة. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲ : ۳۴۱ باب الولی)

﴿۴﴾ قال الشیخ شمس الحق الافغانی: واذا کان احد المتناکحین قاصرا بان کان صغیرا او معتوها او مرقوقا او مجنونا فللولی الاجبار علیه واذا افاق فلهما خیار الفسخ فی غیر الاب والجد بشرط القضاء کما فی السعیلیات والهندیة. (معین القضاة والمفتین ۷۵ الفصل الثالث فی الاولیاء والاکفاء وغیرهما)

باب فی الاکفاء

نکاح میں کفاءت کے بغیر موافقت مشکل ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سید خاندان کا غیر سید سے نکاح نہیں ہوسکتا، بعض لوگ اس میں عجیب دلائل پیش کرتے ہیں اس کی صحیح وضاحت کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: ارباب امداد خان تہکال پشاور

الجواب: اللہ تعالیٰ کے نزدیک کرامت اور قرب کا دارمدار تقویٰ پر ہے، کما قال اللہ تعالیٰ: ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (الآیۃ)﴿۱﴾ اور کفاءت کے بغیر موافقت مشکل ہوتی ہے اسی وجہ سے کفاءت معتبر ہوئی ہے﴿۲﴾ اور تمام فقہاء نے تصریح کی ہے کہ غیر سید سے سیدہ کا نکاح بلا اجازت

﴿۱﴾(سورۃ الحجرات پارہ: ۲۶، آیت: ۱۳)

﴿۲﴾ وفی المنهاج: واما اعتبار الكفاءة فمشروع بقوله تعالىٰ: والله لا يحب الفساد، ويغلب الفساد عند كون الزوج دنيئا عن الزوجة تسبه ويضر بها وتعاربه وبقوله عليه السلام لا تنكحوا النساء الا الاكفاء رواه البيهقي وفي سنده كلام لاكنه حجة بالتضافر والشواهد كما في فتح القدير .. واعلم مدار النجاة والكرامة عند الله على التقوىٰ قال الله تعالىٰ: ان اكرمكم عند الله اتقاكم، دون النسب والمال والصورة كما ورد به الاحاديث، لكن الشرع اعتبر الكفاءة لبقاء النظام والتحرز عن الفساد لان فساد ذات البين ليفضي الى الاثم والعصيان.

(منهاج السنن شرح جامع السنن للترمذي ۴: ۲۴۶ باب في من ترضون دينه فزوجوه)

وقال الامام ولي الله الدهلوي: قالﷺ: اذا......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ولی ناجائز اور کالعدم ہے﴿۱﴾۔وھو الموفق

کفاءت میں کسب اور نسب کی تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص حکومت کے کاغذات میں بافندہ لکھا ہوا ہے وجہ یہ ہے کہ اس نے کچھ رشتے قوم بافندہ جو کہ دوسرے گاؤں میں رہتے ہیں کر لئے اور اپنے ہی ایک دو رشتے ان کو دیئے ہیں، تاہم ان کا اور ان کا سلسلہ نسب باہم نہیں ملتا، زید کا پردادا اس گاؤں میں کسی دوسری جگہ سے آ کر آباد ہوا، اپنی کافی جائیداد بنالی اور ذریعہ معاش زمینداری اختیار کیا، اس شخص سے لے کر جتنے بھی گزرے ہیں یا موجود ہیں تو یہ پیشہ کرنا جانتے ہیں جبکہ جد اعلیٰ کے بعد ان کی اولاد میں کافی معاشی تنگی پیدا ہوگئی تو انہوں نے دیگر مزدوریاں اور ملازمتیں اختیار کیں مجبوری کی حالت میں وطن چھوڑ دیا لیکن بافندگی کا پیشہ اختیار نہیں کیا، اب چونکہ وہ شخص عرصہ پچیس سال سے امامت کر رہا ہے اور علمی لحاظ سے فقہ، نظم، حدیث وتفسیر سے واقف ہے، اب مسائل یہ ہیں کہ:

(۱) وہ آدمی یا اس کے دیگر بھائی جوان پڑھ ہیں کسی قوم مشوانی، مغل، گوجر یا کسی اور معزز قوم سے

(بقیہ حاشیہ) خطب الیکم من ترضون دینه وخلقه فزوجوه ان لا تفعلوه تکن فتنة فی الارض وفساد عریض، اقول لیس فی هذا الحدیث ان الکفاءة غیر معتبرة کیف وهی مما جبل علیه طوائف الناس وکاد یکون القدح فیها اشد من القتل والناس علی مراتبهم والشرائع لا تهمل مثل ذلک، ولذلک قال عمر رضی الله تعالیٰ عنه: لا منعن النساء الا من اکفائهن الخ.

(حجة الله البالغة ۲: ۲۹ ۷ من ابواب تدبیر المنزل)

﴿۱﴾ وفی الهندیة: المرأة اذا زوجت نفسها من غیر کفء صح النکاح فی ظاهر الروایة عن ابی حنیفة...... ولکن للاولیاء حق الاعتراض وروی الحسن عن ابی حنیفة ان النکاح لا ینعقد وبه اخذ کثیر من مشائخنا والمختار فی زماننا للفتویٰ روایة الحسن.

(فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۲۹۲ الباب الخامس فی الاکفاء)

بلا رضا ولی یا برضا ولی رشتہ کرلیں، تو یہ ان کیلئے کفو ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر بلا رضا ولی نکاح کرلے تو ولی کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہوگا یا نہیں؟

(۲) اگر یہ قوم بافندہ کی جگہ اپنی کوئی اور قوم لکھیں تو از روئے شریعت جائز ہے؟ **بینوا توجروا**

المستفتی: محمد رفیق، مولوی سراج الدین براستہ غازی ہری پور......۱۹۷۵ء/۲/۴

الجواب: واضح رہے کہ بافندگی (جولاہے کا پیشہ) کسب کا نام ہے نسب نہیں ہے لہٰذا اس کسب کے ترک کرنے کی صورت میں ایسی قوم پر بافندگان کے احکام جاری نہ ہوں گے، لیکن عار کی بقاء کی صورت میں کفاءت کا حکم بھی باقی ہوگا، **لقولهم ان الصنعة وان امكن تركها يبقى عارها** (ردالمحتار ۲: ۴۴۳) ﴿۱﴾ لیکن عالم اس حکم سے مستثنیٰ ہوگا (**کما فی ردالمحتار** ۲: ۴۴۴) ﴿۲﴾ مختصر یہ کہ آمدن کیلئے جب کسب بدلنا جائز ہے تو کاغذات میں زمیندار وغیرہ لکھنا بھی جائز ہوگا، اس کو نسب بدلنے پر قیاس نہیں کیا جائے گا، اور آپ بلا رضا ولی نکاح کر سکتے ہیں لیکن دیگر برادران نہیں کر سکتے۔ وھو الموفق

والد کا غیر کفو میں نابالغہ بیٹی دینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی نابالغہ بیٹی زید کو نکاح میں دی، بعد از اں ہم قوم نہ ہونے کی وجہ سے جب لڑکی بالغ ہوگئی وہاں جانے سے انکار کردیا، کہ میں ہرگز ایسے غیر کفو شخص کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی، عرصہ ایک سال گزر چکا ہے اب زید اور اس کے ساتھی انہیں

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۵۰ باب الكفاءة)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: العالم يكون كفؤا للعلوية لان شرف الحسب اقوىٰ من شرف النسب وعن هذا قيل ان عائشة افضل من فاطمة لان لعائشة شرف العلم كذا في المحيط. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۵۰ باب الكفاءة)

کہتے ہیں کہ کوئی تم سے ناطہ کے خواہشمند نہ تھے تم نے خود ہمیں لڑکی دی ہے، اب اس غیر کفو میں واقع شدہ نکاح کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد سیاد کوہالہ براستہ مری......۱۹۷۰ء/۴/۲۹

الجواب: یہ نکاح صحیح اور لازم ہے، قال فی الهداية: ومن زوج ابنته وهي صغيرة عبداً او زوج ابنه وهو صغير امة فهو جائز قال وهذا عند ابی حنیفة (۳۰۲)﴿۱﴾ وبمعناه فی الهندية ۱: ۳۱۳ وفیها ایضا والصحیح قول ابی حنیفة رحمة الله علیه هکذا فی المضمرات﴿۲﴾. وهو الموفق

ہاشمی اور غیر ہاشمیوں میں کفاءت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہاشمی اور غیر ہاشمیوں کے درمیان کفاءت موجود ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: سیدارشاہ بابوخیل زیدہ صوابی

الجواب: ان کے درمیان کفاءت نہیں ہے لیکن ہمارے بلاد میں چونکہ رشتہ دار باپ وغیرہ عجمی

﴿۱﴾ (هدایه ۱: ۳۰۲ قبیل باب المهر)

﴿۲﴾ وقال العلامة النظام: ولو زوج ولده الصغير من غير كفء بان زوج ابنه امة او ابنته عبداً او زوج بغبن فاحش بان زوج البنت ونقص من مهرها او زوج ابنه وزاد على مهر امرأته جاز وهذا عند ابی حنيفة...... والصحيح قول ابی حنيفة رحمه الله تعالیٰ كذا فی المضمرات واجمعوا على انه لا يجوز ذلک من غير الاب والجد ولا من القاضی.

(فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۲۹۴ قبیل الباب السادس فی الوكالة بالنكاح وغيرها)

پٹھانوں کے ساتھ نکاح میں عار نہیں سمجھتے لہٰذا اگر نکاح کیا جائے تو جائز و نافذ رہے گا ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

سیدہ عورت کا غیر سید مرد سے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا سید قوم کی عورت غیر سید قوم کے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اگر نہیں تو اس کی دلیل کیا ہے شریعت میں کفو ہونا فرض ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرشید مانکیال ۱۹۷۷ء/۹/۳۰

الجواب: سیدہ عورت کا نکاح غیر سید سے ناجائز اور کالعدم ہے جبکہ ولی کی اجازت کے بغیر ہوا ہو، کما فی شرح التنویر: ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ لفساد الزمان وفی ردالمحتار ۱: ۴۰۹ قولہ بعدم جوازہ اصلا ھذہ روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ وھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ بحر ﴿۲﴾. وھوالموفق

قریشی اور سید خاندانوں میں نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص عالم دین جو نسبی لحاظ

﴿۱﴾ قال العلامۃ الحصکفی: فقریش بعضھم اکفاء بعض وبقیۃ العرب بعضھم اکفاء بعض...... وھذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حریۃ واسلاما، قال ابن عابدین: واما فی العجم المراد بھم من لم ینتسب الی احدی قبائل العرب ویسمون الموالی والعتقاء کما مر وعامۃ اھل الامصار والقریٰ فی زماننا منھم سواء تکلموا بالعربیۃ او غیرھا الا من کان لہ منھم نسب معروف کالمنتسبین الی احدالخلفاء الاربعۃ او الی الانصار ونحوھم.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۴۵، ۳۴۶ باب الکفاءۃ)

﴿۲﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۲۲ باب الولی)

سے قریشی ہے کیا وہ سید خاندان کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے؟ جبکہ لڑکی کا والد اور دادا رشتہ دینے پر رضامند ہیں؟ بینوا تو جروا

المستفتی: مولوی محمد علی قریشی......۲۶/۱۰/۱۹۷۵ء

الجواب: قریشی حر کا سیدہ (ہاشمیہ) کے ساتھ نکاح درست ہے خصوصاً جبکہ اولیاء معترض نہ ہوں، **کما في الدر المختار فقريش بعضهم اكفاء بعض، وفي ردالمحتار ۲: ۴۳۸ اشار به الى انه لا تفاضل فيما بينهم من الهاشمي والنوفلي والتيمي والعدوي وغيرهم (الى ان قال) فلو تزوجت هاشمية قرشيا غير هاشمي لم يرد عقدها الخ﴿۱﴾. وهوالموفق**

غیر قریشی عالم دین قریشیہ کا کفو ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ غیر قریشی اور قریشیہ کفو ہے یا نہیں؟ جبکہ غیر قریشی عالم دین بھی ہے اگر اولیا کی رضا کے بغیر آپس میں نکاح کریں تو اولیاء اسے فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا

المستفتی: شیخ صدیق کہروڑپکا ملتان......۲۸/۵/۱۴۰۱ھ

الجواب: عالم دین غیر قریشی قریشیہ کا کفو ہے، ایسے نکاح کو اولیاء فسخ نہیں کر سکتے، **لما في ردالمحتار ۲: ۴۴۳ لكن في جامع قاضي خان قالوا ان الحسيب يكون كفوا للنسيب فالعالم العجمي يكون كفؤا للجاهل العربي والعلوية لان شرف العلم فوق شرف النسب﴿۲﴾. وهوالموفق**

سیدزادی کا غیر سید سے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سیدزادی کا نکاح غیر قوم کے

﴿۱﴾(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۴۵ باب الكفاءة)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۵۰ باب الكفاءة)

ساتھ شرعاً جائز نہیں، اگر نہیں تو کس بنا پر؟ بینوا توجروا
المستفتی: محمد شفیع...... ۱۹۷۷ء/۵/۱۴

الجواب: اگرچہ اعزاز و اکرام کا دارومدار تقویٰ پر ہے نہ کہ نسبت عالیہ پر، لقوله تعالیٰ: ان اکرمکم عند الله اتقاکم (الآیة) لیکن بسا اوقات عدم کفاءت کی رعایت نہ ہونے کے وقت مصالح نکاح فوت ہو جاتے ہیں، لہٰذا شریعت مقدسہ میں ان مصالح دنیوی کی بنا پر کفاءت کی رعایت کی گئی ہے﴿۱﴾ اور باوجود اس کے دین کی رعایت سے منع نہیں کیا گیا ہے، قال رسول اللهﷺ: ولا یزوجن الا من الاکفاء (بدائع ۲: ۳۱۷) واما امر النبیﷺ بنی بیاضة بتزویج ابی طیبة

﴿۱﴾ وفی المنهاج: واما اعتبار الکفاءة فمشروع لقوله تعالیٰ: والله لا یحب الفساد، ویغلب الفساد عند کون الزوج دنیئا عن الزوجة تسبه ویضر بها وتعاربه، وبقوله علیه الصلاة والسلام: لا تنکحوا النساء الا الاکفاء رواه البیهقی وفی سنده کلام لکنه حجة بالتضافر والشواهد کما فی فتح القدیر، وبقوله علیه الصلاة والسلام وانکحوا الاکفاء وانکحوا الیهم رواه ابن ماجة عن عائشة، وقال الحافظ بن حجر صححه الحاکم واخرجه ابونعیم من حدیث عمر ایضا وفی اسناده مقال، ویقوی احد الاسنادین بالآخر انتهیٰ وعزاه العلامة السیوطی فی الجامع الصغیر الی مستدرک الحاکم وسنن البیهقی وسنن ابن ماجه ثم صححه، ولقوله علیه الصلاة والسلام ثلاث لا توخر (الی قوله) والایم اذا وجدت له کفوا، اخرجه الترمذی والحاکم عن علی مرفوعا، حسنه السیوطی وصححه الحاکم والذهبی کما فی المستدرک ویؤیدنا ما رواه محمد فی کتاب الآثار عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه موقوفاً، واعلم ان مدار النجاة والکرامة عند الله علی التقویٰ، قال الله تبارک وتعالیٰ: ان اکرمکم عند الله اتقاکم، دون النسب والمال والصورة کما ورد به الاحادیث لکن الشرع اعتبر الکفاءة لبقاء النظام والتحرز عن الفساد لان فساد ذات البین لیفضی الی الاثم والعصیان. (منهاج السنن شرح ترمذی ۴: ۲۴۶ باب فی من ترضون دینه فزوجوه)

وكذا امره قوما من الانصار بتزويج بلال فمحمول على فضيلة الدين او مخصوص والمسئلة واضحة﴿۱﴾. وهو الموفق ۔

﴿۱﴾قال العلامة الكاساني: قال عامة العلماء ان (الكفاءة) شرط وقال الكرخي ليست بشرط اصلاً وهو قول مالك وسفيان الثوري والحسن البصري واحتجوا بما روى ان اباطيبة خطب الى بني بياضة فابوا ان يزوجوه فقال رسول الله ﷺ انكحوا ابا طيبة ان لا تفعلوا تكن فتنة في الارض وفساد كبير، وروى ان بلالاً رضي الله عنه خطب الى قوم من الانصار فابوا ان يزوجوه فقال له رسول الله ﷺ قل لهم ان رسول الله ﷺ يأمركم ان تزوجوني، امرهم رسول الله ﷺ بالتزويج عند عدم الكفاءة، ولو كانت معتبرة لما امر، لان التزويج من غير كفؤ غير مامور به وقال النبي ﷺ ليس لعربي على عجمي فضل الا بالتقوىٰ، وهذا نص ولان الكفاءة لو كانت معتبرة في الشرع كان اولىٰ الابواب بالاعتبار بها باب الدماء لانه يحتاط فيه مالا يحتاط في سائر الابواب ومع هذا لم يعتبر حتى يقتل الشريف بالوضيع فههنا اولىٰ...... ولنا ما روى عن رسول الله ﷺ انه قال لا يزوج النساء الا الاولياء ولا يزوجن الا من الاكفاء ولا مهر اقل من عشر دراهم، ولان مصالح النكاح تختل عند عدم الكفاءة لانها لا تحصل الا بالاستفراش والمرأة تستنكف عن استفراش غير الكفؤ وتعير بذلك...... ولا حجة لهم في الحديثين لان الامر بالتزويج يحتمل انه كان ندباً لهم الى الافضل وهو اختيار الدين وترك الكفاءة فيما سواه والاقتصار عليه، وهذا لا يمنع جواز الامتناع وعندنا الافضل اعتبار الدين والاقتصار عليه ويحتمل انه كان امر ايجاب امرهم بالتزويج منهما مع عدم الكفاءة تخصيصاً لهم بذلك كما خص اباطيبة بالتمكين من شرب دمه...... ولا شركة في موضع الخصوصية حملنا الحديثين على ما قلنا توفيقا بين الدلائل. واما الحديث الثالث فالمراد به احكام الآخرة اذ لا يمكن حمله على احكام الدنيا لظهور فضل العربي على العجمي في كثير من احكام الدنيا فيحمل على احكام الآخرة الخ.

(بدائع الصنائع ۲:۳۲۲ بيان كفاءة الزوج)

سیدزادی کا خودکردہ نکاح اوروالدین کا کیا ہوا نکاح، کونسا صحیح ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سیدزادی نے ایک جگہ از خود نکاح کیا ہے، جبکہ اس کے والدین نے دوسری جگہ نکاح کرادیا ہے، اب کونسا نکاح صحیح ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: سید عالم خان

الجواب: بشرط صدق وثبوت اگر پہلے نکاح میں ایجاب وقبول ہوا بھی ہو پھر بھی یہ پہلا نکاح غیر شرعی ہے اور یہ اس کی منکوحہ نہیں ہے اور دوسرے کے ساتھ اس کا رہنا حرام نہیں ہے۔

الجیب: عبدالحلیم عفی عنہ

الجواب صحیح: بالغہ کا غیر کفو کے ساتھ نکاح کرنا نامنظور اور کالعدم ہے جبکہ اولیاء کی رضا کے بغیر ہو﴿۱﴾۔ وھو الموفق

...... محمد فرید عفی عنہ......

کسی لڑکی کا خودکردہ نکاح اوراولیاء کے اعتراض کا حکم

سوال: مسئلہ مذکورہ کا جواب مطلوب ہے امید ہے کہ آپ پہلی فرصت میں مسئلہ مذکورہ کے متعلق جواز نکاح یا عدم جواز کا فتویٰ دیکر مشکور فرمائیں گے؟ بینوا توجروا

المستفتی: اسماعیل خان دربند ہزارہ......۱۹۶۹ء/۲/۱۵

الجواب: اگر اس لڑکی کے عصبہ اولیاء یعنی بھائی چچا چچازاد بھائی نہ ہو یا موجود ہو لیکن اس مادری رشتہ کے ہاں نکاح پر راضی ہو تو اس مادری رشتہ والوں کے ساتھ نکاح درست ہے ورنہ اولیاء عصبہ کے عدم رضامندی کے وقت نکاح درست نہیں ہے، فی الدرالمختار: ولہ ای للولی اذا کان عصبۃ

﴿۱﴾ قال العلامۃ الحصکفی: وللولی اذا کان عصبۃ الاعتراض فی غیر الکفؤ ویفتی فی غیر الکفؤ بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ لفساد الزمان.

(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۳۲۲ باب الولی)

الاعتراض فی غیر الکفؤ ویفتی فی غیر الکفؤ بعدم جوازہ اصلاً، وھو المختار للفتویٰ انتھیٰ مختصراً، وفی ردالمحتار ۲ : ۳۰۹ وھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد...... واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقا اتفاقاً الخ. ﴿۱﴾. وھو الموفق

اولیاء کی اجازت کے بغیر سیدہ کا نکاح غیر کفو میں کالعدم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں بعض سیدہ لڑکیوں نے اپنی مرضی سے غیر سید لڑکوں سے نکاح کئے ہیں اور بعض اغواء کئے گئے ہیں کیا سیدہ لڑکیوں کا نکاح غیر سید لڑکوں سے جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: پیر سرور شاہ گیلانی تھانہ پورہ ایبٹ آباد......۱۹۸۴ء/۷/۲۱

الجواب: بالغہ سیدہ کا نکاح غیر کفو کے ساتھ کالعدم ہوتا ہے جبکہ اولیاء معترض ہوں، کما فی ردالمحتار ۲: ۳۰۹﴿۲﴾ والھندیة ۱ : ۳۱۱﴿۳﴾. وھو الموفق

عباسیہ لڑکی اور اعوان قطب شاہی لڑکے میں کفاءت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بیس سالہ لڑکی غیر شادی شدہ

﴿۱﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲ : ۳۲۲ باب الولی)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قولہ ویفتی فی غیر الکفؤ بعدم جوازہ اصلا) ھذا روایة الحسن عن ابی حنیفة وھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ بحر واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقا لان وجہ عدم الصحة علی ھذہ الروایة دفع الضرر عن الاولیاء اما ھی فقد رضیت باسقاط حقھا الخ.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲ :۳۲۴ باب الولی)

﴿۳﴾ وفی الھندیة: ثم المرأة اذا زوجت نفسھا من غیر کفؤ صح النکاح فی ظاھر الروایة عن ابی حنیفة...... ولکن للاولیاء حق الاعتراض. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱ : ۲۹۲ الباب الخامس فی الاکفاء)

تھی والدہ نے اس کا رشتہ زید کو دینے کا وعدہ کیا اور لڑکی بھی زید کو چاہتی تھی چنانچہ لڑکی اور زید نے ایک دوسرے سے شادی کا وعدہ کیا، لیکن لڑکی کے چند رشتہ داروں نے جبراً اسے اپنے چچازاد کو شادی کر کے دیا، رشتہ پختگی سے لے کر شادی تک لڑکی مسلسل احتجاج کرتی رہی لیکن کسی نے نہ سنا، والدہ بھی رشتہ داروں کی دھمکیوں سے مرعوب ہوگئی چنانچہ شادی والے دن بھی لڑکی کو ماموں زاد بھائی نے پستول دکھا کر کہا کہ اگر تم نے انکار کیا یا کوئی ایسی بات کی جو ہماری عزت کے خلاف ہو تو تمہیں گولی ماردی جائے گی، پس نکاح ہوگیا اور رخصتی بھی ہوگئی لیکن لڑکی اب تک وہاں سے دل برداشتہ ہے اور اپنی مرضی اور پسند کے مطابق زید کے ساتھ جانا چاہتی ہے اور زید کو خفیہ پیغامات کے ذریعہ اس کے ساتھ جانے کی متمنی ہے، اب زید کیلئے کیا صورت اختیار کرنی چاہئے اور یاد رہے کہ لڑکی عباسیہ ہے اور زید اعوان قطب شاہی ہے جبکہ لڑکی کے رشتہ داروں نے زید کی قومیت پر معترض ہو کر جبراً دوسری جگہ نکاح کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: زید معرفت محمود ہیلتھ سنٹر کوہالہ مری......۱۹۶۹ء/۱۱/۲۹

الجواب: اولیاء کے اعتراض اور ناراضگی کی وجہ سے زید کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح نامنظور ہے لان العباسیة من العرب، وفی الهندیة ۱: ۳۰۹ والموالی وهم غیر العرب لا یکونون اکفاء للعرب (وفیها ۳۱۱) وروی الحسن عن ابی حنیفة ان النکاح لا ینعقد وبه اخذ کثیر من مشائخنا رحمهم الله تعالیٰ کذا فی المحیط والمختار للفتویٰ فی زماننا روایة الحسن وقال الشیخ الامام شمس الائمة السرخسی روایة الحسن اقرب الی الاحتیاط کذا فی فتاویٰ قاضی خان انتهیٰ وما فی الهندیة فالمراد بها مسئلة تزویج المرأة نفسها من غیر کفو، فقط ﴿۱﴾. وهوالموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریه : ۲۹۰، ۲۹۲ الباب الخامس فی الاکفاء)

لوہار کی بیٹی اور مولوی خاندان کے لڑکے میں کفاءت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا لوہار کی بیٹی کا مولوی خاندان کے بیٹے سے نکاح ہوسکتا ہے؟ کیا یہ دونوں ایک دوسرے کے کفو ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالقہار......۱۹۷۶/۱/۵

الجواب: ملا کی بیٹی کا لوہار کے ساتھ نکاح کرنا اور کرانا محل اعتراض ہے اور بالعکس محل اعتراض نہیں، کما فی شرح التنویر: الکفاءة معتبرة من جانبه ای الرجل لان الشریفة تأبی ان تکون فراشا للدنئ ولذا لا تعتبر من جانبها لان الزوج مستفرش فلا تغیظه دناءة الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح (ھامش ردالمحتار ۲: ۴۳۵) بحذف یسیر ﴿۱﴾. وھوالموفق

جدی قوم کے کسی فرد کا ان کے جدی پیش امام کی لڑکی سے نکاح میں کفاءت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک قوم کا بنیادی جدی خاندان چلا آیا ہو، ان کے ساتھ ان کے جدی امام الحی اور استاد کا خاندان بھی پشت بہ پشت چلا آتا ہو، جبکہ ان استادوں اور پیش اماموں کی قوم کا سلسلہ نسب سادات سے ملتا ہو، علاوہ ازیں حق الاستاد اقدم من حق الوالدین، تو کیا اس استادوں کے خاندان کی لڑکی کے ساتھ اس جدی قوم کے کسی لڑکے کا نکاح جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلام ربانی ہیڈ گارڈز کینٹ ایبٹ آباد

الجواب: چونکہ بظاہر صورت مسئولہ میں کفاءت موجود ہے لہٰذا اس امام کی لڑکی کے ساتھ نکاح

﴿۱﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۳۴۴ باب الکفاءة)

کرنے میں کوئی عدم جواز معلوم نہیں ہوتا﴿۱﴾ بشرطیکہ کفاءت کی دیگر اقسام معدوم نہ ہوں۔ وھو الموفق

شیخ کا مطلب اور میاں، ملا، سید اور صاحب زادہ میں کفو کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: (۱) شیخ سے کیا مراد ہوتا ہے؟
(۲) میاں، ملا، سید اور صاحب زادہ آپس میں کفو ہونے کے اعتبار سے مساوی ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: سعید المستعان قاضی آباد گدون مردان

الجواب: (۱) شیخ سے مراد صدیقی اور فاروقی لوگ ہیں۔ (۲) یہ تمام مساوی نہیں ہیں ان میں سے بعض دیگر بعض کے کفو نہیں ہوتے ہیں۔ وھو الموفق

بالغہ لڑکی کا عدالت میں نکاح کرانا بعد میں خلاف بیانی کرنا اب دوسرے نکاح کا کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی نے بالغہ ہو کر گاؤں کے ایک شخص سے شادی کر لی، مذکورہ لڑکی نے گاؤں کو چھوڑ کر اس شخص کے ساتھ سکھر چلی گئی، اور وہاں عدالت میں بیان دے کر مجسٹریٹ کے سامنے اس شخص کے ساتھ نکاح کرنے کا اقرار اور حلفیہ بیان بھی دے دیا، اس کے بعد لڑکی کے والدین نے دعویٰ کیا اور لڑکا مذکور گرفتار ہوا اور پولیس نے لڑکی والدین کے حوالہ کی، مذکورہ لڑکی نے والدین کے سمجھانے کے مطابق لڑکے کے خلاف بیان دیا، لڑکا گرفتار ہوا، نکاح مذکورہ کو ضلع اٹک کے جج نے ترمذی شریف اور کچھ دیگر حوالوں سے غلط ثابت کیا کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا، خواہ لڑکی بالغ ہی کیوں نہ ہو، اب لڑکی کے والدین یہ نکاح دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں کیا یہ دوسرا نکاح صحیح ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: خالد محمود کامرہ......۴/صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

﴿۱﴾ وفي الهندية: وقالوا الحسيب كفء للنسيب حتى ان الفقيه يكون كفأ للعلوية ذكره قاضي خان والعتابي في جوامع الفقه وفي الينا بيع والعالم كف للعربية والعلوية الخ.
(فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۲۹۰ الباب الخامس في الاكفاء)

الجواب: اگر یہ لڑکا کفو نہ ہو تو یہ نکاح کالعدم اور نا منظور ہے، کما فی الھندیة ۱ : ۲۹۱ وروی الحسن عن ابی حنیفة ان النکاح لا ینعقد وبه اخذ کثیر من مشائخنا کذا فی المحیط والمختار فی زماننا للفتویٰ روایة الحسن ﴿۱﴾ اور اگر کفو ہے تو عاقلہ بالغہ کا نکاح نافذ اور لازم ہوتا ہے نہ اس کو والد ختم کر سکتا ہے اور نہ یہ بالغہ، کما فی الھندیة ۱ : ۲۸۷ نفذ نکاح حرة مکلفة بلا ولی عند ابی حنیفة وابی یوسف رحمھما لله تعالیٰ فی ظاھر الروایة کذا فی التبیین ﴿۲﴾. وھو الموفق

مغوی مغویہ کے کف ہونے کی صورت میں اولیاء کا فسخ نا منظور ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ایک بالغہ لڑکی کو اغوا کر کے اولیاء کی اجازت کے بغیر لڑکی سے طوعاً و کرہاً نکاح کیا، کیا یہ نکاح شرعاً درست ہو سکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی گل سردار.....۱۹۷۳ء/۳/۲۷

الجواب: اگر یہ مغوی (اغوا کنندہ) اس مغویہ کا کفو ہو تو یہ نکاح درست ہے، اولیاء کی ناراضگی کی وجہ سے اس کا فسخ (شرعاً) نا منظور ہے، وفی الھندیة: ۱ : ۲۸۷ نفذ نکاح حرة مکلفة بلا ولی عند ابی حنیفة وابی یوسف رحمھما الله تعالیٰ فی ظاھر الروایة، کذا فی التبیین ﴿۳﴾. وھو الموفق

اپنے آپ کو اعلیٰ قوم ظاہر کرے بعد میں پتہ چل جانے پر نکاح کالعدم ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی ...... نے شادی کے وقت دھوکہ دے کر مجھے ایبٹ آباد سے پنڈی لے گیا اور اپنے آپ کو پٹھان ظاہر کر دیا، جبکہ وہ موچی قوم سے تعلق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱ : ۲۹۲ الباب الخامس فی الاکفاء)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱ : ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۳﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱ : ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

رکھتا ہے، آٹھ دس دن اسی طرح مجھے چھپاتا پھرتا رہا، بعدازاں میرے ساتھ نکاح پڑھوایا، نکاح سے قبل اس نے یہ بھی ظاہر نہیں کیا کہ وہ شادی شدہ ہے، حالانکہ اس کے دو بچے بھی ہیں میں اس کے پاس ڈیڑھ دو سال آباد رہی، اور بعدازاں اپنی والدہ کے گھر آ گئی، کیا اس کے اس دھوکہ کی صورت میں اور ولی نہ ہونے کی صورت میں یعنی بلا اذن ولی یہ نکاح درست ہوسکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:...... بی بی مین بازار ایبٹ آباد......۲۸/شعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: مفتیٰ بہ قول کی بنا پر غیر کفو سے نکاح نامنظور اور کالعدم ہوتا ہے، لما فی الشامیة﴿۱﴾ والهندية ۱ : ۲۹۳ وعبارتها ثم المرأة اذا زوجت نفسها من غير كفو صح النكاح في ظاهر الرواية عن ابي حنيفة ...... وروى الحسن عن ابي حنيفة ان النكاح لا ينعقد وبه اخذ كثير من مشائخنا كذا في المحيط والمختار في زماننا للفتوىٰ رواية الحسن الخ﴿۲﴾. وهو الموفق

شیعہ سنی میں کفاءت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ شیعہ اور سنی مذہب والے ایک دوسرے کے کفو ہیں؟ اور ان کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: یونس نشر روڈ کراچی نمبر ۳......۱۹۷۳ء/۴/۵

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله ويفتى في غير الكفء بعدم جوازه اصلاً) هذه رواية الحسن عن ابي حنيفة وهذا اذا كان لها ولي لم يرض به قبل العقد فلا يفيد الرضا بعده...... وهو المختار للفتوىٰ لفساد الزمان، وقال شمس الائمة وهذا اقرب الى الاحتياط.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲ : ۳۲۲ باب الولي)

﴿۲﴾ (فتاوىٰ عالمگيريه ۱ : ۲۹۲ الباب الخامس في الاكفاء)

الجواب: واضح رہے کہ پاکستانی شیعہ اکثری طور سے عقیدہ کفر رکھتے ہیں مثلاً یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پیغمبر تھے یا الٰہ تھے، نیز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحبت سے انکار کرتے ہیں اور صدیقہ کا قذف کرتے ہیں، لہٰذا ان سے نکاح درست نہ ہوگا ﴿۱﴾ اور جو شیعہ صرف تفضیل کے قائل ہیں ﴿۲﴾ تو ان کے ساتھ نکاح میں عدم کفاءت کا حکم جاری کیا جائے گا ﴿۳﴾۔ وھو الموفق

تفضیلی شیعہ کے ساتھ سنی العقیدہ لڑکی کی کفاءت اور نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زاہد شیعہ ہے لیکن ان کا عقیدہ یہ

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین:نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی الله عنها او انکر صحبة الصدیق او اعتقد الالوهیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۳۲۱ مطلب فی حکم سب الشیخین)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: واما المعتزلة فمقتضی الوجه حل مناکحتهم لان الحق عدم تکفیر اهل القبلة وان وقع الزما فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومة بالضرورة من الدین...... فانهم ما قالوا ذلک الا لشبهة دلیل شرعی علی زعمهم وان اخطؤا فیه ولزمهم المحذور علی انهم لیسوا بادنی حالا من اهل الکتاب بل هم مقرون باشرف الکتب...... وبهذا ظهر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوهیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی...... فهو کافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدین بالضرورة بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او یسب الصحابة فانه مبتدع لا کافر.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۱۴ مطلب مهم فی وطئ السراری اللاتی یوخذن)

﴿۳﴾ قال العلامة عبد الله بن مودود الموصلی: قال: (وفی الدین والتقویٰ) حتی ان بنت الرجل الصالح لو تزوجت فاسقا کان للاولیاء الرد لانه من افجر الاشیاء وانها تعیر بذلک وقوله علیه الصلاة والسلام: علیک بذات الدین تربت یداک، اشارة الی انه ابلغ فی المقصود. (الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۳۲ فصل الکفاءة المعتبرة فی النکاح)

ہے کہ قرآن مجید تیس پارے ہیں اور بغیر کسی تحریف کے اسے صحیح مانتا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے ختم نبوت کا قائل ہے، امہات المؤمنین میں فرق نہیں کرتے صحابہ کرام سب اس کو پیارے ہیں البتہ حضرت علی، حسنین اور فاطمۃ الزہراء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ انتہائی محبت رکھتا ہے کیا اس زاہد کے ساتھ کسی سنی دیوبندی یا بریلوی لڑکی کی شادی جائز ہے یا نہیں یا مکروہ یا مباح؟ بینوا توجروا

المستفتی: امام محمد دینیات ٹیچر پولیٹکل چھاؤنی ٹانک......۱۹۹۰ء/۷/۳

الجواب: اگر یہ زاہد تفضیلی شیعہ ہو﴿۱﴾ تو سنیہ لڑکی کا نکاح اس کے ساتھ کالعدم اور نامنظور ہوگا، جبکہ اولیاء کے اذن کے بغیر ہو لعدم الکفاءۃ، ہاں باذن اولیاء درست ہوگا﴿۲﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: ان الرافضي ان كان ممن يعتقد الالوهية في علي او ان جبريل غلط في الوحي...... فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة بخلاف ما اذا كان يفضل عليا او يسب الصحابة فانه مبتدع لا كافر.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۱۴ مطلب مهم في وطئ السراري اللاتي يوخذن)

﴿۲﴾ قال عبد الله الموصلي الحنفي: (قال في الدين والتقوىٰ) حتى ان بنت الرجل الصالح تزوجت فاسقا كان للاولياء الرد لانه من افجر الاشياء وانها تعير بذلك وقوله عليه الصلاة والسلام: عليك بذات الدين تربت يداك، اشارة الى انه ابلغ في المقصود.

(الاختيار لتعليل المختار ۲: ۱۳۲ فصل الكفاءة المعتبرة في النكاح)

باب الرضاعة

رضاعت میں مشاہدہ ضروری ہے تسامع کافی نہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی باز نے بچپن میں اپنی خالہ کے ساتھ نانی کا دودھ پیا، اب باز نے اپنے رضاعی بھائی کی لڑکی یعنی نانی کی پوتی عالم جان کے ساتھ نکاح کرلیا ہے، رضاعت کی خبر صرف باز کی خالہ جس نے باز کے ساتھ دودھ پیا تھا نے دی ہے، خالہ کا بیان یہ ہے کہ میری عمر جوں جوں بڑھتی گئی بڑے بھائیوں اور بہنوں سے یہی سنتی آئی ہوں کہ باز نے اور تو نے بچپن میں مدت رضاعت میں اکٹھا دودھ پیا ہے، باز کے خالو مولوی محمد حسین کا بھی یہی بیان ہے کہ باز نے اپنی نانی کا دودھ مدت شرعی کے اندر پیا ہوا ہے، علاوہ ازیں چند آدمی شبہات کا بیان دیتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ باز نے نانی کا دودھ مدت شرعی کے اندر پیا ہے یا کہ بعد میں پیا ہے، مگر دودھ ضرور پیا ہے، اس صورت میں باز اور عالم جان جو کہ اس کی رضاعی بھتیجی ہے باہم نکاح کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور ان شبہات کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی محمد حسین گجرانوالہ......۱۹۷۵ء/۳/۱۷

الجواب: عدم اعتراف کی صورت میں دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کی شہادت کے بغیر حرمت نکاح کا حکم نہیں دیا جائے گا، کما فی الدرالمختار علی هامش ردالمحتار (۲:۵۲۸) حجته حجة المال وهي شهادة عدلين او عدل وعدلتين﴿۱﴾، قلت ولا بد من المشاهدة ولا يكفي ههنا التسامع﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲:۴۴۸ قبیل کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة شمس الحق الافغاني: يلزم ان يكون......(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

نکاح کے بعد کسی عورت کا دعویٰ رضاعت میں تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور زینب کا عقد نکاح شرعی طے ہوا، تمام اہل قریہ مطلع ہوئے اور خوشیوں میں شریک ہوئے، دوسال گزرنے کے بعد ایک عورت نے کہا کہ میں نے زید اور زینب کو دودھ پلایا ہے اب اس عورت کے قول کا اعتبار کر کے نکاح فسخ کیا جائے یا نکاح برقرار ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرحمٰن

الجواب: اگر زوجین یا صرف زوج اس عورت کی تصدیق کرتے ہوں تو نکاح فاسد ہوگا اور اگر دونوں اس عورت کی تکذیب کرتے ہوں اور یہ عورت عادلہ ہو تو احتیاط مفارقت میں ہے اور نکاح فاسد نہیں ہے اور اگر یہ عورت عادلہ نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے، قال فی ردالمحتار (۲: ۵٦۸) فی الهندية: تزوج امرأة فقالت امرأة ارضعتكما فهو على اربعة اوجه ان صدقاها فسد النكاح وان كذباها وهي عدلة فالتنزه المفارقة وان صدقها الرجل وكذبتها فسد النكاح وان بالعكس لا يفسد، انتهىٰ بحذف يسير ﴿١﴾. وهوالموفق

(بقيه حاشيه) الشهود قدعاينوا بالذات المشهود به وان يشهدوا بذلك الوجه (المجله) والامور التي يتعذر على كثير من الناس مشاهدتها ويبقى احكامها ممر الدهور يجوز الشهادة بها بالتسامع وهي النسب والنكاح والدخول بالزوجة وولاية القاضي والموت واصل الوقف بشرط ان تشهر لدى الشاهد شهرة حقيقية كالتواتر او حكمية تكون بشهادة عدلين او عدل وعدلتين (الاصول القضائيه).

(معين القضاة والمفتيين ص ۲۸ الفصل الثاني في كيفية اداء الشهادة)

﴿١﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۴۸ تنبيه قبيل كتاب الطلاق)

نصاب شہادت نہ ہونے کی صورت میں حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا لیکن اس عورت کی بہن (علاتی) نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس شخص کو پیدائش کے بعد ماں کی ولادت کی بیماری کی وجہ سے موسم سرما میں خوب دودھ پلایا تھا، اور اس کی ماں کیلئے کھانا تیار کیا تھا، اس مدعیہ کا شوہر بھی یہی کہتا ہے لیکن دیگر گواہ اس مدعیہ کے بیان پر نہیں ہیں، جبکہ ناکح اس کی ماں اور بڑی بہنیں اور والد، بیان مذکورہ کے خلاف اور مدعیہ کی مخالفت اور عناد کے دعویدار ہیں، گاؤں کے بزرگوں سے حالت دریافت کی گئی تو سب نے متفقہ طور پر بیان کیا کہ اس واقعہ کے پیش آنے سے پہلے ہمیں اس مرضعہ کی کوئی خبر نہ تھی، مذکورہ بیانات مندرجہ ذیل افراد کے روبرو لئے گئے ہیں:

(۱)...... قاضی فیض الرحمٰن (۲)...... قاضی فضل ہادی صاحب (۳)...... قاضی محمد قاسم ڈوگ درہ (۴)...... مولانا حبیب محمد فاضل حقانیہ و مولوی فاضل (۵) قاضی زین العابدین۔

کیا اس شخص کا نکاح اس عورت سے بیانات مذکورہ کے لحاظ سے صحیح ہے؟ اس علاتی بہن (مدعیہ) اور اس کے شوہر کا دعویٰ قابل قبول ہے؟ بصورت متہم ہونے کا کیا جواب ہے جبکہ ناکح والوں کے دلوں میں کوئی خوف وخطرہ بوجہ بہانہ نہیں آتا ہے کہ ان کے زعم میں وہ عنادیہ ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: قاضی فیض الرحمٰن سیاہ بدرگئی از ریاست دیر ۱۹۷۰ء/۶/۳

الجواب: چونکہ صورت مسئولہ میں شہادت کا نصاب موجود نہیں ہے لہٰذا حرمت رضاع ثابت نہیں ہوگی، بے شک احتیاط اجتناب میں ہے، فی الدر المختار: **الرضاع حجته حجة المال وهي شهادة عدلين او عدل وعدلتين** ﴿۱﴾ (وبمعناه فی جمیع معتبرات

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۴۸ قبیل کتاب الطلاق)

المذهب)﴿١﴾ والدليل علی التنزه ما رواه البخاری فقال رسول اللهﷺ: کیف وقد قیل ففارقها عقبة فنکحت زوجاً غیره﴿٢﴾. وهو الموفق

خود مرضعہ کی شہادت کا حکم اور درمختار کی عبارت کی توضیح

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی خالہ کا دودھ پیا ہے جس پر گواہ خود مرضعہ اور اس کا شوہر ہے، اور ایک مرد اور ایک عورت اور ہیں، اگر مرضعہ اور اس کے شوہر کی گواہی شرعاً منظور ہے تو نصاب شہادت پورا ہے، اور اگر منظور نہیں تو عند الاحناف شہادت میں کمی ہے، چونکہ درمختار باب الرضاع قبیل کتاب الطلاق ۲: ۲۲۸ پر لکھتے ہیں: او شهادة عدل وعدلتین، اور علامہ شامی نے عدلتین کی تشریح میں لکھا ہے: ولو احدهما المرضعة لا یضر کون شهادتها علی فعل نفسها کشهادة القاسم والوازن والکیال علی رب الدین، پھر درمختار میں لکھتے ہیں اس کے بعد: وهل یتوقف ثبوته علی دعوی المرأة الظاهر لا لتضمنها علی حرمة الفرج وهی من حقوقه تعالیٰ. تو جناب! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حرمت رضاعت دعوی پر موقوف نہیں اس لئے لکھا ہے: ولو احدهما المرضعة، ہم تو اپنی کم علمی

﴿١﴾وفی الهندیه: ولا یقبل فی الرضاع الاشهادة رجلین اورجل وامرأتین عدول کذا فی المحیط...... وان کان المخبر واحد او وقع فی قلبه انه صادق فالاولی ان یتنزه ویأخذ بالثقة وجد الاخبار قبل العقد او بعده ولا یجب علیه ذلک.

(فتاویٰ عالمگیریه ١: ٣٤٧ کتاب الرضاع)

﴿٢﴾ وعن عقبة بن الحارث انه تزوج بنت ابی اهاب فجاء ت امرأة فقالت لقد ارضعتکما، فسأل النبیﷺ فقال: کیف وقد قیل؟ ففارقها عقبة فنکحت زوجاً غیره، اخرجه البخاری.

(بلوغ المرام ٣٨٥ قبیل باب النفقات)

سے یہ سمجھتے ہیں کہ مرضعہ اور اس کے شوہر کی گواہی شرعاً قبول ہے مگر ہم آپ کے فتوی پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں تو کیا مرضعہ اور اس کے شوہر کی گواہی منظور ہے یا نہیں؟ **والتوفیق علی اللہ**

المستفتی: محمد ہلال خطیب تربیلا ڈیم......۱۹۷۹ء/۹/۱۸

الجواب: آپ نے جو سمجھا ہے وہ درست ہے، مرضعہ کی شہادت مقبول ہے اور صرف اس پر اکتفا کرنا مردود ہے اور جب مرضعہ کی شہادت مقبول ہے حالانکہ یہ اپنے فعل پر شہادت ہے تو خاوند کی شہادت بطریق اولی منظور ہوگی۔

نوٹ:......شہادت میں عدالت کی رعایت ضروری ہے﴿۱﴾۔ **وھو الموفق**

شہادت عدلین سے جب تک مبرہن نہ ہو رضاعت ثابت نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بکر کی بیٹی اسماء کا زید سے نکاح کرنے کا پروگرام بنایا جارہا ہے، اسماء کے ماموں نے یہ بات مشہور کردی ہے کہ اسماء نے زید کی ماں ہندہ کا دودھ پیا ہے، زید کی والدہ ہندہ نے مقامی قاضی کے پاس حلفیہ بیان دیا کہ میں نے دودھ نہیں پلایا ہے اور یہ ماموں ذاتی عداوت کی وجہ سے جھوٹ بولتا ہے نیز اسماء کا ماموں عدالت میں بھی پیش نہیں ہوتا، اب نکاح کا کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

المستفتی: محی الدین دھڑیال مانسہرہ

الجواب: جب ماموں عادل دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت کی شہادت سے اس دعویٰ کو مبرہن نہ کرے اس وقت تک حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی، **کما فی الدر المختار وغیرہ حجتہ حجۃ**

﴿۱﴾ **وفی الھندیۃ: ولا یقبل فی الرضاع الا شھادۃ رجلین او رجل وامرأتین عدول کذا فی المحیط.**

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱:۳۴۷ کتاب الرضاع)

المال وھی شھادة عدلین او عدل وعدلتین ﴿۱﴾. وھوالموفق

شک اور عورت کے سینہ میں دودھ نہ ہونے کی صورت میں حرمت ثابت نہ ہوگی

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عصمت خان کو بچپن میں اپنی نانی نے سینہ پرلیاتھا، اب وہ اپنی خالہ زاد بہن سے شادی کرناچاہتاہےلیکن دودھ کا مسئلہ درمیان میں حائل ہے، نانی اس کو رونے سے خاموش کرنے کیلئے سینہ پرڈال رہی تھی اور وہ نہیں لے رہاتھا، اب معلوم نہیں کہ اس نے سینہ لیا ہے یانہیں؟ ہاں نانی یقین کے ساتھ کہتی ہے کہ اس نے دودھ نہیں پیا ہے اسی طرح لڑکے کی والدہ بھی کہتی ہےلیکن پھربھی لوگ شک کرتے ہیں کہ شاید اس نے دودھ لیا ہو، اور لڑکے کو نانی نے صرف ایک مرتبہ سینہ پرلیا ہے، شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالحلیم بشام سوات......۱۹۹۱ء/۵/ ۷

الجواب: صورت مسئولہ میں حرمت رضاع ثابت نہ ہوگی:

(۱) شک کی صورت میں (۲) نیز جبکہ شیر دہندہ کہتی ہے کہ میرے سینہ میں دودھ نہ تھا تو حرمت رضاع ثابت نہ ہوگی (شامی ﴿۲﴾ ہندیہ ﴿۳﴾ ....

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۴۴۸ قبیل کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: قوله فلو التقم الخ تفریع علی التقیید بقوله ان علم وفی القنیة امرأة کانت تعط ثدیھا صبیة واشتھر ذلک بینھم ثم تقول لم یکن فی ثدی لبن حین القمنھا ثدیی ولم یعلم ذلک الامن جھتھا جاز لابنھا ان یتزوج بھذه الصبیة وفی الفتح لو ادخلت الحلمة فی فی الصبی وشکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشک.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۴۳۹ باب الرضاع)

﴿۳﴾ وفی الھندیة: المرأة اذا جعلت ثدیھا فی فم الصبی ولا تعرف امص اللبن ام لا ففی القضاء لا تثبت الحرمة بالشک وفی الاحتیاط تثبت ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

الاشباه والنظائر﴿۱﴾. وهو الموفق

مرضعہ غیر عادلہ کی خبر اور پھر انکار کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور ہندہ کے عقد نکاح کے دس سال ہوئے ہیں، اب معلوم ہوا کہ ایک عورت نے انہیں دودھ پلایا ہے لیکن مرضعہ کے علاوہ دوسرا کوئی گواہ نہیں ہے، صرف ایک عورت اور بھی ساتھ ہے، لیکن زید نے صدق مخبر سے انکار کیا اور قسم اٹھائی کہ ہندہ میری محرمہ نہیں ہے اور ہندہ نے بھی دعویٰ کرنے سے انکار کیا، اب عرض یہ ہے کہ کیا سابق نکاح اس مذکورہ شبہ کی وجہ سے فاسد ہے یا نہیں؟ اگر نکاح نہیں ہوا ہے تو آئندہ کیلئے نکاح زفاف مجاز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا جعفر شاہ بلند کوٹ مانسہرہ......۱۹۷۷ء/۱۰/ ۱۷

الجواب: اگر یہ مرضعہ عادلہ نہ ہو کما هو الظاهر فی شر القرون، تو صورت مسئولہ میں نہ مفارقت واجب ہے اور نہ اس میں احتیاط ہے، کما یفهم من الهندیة ۱ :۳۷۵ الرضاع یظهر باحد امرین احدهما الاقرار والثانی البینة کذا فی البدائع، ولا یقبل فی الرضاع الا شهادة رجلین اور رجل وامرأتین عدول، کذا فی المحیط، وان کان المخبر واحد او وقع فی قلبه انه صادق فالاولیٰ ان یتنزه ویأخذ بالثقة سواء وجد الاخبار قبله او بعده ولا یجب علیه ذلک﴿۲﴾. وهو الموفق

(بقیه حاشیه)دخل فی فم الصبی من الثدی مائع لونه اصفر تثبت حرمة الرضاع لانه لبن تغیر لونه. (فتاویٰ عالمگیریه ۱ :۳۴۴ کتاب الرضاع)

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجیم: لو ادخلت المرأة حلمة ثدیها فی فم الرضیع ولا یدری أدخل اللبن فی حلقه ام لا لا یحرم النکاح لان فی المانع شکاً کذا فی الولوالجیة.

(الاشباه والنظائر ص ۶۶ القاعدة الثالثة الیقین لا یزول بالشک)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱ :۳۴۷ کتاب الرضاع)

صرف سینہ پر منہ رکھنے سے (جبکہ پینے میں شک ہو) حرمت رضاع نہیں آتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک عورت کسی بچے کو پستان منہ میں دے دیں اور فوراً اسے علیحدہ کریں، اور دودھ منہ میں اندر نہ گیا ہو، تو کیا اس سے رضاعت ثابت ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: صوفی اسماعیل وزیرستانی......۴/۵/۱۴۰۱ھ

الجواب: جب دودھ پینے میں شک ہو تو صرف سینہ پر منہ رکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، لما فی الاشباہ ۵۹ لو ادخلت الحلمة ثديها ولا يدرى ادخل اللبن فى حلقه ام لا لا يحرم النكاح﴿۱﴾. وهو الموفق

رضیع کا مرضعہ کی تمام اولاد پر حرام ہونا اور ہدایہ کی عبارت کا مطلب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسماۃ خائستہ جان نے ایک لڑکی زرین تاجہ کو اپنے چھوٹے بیٹے ملنگ کے ساتھ دودھ پلایا ہے، خائستہ جان کا ایک دوسرا بیٹا ہے زلے جو ملنگ سے عمر میں بڑا ہے، کیا زرین تاجہ کا نکاح زلے کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ نیز صاحب ہدایہ کا یہ قول کہ: وكل صبيين اجتمعا على ثدى امرأة واحدة لم يجز لاحدهما ان يتزوج بالاخرىٰ الخ. اس سے اجتماع زمانی مراد ہے یا مکانی، یعنی اس جزئیہ کی وجہ سے حلت کا حکم کیا جا سکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: ہیڈ ماسٹر باتڑہ سیدان براستہ اوگئی مانسہرہ......۱۵/۹/۱۹۷۵ء

الجواب: یہ لڑکی زرین تاجہ اس مرضعہ کی تمام اولاد پر حرام ہے، يدل عليه ما فى الخلاصة ۱: ۲۴۴ ولو ارضعت امرأة صبيا يحرم عليه من يقدم من اولادها ومن

﴿۱﴾ (الاشباه والنظائر ۱۷ القاعدة اليقين لا يزول بالشك)

تأخر﴿۱﴾، وفي الدر المختار: لا حل بين الرضعية وولد مرضعتها (هامش ردالمحتار ۲: ۵۲۱) ﴿۲﴾،قلت: وكذا نقول بلبن الفحل فيحرم عليها الولد الثاني لكونه ولد ابيها من الرضاع﴿۳﴾. فافهم. وهوالموفق

سینہ سے دودھ نکال کر پلانا بھی موجب حرمت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کے سینہ سے دودھ نکالا گیا اور بوتل میں ڈال کر ایک لڑکے کو پلایا گیا، کیا رضاعت ثابت ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: تاج ولی جلبئی صوابی...... یکم ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

الجواب: جس عورت کے سینہ سے دودھ نکالا جائے اور کسی لڑکے کو پلایا جائے تو حرمت رضاعت ثابت ہوگی، یدل علیه ما فی شرح التنویر: والحق بالمص الوجوروالسعوط، (هامش ردالمحتار ۲: ۵۵۴)﴿۴﴾. وهوالموفق

مرضعہ کی تصدیق کی صورت میں نکاح جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ ہماری والدہ کہتی ہے کہ میں نے فلاں لڑکی کے باپ کو دودھ دیا تھا، اور ہم اس لڑکی کو اپنے بھائی کیلئے نکاح پر لینا چاہتے

﴿۱﴾(خلاصة الفتاویٰ ۲: ۱۲ قبیل الفصل الخامس فی الاکفاء)

﴿۲﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۴۳ باب الرضاع)

﴿۳﴾ قال العلامة المرغيناني: ولبن الفحل يتعلق به التحريم وهو ان ترضع المرأة صبية فتحرم هذه الصبية على زوجها وعلى ابائه وابنائه ويصير الزوج الذى نزل لها منه اللبن ابا للمرضعة. (هدايه ۲: ۳۷۰ كتاب الرضاع)

﴿۴﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۳۷ باب الرضاع)

ہیں، رضاعت میں والدہ کے علاوہ کوئی اور چشم دید گواہ نہیں ہے اور ہمارا یقین ہیں کہ ہماری والدہ جھوٹ نہیں بولتی، کیا شریعت کی رو سے یہ نکاح جائز ہے؟ نیز ہمارا اور اس لڑکی کے خاندان کا آپس میں جھگڑا ہے اگر یہ لڑکی ہمارے گھر آ گئی تو تمام جھگڑے ختم ہو جائیں گے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی ولی محمد بابر فورٹ سنڈیمن بلوچستان.....۲۲/ستمبر ۱۹۷۹ء

الجواب: جب آپ اس مرضعہ (والدہ) کی تصدیق کرتے ہیں تو حلت کہاں سے آئے گی، قلت: ونظیرہ التصدیق بعد عقد النکاح کما فی ردالمحتار ۲:۵۶۸ فلیراجع ﴿۱﴾. وھو الموفق

اپنا فرزند سمجھ کر غلطی سے دوسری بچی کو دودھ پلانے سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زینب نے غلطی سے اپنا فرزند سمجھ کر دوسری لڑکی کو دودھ پلایا، اس وقت زینب کے ہوش وحواس کسی بیماری کی وجہ سے صحیح نہیں تھے، جب ایک دفعہ دودھ پی لیا تو ہوش وحواس ٹھیک ہونے پر محسوس ہوا، اور دودھ بھی صرف ایک دفعہ چوس لیا ہے، کیا زینب کے فرزند کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں، نیز زینب کے ولد الولد کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالکبیر جلال آباد

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: وفی الھندیة تزوج امرأة فقالت امرأة ارضعتکما فھو علی اربعة اوجهِ ان صدقاھا فسد النکاح...... وان کذباھا وھی عدلة فالتنزہ المفارقة...... وکذا لو شھد غیر عدول او امرأتان او رجل وامرأة وان صدقھا الرجل وکذبتھا فسد النکاح وان بالعکس لا یفسد ولھا ان تحلفه ویفرق اذا نکل.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲:۴۴۸ قبیل کتاب الطلاق)

الجواب: جزئیات سے معلوم ہوتا ہے کہ رضاع میں علم، جہل اور رضا واکراہ میں کوئی فرق نہیں ہے، لہٰذا زینب کا ولد اس رضیعہ کا رضاعی بھائی ہے اور ولد الولد رضاعی بھتیجا ہے اور جیسا کہ نسبی بھتیجے سے نکاح حرام ہے اسی طرح رضاعی بھتیجے سے بھی نکاح حرام ہے، قال رسول اللہ ﷺ: یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب ﴿۱﴾ وفی الدر المختار: ولا حل بین الرضیعة وولد مرضعتها وولد ولدها لانه ولد الاخ انتہیٰ باختصار یسیر ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

دوسوکنوں کا مختلف بچوں کو دودھ پلانے سے رضاعت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی دو بیویاں ہیں ہندہ اور سایہ، ہندہ نے ایک اجنبی لڑکے کو دودھ پلایا اور سایہ نے بھی ایک اجنبی لڑکی کو دودھ پلایا، اب ان اجنبی لڑکے اور لڑکی کے درمیان نکاح درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالقیوم پیر ہاڑی بٹگرام ۔ ۱۹۸۳ء/۱۱/۱

الجواب: یہ لبن الفحل کا مسئلہ ہے ان دونوں کے درمیان نکاح ناجائز ہے کیونکہ یہ دونوں زید کے رضاعی بچے ہیں ﴿۳﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ (رواہ البخاری ۹: ۱۲۱ کتاب النکاح، وراہ مسلم باب تحریم الرضاعة ماء الفحل الحدیث: ۱۴۴۷ ورواہ النسائی ۲: ۱۰۰ باب تحریم بنت الاخ من الرضاع)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۴۴۳ باب الرضاع)

﴿۳﴾ قال العلامة المرغینانی: ولبن الفحل یتعلق به التحریم وھو ان ترضع المرأة صبیة فتحرم ھذہ الصبیة علی زوجھا وعلی آبائه وابنائه ویصیر الزوج الذی نزل لھا منه اللبن ابا للمرضعة.

(ھدایة ۲: ۳۵۱ کتاب الرضاع)

نیند کی حالت میں کسی بچے کا آ کر دودھ پینے سے حرمت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں ایک عورت محوخواب تھی، کہ ایک بچہ نے آ کر اسی حالت میں اس سے دودھ پی لیا، اور عورت کو بھی معلوم ہوا، کیا اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مجید علی متعلم حقانیہ......۱۹۸۶ء/۱/۱۳

الجواب: محوخواب (نائمہ) عورت سے دودھ پینے کی صورت میں حرمت رضاع ثابت ہوتی ہے، لما فی شرح التنویر: او میتة﴿۱﴾، والوجه ظاهر لان النوم ادنیٰ من الموت، ولما فی العالمگیریة ۱: ۳۲۸ وکذا الصغیرة اذا جاء ت الی الکبیرة وهی نائمة فاخذت ثدیها وارتضعت منها بانتا منه، فافهم﴿۲﴾. وهو الموفق

کسی کے بدن میں خون داخل ہونے سے حرمت رضاع نہیں آتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی کے بدن میں کسی کا خون داخل ہونے سے حرمت رضاع ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: ریاض الحسن ستارہ جرأت تحصیل گوجر خان......۱۹۷۶ء/۱/۱۵

الجواب: واضح رہے کہ کسی کے بدن میں خون داخل کرنے سے حرمت رضاع کے ثبوت اور عدم ثبوت کے متعلق تصریح نہیں ملی، البتہ قواعد کی رو سے یہ عمل موجب حرمت نہیں ہے، لان الدم لا یدفع المجاعة ولا تتغذی بها فلا تکون محرمة، قال رسول اللهﷺ انما الرضاعة من

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۳۷ باب الرضاع)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۳۴۵ کتاب الرضاع)

المجاعة﴿۱﴾، نیز واضح رہے کہ جب ڈھائی سال کے بعد دودھ پلایا جائے تو موجب حرمت نہیں ہوتا ہے﴿۲﴾۔دخول خون کس طرح موجب حرمت ہوگا،وھذا ھو المختار عند الاکابر. وھو الموفق

بیوی کے دودھ پینے اور خون چڑھانے سے حرمت رضاعت نہیں آتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ(۱)شوہر کیلئے بیوی کا پستان منہ میں ڈالنا یا کسی مجبوری (بطور علاج) کی وجہ سے عورت کا دودھ پینا جائز ہے یا نہیں؟ حرمت کا کیا حکم ہے؟ (۲)عورت کی بیماری یا کمزوری کی بنا پر اگر خون کی ضرورت پڑ جائے اور سوائے شوہر کے خون کے کسی اور کا خون موافق نہ ہو اس صورت میں یہ خون دینا جائز ہے؟ اور حرمت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: نامعلوم......نوشہرہ کینٹ......۱۸/شوال ۱۳۸۹ھ

الجواب: (۱)ڈھائی سال کے بعد کسی عورت کا دودھ پینا اور پلانا بلاضرورت شرعی جائز نہیں ہے البتہ اس سے حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی، (عمدة الرعایة﴿۳﴾ وھدایة ﴿۴﴾

﴿۱﴾ عن عائشة ان النبیﷺ دخل علیھا وعندھا رجل فکانه تغیر وجھه کانه کره ذلک فقالت انه اخی فقال انظرن من اخوانکن فانما الرضاعة من المجاعة.

(الصحیح البخاری ۲: ۷۶۴ باب من قال لارضاع بعد حولین)

﴿۲﴾ وفی الھندیة: قلیل الرضاع وکثیره اذا حصل فی مدة الرضاع تعلق به التحریم...... واذا مضت مدة الرضاع لم یتعلق بالرضاع تحریم کذا فی الھدایة.

(فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۳۴۲ کتاب الرضاع)

﴿۳﴾ قال العلامة عبد الحئی اللکنوی: قوله لا بعده ای لا بعد مدة الرضاعة لحدیث لا رضاع بعد فصال ولا یتم بعد حلم اخرجه الطبرانی وعبد الرزاق وغیرھما وفی جامع الترمذی مرفوعاً لا یحرم من الرضاع الا ما فتق الا معاء فی الثدی وکان قبل الفطام الخ.

(عمدة الرعایة ھامش شرح الوقایة ۲: ۷۴ کتاب الرضاع)

﴿۴﴾قال العلامة المرغینانی: وھل یباح الارضاع......(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

وشامی﴿۱﴾). (۲)ضرورت شرعی کے وقت نکاح پراس کا اثرنہیں پڑتا ہےاورحرمت بھی نہیں ہے،اور بلاضرورت نکاح پرتواثرنہیں پڑتا ہےلیکن حرام اورموجب گناہ ہے،ولم یذکرہ الفقهاء فی محرمات النکاح. وهو الموفق

اگردودھ پلانا یقینی طور پر یاد ہواورزوجین کوبھی سچ کا یقین ہوتوتفریق ضروری ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کے لئے ایک لڑکی کو پسند کیا بعد میں یہ صورت حال پیدا ہوئی کہ اس عورت کو یہ بات یاد آئی کہ جولڑکی میں نے اپنے بیٹے کے لئے نکاح پرلی ہےاس کوبھی شاید میں نے دودھ دیا ہےلیکن اس فعل کی مدت اوراس وقت کی پریشانی اورمصیبت کی وجہ سے متردد ہےلیکن غالب گمان دودھ دینے کا ہے کہ اس نے اپنا دودھ پلایا ہےتو کیااس صورت میں حرمت رضاع ثابت ہوکرجدائی لازمی ہے؟بینوا توجروا

المستفتی: حاجی علی محمد بیٹنی ٹانک ڈیرہ.....۱۹۸۴ء/۲/۱۵

الجواب: اگردودھ دہندہ کویقینی طور پراپنادودھ پلانایادہواوراس لڑکےاورلڑکی کواس بات پریقین ہوکہ یہ عورت سچ بولتی ہےتواس لڑکے پراس لڑکی کی متارکت ضروری ہے(شامی)﴿۲﴾۔وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) بعد المدة قد قیل لا یباح لان اباحته ضروریة لکونه جزء الادمی.

(هدایه ۲: ۳۵۱ کتاب الرضاع)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: ویثبت التحریم فی المدة فقط ولو بعد الفطام..... ولم یبح الارضاع بعد مدته لانه جزء آدمی والانتفاع به لغیر ضرورة حرام علی الصحیح.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۳۸ باب الرضاع)

﴿۲﴾قال العلامة ابن عابدین: تزوج امرأة فقالت امرأة ارضعتکما فهو علی اربعة اوجه ان صدقاها فسد النکاح وان کذباها وهی عدلة فالتنزه المفارقة..... وان صدقها الرجل وکذبتها فسد النکاح وان بالعکس لا یفسد. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۴۸ قبیل کتاب الطلاق)

دودھ کا نہ ہونا یقینی ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکے نے اپنی دادی کے سینہ سے منہ لگایا درحالیکہ اس میں دودھ نہ ہو اور دادی اس کے والد کی جانب سے ہو تو کیا اس پر اپنی پھوپھی زاد حرام ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: عالمگیر شاہ اکبر پورہ.....۲۵/ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

الجواب: اگر اس دادی کے سینہ میں دودھ ہونا یقینی طور سے معلوم نہ ہو تو اس سے حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی، صرح به في الاشباه والنظائر ۵۹، ۶۳ ﴿۱﴾. وهو الموفق

دودھ نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بچہ ماں سے چھ ماہ کا رہ گیا ہو اور اسی دوران میں بکری یا گائے کے دودھ پر پرورش پالی ہو جب یہ بچہ روتا تھا تو اس کو اپنی حقیقی دادی

﴿۱﴾قال العلامة ابن نجيم: ومنها لو ادخلت المرأة حلمة ثديها في فم الرضيع ولا يدرى أدخل اللبن في حلقه ام لا لا يحرم النكاح، (بعد صفحات) فلو كان في الحرمة شك لم يعتبر ولذا قالوا لو كان في الحرمة شك لم يعتبر ولذا قالوا لو ادخلت المرأة حلمة ثديها في فم رضيعة ووقع الشك في وصول اللبن الى جوفها لم تحرم لان في المانع شكا كما في الولوالجية وفي القنية: امرأة كانت تعط ثديها صبية واشتهر ذلك فيما بينهم ثم تقول لم يكن في ثديي لبن حين القمتها ثديي ولا يعلم ذلك الا من جهتها جاز لابنها ان يتزوج بهذه الصبية وفي الخانية صغير وصغيرة بينهما شبهة الرضاع ولا يعلم ذلك حقيقة، قالوا: لا بأس بالنكاح بينهما هذا اذا لم يخبر بذلك احد.

(الاشباه والنظائر ۲ ۶۲،۶۶ القاعدة الثالثة اليقين لا يزول بالشك)

اپنے سینے سے لگاتی اور لگا تار دو سال یہ سلسلہ جاری رہا، دادی کی عمر ساٹھ سال کی تھی اور سترہ سال سے دادی بے اولاد تھی، کیا اب اس دادی کی حقیقی دوہتی کے ساتھ اس لڑکے کا نکاح جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد شریف پشاور......۱۹۷۴ء/۱۰/۱۰

الجواب: اگر اس دادی کے سینہ میں دودھ کا وجود یقینی نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی، **وفي القنية امرأة كانت تعط ثديها صبية واشتهر ذلك بينهم ثم تقول لم يكن في ثديي لبن حين القمتها ثديي ولم يعلم ذلك الا من جهتها جاز لابنها ان يتزوج بهذه الصبية (ردالمحتار ۲: ۵۵۶)﴿۱﴾. وهو الموفق**

آئسہ عورت کے دودھ ہونے اور نہ ہونے میں حرمت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کتاب الرضاع میں اس بات میں اختلاف ہے، **واذا نزل للبكر لبن فارضعت صبيا يتعلق به التحريم لاطلاق النص وهو قوله تعالىٰ: وامهاتكم اللتي ارضعنكم**، اب اگر ایک عورت ہو، اس کا شوہر نہ ہو اور بوڑھی ہو چکی ہو اور ایک بچے کو سینہ سے لگائے اور دودھ اس کے سینہ میں پیدا ہو جائے، تو اس سے حرمت ثابت ہوگی اسی طرح اگر دودھ نہ ہو تو حرمت نہیں آتی کیا یہ مسائل صحیح ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا آغا محمد طیب کوئٹہ......۶/ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

الجواب: (۱) یہ مسئلہ درست ہے﴿۲﴾۔(۲) یہ مسئلہ بھی درست ہے، **كما في**

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۳۹ باب الرضاع)

﴿۲﴾قال العلامة الحصكفي: هو مص الثدى وشرعا مص من ثدى آدمية ولو بكرا او ميتة او آيسة والحق بالمص الوجور والسعوط.

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۴۳۷ باب الرضاع)

ردالمحتار ۲: ۴۵۵) ﴿۱﴾. وهو الموفق

ڈھائی سال سے زیادہ عمر والا اگر دودھ پی لے تو حرمت ثابت نہ ہوگی

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی کچکول خان جوکہ لاڈلا اور بداخلاق تھا، ٹونہ کے طور پر علی محمد کی ماں کا صرف ایک دفعہ دودھ پی لیا، علی محمد کچکول سے صرف چھ ماہ بڑا ہے، بعدازاں کچکول خان کی منگنی علی محمد کی چھوٹی بہن سے ہوگئی، اب جب شادی کی بات چیت شروع ہوئی تو یہ بات یاد آ گئی، لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کچکول خان نے اپنی منگیتر کی ماں کا صرف ایک دفعہ دودھ پی لیا ہے یہ نکاح جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: فیروز شاہ

الجواب: اگر دودھ پینے کے وقت کچکول کی عمر ڈھائی سال سے زائد تھی تو حرمت نہ ہوگی، فی الدرالمختار: فی وقت مخصوص هو حولان ونصف عنده وحولان فقط عندهما الخ﴿۲﴾.

اوراگر عمر ڈھائی سال سے کم تھی تو حرمت ثابت ہوگی، وفيه ويثبت به وان قل﴿۳﴾. وهو الموفق

بیوی کے دودھ پینے کی حرمت کی دلیل

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی مرد کیلئے اپنی بیوی کا دودھ پینا

﴿۱﴾قال العلامة ابن عابدين: وفي القنية امرأة كانت تعط ثديها صبية واشتهر ذلك بينهم ثم تقول لم يكن في ثديي لبن حين القمتها ثديي ولم يعلم ذلك الا من جهتها جاز لابنها ان يتزوج بهذه الصبية.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۳۹ باب الرضاع)

﴿۲﴾(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۴۳۷ باب الرضاع)

﴿۳﴾ (شرح التنوير على هامش الشاميه ۲: ۴۳۹ باب الرضاع)

کیوں حرام ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ بینوا بالدلائل وتوجروا

المستفتی: قاری رحمت دین متعلم گورنمنٹ دارالعلوم اسلامیہ چار باغ سوات......۱۹۸۹ء/۹/۲۳

الجواب: بعد از مدت رضاع زوجہ وغیرہا کا دودھ پینا حرام ہے لیکن موجب فراق وطلاق نہیں ہے، کما فی الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۶۹ مص رجل ثدی زوجته لم تحرم﴿۱﴾ وفی ۲: ۵۰۵ ولم یبح الارضاع بعد مدته لانه جزء آدمی والانتفاع به لغیر ضرورة حرام علی الصحیح ﴿۲﴾. وهوالموفق

مدت رضاعت کے علاوہ بیوی کے دودھ پینے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی بی بی سے صحبت کر رہا تھا، بیوی سے پوچھا کہ تمہارے سینہ میں دودھ ہے یا نہیں؟ بیوی نے کہا نہیں ہے، لہٰذا اس کے سینہ پر منہ رکھا اور بسبب کثرت شوق سے چوس لیا تو اس کے پینے سے اس کے منہ میں نمکین دودھ آیا، اس کے منہ میں دودھ آتے ہی اسے پھینک دیا اور منہ وزبان کو صاف کیا، اور دودھ کو نہیں نگلا، اور پھر منہ کو پانی سے صاف کر دیا، یہاں ایک عالم سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی، آپ صاحبان صحیح مسئلہ سے آگاہ کریں؟ بینوا توجروا

المستفتی: کمال الپاکستانی حائل سعودیہ عربیہ......۱۴۰۱/۴/۱۴ھ

الجواب: اس مولوی صاحب کا مسئلہ درست ہے آپ نے اگر دودھ بھی پی لیا ہوتا اور پینے کا ارادہ ہوتا تو پھر بھی نکاح پر کوئی اثر نہ پڑتا، لما فی شرح التنویر علی هامش ردالمحتار

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۴۹ قبیل کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ (علائیه علی هامش الشامیه ۲: ۴۳۸ باب الرضاع)

۲: ۵۶۹، مص رجل ثدی زوجته لم تحرم، انتهیٰ﴿۱﴾. قلت هذا اذا کان الزوج تجاوز عمره من ثلاثین شهراً﴿۲﴾. وهو الموفق

پوتے یا پوتی کو دودھ دینا اگرچہ ممنوع نہیں مگر موجب حرمت رضاعت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نانی یا دادی اپنی نواسی یا نواسے یا پوتے یا پوتی کو سلانے اور رونے دھونے کی وجہ سے اپنے پستان ان کے منہ میں دیتی ہے وہ دودھ پیتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرؤف لوند خوڑ مردان.....۲۸/ رمضان المبارک۱۴۰۵ھ

الجواب: نواسا وغیرہ (جب ڈھائی سالہ نہ ہوں تو ان) کو سینہ دینا ممنوع نہیں ہے، البتہ اگر مدت رضاع میں دودھ نکل گیا تو حرمت رضاعت ثابت ہوگی (شرح تنویر وغیرہ)﴿۳﴾۔ وهو الموفق

اقرار کے بعد رضاعت سے انکار کرے تو نکاح جائز رہے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حیات نے اپنے لڑکے وارث

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۴۹ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة طاهر بن عبد الرشید: ولا رضاع بعد الفصال ومدة الرضاع عندهما سنتان وعند ابی حنیفة سنتان ونصف والرضاع فی هذه المدة محرم فطم الصبی ام لا ولا یثبت الحرمة بعد سنتین ونصف وان لم یفطم.

(خلاصة الفتاویٰ ۲: ۱۱ الفصل الرابع فی الرضاع)

﴿۳﴾قال العلامة الحصکفی: ویثبت التحریم فی المدة فقط ولو بعد الفطام علی المذهب وعلیه الفتویٰ...... ولم یبح الارضاع بعد مدته لانه جزء آدمی والانتفاع به لغیر ضرورة حرام علی الصحیح. (الدر المختار علی هامش الشامیة ۲: ۴۳۸ باب الرضاع)

کیلئے غلام کی لڑکی کا رشتہ طلب کیا، غلام کی بیوی نے جواب دیا کہ میں نے وارث کو اپنی بیٹی کے ساتھ دودھ پلایا ہے اس لئے یہ رشتہ نہیں ہوسکتا، اس اقرار کے گواہ بھی موجود ہیں کچھ عرصہ بعد حیات نے دوبارہ رشتہ مانگا، غلام اور اس کی بیوی رشتہ دینے پر رضامند ہوگئے، نکاح ہوگیا، جب گاؤں کے لوگوں نے رضاعت کے سابقہ اقرار کی وجہ سے نکاح پر اعتراض کیا تو اس عورت نے رضاعت سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ پہلا اقرار صرف رشتہ نہ دینے کیلئے ایک بہانہ تھا، اس سلسلہ میں ایک دینی عالم سے رجوع کیا گیا تو اس نے نکاح کے جواز کا فتویٰ دیتے ہوئے یہ دلیل دی کہ رضاعت کے ثبوت کے گواہ موجود نہیں جبکہ ایک دوسرے عالم دین نے تفریق کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ اقرار کی وجہ سے ایک بار رضاعت ثابت ہوئی ہے، اب سوال یہ ہے کہ اقرار رضاعت کے بعد انکار کی صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ نیز مذکورہ بالا نکاح برقرار رہ سکتا ہے یا اس کا فسخ کرنا ضروری ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حافظ حیات محمد ساکن مروال کیملپور راٹک.....۱۹۷۴ء/۷/۷

الجواب: یہ نکاح جائز ہے فسخ کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لما فی تنقیح الفتاویٰ (۱: ۳۴) سئل فی امرأة قالت ارضعت زیداً ثم کذبت نفسها و حلفت بالله العظیم انها لم ترضعه اصلاً و صدقها زید علی ذلک و یرید التزوج بابنتها فهل له ذلک، قال نعم والمسئلة فی التنویر الخ ﴿۱﴾. وهو الموفق

رضیع اور مرضعہ کی تمام اولاد کے درمیان نکاح حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ علی نے ولی کے ساتھ اس کی والدہ کا دودھ پیا، اب علی کا نکاح ولی کی والدہ کے ہی بطن سے پیدا ہونے والی ولی کی بہن سے کر دیا گیا ہے، کیا

﴿۱﴾ (تنقیح الفتاویٰ الحامدیة ۱: ۳۴ باب الرضاع)

مذکورہ صورت میں نکاح جائز ہے، کیا رضیع کیلئے مرضعہ کی تمام اولاد حرام ہے؟ (۱) حالانکہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۴ سوال::۹۲۱ کے تحت مذکورہ صورت میں نکاح کو حرام قرار دیا گیا ہے، اور جلد دوم میں اصول بیان کئے گئے ہے کہ رضیع کے لئے مرضعہ کی تمام اولاد حرام ہے۔ (۲) مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دیوبند حال کراچی اور مولانا خیر محمد صاحب خیر المدارس والے نے مذکورہ نکاح کر حرام قرار دیا ہے، لیکن گوجرانوالہ کے ایک مفتی صاحب نے عبارت "تحل اخت اخیه رضاعاً ونسباً" بحر الرائق ۲۲۷، شامی ۳:۵۶۱، فتح القدیر ۳:۱۱ کا حوالہ دیتے ہوئے مذکورہ نکاح کو جائز قرار دیا ہے، مدلل جواب مع ثبت مہر دارالافتاء مرحمت فرماویں۔ بینوا توجروا

المستفتی: محمد عبداللہ لدھیانوی مرکزی دفتر مجلس ختم نبوت ملتان شہر...... ۱۹۶۹ء/۱/۱۲

الجواب: علی کیلئے ولی کی والدہ (مرضعہ) کے تمام اصول وفروع حرام ہیں، لما فی الهندية ۱ : ۳٦۵ يحرم على الرضيع ابواه من الرضاع واصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعاً حتى ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل او غيره قبل هذا الارضاع او بعده...... فالكل اخوة الرضيع واخواته الخ ﴿۱﴾. اور فقہاء کرام نے جولکھا ہے کہ "تحل اخت اخيه رضاعا ونسباً" تو اس سے مراد علاتی بھائی کی اخیافی بہن ہے تمام فقہاء نے اس پر تصریح کی ہے، قال في الدرالمختار: وتحل اخت اخيه رضاعاً ونسباً بان يكون لاخيه لابيه اخت لام انتهىٰ مافي الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲ : ۵٦۱ ﴿۲﴾ وهكذا في الهندية ۱ : ۳٦٦ ﴿۳﴾.

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۲ : ۳۴۳ كتاب الرضاع)

﴿۲﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲ : ۴۴۲ باب الرضاع)

﴿۳﴾ وفي الهندية: وتحل اخت اخيه رضاعا كما تحل نسبا مثل الاخ لاب اذا كانت له اخت من امه يحل لاخيه من ابيه ان يتزوجها كذا في الكافي. (فتاویٰ عالمگیریة ۱ : ۳۴۳ كتاب الرضاع)

وھکذا فی الھدایۃ ۱: ۳۳۱﴿۱﴾ کتاب الرضاع، وھکذا فی البدائع ۴: ۴﴿۲﴾. وھو الموفق

دادی کا دودھ پینے سے پوتا چچوں کا رضاعی بھائی بن جاتا ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دادی نے اپنے پوتے کودودھ پلایا تو کیاواقعی یہ پوتا اپنے چچوں کا بھائی متصور کیا جائے گا؟ اور چچازادیاں اس پر حلال نہیں ہوں گے؟ جبکہ حقیقت تو اس کے برعکس ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: رحمت اللہ خان اوگی مانسہرہ......۲۶/شوال ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ لڑکا تمام چچوں کا رضاعی بھائی ہے، ان چچوں کی لڑکیاں اس پر حرام ہیں، یہ اس لڑکے کے رضاعی بھتیجیاں ہیں، قال رسول اللہ ﷺ : یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب﴿۳﴾. وھو الموفق

اجنبی لڑکے لڑکی کا اجنبی عورت سے دودھ پی کر دونوں میں رضاعت ثابت ہوتی ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید فاطمہ کا لڑکا اور زینب ہندہ کی

﴿۱﴾ وقال العلامۃ المرغینانی: ویجوز ان یتزوج الرجل باخت اخیہ من الرضاع لانہ یجوز ان یتزوج باخت اخیہ من النسب وذلک مثل الاخ من الاب اذا کانت لہ اخت من امہ جاز لاخیہ من ابیہ ان یتزوجھا.

(ھدایۃ ۲: ۳۳۱ کتاب الرضاع)

﴿۲﴾(بدائع الصنائع ۴: ۴ کتاب الرضاع)

﴿۳﴾(رواہ البخاری ۲: ۷۶۴ باب قولہ تعالی وامھاتکم اللاتی ارضعنکم کتاب النکاح) (ورواہ مسلم ۱: ۴۶۷ باب الرضاعۃ من ماء الفحل ورواہ النسائی ۲: ۱۰۰ باب تحریم بنت الاخ من الرضاع)

لڑکی ہے، دونوں نے تیسری دایہ کا دودھ پی لیا، اب فقہ حنفی کی رو سے زید اور زینب کے درمیان عقد نکاح جائز ہے یا نہیں؟ یعنی یہ رضاعت صورت محرمہ میں سے ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا فضل مولیٰ صاحب دلبوڑی مدرس حقانیہ (حال مہتمم دارالعلوم دلبوڑی)......۱۹۸۹ء

الجواب: زید اور زینب کے درمیان نکاح حرام ہے کیونکہ یہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں،

قال رسول اللهﷺ: يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب﴿١﴾ وفي الدرالمختار: ولاحل بين رضيعي امرأة لكونهما اخوين وان اختلف الزمن﴿٢﴾. وهوالموفق

نانی کا دودھ پینے والے آپس میں رضاعی بھائی بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت اپنے نواسوں کو جو لڑکا اور لڑکی ہے کو دودھ پلادے، کیا ان کے درمیان نکاح جائز ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: فضل ہادی......۱۹۷۴ء/۳/۱۹

الجواب: چونکہ یہ دودھ پینے والے آپس میں رضاعی بھائی بہن ہیں لہٰذا ان کے درمیان نکاح جائز نہیں ہے، **كما صرحوا به ﴿٣﴾. وهوالموفق**

﴿١﴾ (رواه البخاري ٥١٠٠، ومسلم الرضاع ١٤٤٦، ١٤٥١ وغيرهما انظر تحفة الاشراف ٧: ٤٠١)

﴿٢﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ٢: ٤٤٣ باب الرضاع)

﴿٣﴾ وفي الهندية: يحرم على الرضيع ابواه من الرضاع واصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعا حتى ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل او غيره قبل هذا الارضاع او بعده او ارضعت رضيعا او ولد لهذا الرجل من غير هذه المرأة قبل هذا الارضاع او بعده او ارضعت امرأة من لبنه رضيعا فالكل اخوة الرضيع واخواته الخ.

(فتاویٰ عالمگیریه ١: ٣٤٣ كتاب الرضاع)

رضاعی باپ کی دوسری بیوی سے نکاح حرام ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے دوشادیاں کی تھیں، دونوں بیویاں اس کے پاس تھیں، پہلی عورت سے چھ بچیاں بچے تھے، پھر پہلی بیوی وفات پاگئی پھر باپ بھی فوت ہوا، اور یہ چھ بچے اس سوتیلی ماں کے پاس رہنے لگے، پھر اس سوتیلی ماں نے ایک شخص سے شادی کی، لیکن اس شوہر نے ان چھ بچوں والی ماں کا دودھ بھی پیا ہے، تو کیا یہ عورت اس شخص سے نکاح کر سکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرازق پرانا کشتی پل نوشہرہ......۱۹۹۰ء/۴/۱۲

الجواب: رضاعی والد کی زوجہ (غیر مرضعہ) حرام ہے، کما فی ردالمحتار ۳: ۳۱

ویحرم من الرضاع اصوله وفروعه...... وحلائل اصوله وفروعه﴿۱﴾.

نوٹ:...... یہ حکم تب ہے کہ رضاعت مسلم یا مبرہن ہو﴿۲﴾۔وھو الموفق

رضاعی خالہ محرمات میں سے ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مثلاً ہندہ نے ایک لڑکے عمرو کو دودھ پلادیا ہے، اب یہ مرضعہ (ہندہ) اپنی نسبی بہن کے ساتھ اس لڑکے کا نکاح کرانا چاہتی ہے، کیا یہ از روئے شرع جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی عبدالصمد بن شیخ الحدیث مولانا محمد علی سواتی مدرس حقانیہ......۱۹۷۶ء/۹/۱۸

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۰۳ فصل فی المحرمات)

﴿۲﴾ وفی الهندية: الرضاع يظهر باحد امرين احدهما الاقرار والثانی البينة كذا فی البدائع ولا يقبل فی الرضاع الا شهادة رجلين او رجل وامرأتين عدول.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۲: ۳۴۷ کتاب الرضاع)

الجواب: یہ عورت رضائی خالہ ہونے کی وجہ سے محرمات میں سے ہے، لحدیث: یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب (متفق علیه) ﴿۱﴾. ولما فی الهندیة: ۱: ۳٦۵ یحرم علی الرضیع ابواه من الرضاع واصولهما وفروعهما (الی ان قالوا) واخوا المرضعة خاله واختها خالته﴿۲﴾، وفی ردالمحتار ۲: ۳۸۳ یعنی یحرم من الرضاع اصوله وفروعه وفروع ابویه وفروعهم وکذا فروع اجداده وجداته ﴿۳﴾. قلت: الخالة فرع الجد الفاسد والجدة الصحیحة. وهو الموفق

مزنیہ کے دودھ پر پالے ہوئے لڑکے کا زانی کی بیٹی سے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا اور ولد الزنا بھی پیدا ہوا، اس مزنیہ عورت نے ایک لڑکے کو زنا کا دودھ پلایا، اب زانی کی ایک لڑکی ہے، تو کیا اس مزنیہ کے رضیع اور زانی کی بیٹی کے درمیان نکاح جائز ہے؟ جبکہ زانی اور مزنیہ دونوں زنا اور اس ولد الحرام کے معترف ہیں جبکہ اس عورت کا کوئی شوہر بھی نہیں ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا رحمٰن الدین بازار شیر ینگل دیر بالا......۱۹۷۹ء/۶/۱۴

الجواب: یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے، اور محققین عدم حرمت کے قائل ہیں، قال العلامة الشامی فی ردالمحتار ۲: ۵٦٦ وحاصله ان فی حرمة الرضیعة بلبن الزنا علی الزانی وکذا

﴿۱﴾ (رواه البخاری ۲: ۷٦۴ کتاب النکاح باب قوله تعالیٰ: وامهاتکم اللاتی ارضعنکم. ورواه مسلم ۱: ۴٦۷ باب تحریم الرضاعة من ماء الفحل، ورواه النسائی ٦: ۱۰۰ باب تحریم بنت الاخ من الرضاع)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۴۳ کتاب الرضاع)

﴿۳﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۰۳ فصل فی المحرمات)

علی اصولہ وفروعہ روایتین کما صرح بہ القهستانی ایضاً وان الاوجه روایة عدم الحرمة﴿۱﴾. وهوالموفق

رضاعی بھائی کی بہن سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ گل رحمٰن نے خیرالاسلام کے ساتھ گل رحمٰن کی والدہ کے سینہ سے دونوں دودھ پی چکے ہیں، کیا خیرالاسلام کی بہن کا نکاح گل رحمٰن کے ساتھ جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: میاں محمد اسلام کاکاخیل

الجواب: صورت مسئولہ میں گل رحمٰن خیرالاسلام کی بہن سے نکاح کرسکتا ہے، کمافی شرح التنویر: وتحل اخت اخیه رضاعا یصح اتصاله بالمضاف..... وبالمضاف الیه کان یکون لاخیه رضاعاً اخت نسباً الخ﴿۲﴾. وهوالموفق

رضاعی بھائی کی بہن سے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور عمر ایسے دو رضاعی بھائی ہیں کہ زید نے عمر کے ساتھ عمر کی والدہ کا دودھ پی لیا ہے، از روئے شریعت از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند، واز جانب شیرخوار زوجان وفروع، زید کیلئے عمر کے کسی بھی بہن کے ساتھ نکاح ناجائز ہے کیا عمر کیلئے زید کی بہن فہمیدہ اور یاسیدہ کے ساتھ نکاح جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: پروفیسر خیرالرحمٰن چارسدہ.....۱۴/ جمادی الاول ۱۳۹۵ھ

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۴۶ قبیل کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۴۲ باب الرضاع)

الجواب: واضح رہے کہ حمیدہ اور سیدہ عمر کی رضاعی بہنیں نہیں ہیں بلکہ رضاعی بھائی کی نسبی بہنیں ہیں، لہٰذا عمر کا ان کے ساتھ نکاح جائز ہے، کما فی الدر المختار : وتحل اخت اخیه رضاعا یصح اتصاله بالمضاف کان یکون له اخ نسبی له اخت رضاعیة وبالمضاف الیه کان یکون لاخیه رضاعاً اخت نسبا الخ (هامش ردالمحتار ۲ : ۱ ۶ ۵)﴿۱﴾، وبمعناه فی جمیع الفتاویٰ ﴿۲﴾. وهو الموفق

رضیع کا مرضعہ کی تمام اولاد سے نکاح جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی نے ایک عورت کا دودھ پی لیا ہے، اب اس لڑکی کا نکاح اس عورت کے صرف اس لڑکے کے ساتھ جو اس وقت دودھ پیتا تھا نہیں ہو سکتا یا کسی بھی لڑکے کے ساتھ رشتہ نہ ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: امیر فاضل ضیاء راولپنڈی......۱۹۷۵ء/۴/۲۲

الجواب: اس مرضعہ کی تمام اولاد اس لڑکی کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتے، کما فی الخلاصة ۱ : ۲۴۴ ولو ارضعت امرأة صبیا یحرم علیه من یقدم من اولادها ومن تاخر﴿۳﴾.

وهو الموفق

﴿۱﴾(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲ : ۴۴۲ باب الرضاع)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن نجیم: (قوله: وتحل اخت اخیه رضاعا) یصح اتصاله بکل من المضاف والمضاف الیه وبهما کما قدمناه فی نظائره فالاول ان یکون له اخ من النسب ولهذا الاخ اخت رضاعیة والثانی ان یکون له اخ من الرضاع له اخت نسبیة.

(البحر الرائق ۳ : ۲۹۶ کتاب الرضاع)

﴿۳﴾ (خلاصة الفتاویٰ ۲ : ۱۲ قبیل الفصل الخامس فی الاکفاء)

اخوت رضاعی کے باوجود نکاح حرام اور اس سے منکر ہونا یا کرانا حرام بلکہ کفر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ نے اپنی پوتیوں اور پوتوں کو ایام رضاعت میں دودھ پلایا ہے کیا ان کے درمیان نکاح ہوسکتا ہے؟ اور جو صلاح کار اس حرمت کو ختم کرنے کیلئے ہندہ کو باوجود دودھ پلانے پر مکمل شہادت کے منکر کرار ہے ہیں مجرم ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرشید اوگی مانسہرہ......۲۶/ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

الجواب: اخوت رضاعی کی وجہ سے ان پوتیوں اور پوتوں کا باہمی نکاح حرام ہے (قرآن)﴿۱﴾۔ اور شہادت شرعیہ کے باوجود منکر ہونا یا کرانا حرام بلکہ کفر ہے﴿۲﴾۔ وھو الموفق

رضاعی بھانجی سے نکاح درست نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ نے ایک لڑکی عمرہ کو اپنی بیٹی کے

﴿۱﴾ قال الله تبارک وتعالیٰ: حرمت علیکم امهتکم وبنتکم واخواتکم وعمتکم وخلتکم وبنت الاخ وبنٰت الاخت وامهتکم التی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعة.

(سورة النساء پارہ: ۴، رکوع: ۱۵، آیت: ۲۳)

﴿۲﴾ قال الشیخ محمد عمر النسفی: واستحلال المعصیة صغیرة کانت او کبیرة کفر اذا ثبت کونها معصیة بدلیل قطعی...... وعلی هذه الاصول یتفرع ما ذکر فی الفتاویٰ من انه اذا اعتقد الحرام حلالاً فان کانت حرمته لعینه وقد ثبت بدلیل قطعی والا فلا بان یکون حرمته لغیره او ثبت بدلیل ظنی...... فقال من استحل حراما وقد علم فی دین النبی علیه السلام تحریمه کنکاح ذوی المحارم او شرب الخمر...... من غیر ضرورة فکافر وفعل هذه الاشیاء بدون الاستحلال فسق.

(شرح العقائد ۱۲۰ بحث استحلال المعصیة کفر)

ساتھ دودھ پلایا، اب ہندہ (مرضعہ) کے بیٹے اور عمرہ (رضیعہ) کی بیٹی کا نکاح ہوسکتا ہے؟ **بینوا توجروا**

المستفتی: حافظ عطاء الرحمٰن کاملپوری (متعلم حقانیہ)......۱۹۷۴ء/۶/۲۳

الجواب: چونکہ رضاعت میں مقدم اور مؤخر کا حکم یکساں ہوتا ہے، **کما فی خلاصة الفتاویٰ ۲: ۲۴۴، ولو ارضعت امرأة صبیا یحرم علیه من یقدم من اولادها ومن تاخر** ﴿۱﴾ لہٰذا یہ لڑکی ان لڑکوں کی رضاعی بہن ہے، اور اس عمرہ کی لڑکی ان لڑکوں کی بھانجی ہے، جو کہ حرام ہے، **لحدیث یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب** ﴿۲﴾ **وهی السبع المذکورة فی قوله تعالیٰ: حرمت علیکم (الآیة) ومنها بنات الاخت** ﴿۳﴾. **وهو الموفق**

رضاعی پھوپھی سے نکاح درست نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عمر کی ایک بیوی ہے اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی وہ بیاہی گئی اور عمر کی بیوی مرگئی پھر عمر نے دوسری شادی کی، اس عورت سے زید پیدا ہوا تو یہ پہلی بیوی کی لڑکی زید کی بہن بن گئی پھر اس بہن نے زید کو دودھ دیا جب زید نے بھی شادی کی، اس کا لڑکا بکر پیدا ہوا اور اس بہن کی لڑکی پیدا ہوئی تو کیا بکر کیلئے یہ لڑکی جائز ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

المستفتی: سید احمد شاہ متعلم حقانیہ......۱۹۷۵ء/۱/۲۲

﴿۱﴾ (خلاصة الفتاویٰ ۲: ۱۲ قبیل الفصل الخامس فی الاکفاء)

﴿۲﴾ (رواه البخاری فی کتاب الشهادات باب الشهادة علی الانساب والرضاع، ورواه مسلم فی کتاب الرضاع باب تحریم الرضاعة من ماء الفحل، ورواه النسائی فی النکاح باب تحریم بنت الاخ من الرضاع من حدیث ابن عباس رضی الله عنه)

﴿۳﴾ قال الله تبارک وتعالیٰ: حرمت علیکم امهتکم وبنتکم واخواتکم وعمتکم وخلتکم وبنت الاخ وبنت الاخت. (سورة النساء پارہ: ۴، رکوع: ۱۵، آیت: ۲۳)

الجواب: چونکہ رضاعت میں مقدم اورمؤخر کاحکم یکساں ہوتا ہے، کما فی الخلاصة ۲۴۴۰۱ ولو ارضعت امرأة صبیا یحرم علیه من یقدم من اولادها ومن تاخر﴿۱﴾ لہٰذا یہ لڑکی اس لڑکے(بکر) کیلئے رضائی عمہ ہےاورمحرمہ ہے، لحدیث یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب﴿۲﴾. وفی الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲ :۳۸۳ وحرم الکل مما مر تحریمه نسباً ومصاهرة رضاعا﴿۳﴾. وهوالموفق

رضائی بھانجی کےساتھ نکاح حرام ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکے نے اپنی دادی کادودھ پیا ہے،اس دادی کی بیٹی جوکہ اس لڑکے کی پھوپھی ہے کی بیٹی سےاس لڑکےکانکاح جائز ہے؟بینواتوجروا

المستفتی:نورحبیب شاہین چپل میکرشبقدر......۱۹۷۵ء/۳/۱

الجواب: اس لڑکےکااس لڑکی کےساتھ نکاح حرام ہے،لقوله ﷺ: یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب رواه الشیخان﴿۴﴾. وفی الدرالمختار: حرم علی المتزوج بنت اخیه واخته وبنتها (الی ان قال) وحرم الکل مما مر تحریمه نسباً ومصاهرة رضاعا الا ما استثنیٰ فی بابه، (باب المحرمات)﴿۵﴾. وهوالموفق

﴿۱﴾ (خلاصة الفتاویٰ ۲ :۱۲ قبیل الفصل الخامس فی الاکفاء)

﴿۲﴾ (الصحیح البخاری ۲ :۷٦۴ کتاب النکاح باب قوله تعالیٰ وامهاتکم اللاتی ارضعنکم)

﴿۳﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲ :۳۰۲ فصل فی المحرمات)

﴿۴﴾ (رواه البخاری ۲ :۷٦۴ کتاب النکاح ، ومسلم ۱ :۴٦۷ کتاب الرضاع)

﴿۵﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲ :۳۰۱،۳۰۲ فصل فی المحرمات)

سوتیلی نانی کے دودھ پینے سے حقیقی ماموں زادی سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں اپنی ماموں زادی کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں، لیکن مجھے میری سوتیلی نانی نے جوکہ میرے نانا کی زوجہ ہے لیکن نہ میری والدہ کی والدہ ہے نہ ماموں کی، اس نے مجھے دودھ دیا ہے، تو کیا اب میں اپنے حقیقی ماموں کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہوں؟ بینوا توجروا

المستفتی: سرور از خان دیر بازار ضلع دیر بالا......۲۹/شعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: چونکہ لبن الفحل کے قاعدہ پر نانا کی تمام اولاد آپ کے رضاعی بھائی بہن ہیں، لہٰذا آپ اس سگے ماموں کی بیٹی سے نکاح نہیں کر سکتے، کما فی رضاع الهندية ۱: ۳۴۳ وهذه الحرمة كما تثبت في جانب الام تثبت في جانب الاب وهو الفحل الذى نزل اللبن بوطئه كذا فى الظهيرية، يحرم على الرضيع ابواه من الرضاع واصولهما وفروعهما من النسب الخ ﴿۱﴾. وهو الموفق

مرضعہ کے دوسرے شوہر سے پیدا ہوئی بیٹی کے ساتھ رضیع کے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ نے عہد طفولیت میں ایک عورت کا دودھ پی لیا ہے میں نے جس زوج (شوہر) کی موجودگی میں دودھ پی لیا تھا وہ فوت ہوگیا، مذکورہ عورت نے پھر دوسرے شخص سے نکاح کیا، اور اس دوسرے شوہر سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اب بندہ نے اس لڑکی کے ساتھ منگنی کی ہے، منگنی سے قبل بندہ نے ایک مولوی صاحب سے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا، تو

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۳۴۳ کتاب الرضاع)

انہوں نے نکاح درست ہونے کا کہا اور دلیل یہ بیان کی کہ چونکہ آپ کے دودھ کے وقت شوہر الگ تھا، اور اس لڑکی کا والد الگ ہے، لیکن مجھے تشفی نہیں ہوئی آپ صاحبان فتویٰ کے رو سے کیا فرماتے ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: نادر خان منیجر حبیب بینک ناوگئی باجوڑ...... ۱۹۷۷ء/ ۸/ ۱۹

الجواب: محترم! آپ پر اس عورت (مرضعہ) کی تمام بیٹیاں حرام ہیں، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، **کما فی خلاصة الفتاویٰ ۱ : ۲۴۴ ولو ارضعت امرأة صبيا يحرم عليه من يقدم من اولادها ومن تاخر﴿۱﴾ وفي الهندية ۱ : ۳۶۵ يحرم على الرضيع ابواه من الرضاع واصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعا حتى ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل او غيره قبل هذا الارضاع او بعده (الى ان قال) فالكل اخوة الرضيع واخواته﴿۲﴾. وهو الموفق**

دودھ میں اصلی غیر اصلی کی تقسیم جاہلانہ تقسیم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جی خان اور لال زمرد چچا زاد بھائی بہن ہیں، ان دونوں نے اپنی سگی پھوپھی کا دودھ پی لیا تھا، مگر فرق یہ ہے کہ لال زمرد نے پھوپھی کا اصل دودھ پی لیا ہے، اور جی خان نے پھوپھی کا شوہر فوت ہونے کے تقریباً بیس سال بعد جو دودھ نکل آیا ہے وہ غیر اصلی دودھ پی لیا ہے تو کیا جی خان کیلئے لال زمرد کی کسی لڑکی سے نکاح درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: شیر ولی خان آزاد کشمیر رجمنٹ بلوچستان...... ۷/ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

الجواب: صورت مسئولہ میں اس شخص جی خان پر لال زمرد کی تمام بیٹیاں حرام ہیں، یہ اصلی غیر اصلی کی تقسیم جاہلانہ تقسیم ہے، **کمافي رضاع شرح التنوير: ولو بكراً او ميتة او آئسةً﴿۳﴾. وهو الموفق**

﴿۱﴾ (خلاصة الفتاویٰ ۲ : ۱۲ قبيل الفصل الخامس في الاكفاء)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگيريه ۱ : ۳۴۳ كتاب الرضاع)

﴿۳﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲ : ۴۳۷ باب الرضاع)

رضاعی بیٹے کی بیوی سے نکاح جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو بھائی ہیں بڑے بھائی کی بیوی نے چھوٹے بھائی کو دودھ دیا ہے، اچانک کسی حادثہ میں یہ چھوٹا بھائی فوت ہوا کیا بڑے بھائی کیلئے چھوٹے بھائی کی منکوحہ سے نکاح جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: شیرزمان پیر پیائی.....۱۹۷۳ء/۷/۵

الجواب: رضاعی بیٹے کی بیوی محرمات سے ہے، کما فی الهندیة: وامرأة الرضیع حرام علی الرجل (هندیه ۱ : ۳۶۶) ﴿۱﴾. وهو الموفق

رضاعی چچا سے نکاح جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی شریف کی زوجہ نے اپنی بہن کی بیٹی کو دودھ پلایا، کیا اس لڑکی اور شریف کے بھائی منارگل کے درمیان نکاح جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: روح الامین پیش امام بابوزئی ضلع مردان

الجواب: چونکہ یہ شخص اس لڑکی کا رضاعی چچا ہے، لہٰذا ان کے درمیان نکاح حرام ہے، بدلیل روایة البخاری: لیلج علیک افلح فانه عمک من الرضاعة﴿۲﴾ وصرح به فی

﴿۱﴾ (فتاوىٰ عالمگیریه ۱ : ۳۴۳ کتاب الرضاع)

﴿۲﴾ وعن عائشة قالت جاء عمي من الرضاعة فاستاذن علي فابيت ان اذن له حتى اسأل رسول اللهﷺ فجاء رسول اللهﷺ فسألته فقال انه عمک فاذني له قالت فقلت له يا رسول الله انما ارضعتني المرأة ولم يرضعني الرجل فقال رسول اللهﷺ انه عمک فليلج عليک وذلک بعدما ضرب علينا الحجاب، متفق عليه.

(مشکوٰة المصابیح ۲ : ۲۷۳ باب المحرمات)

جمیع کتب الفروع﴿۱﴾. وھو الموفق

رضاعی خالہ بھی محرمات سے ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو سگی بہنیں ہیں چھوٹی بہن نے بڑی بہن کا دودھ پی لی ہے اب بڑی بہن کی لڑکی ہے اور چھوٹی بہن کا لڑکا ہے ان دونوں کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی عزیز الرحمٰن بازار گئے صوابی.....۹/ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ لڑکی اس لڑکے کی رضاعی خالہ ہے جو کہ محرمات سے ہے والمسئلۃ من الواضحات لانہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب﴿۲﴾. وھو الموفق

رضاعت میں مقدم اور مؤخر اولاد کا یکساں حکم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ نامی عورت کے بطن سے لڑکے لڑکیاں موجود تھے، نیز ایک بڑا لڑکا سوتیلا اس شوہر سے بھی موجود تھا، جس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور خود ہندہ مذکورہ کے پاس بھی ایک بچہ پیدا ہوا، جس کے ساتھ ہندہ نے پسر پسر مذکور کو دودھ پلایا، جس سے رضاعت ثابت ہے، اس کے بعد ہندہ کے کسی دوسرے لڑکے کے ہاں ایک دختر پیدا ہوئی تو اس صورت میں مابین پسر پسر کلاں مذکور جس کو ہندہ نے دودھ پلایا ہے اور دختر پسر ثانی کی عقد مناکحت از روئے شرع

﴿۱﴾ وفی الھندیۃ: یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولھما وفروعھما من النسب والرضاع جمیعا ... واخوا الرجل عمہ واختہ عمتہ الخ.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۲ :۳۴۳ کتاب الرضاع)

﴿۲﴾ (رواہ البخاری ۲ :۷۶۴ کتاب النکاح، ورواہ مسلم ۱ :۴۶۷ باب تحریم الرضاعۃ کتاب الرضاع، ورواہ النسائی ۶ :۱۰۰ باب تحریم بنت الاخ من الرضاع)

صحیح ہے؟ مزید وضاحت مسئلہ یہ ہے کہ رشتہ کے اعتبار سے پسر پسر مذکوراور دختر پسر ثانی آپس میں چچازاد بہنیں بھائی ہیں مگر پسر پسر مذکور نے اپنے ایک نومولود چچا کے ساتھ اپنی دادی کا دودھ پیا ہے جس کی وجہ سے صورت مسئولہ وضاحت طلب ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد وارث......۱۹۷۴ء/۶/۵

الجواب: چونکہ رضاعت میں مقدم اور مؤخر کا حکم یکساں ہوتا ہے، کما فی خلاصة الفتاوی ۱: ۲۴۴ وغیرها ﴿۱﴾، لہٰذا ہندہ کی تمام اولاد اس مذکورلڑکے کیلئے بھائی بہن رضاعی ہوتے ہیں اوران کی اولاد اس مذکورلڑکے کے بھتیجے اور بھتیجیاں ہیں جو حدیث: یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب﴿۲﴾ اور تصریح فقہاء کی بناپر حرام ہیں ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

سوتیلی رضاعی بھتیجی سے نکاح جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور بکر باپ شریک بھائی ہیں، باپ کا نام خالد ہے جبکہ زید کا ایک رضاعی بھائی عمرو ہے جس نے زید کی ماں کا دودھ پیا ہے، اب عمرو کی

﴿۱﴾ قال العلامة طاهر بن عبد الرشيد: ولو ارضعت امرأة صبيا يحرم عليه من يقدم من اولادها ومن تأخر.

(خلاصة الفتاویٰ ۲: ۱۲ قبيل الفصل الخامس في الاكفاء)

﴿۲﴾(رواه البخاری ۲: ۷۶۴ باب قوله تعالىٰ وامهاتكم اللتي ارضعنكم، ورواه مسلم ۱: ۴۶۷ باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ورواه النسائی ۲: ۱۰۰ باب تحريم بنت الاخ من الرضاع)

﴿۳﴾قال العلامة الحصكفي: ويثبت به وان قل امومية المرضعة للرضيع ويثبت ابوة زوج مرضعة اذا كان لبنها منه له والا لا كما سيجئ فيحرم منه اى بسببه ما يحرم من النسب رواه الشيخان.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۴۳۹ باب الرضاع)

ایک لڑکی ہے کیا بکراس عمرو کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے؟بینوا توجروا

المستفتی:محمود شاہ دارالعلوم فیض الاسلام نستہ چارسدہ......۶/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب: اگر یہ دودھ خالد سے ہو تو مسئلہ لبن الفحل کی بناپر بکر بھی عمرو کا رضاعی بھائی ہے اسلئے بکر کا عمرو کی بیٹی سے نکاح حرام ہے، نیز ملہ یہ لڑکی زید اور بکر کی رضاعی بھتیجی ہے،وقال النبی ﷺ: یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب﴿۱﴾. وهو الموفق

بکر کیلئے مرضعہ کے کسی اولاد سے نکاح جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور بکر نے اکٹھے زید کی والدہ کا دودھ پی لیا ہے،اب بکر نے زید کی بڑی بہن کی بیٹی گھر سے اغوا کر کے لے گیا ہے اور اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے،کیا یہ نکاح کرنا جائز ہے؟بینوا توجروا

المستفتی:مولانا محمد یونس لنگا کوٹ ایبٹ آباد......۱۹۷۵ء/۵/۳

الجواب: بکر کیلئے اس مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) کی کسی اولاد سے نکاح کرنا جائز نہیں، کما فی الخلاصة ۱:۲۴۴ ولو ارضعت امرأة صبیا یحرم علیه من یقدم من اولادها ومن تأخر﴿۲﴾ وهکذا فی سائر کتب الفتاویٰ﴿۳﴾ . وهو الموفق

﴿۱﴾ (رواه البخاری ۲:۷۶۴ باب قوله تعالیٰ وامهاتکم اللاتی ارضعنکم، ورواه مسلم ۱:۴۶۷ باب تحریم الرضاعة من ماء الفحل، ورواه النسائی ۲:۱۰۰ باب تحریم بنت الاخ من الرضاع)

﴿۲﴾ (خلاصة الفتاویٰ ۲:۱۲ قبیل الفصل الخامس فی الاکفاء)

﴿۳﴾ وفی الهندیة: یحرم علی الرضیع ابواه من الرضاع واصولهما وفروعهما...... حتی ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل او غیره قبل هذا......(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

دودھ پلانے والی کی تمام اولاد سے پینے والا نکاح نہیں کرسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم دو بھائی بہادر خان اور بہادر سید ہیں، ہمارے ماموں کی لڑکی لعلی کنور نے میری ماں کا دودھ پی لیا ہے، اور اس لڑکی کو دودھ پلانے کے دس دن بعد والدہ نے مجھے دودھ سے چھڑایا، جبکہ میرے بھائی بہادر خان مجھ سے ڈھائی سال بڑے ہیں، مطلب یہ ہے کہ میں اور لعلی کنور نے یکجا دودھ پی لیا ہے، اب بڑے بھائی بہادر خان کی منگنی لعلی کنور سے ہوگئی، یہاں کے علماء کرام کہتے ہیں کہ یہ نکاح نہیں ہوسکتا، آپ صاحبان فتویٰ کی روشنی میں ہمیں آگاہ کریں؟ بینوا توجروا

المستفتی: بہادر سید چترال......۱۹۷۵ء/۴/۲۳

الجواب: اس مرضعہ (دودھ پلانے والی) کی کوئی اولاد اس لڑکی کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتی، از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند﴿۱﴾ وفی الخلاصة ۱: ۲۴۴ ولو ارضعت امرأة صبيا يحرم عليه من يقدم من اولادها ومن تأخر﴿۲﴾ وهكذا في سائر كتب الفتاوىٰ﴿۳﴾. وهو الموفق

(بقیه حاشیه) الارضاع او بعده او ارضعت رضيعاً او ولد لهذا الرجل من غير هذه المرأة قبل هذا الارضاع او بعده او ارضعت امرأة من لبنه رضيعا فالكل اخوة الرضيع واخواته الخ.
(فتاوىٰ عالمگیریه ۱: ۳۴۳ کتاب الرضاع)

﴿۱﴾ (شرح الوقاية ۲: ۶۷ كتاب الرضاع)

﴿۲﴾ (خلاصة الفتاوىٰ ۲: ۱۲ قبيل الفصل الخامس في الاكفاء)

﴿۳﴾ وفي الهندية: يحرم على الرضيع ابواه من الرضاع واصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعا حتى ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل او غيره قبل هذا الارضاع او بعده او ارضعت رضيعا او ولد لهذا الرجل من غير هذه المرأة قبل هذا الارضاع او بعده او ارضعت امرأة من لبنه رضيعا فالكل اخوة الرضيع واخواته الخ.
(فتاوىٰ عالمگیریه ۱: ۳۴۳ کتاب الرضاع)

رضاعی باپ کی دوسری بیوی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ایک عورت کادودھ پیا ہے، جس میں اس عورت کی ایک بیٹی بھی شریک تھی، یہ عورت بکر کی زوجہ ہے بکر کی دوسری بیوی زاہدہ ہے، اس کی بیٹی زید کیلئے نکاح میں لانا جائز ہے؟بینوا توجروا

المستفتی: تاج محمد.....۱۹۷۴ء/۴/۲۰

الجواب: بکر کی اس بیٹی کے ساتھ بھی زید کا نکاح حرام ہے،یحرم علی الرضیع ابواه من الرضاع واصولهما وفروعهما (الی ان قال) اوولد لهذا الرجل من غیر هذه المرأة قبل هذا الارضاع او بعده﴿۱﴾. وهوالموفق

رضاعی بہن بھائی کالاعلمی کی بناپر کیے ہوئے نکاح کاحکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نوازاور مقصودہ رضاعی بہن بھائی ہیں لیکن لاعلمی کی بناپران کا آپس میں نکاح کردیا گیا،اب شرعی حکم کیا ہے؟بینوا توجروا

المستفتی: حبیب اللہ جامع مسجد کوہ مری

الجواب: اگر یہ رضاعت مبرہن یا مسلم ہوتو تفریق ضروری ہوگی اور خاوند کی متارکت یا حاکم کی تنسیخ سے قبل یہ زوجہ (مقصودہ) دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی ہے﴿۲﴾ نیز یہ زوجہ نفقہ یا عصمت کی وجہ

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۳۴۳ کتاب الرضاع)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله الا بتفریق القاضی لتضمنها حق العبد) فلا بد من القضاء ای ان لم توجد المتارکة لما فی النهر الحاصل ان المذهب عندنا کما قال الزیلعی فی اللعان ان النکاح لا یرتفع بحرمة الرضاع والمصاهرة بل یفسد...... وفی الفاسد لابد من تفریق القاضی او المتارکة بالقول فی المدخول بها وفی غیرها یکتفی بالمفارقة بالابدان.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۴۸ قبیل کتاب الطلاق)

سے بذریعہ مسلمان حاکم تنسیخ نکاح کراسکتی ہے، کما فی الحیلة الناجزة﴿۱﴾. وھو الموفق

شادی کے بعد رضاعت ثابت ہونے پر متارکت ضروری ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زینب نے ایک لڑکے کو دودھ پلایا، پھر اپنی لڑکی کی شادی اس سے کرادی شادی سے پہلے یا شادی کے وقت رضاع کا تذکرہ نہیں کیا پھر شادی کے چند سالوں بعد اس کا تذکرہ کیا، کوئی شرعی شہادت موجود نہیں ہے اب اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا غلام جلیل صاحب مدرس مدرسہ مفتاح العلوم ہنگو......۱۹۸۶ء/۱۰/۷

الجواب: اگر زوجین یا صرف زوج اس مرضعہ کی تصدیق کرتا ہے تو اس خاوند پر اس بیوی کی متارکت ضروری ہے (کما فی ردالمحتار ۲: ۵٦۸)﴿۲﴾. وھو الموفق

شادی کے بعد رضاعت کا دعویٰ اور انکار کا مسئلہ

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نابالغ لڑکی کی پرورش دادی نے کی تھی اس دادی نے اس کی شادی اپنے ایک نواسے سے کی، بچی بالغہ ہوئی بلکہ بلوغت پر بھی آٹھ دس سال گزرے ہیں، لڑکے نے دوسری جگہ شادی کرنی چاہی تب جا کر بہانہ بنایا گیا کہ اس لڑکی نے دادی کا دودھ پیا ہے تھن چوسا ہے، جو بہت ہی بوڑھی اور بیوہ تھی دادی فوت ہو چکی ہے بہر حال بے فکری اور مجبوری

﴿۳﴾ (حیله ناجزه ۸٦، ۱٦۹ للشیخ اشرف علی التهانوی)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: تنبيه: في الهندية تزوج امرأة فقالت امرأة ارضعتكما فهو على اربعة اوجه، ان صدقاها فسد النكاح...... وان كذباها وهي عدلة فالتنزه المفارقة...... وكذا لو شهد غير عدول او امرأتان او رجل وامرأة وان صدقها الرجل وكذبتها فسد النكاح...... وان بالعكس لا يفسد ولها ان تحلفه ويفرق اذا نكل.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۴۸ قبيل كتاب الطلاق)

میں لڑکی کا نکاح کے اوپر نکاح دوسرے لڑکے سے پڑھایا گیا صرف ایک رات گزری صبح یہ دوسرا جوان جو مفرور تھا گرفتار ہوا اور جیل میں چل بسا پہلے نوجوان نے اسے طلاق نہیں دی اور نہ طلاق دینا چاہتا تھا آپ فتویٰ کی روشنی میں بتائیں کہ رضاعت کے عدم ثبوت کی صورت میں سابقہ یعنی پہلا نکاح بحالہ قائم ہے یا نہیں؟ یاد رہے کہ ابھی تک کوئی غیر جانبدار شہادت تا حال موجود بھی نہیں ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: شیر محمد اکبر پورہ پی نوشہرہ......۱۹۷۲ء/۶/۲۴

الجواب: اگر شہادت شرعی یعنی دو مرد یا ایک مرد دو عورت موجود نہ ہو تو اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی کے ساتھ برحال خود باقی ہے، بشرطیکہ اس لڑکے نے اس لڑکی کی دادی کے سینہ سے دودھ پینے پر اصرار نہ کیا ہو ورنہ اصرار کے وقت (مثلا یہ کہا ہو کہ بات حقیقت ہے یہ ٹھیک ہے اس سے میں واپس نہیں ہوتا ہوں) نکاح کالعدم ہوا ہے اور آئندہ کیلئے نکاح حرام ہے، وفی الهندية: الرضاع يظهر باحد الامرين احدهما الاقرار والثاني البينة ولا يقبل في الرضاع الاشهادة رجلين او رجل وامرأتين (۱: ۳۷۰) وفيها ايضا ولو تزوج امرأة ثم قال بعد النكاح هي اختي من الرضاعة او ما اشبهه ثم قال او همت ليس الامر كما قلت لا يفرق بينهما استحسانا ولو ثبت على هذا المنطق وقال هو حق كما قلت فرق بينهما ولو جحد بعد ذلك لا ينفعه جحوده﴿۱﴾ وفي ردالمحتار بمعناه (۲: ۵۲۲)﴿۲﴾. وهوالموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیرية ۱: ۳۴۷ كتاب الرضاع)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: والرضاع حجته حجة المال وهي شهادة عدلين او عدل وعدلتين، وقال العلامة ابن عابدين: وكذا لو شهد غير عدول او امرأتان او رجل وامرأة وان صدقها الرجل وكذبتها فسد النكاح...... وان بالعكس لا يفسد ولها ان تحلفه ويفرق اذا نكل.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۴۸ قبيل كتاب الطلاق)

حرمت رضاعت کی وجہ سے نکاح، متارکت، مہر اور اولاد وغیرہ کے مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں کہ ہندہ نے اپنی بیٹی جمیلہ کے ساتھ اپنے بھتیجے زید کو دودھ پلایا ہے اب (۱) جمیلہ کی دوسری بہن رضیہ کے ساتھ زید کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ (۲) اگر جائز نہیں اور غفلت کی وجہ سے نکاح ہو گیا اور تین چار بچے بھی پیدا ہوئے تو اب تفریق واجب ہے یا نہیں؟ (۳) اگر تفریق واجب ہے تو اس عورت (رضیہ) کو مہر دینا واجب ہے یا نہیں؟ (۴) اگر تفریق کے بعد رضیہ چاہتی ہے کہ میں اپنے بچوں کے ہمراہ زید کے گھر میں رہوں گی تو از روئے شرع کیسا ہے؟ (۵) مہر کے بغیر جو سونا چاندی یا زیورات وغیرہ زید نے رضیہ کو دیئے ہیں وہ واپس لے سکتا ہے؟ (۶) اولاد میں سے جو زندہ ہو ان پر ماں کا حق ہے یا باپ ان کا حقدار ہے؟ (۷) کیا ان بچوں پر ولد الزنا کا اطلاق جائز ہے یا نہیں؟

تفصیل: ہندہ نے زید کی رضاعت کے متعلق خود اقرار کیا ہے کہ زید کو میں نے ایک بار دودھ دینے کی غرض سے گود میں بٹھایا ہے لیکن مجھے یہ یاد نہیں کہ اس نے دودھ پیا ہے یا نہیں، زید کی منکوحہ (رضیہ) بھی اقرار کرتی ہے کہ تم کو میری والدہ نے دودھ دیا ہے میں نے اس سے سنا ہے زید کی ماں بھی اقرار کرتی ہے کہ میری چھاتی میں دودھ نہ ہونے کی وجہ سے دو تین بار ہندہ نے زید کو دودھ پلایا ہے علاوہ ازیں زید کے والد بھی کہتا ہے کہ میری پھوپھی نے ایک بار ہندہ کو کہا تھا کہ تم نے تو زید کو دودھ دیا، کیا ایک دوسرے کے ساتھ خیخی (رشتہ داری) نہیں کرو گے؟ بینوا توجروا

المستفتی: قاری نور اللہ دار العلوم عربیہ اسلامیہ رستم مردان...... یکم فروری ۱۹۸۴ء

الجواب: (۱) بشرط ثبوت رضاع، زید پر مرضعہ (ہندہ) کی تمام بیٹیاں حرام ہیں ﴿۱﴾۔

﴿۱﴾ وفي الهندية: يحرم على الرضيع ابواه من الرضاع واصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعا.

(فتاوىٰ عالمگيرية ۱: ۳۴۳ كتاب الرضاع)

(۲) بشرط ثبوت رضاع متارکت اور مفارقت واجب اور ضروری ہے۔ (۳) دخول کی وجہ سے مہر دینا ضروری ہے ﴿۱﴾۔ (۴) جدا کمرہ میں رہ سکتی ہے۔ (۵) عاریت واپس ہو سکتی ہے نہ تملیک۔ (۶) دونوں کا حق اولاد پر موجود ہے۔ (۷) شبہ عقد کی وجہ سے یہ حلالی ہیں حرامی نہیں ہیں ﴿۲﴾۔

نوٹ:...... جب تک دودھ نکلنا متیقن نہ ہو تو حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی (اشباہ والنظائر) ﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: تزوج امرأة فقالت امرأة ارضعتكما فهو على اربعة اوجه ان صدقاها فسد النكاح ولا مهر ان لم يدخل وان كذباها وهي عدلة فالتنزه المفارقة والافضل له اعطاء نصف المهر لو لم يدخل والافضل لها ان لا تأخذ شيئا ولو دخل فالافضل دفع كماله والنفقة والسكنى والافضل لها اخذ الاقل من مهر المثل والمسمى لا النفقة والسكنى ويسعه المقام معها وكذا لو شهد غير عدول او امرأتان او رجل وامرأة وان صدقها الرجل وكذبتها فسد النكاح والمهر بحاله وان بالعكس لا يفسد ولها ان تحلفه ويفرق اذا نكل.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۴۸ تنبيه، قبيل كتاب الطلاق)

﴿۲﴾ وفي الهندية: رجل مسلم تزوج بمحارمه فجئن باولاد يثبت نسب الاولاد منه عند ابي حنيفة رحمه الله.

(فتاوىٰ عالمگيرية ۱: ۵۴۰ الباب الخامس عشر في ثبوت النسب)

﴿۳﴾قال العلامة ابن نجيم المصري: لو ادخلت المرأة حلمة ثديها في فم الرضيع ولا يدرى ادخل اللبن في حلقه ام لا لا يحرم النكاح لان في المانع شكا كذا في الولوالجية.

(الاشباه والنظائر ۶۲ القاعدة الثالثة اليقين لا يزول بالشک)

باب حرمة المصاهرة

مصاہرت کی حرمت ہمیشہ کیلئے ہے نکاح جدید سے کچھ نہیں بنتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مرد کی اپنی زوجہ کی ماں سے مس بالشہوت ہوئی، آیا یہ زوجہ زوج پر بعد از تفریق قاضی یا بعد المتارکت یا بعد انقضاء العدت نکاح جدید سے اس شوہر کی دوبارہ زوجہ ہوسکتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس جزئیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح جدید سے صحت ہوسکتی ہے عبارت یہ ہے: **لحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر الا بعد المتاركة وانقضاء العدة والوطى بها لا يكون زنا (شامی ۲: ۲۸۳). بينوا توجروا**

المستفتی: مولانا محمد شریف بیسک گدون صوابی..... یکم محرم ۱۳۹۷ھ

الجواب: جو شخص اپنی ساس (ام الزوجہ) سے جماع وغیرہ کرے تو اس پر اپنی بیوی ہمیشہ کیلئے حرام ہو جاتی ہے، **كما في شرح التنوير: قبل ام امرأته حرمت عليه امرأته ما لم يظهر الخ** ﴿۱﴾ فقہاء کرام باب المحرمات میں وہ محرمات ذکر کرتے ہیں جو ہمیشہ کیلئے حرام ہوں اور جو عبارت آپ نے نقل کی ہے اس میں مسطور ہے کہ نکاح مرتفع نہیں ہوتا جیسا کہ ظہار اور لعان سے مرتفع نہیں ہوتا۔ مراد نہیں کہ نکاح جدید سے کام بنے گا۔ وهو الموفق

حرمت مصاہرت کے اثبات کیلئے گواہوں کا نصاب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا حرمت مصاہرت کے اثبات

﴿۱﴾ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۲ فصل في المحرمات)

کیلئے زنا کی طرح چار گواہ ضروری ہیں یا دو گواہ کافی ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: سید رحیم خان ہنگو

الجواب: زنا کے علاوہ دیگر دعاوی کے اثبات کیلئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کافی ہے پس حرمت مصاہرت کا اثبات بھی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ہوسکتا ہے، وفی الدرالمختار: ولغیرھا من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیرہ کنکاح وطلاق ووکالة...... رجلان او رجل وامرأتان (۴: ۵۱۴)﴿۱﴾. وھوالموفق

حرمت مصاہرت میں شہادت نہ ہونے کی صورت میں دار مدار شوہر کی تسلیم وتصدیق پر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی بیوی اور ساس دونوں ایک چارپائی پر سوئے ہوئے تھیں، ساس کو اپنی بیوی سمجھ کر چوما اور پاؤں دبائے، اب ساس شہوت اور شوہر انکار اور عدم شہوت پر قسم کرتے ہیں، اب کس کا قول معتبر ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی حافظ محمد اسلم ساہیوال...... ۲۹/ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

الجواب: صورت مذکورہ میں باقاعدہ شہادت موجود نہ ہونے کی وجہ سے حرمت کا دار مدار شوہر کی تسلیم اور تصدیق پر ہوگا، کما فی ردالمحتار ۲: ۳۸۵ وعلی ھذا ینبغی ان یقال فی مسه ایاھا لا تحرم علی ابیه وابنه الا ان یصدقاہ او یغلب علی ظنھما صدقه﴿۲﴾ وبمعناہ فی الھندیة﴿۳﴾ فلیراجع. وھوالموفق

﴿۱﴾(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۴: ۴۱۳ کتاب الشھادات)

﴿۲﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۳۰۴ فصل فی المحرمات)

﴿۳﴾ وفی الھندیة: رجل قبل امرأة ابیه بشھوة او قبل الاب......(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

خواب وخیال اور غلط تصورات سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فقہ میں لکھا ہے کہ زنا سے حرمت مصاہرۃ ثابت ہوتی ہے یا دواعی زنا سے بھی، اگر یہ چیزیں خواب یا خیال یا تصورات میں ہو جائیں تو حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: جلال احمد مردان......۲۹/ جون ۱۹۷۵ء

الجواب: یہ افعال اور تعلقات جب خواب، خیال اور تصور میں ہو﴿۱﴾ تو کسی امام کے نزدیک موجب حرمت نہیں ہے کسی نے بھی اس کو محرمات سے شمار نہیں کیا ہے۔ وهو الموفق

احتراماً کسی عورت سے ہاتھ ملانے سے حرمت مصاہرت نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے اور ہمارے ماموں کے گھر والوں کے درمیان قدیم سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ جب میں یا میرا بھائی ماموں کے گھر جاتے ہیں تو ماموں کی بیوی ممانی اور خالہ وغیرہ جو ہم سے عمر میں بڑی ہیں تو ہم احتراماً وتعظیماً جیسا کہ مرد آپس میں ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں، ہم بھی ان کے آگے ہاتھ بڑھا کر وہ ہمارے ہاتھ چومتے ہیں، اب میری منگنی ماموں کی لڑکی کے ساتھ ہونے والی ہے تو ہم نے سنا ہے کہ غیر محرم کے ہاتھ پاؤں چومنا وغیرہ قائم

(بقيه حاشيه) امرأة ابنه بشهوة وهي مكرهة وانكر الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة.

(فتاوىٰ عالمگيرية ۱ :۲۷۶ القسم الثانى المحرمات بالصهرية)

﴿۱﴾ عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ ان الله تجاوز عن امتى ما وسوست به صدورها ما لم تعمل به او تتكلم، متفق عليه.

(مشكواة المصابيح ۱ : ۱۹ باب فى الوسوسة الفصل الاول)

مقام زنا کے ہیں جبکہ اس میں شہوت ہو جبکہ میں اس سے مبرا ہوں تو کیا ہمارا یہ نکاح صحیح ہے؟ نیز امور قائم مقام زنا کا ارتکاب خواہ عمداً ہو یا بھولے سے دھوکہ سے ہو یا مجبوری سے غم کی حالت میں ہو یا نشہ میں ان سب کا کیا حکم ہے؟ اور قائم مقام زنا کی وضاحت کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: ایچ اے طورو مردان......۱۹۷۵ء/۱۰/۲۵

الجواب: واضح رہے کہ آپ کیلئے اس ماموں کی لڑکی سے نکاح کرنے میں کوئی مانع موجود نہیں ہے کیونکہ محرم وہ چھونا اور چومنا ہے جو کہ بطور شہوت کے ہوں اور آپ کے معاملہ میں یہ امور بطور احترام کے متحقق ہوئے ہیں شہوت نہ مسلم ہے اور نہ مبرہن ہے، نہ متیقن ہے اور نہ مظنون ہے، شک اور وہم سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، اور مطلوبہ امر کی وضاحت یہ ہے کہ چھونا اور چومنا جب شہوت کے ساتھ ہو اور اسی دوران انزال بھی ہو جائے تو یہ قائم مقام جماع نہ ہوں گے اور موجب حرمت نہ ہوں گے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

خسر کی بیوی اور بیٹی ایک نکاح میں جمع کرنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ خسر کی دوسری بیوی جو اپنی بیوی کی حقیقی ماں نہیں ہے بلکہ سوتیلی ماں ہے خسر کے انتقال کے بعد اس منکوحہ کی موجودگی میں اس سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حافظ محمد نواز سرکی جیکب آباد سندھ......۱۹۸۶ء/۱۰/۲۰

الجواب: یہ جمع جائز ہے، كما في شرح التنوير: فجاز الجمع بين امرأة وبنت

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: قبل ام امرأته حرمت عليه امرأته مالم يظهر عدم الشهوة ولو على الفم كما فهمه في الذخيرة وفي المس لا تحرم مالم تعلم الشهوة لان الاصل في التقبيل الشهوة بخلاف المس.

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۶،۳۰۷ فصل في المحرمات)

زوجها﴿۱﴾ وبمعناه فی الهدایة والبحر والفتح وغیر ذلک﴿۲﴾. وهو الموفق

شہوت نہ ہونے کی صورت میں مس اور معانقہ سے مصاہرت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو غیر محرم عورتیں آپس میں گالی گلوچ پر اتر آئی تھیں میں وہاں موجود تماشا دیکھ رہا تھا اس وقت مجھ پر شہوت غالب ہوئی، کچھ دیر بعد یہ دونوں عورتیں مار پٹائی کرنے لگیں، اس دوران میں اوران عورتوں میں سے ایک کا لڑکا چھڑانے کیلئے دوڑا، اس وقت میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا البتہ میرے ران دونوں عورتوں کے ساتھ لگے تھے، کہ میں درمیان میں صلح کر رہا تھا، اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس وقت میری شہوت تھی یا نہیں؟ دوسرا واقعہ یہ کہ میرے گھر میں کوئی فوتگی واقع ہوئی تھی، ان عورتوں میں سے ایک ہمارے گھر آئی اور اظہار غم میں مجھ سے اپنا گلا ملایا یعنی آپس میں معانقہ کیا، چونکہ یہ غم کا موقع تھا اس لئے اس وقت میں شہوت سے دور تھا، اور یہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس وقت وہ شہوت میں تھی یا نہیں، اب ان میں سے ایک کی لڑکی ہے اور دونوں عورتوں نے اسے دودھ بھی پلایا ہے اس کے ساتھ میرا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: گ، ر، م، کوہاٹ......۱۹۶۹ء/۷/۶

الجواب: چونکہ یہ شخص جس نے مس اور معانقہ کیا ہے تحقق شہوت کا اقرار نہیں کرتا ہے اور بظاہر عدم شہوت کی علامات موجود ہیں لہٰذا یہ شخص اس لڑکی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے، چونکہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے لہٰذا پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد نکاح کرے، فی الدر المختار: قبل أم امرأته

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۹ فصل فی المحرمات)

﴿۳﴾ وفی الهندیة: ویجوز بین امرأة وبنت زوجها فان المرأة لو فرضت ذکراً حلت له تلک البنت بخلاف العکس الخ.

(فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۲۷۷ القسم الرابع المحرمات بالجمع)

حرمت عليه امرأته ما لم يظهر عدم الشهوة........... اوالمعانقة كالتقبيل، وقال الشامي: وفي الفتح والحاصل انه اذا اقر بالنظر وانكر الشهوة صدق بلا خلاف وفي المباشرة لا يصدق بلاخلاف فيما اعلم وفي التقبيل اختلف فيه قيل لا يصدق لانه لا يكون الا عن شهوة غالباً فلا يقبل الا ان يظهر خلافه بالانتشار ونحوه وقيل يقبل وقيل بالتفصيل بين كونه على الرأس والجبهة والخد فيصدق او على الفم فلا والارجح هذا، الا ان الخد يتراء ى الحاقه بالفم انتهىٰ باختصار يسير ﴿١﴾، وقلت: قد علمت ان المعانقة كالتقبيل فافهم. وهوالموفق

مس ومعانقہ میں انزال کی صورت میں حرمت مصاہرت واقع نہیں ہوتی

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں ماموں کے پاس رہتا ہوں اور ممانی میرے ساتھ اپنے بچوں کی طرح محبت کرتی ہے ایک دفعہ شام کو میرا اس کے ساتھ جھگڑا ہوا میں ناراض ہوکر کمرے میں جا کر سو گیا، کچھ دیر بعد وہ آئی اور مجھے جگا کر چہرے اور ماتھے پر بوسہ دیتی رہی، میں نے ماں کی طرح محبت کی وجہ سے اس کے گردن میں ہاتھ ڈالے اور ممانی نے مجھے اپنے گلے سے لگایا، میں نے محبت کی وجہ سے اس کے پستان کو چوما، جس سے مجھے انزال ہوگیا، میں از حد پریشان ہوا غلط ارادہ کوئی نہیں تھا، دوسرے دن ماموں کی موجودگی میں ممانی نے کہا کہ بیٹا کل مجھ سے ناراض ہوگیا تھا اور پھر میرے ماتھے کو چومنی لگی اور گلے لگایا کہ تو تو میرا بیٹا ہے اس دوران پھر میرا انزال ہوگیا، دوسرے دن میں نے ممانی کو بتایا کہ تم میرے ساتھ پیار نہ کرو کیونکہ معاملہ اس قسم کا ہے، وہ بہت پریشان ہوئی اب ماموں چاہتا ہے کہ میں اس کی لڑکی سے شادی کروں میں نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ نکاح نہیں

﴿١﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ٢: ٣٠٦، ٣٠٧، ٣٠٨ فصل في المحرمات)

ہو سکتا، دوسرے مولوی صاحب نے کہا کہ ہو سکتا ہے، براہ کرم جواب سے نوازیں کہ اس سے حرمت مصاہرت واقع ہو گئی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: نامعلوم......۵/صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

الجواب: اگر اس مس اور معانقہ کے وقت تیرا انزال ہوا ہو تو حرمت مصاہرت واقع نہیں ہوئی ہے بشرطیکہ وہ ممانی شہوت میں مبتلا نہ ہوئی تھی، **کما فی شرح التنویر علی هامش الشامیة ۲: ۳۸۶ فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمة به یفتیٰ ابن کمال وغیره**﴿۱﴾. **وهو الموفق**

زوج کے دادا کے آلہ تناسل پر نظر پڑنے اور پاؤں دبانے سے حرمت مصاہرۃ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری اہلیہ نے مجھے بتایا کہ میں کوٹھے پر گئی تو تمہارا دادا پیشاب کر رہے تھے میری نظر اچانک اس کے عضو تناسل پر پڑ گئی، بڑی شرمندگی کے ساتھ یہ اظہار کرتے ہوئے چلنے لگی کہ گویا میرا دھیان اسی طرف نہیں ہوا ہے میرے استفسار پر معلوم ہوا کہ آلہ تناسل انتشار میں نہیں تھا، یعنی شہوت نہیں تھی، بہر کیف میری بیوی کی شہوت یا دادا کی شہوت کے متعلق تو میں نہیں پوچھ سکتا، اور شرعی طور پر پوچھنے کا کیا طریقہ ہے؟ اگر کوئی طریقہ نہیں تو پھر نہیں پوچھوں گا، البتہ میرے دادا کی عمر اسی سال کے لگ بھگ ہے، علاوہ ازیں میرے ذہن میں یہ بات ہے کہ میری بیوی اس بوڑھے دادا کا بعض مرتبہ پاؤں بھی دباتی ہے کیا منع کرنا چاہئے؟ اور صورت مسئولہ میں حرمت مصاہرۃ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: نامعلوم......وزارت تجارت اسلام آباد......۱۹۷۵ء/۱۰/۲۴

الجواب: چونکہ نظر اور پاؤں دبانے کی صورتوں میں شہوت نہ مسلم ہے اور نہ مبرہن نہ متیقن

﴿۱﴾ الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۴ فصل فی المحرمات)

ہے اور نہ مظنون، البتہ موہوم ہے اور مشکوک ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں حرمت مصاہرہ کا کوئی خطرہ نہیں ہے﴿۱﴾ اور شہوت کے متعلق تفتیش کرنا نہ ممنوع ہے اور نہ مطلوب ہے، لہٰذا آپ تفتیش سے وساوس کا دروازہ نہ کھولیں اور یہ پاؤں دبانا حرام ہے آئندہ کیلئے بند کیا جائے ﴿۲﴾۔وهو الموفق

بوسہ لیتے وقت انزال نہ ہوا ہو تو حرمت مصاہرت ثابت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک عورت کو گود میں لے کر بوسہ لیا اور چھ سال گزرنے کے بعد شخص مذکور نے اس عورت کی لڑکی سے نکاح کیا، کیا یہ نکاح جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالودود متعلم دارالعلوم حقانیہ......۱۱/ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ

الجواب: اگر بوسہ لینے والے اور اس عورت دونوں کا انزال نہ ہوا ہو تو اس آدمی پر اس عورت

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله والعبرة للشهوة عند المس والنظر) قال في الفتح وقوله بشهوة في موضع الحال فيفيد اشتراط الشهوة حال المس فلو مس بغير شهوة ثم اشتهىٰ عن ذلك المس لا تحرم عليه وكذلك في النظر.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۰۴ فصل في المحرمات)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وما حل النظر اليه حل مسه ونظره وغمزه من غير حائل ولكن انما يباح النظر اذا كان يأمن على نفسه الشهوة فاما اذا كان يخاف على نفسه الشهوة فلا يحل له النظر وكذلك المس انما يباح له اذا امن على نفسه وعليها الشهوة واما اذا خاف على نفسه او عليها الشهوة فلا يحل المس له ولا يحل ان ينظر الى بطنها او الى ظهرها ولا الى جنبها ولا يمس شيئا من ذلك كذا في المحيط.

(فتاوىٰ عالمگيريه ۵: ۳۲۷ الباب الثامن فيما يحل للرجل الخ)

کی تمام بیٹیاں حرام ہیں ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

لمس، نوچنا، بوسہ دینا، گلے لگانا وغیرہ سے حرمت مصاہرت اور مذہب غیر کو اختیار کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) غیر محرمہ کو مس کرنے سے حرمت مصاہرت لازم ہوتی ہے؟ (۲) لمس بالشہوۃ کی کیا تعریف ہے جو موجب حرمت ہے؟ (۳) مطلق مس سے حرمت ہوتی ہے یا کوئی قید بغیر شہوت کے ہے جیسے نوچنا یا گلے لگانا یا بوسہ دینا؟ (۴) اگر مصافحہ شہوت کے ساتھ ہو تو موجب حرمت ہے؟ (۵) اگر کسی عورت کو ناخن سے نوچا جائے تو بھی حرمت ہوگی؟ (۶) اگر ایک حنفی المسلک صرف اس ایک مسئلہ میں مذہب شافعی پر عمل کرے تو کیا یہ صحیح ہے یا گناہ کا مرتکب ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا فضل قادر مدرسہ حبیبہ ترنگزئی چارسدہ......۲۲/ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

الجواب: (۱) لازم ہوتی ہے جبکہ شہوت سے ہو۔ (۲) مس سے مراد بلا حائل کے ہاتھ لگانا ہے اور ایسے حائل کے ساتھ کہ وہ حرارت کی وجدان سے مانع نہ ہو اور شہوت سے مراد یہ ہے کہ آلہ حرکت شروع کرے یا حرکت میں زیادت آجائے اور اسی طرح عورت کا دل حرکت شروع کرے یا حرکت زیادہ ہو جائے۔ (۳) مس جب شہوت سے ہو موجب حرمت ہے اگر چہ نوچنا اور گلے لگانا اور بوسہ دینا نہ ہوا ہو۔

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: واصل ممسوسته بشهوة...... هذا اذا لم ينزل فلو انزل مع مس اونظر فلا حرمة به يفتىٰ.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۴ فصل في المحرمات)

(۴) لازم ہوگی۔(۵) لازم ہوگی اگر شہوت سے ہو﴿۱﴾۔(۶) اتباع ہوئی ہے اور حرام ہے اور حادثہ کے تحقق سے پہلے اس مذہب کو مختار کرنا اہل کیلئے حرام نہیں ہے لیکن اہل کہاں ہیں﴿۲﴾۔وھو الموفق

فرج داخل کو شہوت سے دیکھنا موجب حرمت ہے نہ کہ مطلق نظر شہوت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے والدہ کو غلط نظر سے دیکھا، کیا اس شخص پر اپنی بیوی حرام ہوگئی؟ بعض لوگوں سے سنا ہے کہ فرج داخل کو دیکھنے سے حرمت واقع ہوتی ہے کیا یہ درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حمداللہ......۱۹۸۶ء/ ۸/ ۳

الجواب: فرج داخل کو نظر شہوت سے دیکھنا موجب حرمت مصاہرت ہے نہ کہ مطلق نظر شہوت، کما فی الهندية ۱ : ۲۹۱ والمعتبر النظر الى الفرج الداخل هكذا فى الهداية﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾قال العلامة الحصكفي: واصل ممسوستة بشهوة ولو لشعر على الرأس بحائل لا بمنع الحرارة ......والعبرة للشهوة عند المس والنظر لا بعدهما وحدها فيهما تحرك آلته او زيادته به يفتى وفى امرأة ونحو شيخ كبير تحرك قلبه او زيادته الخ.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲ : ۳۰۴ فصل فى المحرمات)

﴿۲﴾قال العلامة ابن عابدين: العالم الذى يعرف معنى النصوص والاخبار وهو من اهل الدراية يجوز له ان يعمل عليها وان كان مخالفا لمذهبه، قلت: لكن هذا فى غير موضع الضرورة...... لو افتىٰ مفت بشيئ من هذه الاقوال فى مواضع الضرورة طلبا للتيسير كان حسناً.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۱ : ۵۵ مقدمه)

﴿۳﴾ (فتاوىٰ عالمگيريه ۱ : ۲۷۴ القسم الثانى المحرمات بالصهرية)

مرد کا مرد کو شہوت سے مس کرنا یا لواطت، موجب حرمت مصاہرت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مرد دوسرے مرد کو حالت شہوت میں مس کرے یا اس سے بھی آگے جائے اس کے بعد یہ مرد ماس اس دوسرے مرد کے خواہر سے نکاح کرے، کیا یہ نکاح جائز رہے گا؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمود الحسن انصاری شالدرہ کوئٹہ......۱۹۹۱ء/۵/۲

الجواب: چوں مردے مرد دیگر را مس کند یا با ولواطت کند موجب حرمت مصاہرت نیست، وایں ماس ولواطت کنندہ بہ دختر و ہمشیرہ ممسوس وموطوء نکاح کردہ مے شود، کما فی ردالمحتار ۲: ۳۸۷ باب المحرمات عن الولوالجیة رجل اتی رجلاً له ان یتزوج ابنته﴿۱﴾. وهوالموفق

نابالغ لڑکے سے زنا کرانا موجب حرمت مصاہرت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے شدید خواہش کی بنا پر ایک نابالغ لڑکے سے زنا کرایا، اب یہ عورت اپنی لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ کرانا چاہتی ہے کیا حرمت مصاہرت کی وجہ سے یہ نکاح ناجائز نہیں ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: م، ش، خ بٹالہ ہزارہ......۱۹۷۴ء/۵/۱

الجواب: اگر یہ لڑکا نابالغ ہو اور مراہق نہ ہو تو بشرط صدق وثبوت ان دونوں میں نکاح جائز ہے، لما فی الدرالمختار ۲: ۳۸۹ فلو جامع غیر مراهق زوجة ابیه لم تحرم﴿۲﴾. وهوالموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۰۵ فصل فی المحرمات)

﴿۲﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۲ فصل فی المحرمات)

غلطی سے ساس کے پاؤں کو ہاتھ لگنے سے بیوی کی حرمت اور عدم حرمت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مثلاً زید رات کو اٹھا، تا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس بلائے جو کہ اپنی ماں کے پاس ایک چارپائی پر اسی کمرہ میں سوئی ہوئی تھی، لیکن بجائے بیوی کے اس کا ہاتھ ساس کے پاؤں کو لگا، ساس سمجھ گئی اور اپنے پاؤں کو سکیٹر لئے، پھر زید پاکتی پر ہاتھ مارتا رہا، ساس نے مجبور ہو کر اپنی بیٹی کو اس کے پاس بھیج دیا، اس واقعہ کا تذکرہ ساس نے اپنے شوہر سے کیا، تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ ہونے کو ہے، کہ میکے والے اپنی لڑکی اپنے گھر لے آئے ہیں شوہر کے گھر جانے نہیں دیتے، جبکہ شوہر اسے گھر لے جانے پر اصرار کرتا ہے اور اس رات جو کچھ ہوا ہے اس سے انکار کرتا ہے، اب شرعی حکم اس کا کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حافظ محمد شفیع ضلع ساہیوال......۱۹۷۷ء/۸/۲

الجواب: جب تک شہوت عند المس (یعنی آلہ کا متحرک ہونا یا حرکت میں زیادتی آنا) مسلم یا مبرہن نہ ہو تو اس وقت تک حرمت مصاہرۃ کا حکم اور فتویٰ نہیں دیا جائے گا، کما فی شرح التنویر: وحدها فیهما تحرک آلته او زیادته به یفتیٰ، وفیه ایضا: وفی المس لا تحرم مالم تعلم الشهوة (باب المحرمات)﴿۱﴾.وهوالموفق

مزنیہ کی بھانجی سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کسی وقت ہندہ کے ساتھ زنا بالجماع کیا تھا، اب اس کیلئے ہندہ کی بھانجی سے عقد نکاح درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا یعقوب جنڈ ڈی آئی خان......۲۲/۸/۱۴۰۱ھ

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۴، ۳۰۷ فصل فی المحرمات)

الجواب: چونکہ یہ بھانجی اصول وفروع سے نہیں ہے لہٰذا اس سے اس زانی کا نکاح جائز ہے، حرمت مصاہرت سے حرمات اربعہ مراد ہیں جن سے یہ مسئول عنہا (بھانجی) خارج ہے، کما فی ردالمحتار ۳: ۳۲ (طبع مصطفی البابی) اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع...... وتقييده بالحرمات الاربع مخرج لماعداها ﴿۱﴾ نیز جب مزنیہ کی بہن سے نکاح جائز ہے تو بھانجی سے بطریقہ اولیٰ جائز ہوگا، صرح به في الدرالمختار: وطی اخت امرأته لا تحرم عليه امرأته ﴿۲﴾. وهوالموفق

باپ کا بیٹے کی بیوی سے زنا کی صورت میں بیوی بیٹے پر حرام ہوجاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بہو سے زنا کیا، جبکہ وہ بہو شخص مذکور کی بھتیجی بھی ہے، اب سوال یہ ہے کہ اس سے اس شخص کی بیوی حرام ہوئی یا نہیں، اور یہ بہو اس کے لڑکے کیلئے جائز ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: ا،د، ایبٹ آباد ہزارہ...... ۱۹۸۷ء/۱/۱۷

الجواب: بشرط صدق وثبوت تحریر بالا اس زانی پر اپنی بیوی حرام نہیں ہے، لانہ غیر المحرمات الاربع کما فی ردالمحتار ۲: ۳۸۴ ﴿۳﴾ البتہ اس زانی کے بیٹے پر اس کی یہ بیوی حرام ہوئی ہے۔ وهوالموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۰۳ فصل في المحرمات)

﴿۲﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۵ فصل في المحرمات)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدين: قال في البحر اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة على اصول الزاني وفروعه نسبا ورضاعاً وحرمة اصولها وفروعها على الزاني نسبا ورضاعا كما في الوطء الحلال ويحل لاصول الزاني وفروعه اصول المزني بها وفروعها.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۰۳ فصل في المحرمات)

بیوی کی بھتیجی سے زنا موجب حرمت مصاہرت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی بھتیجی سے زنا کیا، کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: لقمان شاہ آفریدی

الجواب: حرمت مصاہرت اصول وفروع میں ساری ہوتا ہے نہ کہ ماوراء میں، کما صرحوا به ونظيره ما في شرح التنوير: وفي الخلاصة وطئ اخت امرأته لا تحرم عليه امرأته (هامش ردالمحتار ۲: ۳۸٦)﴿۱﴾. وهو الموفق

ساس سے زنا کے اقرار کے بعد انکار کرنا قبول نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی والدہ سے زنا کیا ہے، پھر گاؤں کے جرگہ کے سامنے اقرار کیا کہ ہاں میں نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا ہے لیکن چند دنوں کے بعد وہ منکر ہوا، کیا اس شخص پر اپنی بیوی اس صورت میں حلال ہوسکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: اراکین جرگہ مرزا اٹک.....۱۹۷۹ء/۳/۲۰

الجواب: بشرط صدق وثبوت ایک مرتبہ اقرار کرنے سے (جرگہ کے سامنے) اب اس کا انکار قابل قبول نہیں، اس پر بیوی حرام ہوگئی ہے، جرگہ اس انکار کی تصدیق نہ کرے، في الدر المختار ۲: ۳۹۰ وفي الخلاصة: قيل له ما فعلت بام امرأتك فقال جامعتها تثبت الحرمة ولا يصدق انه كذب ولو هازلاً﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۵ فصل في المحرمات)
﴿۲﴾ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۸ فصل في المحرمات)

شوہر کے بیٹے سے ناجائز تعلقات موجب حرمت مصاہرت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی انتہائی ذلیل حرکات کر رہی ہے مجھے اپنی حیض کے خون سے لکھے تعویذات جادو کر کے دیئے ہیں ایک آدمی اور اس کے بیٹے کے ساتھ عرصہ چھ سال سے ناجائز تعلقات استوار کر لئے ہے، اب میرے بڑے لڑکے کے ساتھ بھی ناجائز تعلقات قائم کئے ہیں، گاؤں کے تمام لوگ بھی ان باتوں سے اچھی طرح واقف ہیں، کیا یہ بیوی مجھ پر حرام ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: م،ر، اسلام آباد راولپنڈی

الجواب: بشرط صدق مستفتی یہ عورت خاوند پر ہمیشہ کیلئے حرام ہوئی ہے، لان حرمة المصاهرة تثبت بالزنا ایضا ﴿۱﴾ حکومت وقت پر ضروری ہے کہ تحقیق کے بعد اس کو سزا دے ورنہ عام مسلمانوں پر ضروری ہے کہ اس عورت سے معاشرتی تعلقات ختم کریں ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: وحرم ايضا بالصهرية اصل مزنيته، قال في البحر اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة على اصول الزاني وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة اصولها وفروعها على الزاني نسبا ورضاعا كما في الوطء الحلال ويحل لاصول الزاني وفروعه اصول المزني وفروعها الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۰۳ فصل في المحرمات)

﴿۲﴾ قال الملا علي قاري: اجمع العلماء على ان من خاف من مكالمة احد وصلته ما يفسد عليه دينه او يدخل مضرة في دنياه يجوز له مجانبته وبعده ورب صرم جميل خير من مخالطة تؤذيه ...... ان هجرة اهل الاهواء والبدع واجبة على مر الاوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع الى الحق.

(مرقاة المفاتيح ۸: ۷۵۹ باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات)

ماں بیٹی سے زنا کرنے والے زانی کا اس بیٹی سے نکاح حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے ایک دوست کو یہ مسئلہ پیش آیا ہے کہ اس کے ایک عورت سے ناجائز تعلقات تھے، پھر اس عورت کی بیٹی سے بھی تعلقات قائم کئے، بعد میں اس عورت کے شوہر کو پتہ چلا دیگر لوگوں کو بھی خبر ہوئی، عورت نے دنیاوی شرم چھپانے کیلئے اپنی بیٹی کا نکاح اس شخص سے کردیا، کیا یہ نکاح جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد نظیف ملاکنڈ ایجنسی

الجواب: یہ لڑکی اس شخص پر حرام ہے، فی الدرالمختار: وحرم ایضا بالصهرية اصل مزنيته وفروعهن مختصراً ﴿۱﴾ وبمعناه فی جمیع کتب الفروع ﴿۲﴾. وهوالموفق

ساس کے ساتھ جماع کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی ماں سے یعنی ساس سے جماع کیا قصداً یا خطاء، کیا اس شخص پر اپنی بیوی حرام ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: فضل اکبر چترالی حقانی......۱۹۷۰ء/۴/۲۹

الجواب: صورت مسئولہ میں اس زانی پر اپنی بیوی حرام ہوگئی ہے، لیکن نکاح برحال خود باقی ہے لہٰذا اس شخص پر ضروری ہے کہ اس بیوی کو متروک کرے، فی الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۸۴: وحرم ایضا بالصهرية اصل مزنيته (الی ان قال) وفروعهن (وقال

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۳ فصل فی المحرمات)

﴿۲﴾ وفی الهندية: فمن زنی بامرأة حرمت عليه امها وان علت وابنتها وان سفلت وكذا تحرم المزنی بها علی آباء الزانی واجداده وان علوا وابناء ه وان سفلوا كذا فی فتح القدير. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۷۴ القسم الثانی المحرمات بالصهرية)

بعد اسطر) وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتی لا یحل لها التزوج بآخر الابعد المتارکة وانقضاء العدة، بلکہ تقبیل سے بھی یہ حرمت حاصل ہوتی ہے، قال فی الدرالمختار : قبل ام امرأته حرمت علیه امرأته (مختصراً) ﴿۱﴾. وهو الموفق

جب شوہر والد کے ساتھ زنا کی تصدیق نہیں کرتا تو حرمت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بیس سالہ لڑکی ہے اس نے اپنے ستر سالہ سسر پر زنا کی تہمت باندھی ہے، جس کا کوئی ثبوت اور شہادت نہیں ہے، نیز معلوم ہوتا ہے کہ کسی خانگی معاملات کی وجہ سے یہ بہتان لگایا گیا ہے، کوشش کے باوجود کوئی شہادت ہاتھ نہیں آیا، جرگہ والوں نے سسر سے پوچھا اس نے حلفیہ بیان دے کر کہا کہ مجھ پر جھوٹ کا بہتان لگایا گیا ہے، بیٹے کی زوجہ تو اپنی بیٹی کی طرح ہوتی ہے جبکہ شوہر نے بھی کہا کہ میرا والد گنہگار نہیں ہے، وہ ستر سال کے قریب ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اب شریعت کا کیا فیصلہ ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد عزیز خان کوہ مری......۱۹۷۰ء/۴/۱

الجواب: چونکہ زوج تصدیق نہیں کرتا ہے، لہٰذا زوج پر زوجہ حرام نہیں ہوتی ہے، لما فی ردالمحتار ۲: ۳۸۵ وعلی هذا ینبغی ان یقال فی مسه ایاها لا تحرم علی ابیه وابنه الا ان یصدقاه او یغلب علی ظنهما صدقه﴿۲﴾. وهو الموفق

بیوی کا سسر پر زنا کا دعویٰ اور شوہر کا انکار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حبیب کی بیوی جو کہ حبیب کے

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۳، ۳۰۶، ۳۰۷ فصل فی المحرمات)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۰۴ قوله واصل ماسة فصل فی المحرمات)

والدزمان گل کی بھتیجی بھی ہے ایک دن زمان گل اور یہ لڑکی گھاس کی کٹائی کیلئے پہاڑی پر گئے، عصر کے وقت واپس ہو کر گھاس بھی ہمراہ لے آئے، شام کے بعد زوجہ حبیب بصورت ناراضگی والدین کے ہاں گئی، تین دن بعد اپنی والدہ کو کہا کہ میں ان کے گھر نہیں جاتی کیونکہ زمان گل نے میرے ساتھ زنا کی ہے، جبکہ شوہر حبیب کا قول یہ ہے کہ اس نے مجھے اتنا کہا ہے کہ آپ کے والد نے مجھ سے ایسی حرکات شروع کیں جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کا ارادہ اچھا نہیں تھا، نیز اپنے شوہر سے آخر میں ایک بار یہ بھی کہا ہے کہ تمہارے والد نے میرے ساتھ برائی یعنی زنا کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ایک عورت کے محض الزام سے شوہر مذکور کا نکاح بغیر طلاق دیئے فسخ ہو جاتا ہے؟ شوہر مذکور حبیب کا طلاق دیئے بغیر یہ لڑکی کسی دوسرے مرد سے شادی کر سکتی ہے؟ نیز زمان گل جس پر الزام ہے قسم اٹھانے کیلئے بھی تیار ہے اور شوہر حبیب کو بھی اپنے والد کے بے گناہی کا اعتراف ہے، ان حالات میں محض اس الزام کے عائد کرنے سے فسخ نکاح ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو مع حوالہ کتب تحریر کریں۔ بینوا توجروا

المستفتی: ح، ب، خ c/o مولانا موسیٰ خان فاضل دیوبند شکردرہ کوہاٹ

الجواب: جب خاوند اس بیوی کی تصدیق نہیں کرتا ہے تو اس کیلئے اس سے ہمبستری جائز ہے اور اگر بالفرض تصدیق بھی کرے تو نکاح فسخ نہیں ہوتا ہے تاوقتیکہ متارکت کرے یا حاکم (مسلمان) فسخ نکاح کرے، یدل علیه ما فی الهندية ۱: ۲۹۴ رجل تزوج امرأة علی انها عزراء فلما اراد وقاعها وجدها قد افتقت فقال لها من افتضک فقالت ابوک ان صدقها الزوج بانت منه ولا مهر لها وان کذبها فهی امرأته کذا فی الظهيرية...... رجل قبل امرأة ابيه او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهی مكرهة وانكر الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج انتهیٰ ما فی الهندية ﴿۱﴾ قلت وجه الدلالة ظاهر لان حرمة المصاهرة لا فرق فيها بين الباكرة

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۲۷۶ القسم الثانی المحرمات بالصهرية)

والثيبة وبين الزنا والتقبيل،وفى الدر المختار : وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة، وفى ردالمحتار ۲ : ۳۸۹ وعبارة الحاوى الابعد تفريق القاضى او بعد المتاركة﴿۱﴾. وهو الموفق

غائب شوہر کی بیوی کا سسر سے تعلقات کی صورت میں حرمت مصاہرت کی وجہ سے دوسرے نکاح کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا شوہر عرصہ تین سال سے لاپتہ ہے اور شوہر کے غائب ہونے کے تین سال بعد عورت مذکورہ حاملہ ہوگئی جب اس سے اس بارے میں پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے اس گناہ کا مرتکب اپنے سسر (والد الزوج) کو قرار دیا، اب دریافت طلب یہ ہے کہ آیا عورت کے اس اقرار سے اس کا نکاح اپنے لاپتہ شوہر سے باقی رہا یا نہیں؟ اگر نہیں رہا تو کیا یہ عورت لاپتہ شوہر کی آمد کا انتظار کئے بغیر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی طالب حسین......۶/مئی ۱۹۷۵ء

الجواب: خاوند کے آنے کے بعد جب خاوند اس گناہ کی تصدیق کرے اور متارکت اختیار کرے تو عدت گزرنے کے بعد (وقت متارکت سے) دوسری جگہ نکاح جائز رہے گا (ماخوذ از عالمگیریہ ﴿۲﴾ وشامی)﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (الدر المختار مع ردالمحتار ۲ :۳۰۷، فصل فى المحرمات)

﴿۲﴾ وفى الهندية:رجل قبل امرأة ابيه بشهوة او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهى مكرهة وانكر الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة الخ.

(فتاوىٰ عالمگيريه ۱ :۲۷٦ القسم الثانى المحرمات بالصهرية)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفى: وبحرمة المصاهرة ...... (بقيه حاشيه اگلے صفحه پر)

مشکوک ولدالزنا سے زانی کی بیٹی کے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرمان نے ایک زمانہ میں جانان کی موجودگی میں جانان کی بیوی سے ناجائز تعلق پیدا کیا تھا تقریباً تین چار سال بعد جانان کی زوجہ کی بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو غالباً جانان کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے، اور فرمان کی اپنی بیوی سے فرمان کے نطفہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے اب اس لڑکے اور لڑکی میں نکاح جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی نوروز بحرین سوات......۱۹۷۵ء/۳/۱۹

الجواب: اس لڑکے کے ولد زنا ہونے میں شک ہے لہٰذا اس نکاح مسئولہ کو حرام قرار نہیں دیا جائے گا، يدل عليه مافي ردالمحتار ۲: ۳۸۱: قوله ولو من زنا: اى بان يزنى الزانى ببكر ويمسكها حتى تلد بنتا بحر عن الفتح﴿۱﴾ قلت وقوله عليه الصلاة والسلام: الولد للفراش وللعاهر الحجر﴿۲﴾، يدل على مانع آخر، فافهم﴿۳﴾. وهوالموفق

اپنی بیٹی سے زنا کی صورت میں حرمت مصاہرت واقع اور اس کی سزا رجم ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص آٹھ ماہ قبل اپنی تیرہ

(بقيه حاشيه)لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة، وقال ابن عابدين: وعبارة الحاوى الا بعد تفريق القاضى او بعد المتاركة.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۰۷ فصل فى المحرمات)

﴿۱﴾(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۰۱ فصل فى المحرمات)

﴿۲﴾ عن ابى هريرة يرفعه قال: الولد للفراش وللعاهر الحجر، رواه الستة واحمد فى المسند والبيهقى. (سنن دارمى ۲: ۲۰۳ باب الولد للفراش)

﴿۳﴾ نیز زانی اور مزنیہ کے فروع کے درمیان نکاح جائز ہے، شامی۔ (سیف اللہ حقانی)

سالہ بیٹی سے زنا کا مرتکب ہوا ہے پھر اس آٹھ ماہ میں بیوی سے نکاح ختم ہونے کے شک کی وجہ سے بیوی سے مباشرت نہیں کی ہے تاکہ یہ دوسرا گناہ سرزد نہ ہو، کیا اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے؟ اور کیا یہ لڑکی اب اس کی بیٹی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: سید عثمان ہشنگری گیٹ پشاور......۱۹۸۸ء/۶/۷

الجواب: اپنی بیٹی سے زنا کرنے کے بعد اس پر اپنی بیوی ہمیشہ کیلئے حرام ہوگئی ہے ﴿۱﴾ اور باقاعدہ ثبوت کے بعد حکومت کا فرض ہے کہ اس شخص پر حدرجم جاری کرے ﴿۲﴾ تاہم یہ لڑکی اس زانی کی باقاعدہ بیٹی ہے البتہ یہ شخص مجوسیوں اور سکھوں کی طرح اپنی محارم کے پاس تنہائی میں آنے جانے سے روکا جائے گا۔ وهو الموفق

نابالغہ بیٹی کا مس بالشہوت موجب حرمت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ اگر ایک

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة على اصول الزاني وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة اصولها وفروعها على الزاني نسبا ورضاعا كما في الوطء الحلال. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۰۳ فصل في المحرمات)

﴿۲﴾ قال العلامة الكاساني: واما شرائط جواز اقامتها فمنها ما يعم الحدود كلها ومنها ما يخص البعض دون البعض اما الذى يعم الحدود كلهافهو الامامة وهو ان يكون المقيم للحد هو الامام او من ولاه الامام وهذا عندنا...... وبيان ذلك ان ولاية اقامة الحد انما ثبت للامام لمصلحة العباد وهي صيانة انفسهم واموالهم واعراضهم لان القضاة يمتنعون من التعرض خوفا من اقامة الحد عليهم والمولى لا يساوى الامام في هذا المعنى لان ذلك يقف على الامامة والامام قادر على الاقامة لشوكته ومنعته وانقياد الرعية له قهراً وجبراً الخ.

(بدائع الصنائع ۷: ۵۷)

مرد کا ہاتھ جوانی کے جذبہ سے اپنی لڑکی یا ساس پر پڑ جائے تو اس پر بیوی ہمیشہ کیلئے حرام ہو جاتی ہے، اب مجھے یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ میں ایک رات اپنی بیوی سے خواہش پوری کرنا چاہتا تھا لیکن وہ تیار نہ تھی وہ اپنی چار پائی پر لیٹ گئی اس کی اور میری چار پائیاں جڑی ہوئی تھیں، اس کے پاس میری شیر خوار بچی جس کی عمر سال دو سال ہوگی وہ بچی میری چار پائی کی طرف تھی اور بیوی دوسری طرف، میں نے اپنی بیوی کو منانے کے غرض سے ہاتھ اس پر پھیرا، میرا ہاتھ بچی پر پڑا، یہ ہاتھ میں نے بیوی سمجھ کر مارا تھا، میری بیوی نے میرا ہاتھ پکڑ کر نیچے پھینک دیا، اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: م،ا،ر، پشاور......۲۵/ جولائی ۱۹۷۹ء

الجواب: چونکہ آپ کی بیٹی مشتہاۃ نہ تھی، نو سالہ نہ تھی یکسالہ دوسالہ تھی، لہٰذا اس کے ساتھ مس بالشہوۃ ضرر رساں اور محرم نہیں، کما فی شرح التنویر: هذا اذا كانت حية مشتهاة ولو ماضيا اما غيرها يعني الميتة وصغيرة لم تشته فلا تثبت الحرمة بها اصلاً، وفي ردالمحتار ۲: ۳۴ طبع حلبي سيأتي تعريفها بانها بنت تسع فاكثر ﴿۱﴾. وهو الموفق

بیٹے کی بیوی سے مجامعت موجب حرمت ومتارکت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی بیوی سے مجامعت کی، کیا اس بیٹے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوئی تو اس صورت میں یہ طلاق بائن ہوگی یا رجعی؟ بینوا توجروا

المستفتی: ......نامعلوم

الجواب: ثبوت شرعی کے بعد یہ عورت اپنے خاوند پر ہمیشہ کیلئے حرام ہوگی اور ثبوت کے بعد

﴿۱﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۰۵ فصل في المحرمات)

خاوند پر ضروری ہے کہ اس بیوی کو چھوڑ دے ورنہ یہ عورت مسلمان حاکم کے ذریعے سے طلاق حاصل کر سکتی ہے،فی الھندیة ١ : ١١٩ : فمن زنی بامرأة حرمت علیه امها وان علت وابنتها وان سفلت، وكذا تحرم المزنی بها علی اباء الزانی واجداده وان علوا وابناءه وان سفلوا كذا فی فتح القدیر﴿١﴾ وفی الدر المختار : وبحرمة المصاهرة لا یرتفع النكاح حتی لا یحل لها التزوج بآخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة، وقال العلامة الشامی فی ردالمحتار ٢ : ٣٨٩: وعبارة الحاوی الابعد تفریق القاضی او بعد المتاركة، وقد علمت ان النكاح لا یرتفع بل یفسد، وقد صرحوا فی النكاح الفاسد بان المتاركة لا تتحقق الا بالقول ان كانت مدخولا بها...... واما غیر المدخول بها فقیل تكون بالقول وبالترک علی قصد عدم العود الیها، انتهیٰ مختصراً﴿٢﴾ اور یہ متارکت طلاق نہیں ہے، صرح به العلامة الشامی ٢ : ٣٨٢ فلیراجع ﴿٣﴾. وهو الموفق

بیٹے کی منکوحہ سے والد کا نکاح حرام ہے،

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی شادی

﴿١﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ١ : ٢٧٤ القسم الثانی المحرمات بالصهریة)

﴿٢﴾ (الدر المختار مع ردالمحتار ٢ : ٣٠٧ فصل فی المحرمات)

﴿٣﴾قال العلامة ابن عابدین: وفرق فی النهر بان المتاركة فی معنی الطلاق فیختص به الزوج اما الفسخ فرفع العقد فلا یختص به وان كان فی معنی المتاركة ورده الخیر الرملی بان الطلاق لا یتحقق فی الفاسد فكیف یقال ان المتاركة فی معنی الطلاق فالحق عدم الفرق ولذا جزم به المقدسی فی شرح نظم الكنز.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ٢ : ٣٨٢ قبیل مطلب التصرفات الفاسدة)

کی لیکن بیٹا جماع کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تھا اور جدائی ہوگئی، اب اگر لڑکے کا والد اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہے تو کیا یہ جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالقدوس مانکیال شریف

الجواب: جب نکاح صحیح ہوگیا ہو اگرچہ جماع نہ ہوا ہو تو وہ عورت ہمیشہ کیلئے اس کے باپ پر حرام ہوجاتی ہے، وحلائل ابناء کم الذین من اصلابکم الآیة﴿۱﴾. وھکذا فی جمیع کتب الفروع﴿۲﴾. وھو الموفق

بیوی کی رضاعی یا نسبی بہن یا نسبی یا رضاعی بیٹی سے زنا کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب کسی شخص کی بیوی کی رضاعی بہن ہو یا رضاعی بیٹی ہو، اور وہ آدمی اس رضاعی بہن یا رضاعی بیٹی کے ساتھ بری نیت سے بے ہودہ حرکات کرے تو ان بے ہودہ حرکات کی وجہ سے اس پر اپنی بیوی حرام ہوجاتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلام محمد ملاکنڈ ایجنسی ......۱۲/ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

الجواب: بیوی کی بہن خواہ نسبی ہو یا رضاعی سے زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوجاتی (شامی ۳:۳۴)﴿۳﴾ اور بیوی کی بیٹی خواہ نسبی ہو یا رضاعی سے زنا کرنے سے بیوی حرام ہوجاتی ہے

﴿۱﴾ (سورة النساء آیت: ۲۳، رکوع. ۱، پارہ: ۴)

﴿۲﴾ وفی الھندیة: والثالثة حلیلة الابن وابن الابن وابن البنت وان سفلوا دخل بھا الابن ام لا.

(فتاوی عالمگیریه ۱: ۲۷۴ القسم الثانی المحرمات بالصھریة)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصکفی. وفی الخلاصة وطیٔ اخت امرأته لاتحرم علیه امرأته.

(الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۳۰۵ فصل فی المحرمات)

(شامی ۳: ۳۲)﴿۱﴾. وهوالموفق

نوسال سے کم لڑکی کے ساتھ دست درازی موجب حرمت مصاہرت نہیں ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماءِدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے باقرہ کے ساتھ جب کہ وہ پوری بالغہ بھی نہ تھی سوتے ہوئے دست درازی کی کوشش کی اورازار بند کھول کر مجامعت کی نیت سے اپنا عضو مخصوص اس کی جائے مخصوصہ سے لگایا ہی تھایا نزدیک کیا ہی تھا، کہ وہ جاگ اٹھی، اس حرکت پر وہ شرمندہ ہوا اور باز آ گیا، کچھ عرصہ بعد زید کے لڑکے کی منگنی نانی نے باقرہ کے ساتھ کردی اب وہ بالغہ ہے اور زید لیت ولعل سے کام لے رہا ہے، شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عزیز کتوزی

الجواب: اگرارادہ خباثت کے وقت اس لڑکی کی عمر نوسال سے کم تھی تو یہ خباثت موجب حرمت مصاہرت نہ ہوگی، کما فی الدرالمختار: هذا اذا كانت حية مشتهاة، وفيه ايضا وبنت سنها دون تسع ليست بمشتهاة به يفتیٰ، نیز نول سال ہونے کی تقدیر پر اگر انداملگاتے وقت انزال ہوا تھا تو پھر بھی یہی حکم ہوگا، کما فی الدرالمختار: فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمة به يفتیٰ﴿۲﴾. وهوالموفق

سالی کے ساتھ زنا سے حرمت مصاہرت نہیں آتی

سوال: کیافرماتے ہیں علماءِدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی سالی سے ناجائز

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة على اصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة اصولها وفروعها على الزاني نسبا ورضاعا كما في الوطء الحلال. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۰۳ فصل في المحرمات)

﴿۲﴾(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۷ فصل في المحرمات)

تعلقات رکھتا ہےاور زنا کا بھی مرتکب ہےاب بعض لوگوں کا خیال ہے بلکہ وہ بضد ہیں کہ دونوں یعنی بہنوئی اور سالی کے اپنے اپنے ہاں طلاق واقع ہوگئی ہے بہنوئی پر اپنی بیوی اور سالی پر اس کا شوہر حرام ہوگیا ہے، مسئلہ کی حقیقت کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: ڈاکٹر فیاض حسین جہلم......۱۹۷۷ء/۹/۱۹

الجواب: بہ شرط صدق وثبوت ان دونوں پر باقاعدہ رجم جاری کیا جائے گا، لیکن حرمت مصاہرہ کا حکم اور فتویٰ دینا غلط ہے، **كما في شرح التنوير: وفي الخلاصة: وطئ اخت امرأته لا تحرم عليه امرأته، (هامش ردالمحتار ١: ٣٨٦)﴿١﴾. وهو الموفق**

سالی کے ساتھ زنا حرام قطعی لیکن بیوی کے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک کنواری لڑکی ناجائز تعلق کی بنا پر حاملہ ہوئی، پانچ چھ ماہ کے اس حاملہ سے پوچھا گیا کہ یہ حمل کس سے ہے، جواباً کہا کہ یہ میرے بہنوئی کا ہے، حالانکہ وہ آٹھ مہینے سے کراچی میں ہے چشم دید گواہ کوئی نہیں، وارثوں نے وہ حمل علاج کے ذریعے گرایا، لڑکی کے بیان پر اس کی والدہ نے دوسری لڑکی بال بچہ دار اپنے گھر لے آئی، اس سے پوچھا گیا کہ تم نے کیوں کرنے دیا تو کہنے لگی کہ ایک کے گھر دو بہنیں نہیں رہ سکتیں، ملزم موجود نہیں معلوم نہیں وہ کیا بیان دیتا ہے اس صورت میں شرعاً میاں بیوی میں تفریق ہوسکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی عزیز الرحمٰن کوہالہ مری......۱۹۷۲ء/۱۱/۱۵

الجواب: سالی کے ساتھ زنا حرام قطعی ہے لیکن اس سے بیوی کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا، **في عمدة الرعاية: فلو زنى بامرأة لا تحرم عليه اخته ولو زنىٰ باخت زوجته لا تحرم**

﴿١﴾ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ٢: ٣٠٥ فصل في المحرمات)

علیه زوجته، (هامش شرح الوقایة ۲: ۱۲)﴿۱﴾. وهوالموفق ۔

حرمات مصاہرت کی وجہ سے حنفی المسلک کیلئے ترک زوجہ ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا، اس احکام شرعیہ سے ناواقف آدمی نے اس عورت کی لڑکی سے نکاح کیا، اسے علم نہیں تھا کہ یہ نکاح نہیں ہوتا، اب اس کے بطن سے تین بچے پیدا ہوئے ہیں، تاحال احکام دین پر پابند ہوکر سابقہ اعمال بد کو پیش نظر رکھ کر خائف ہوا، چار اماموں کے مسلک سے آگاہ فرمائیں کہ آیا یہ شخص اس نکاح کو برقرار رکھ سکتا ہے؟ اور کسی امام نے جواز کا فتویٰ دیا ہے یا چاروں کے نزدیک یہ نکاح باطل ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: شہاب الدین چشتیاں بہاولنگر

الجواب: شوافع کے نزدیک یہ نکاح صحیح ہے اور احناف کے نزدیک غیر صحیح ہے، قال فی الهداية: من زنا بامرأة حرمت علیه امها وبنتها وقال الشافعی الزنا لا یوجب حرمة المصاهرة ۲: ۲۸۹ ﴿۲﴾ وفی البدائع ۲۶۰: وعند الشافعی لا تثبت الحرمة بالزنا فاولیٰ ان لا تثبت بالمس والنظر بدون الملک الخ، لہٰذا اس شخص کیلئے اگر حنفی ہو اس عورت کا ترک ضروری ہے، وقال العینی فی شرح الهداية ۲: ۴۰ وبه قال احمد فی قول. وهوالموفق

ضرورت کے وقت مذہب غیر پر فتویٰ درست لیکن امتیاز مشکل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے

﴿۱﴾ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية ۲: ۱۲ بيان المحرمات من النساء)

﴿۲﴾(هداية ۲: ۳۲۹ فصل فی بيان المحرمات)

نکاح کیا پھر اس کی ماں سے زنا کیا، فیحرم علیه امرأته لاجل الحرمة المصاهرة عندنا و لا یحرم علیه عند الشافعی لان الحرمة المصاهرة لا یثبت بالزنی کما قاله فی موضعه، اب ہم اسی طریقہ پر فتویٰ لینے کے طالب ہیں کہ کیا ہم اس شخص کو مذہب غیر پر فتویٰ دے سکتے ہیں کیونکہ تفریق مفضی الی النزاع اور باعث فساد وفتنہ ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا فدا محمد.....۱۹۷۴ء/۲/۱۷

الجواب: ضرورت کے وقت مذہب غیر پر فتویٰ دینا درست ہے کما صرح به فی موضعه﴿۱﴾ لیکن ضرورت کو غیر ضرورت سے ممتاز کرنا مشکل ہے۔ وهو الموفق

حرمت مصاہرت میں ضرورت کی وجہ سے انتقال عن المذہب کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اس آدمی کا کیا حکم ہے جو مسائل

﴿۱﴾قال العلامة ابن عابدین: ان الاجماع علی منع اطلاق التخییر بان یختار ویتشهی مهما اراد من الاقوال فی ای وقت اراد اما لو عمل بالضعیف فی بعض الاوقات لضرورة اقتضت ذلک فلا یمنع منه وعلیه یحمل ما تقدم عن الشرنبلالی من ان مذهب الحنفیة المنع بدلیل انهم اجازوا للمسافر والضیف الذی خاف الریبة ان یأخذ بقول ابی یوسف بعدم وجوب الغسل علی المحتلم الذی امسک ذکره عند ما احس بالاحتلام..... مع ان قوله هذا خلاف الراجح فی المذهب لکن اجازوا الاخذ به للضرورة..... وقد ذکر صاحب البحر فی الحیض فی بحث الوان الدماء اقوالا ضعیفة ثم قال وفی المعراج عن فخر الائمة لو افتی مفت بشیٔ من هذه الاقوال فی مواضع الضرورة طلبا لتیسیر کان حسنا انتهیٰ، وبه علم ان المضطر له العمل بذلک لنفسه کما قلنا وان المفتی له الافتاء به للمضطر فما مر من انه لیس له العمل بالضعیف ولا الافتاء به محمول علی غیر موضع الضرورة کما علمته من مجموع ما قررناه والله تعالیٰ اعلم.

(شرح عقود رسم المفتی ۱۰۱ ولا یجوز بالضعیف العمل)

جزئیہ یا کلیہ میں ایک مذہب سے دوسرے مذہب کو منتقل ہوتا ہے اور مذاہب اربعہ کا اس مسئلہ میں کیا حکم ہے کہ ایک آدمی نے ایک یتیم لڑکی سے نکاح کیا جس کا والد نہیں ہے لڑکی تقریباً آٹھ سال کی ہے جو قابل دخول نہیں ہے اور لڑکی کی ماں بھی اس گھر میں رہتی ہے اس شوہر نے اس لڑکی کی ماں سے کئی دفعہ مباشرت فاحشہ کیا اور حالاً اس لڑکی کی طلاق پر قادر نہیں ہے کیونکہ رشتہ داران واقعات سے مطلع نہیں ہیں اور مطلع ہونے پر اسے قتل کردے گا، تو اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حاجی محمد شاہ فیصل مسجد امداد العلوم پشاور صدر......۱۹۸۶ء/۱/۱۵

الجواب: (۱) الانتقال من مذهب الى مذهب حرام اذا كان اتباعا للهوىٰ واتباعاً للرخص كما في مقدمة ردالمحتار﴿۱﴾ نعم جاز الافتاء بمذهب الغير عند الضرورة كما صرح به العلامة الشامي وغيره﴿۲﴾.

(۲) لو انزلا عند هذه المباشرة في كل مرة فلا تحرم عليه بنت هذه المرأة

﴿۱﴾قال العلامة ابن عابدين: (قوله ان الحكم الملفق باطل بالاجماع وان الرجوع عن التقليد بعد العمل باطل اتفاقا) المراد بالحكم (الملفق) الحكم الوضعي كالصحة مثاله متوضئ سال من بدنه دم ولمس امرأة ثم صلى فان صحة هذه الصلاة ملفقة من مذهب الشافعي والحنفي والتلفيق باطل فصحته منتفية.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۱:۵۵ مطلب في حكم التقليد والرجوع عنه مقدمة)

﴿۲﴾ قال العلامة الشامي: العالم الذي يعرف معنى النصوص والاخبار وهو من اهل الدراية يجوز له ان يعمل عليها وان كان مخالفا لمذهبه، قلت لكن هذا في غير موضع الضرورة...... لو افتى مفت بشيء من هذه الاقوال في مواضع الضرورة طلبا للتيسير كان حسنا.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۱:۵۵ مقدمه)

كما فی محرمات ردالمحتار وغيره﴿۱﴾. والا فحرمت عليه منكوحته والمخلص من القتل ان يطلق هذه المنكوحة المحرمة احتيالاً، ومن تيقن القتل والمقاتلة عند التطليق ايضا فجاز له العمل بمذهب الامام الشافعي من ان حرمة المصاهرة لا تحصل بالحرام، وبالجملة ان فرق الضرورة من غير الضرورة امر لا يعلمه الا الله ثم من ابتلیٰ به﴿۲﴾. وهوالموفق

حرمت مصاہرت، بیوی کا بطور باورچن رہنا وغیرہ مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے شہوت کے ساتھ اپنی بالغ کنواری لڑکی کو کئی دفعہ بوس وکنار کیا، جس کی وجہ سے اس کی بیوی حرمت مصاہرت کی وجہ سے اس پر حرام ہو گئی اب شرع کے مطابق زید کو کیا کرنا چاہئے، اگر طلاق دیتا ہے تو وہ بے چاری بےقصور ہے جرم زید نے کیا ہے اس لئے اس کی سزا زید کو ملنی چاہئے نہ کہ بیوی کو؟

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفی: هذا اذا لم ينزل فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمة به يفتی، قال ابن عابدين: لانه بالانزال تبين انه غير مفض الی الوطء هدايه الخ. (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۰۴ فصل فی المحرمات)

﴿۲﴾قال شيخنا محمد فريد مدظله: لا يجوز الحكم والافتاء بالقول المرجوح وبمذهب سائر الائمة الا فی ثلاثة مواضع الاول عند الضرورة دون التشهی والتلهی فانه حرام كما حرم الحكم الملفق الخارج للاجماع فی عمل واحد كالحكم بصحة وضوء من ترك الترتيب ومسح دون ربع الرأس...... المنع عن المرجوح حتی لنفسه لكون المرجوح صار منسوخاً نعم قيد البيری بالعامی وذكر عن خزانة الروايات ان العالم الذی يعرف معنی النصوص والاخبار وهو من اهل الدراية يجوز له ان يعمل عليها وان كان مخالفا لمذهبه وقال العلامة الشامی فی مقدمة ردالمحتار: هذا فی غير موضع الضرورة وبمعناه فی شرح عقود رسم المفتی. (البشری لارباب الفتویٰ ۳۳، الفصل السادس)

(۱) اگر بیوی کو گھر سے نکالدے تو اس کی زندگی کیسے گزرے گی اس میں شریعت کی کیا رہنمائی ہے؟ (۲) زید اخروی سزا سے بچنے کیلئے کیا کرے بہت روتا ہے اور شرمندہ ہے لیکن گناہ کا اظہار کر کے ذلیل ہونا بھی نہیں چاہتا، نیز شریعت نے بھی گناہ کے چھپانے کا حکم دیا ہے اور خاص بات یہ ہے کہ وہ زندگی بھر کسی کے ساتھ زنا کا مرتکب نہیں ہوا ہے صرف اس بار بدمستی سے بوس وکنار کیا ہے اب توبہ کرتا ہے؟ (۳) زید ایسے مرض میں مبتلا ہو کر مستقل طور پر عنین ہو گیا ہے جس کا علاج ناممکن ہے اطباء نے کہا ہے کہ اب صحت کی تلاش کی بجائے اس کو قبر کی تیاری کر لینی چاہئے ایسی حالت میں کیا زید اپنی اس آخری عمر میں اس بیوی کو ایک اجنبیہ باورچن کی حیثیت سے رکھ سکتا ہے کہ اس کا نفقہ سے مدد کیا کرے اور بیوی میاں کے خصوصی تعلقات تو درکنار ایک دوسرے سے پردہ بھی کیا کرے کیا اسی طرح ان دونوں کو ایک گھر میں زندگی گزارنے کی اجازت ہے؟ (۴) شباب سے بیوی کی حالت یہ ہے کہ اس کو کبھی جنسی رغبت نہیں ہوئی نکاح کے بعد زید نے جس قدر وقاع کیا ہے جبرا کیا ہے اور اب تو وہ بوڑھی ہو گئی ہے اب صرف بدنامی سے بچنے نیز اس بڑھاپے میں دوسرے کی زوجہ بننے سے بطور اجنبیہ باورچن بن کر شرعی پردہ کے ساتھ زید کے گھر میں زندگی کے بقیہ ایام پورے کر دینا چاہتی ہے کیا اسی طرح صحیح ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: عباداللہ سکھر سندھ

الجواب: (۱) اس شخص پر ضروری ہے کہ اس بیوی کے ساتھ متارکت کرے اور متارکت کے بعد جب عدت ختم ہو جائے تو وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر یہ شخص جدا گھر یا کمرہ اس عورت کو دے دیں تو جائز ہے (درمختار وردالمحتار) ﴿۱﴾. (۲) اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے اور صحیح توبہ کرے۔

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: قبل السكران بنته تحرم الام وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر الا بعد المتاركة وانقضاء العدة، قال العلامة ابن عابدين: (قوله الا بعد المتاركة) اى وان مضى عليها سنون كما في البزازية وعبارة الحاوى الا بعد تفريق القاضي او بعد المتاركة ...... بان......(بقيه حاشيه اگلے صفحه پر)

(۳) خبیث آدمی پر کوئی اعتماد نہیں ہوتا اور صورت مذکورہ میں نظر اور مس بالشہوت کا خطرہ موجود ہے لہٰذا کم از کم جدا کمرہ اگر دیا جائے تو خطرہ کم رہے گا۔ (۴) یہ بیوی اس شخص پر حرام ہوگئی ہے لیکن مطلقہ نہیں ہے متارکت کے بعد (یعنی اس کے کہنے کے بعد کہ میرا تیرے ساتھ کوئی تعلق نہیں یا میں نے تجھے چھوڑا) عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے اور اگر باپردہ اور بلا خلوت صحیحہ اس گھر میں سکونت کرے تو جائز ہے لیکن سابق بے اعتمادی کی وجہ سے بہتر یہ ہے کہ گھر میں ایک کمرہ اس کیلئے منتخب کیا جائے تا کہ فتنہ کا خوف نہ رہے اگرچہ دونوں بوڑھے ہیں اور اگرچہ یہ عورت محارم سے شمار ہوئی ہے۔ (یہ تمام مسائل درمختار اور ردالمحتار سے ماخوذ ہیں) ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

صرف متہم ہونے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ باپ پر الزام ہے کہ وہ اپنی حقیقی بیٹی سے (جو کہ غیر شادی شدہ تھی) زنا کا مرتکب ہوا ہے کوئی عینی گواہ نہیں ہے جب لڑکی حاملہ ہوگئی تو اس نے باپ کو مجرم ٹھہرایا اور دو تین عورتوں کے سامنے کہا کہ یہ میرے باپ نے مجھ پر ظلم کیا ہے ماں نے بھی لڑکی کی بات کی تصدیق کی کہ یہ جرم باپ ہی کا ہوسکتا ہے، (ماں بھی حقیقی ہے) جب باپ سے پوچھا گیا تو اس نے خاموشی اختیار کرلی اور کہا کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں میں اس کا کیا جواب دے سکتا ہوں (۱) کیا

(بقیہ حاشیہ) المتاركة لا تتحق الا بالقول الخ.

(الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۳۰۷ فصل فی المحرمات)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: وسئل شيخ الاسلام عن زوجين افترقا ولكل منهما ستون سنة وبينهما اولاد تتعذر عليهما مفارقتهم فيسكنان في بيتهم ولا يجتمعان في فراش ولا يلتقيان التقاء الازواج هل لهما ذلك قال نعم واقره المصنف.

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۶۷۵ قبيل فصل في ثبوت النسب)

اس کوگاؤں سے نکال دیا جائے۔ (۲) کیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ (۳) کیا اس کے بچوں کی پرورش اور مالی بدحالی کومدنظر رکھ کر اس کوگاؤں میں رکھنا جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اکرم حمید واہ کینٹ.....۳/شعبان ۱۳۹۶ھ

الجواب: السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ استفتاء میں ذکر شدہ شخص کی معصیت نہ مسلم ہے اور نہ مبرہن ہے پس صرف متہم ہونے کی وجہ سے اس کو کوئی تعزیر دینا بے قاعدہ کام ہے البتہ اہل دہ پر ضروری ہے کہ اس شخص کے ساتھ اس کی بیٹیاں اور بہنیں ایک مکان میں رہنے سہنے نہ دیوے۔ وھو الموفق

داماد اور ساس کے تعلقات سے سسر پر بیوی حرام نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں معذور آدمی ہوں اور جس آدمی سے میں نے اپنی لڑکی کی شادی کی ہے اس نے میری بیوی یعنی اپنی حقیقی ساس سے ناجائز تعلقات قائم کر لئے ہیں کیا اس صورت میں میری لڑکی اور اس کے خاوند اسی طرح میرا اور میری بیوی کے درمیان نکاح قائم رہ سکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عطاء گل پشاور

الجواب: بشرط صدق آپ کی لڑکی اپنے خاوند پر حرام ہوئی ہے﴿۱﴾ اور آپ پر اپنی بیوی حرام نہیں ہوئی ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ استبراء کرے یعنی ایک حیض آنے تک جماع سے منع ہوجائے، کذا فی الدر مع الرد ۲: ۸۵۶ ﴿۲﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجیم: واراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة علی اصول الزانی وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة اصولها وفروعها علی الزانی نسبا ورضاعا کما فی الوطء الحلال. (البحر الرائق ۳: ۱۰۱ فصل فی المحرمات)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: وفی شرح الوهبانیة ..... (بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

(بقیہ حاشیہ)لو زنت المرأة لا یقربها زوجها حتی تحیض لاحتمال علوقها من الزنا فلا یسقی ماؤہ زرع غیرہ فلیحفظ لغرابته. قال العلامة ابن عابدین: امر بحفظه لا لیعتمد بل لیجتنب بقرینة قوله لغرابته فان المشهور فی المذهب ان ماء الزنا لا حرمة له لقولهﷺ للذی شکا الیه امرأته انها لا تدفع ید لا مس طلقها فقال انی احبها وهی جمیلة فقال لهﷺ استمتع بها واما قوله فلا یسقی ماؤه زرع غیره فهو وان کان وارداً عنهﷺ لکن المراد به وطء الحبلیٰ لانه قبل الحبل لا یکون زرعا بل ماء مسفوحا و لهذا قالوا لو تزوج حبلی من زنا لا یقربها حتی تضع لئلا یسقی زرع غیره لان به یزداد سمع الولد وبصره حدة فقد ظهر بما قررناه الفرق بین جواز وطء الزوجة اذا رآها تزنی وبین عدم جواز وطء التی تزوجها وهی حبلی من زنا.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲:۲۶۷ قبیل فروع باب العدة)

باب الحضانة

حق حضانت اور بچوں کے نفقہ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید فوت ہو گیا ایک بھائی ایک بیوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑ گیا، ایک لڑکی سات سالہ، دوسری پانچ سالہ اور بیٹا دو سالہ ہے اب اگر یہ بیوہ بچوں کے غیر محرم کے ساتھ شادی کرے تو ان بچوں کا نفقہ والدہ پر ہے یا چچا پر ہے، جبکہ بچوں کا اپنا کوئی مال وجائیداد نہیں ہے؟ نیز حق حضانت ماں کیلئے ہے یا نانی یا چچا کیلئے؟ بینوا توجروا

المستفتی: علی محمد نوشہرہ صدر......۱۹۹۰ء/۱۰/۱۷

الجواب: (۱) اگر ان بچوں کے اپنے اموال نہ ہوں تو ان کا نفقہ ماں اور چچا پر واجب ہوگا ماں پر ایک تہائی اور چچا پر دو تہائی (ہندیہ ۱: ۵۸۵) ﴿۱﴾۔

(۲) صورت مسئولہ میں حق حضانت نانی کیلئے ہے اور اگر نانی نہ ہو تو دادی کیلئے ہے (ہندیہ

﴿۱﴾ وفی الهندية: والنفقة لكل ذی رحم محرم اذا كان صغيرا فقيرا...... ويجب ذلک على قدر الميراث ويجبر عليه كذا فی الهداية وتعتبر اهلية الارث لا حقيقته كذا فی النقاية. (فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۵۶۶ الفصل الخامس فی نفقة ذوی الارحام)

وقال العلامة ابن عابدين: (قوله والمعتبر فيه القرب والجزئية لا الارث)..... وان كان كل من الصنفين اعنی الاصول والحواشی وارثا اعتبر الارث ففی ام واخ عصبی او ابن اخ كذلک او عم كذلک علی الام الثلث وعلی العصبة الثلثان بدائع.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۷۳۸ مطلب ضابط فی حصر احكام نفقة الاصول)

(۱: ۵۶۲) ﴿۱﴾ اور اگر بچوں کی خیر خواہی والدہ کی حضانت میں ہو اور یہ سوتیلا باپ (زوج الام) اس پر راضی ہو تو یہ حق والدہ کا ہوگا (ردالمحتار ۲: ۸۸۰) ﴿۲﴾. وهو الموفق

والد کا والدہ کو خرچہ ونفقہ نہ دینے کی شرط پر بچے حوالہ کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی بیوی بدزبان یعنی زبان دراز اور بچوں سے لاپرواہ تھی، سمجھانے کے باوجود نہ سمجھ سکی ہر کام میں شوہر کا مقابلہ کرتی رہتی تھی، آخر میں جادو ٹونہ بھی کرنا شروع کر دیا، جب خط میں جادو کے تعویذوں کا ذکر شوہر نے دیکھا تو زوجہ کو تیسری طلاق بھی دے کر الگ کر دیا، اب شوہر کے پاس مطلقہ سے تین بچے رہ گئے جن کی عمریں لڑکا چھ سال، لڑکی

﴿۱﴾ وفي الهندية: وان لم يكن له ام تستحق الحضانة بان كانت غير اهل للحضانة او متزوجة بغير محرم او ماتت فام الام اولىٰ من كل واحدة وان علت فان لم يكن للام ام فام الاب اولىٰ ممن سواها وان علت، كذا في فتح القدير. (فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۵۴۱ الباب السادس عشر في الحضانة)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: قلت الاصوب التفصيل وهو ان الحاضنة اذا كانت تأكل وحدها وابنها معها فلها حق لان الاجنبي لا سبيل له عليها ولا على ولدها بخلاف ما اذا كانت في عيال ذلك الاجنبي او كانت زوجة له وانت علمت ان سقوط الحضانة بذلك لدفع الضرر عن الصغير فينبغي للمفتي ان يكون ذا بصيرة ليراعي الاصلح للولد فانه قد يكون له قريب مبغض له يتمنى موته ويكون زوج امه مشفقا عليه يعز عليه فراقه فيريد قريبه اخذه منها ليؤذيه ويؤذيها اولياء كل من نفقته او نحو ذلك وقد يكون له زوجة تؤذيه اضعاف ما يؤذيه زوج امه الاجنبي وقد يكون له اولاد يخشى على البنت منهم الفتنة لسكناها معهم فاذا علم المفتي او القاضي شيئا من ذلك لا يحل له نزعه من امه لان مدار امر الحضانة على نفع الولد. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۶۹۴ باب الحضانة)

چار سال لڑکا تین سال کا ہے، والد کے پاس بڑے آرام وراحت کے ساتھ رہ رہے ہیں اب مطلقہ بچوں کا مطالبہ کر رہی ہے، بچوں کا والد انکاری ہے کیونکہ یہ عورت بداخلاق اور لاپرواہ ہے اب انہوں نے عدالت کے ذریعہ بچے لینے کی دھمکی دی ہے والد نے گھبرا کر کہا کہ اگر زبردستی بچے لے جانا چاہتی ہے تو میں ہمیشہ کیلئے لکھ دوں گا اور خرچہ وغیرہ بھی نہیں دوں گا، مطلقہ نے اس کو قبول کر لیا، اب سوال یہ ہے کہ کیا والد کے اس لکھنے سے والد مجرم ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد حسین راولپنڈی شہر......۱۹۸۸ء/۱/۱۶

الجواب: یہ بچے خواہ موافق ثابت ہوں یا مخالف آپ کے بچے ہیں اور حق حضانت بہر حال اس مطلقہ کیلئے ہے جب تک آپ اس مطلقہ کی نااہلیت ثابت نہ کریں ﴿۱﴾ اور بچوں کا نفقہ تاحین بلوغ آپ پر واجب ہے ﴿۲﴾ اور اس مطلقہ (حاضنہ) کا نفقہ بھی آپ پر واجب ہے البتہ یہ دوم قابل اسقاط ہے بخلاف اول کے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: (الحضانة) تثبت للام النسبية ولو...... بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة ...... او فاجرة فجورا يضيع الولد به كزنا وغناء وسرقة ونياحة كما في البحر.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۶۸۸ باب الحضانة)

﴿۲﴾ قال العلامة المرغيناني: ونفقة اولاد الصغار على الاب لايشاركه فيها احد كما لا يشاركه في نفقة الزوجة لقوله تعالىٰ: وعلى المولود له رزقهن والمولود له هو الاب.

(هداية ۲: ۴۴۷ فصل في نفقة الاولاد الصغار)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله اذا لم تكن منكوحة ولا معتدة لابيه) هذا قيد فيما اذا كانت الحاضنة اما فلو كانت غيرها فالظاهر استحقاقها اجرة الحضانة بالاولىٰ وقوله لابيه احتراز عما لو كانت في نكاح او عدة رجل غير الاب فانها تستحق الاجرة عليها لكن اذا كان الناكح محرماً للصغير والا فلا حضانة لها كما مر.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۶۹۱ باب الحضانة)

بچی کی تربیت سوتیلے والد نے کی، کیا ورثاء واپسی کا حق رکھتے ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بیوہ عورت سے نکاح کیا اس عورت کے ساتھ سابقہ شوہر سے ایک چھوٹی بچی (تین چار مہینے کی) بھی تھی، ساتھ آ گئی جبکہ نکاح کے وقت اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا نہ نفقہ کا کچھ تذکرہ ورثاء نے کیا، اب لڑکی جب چھ سال کی ہوگئی تو لڑکی کے ورثاء اس کو واپس لینا چاہتے ہیں اور یہ دوسرا شوہر لڑکی کا نفقہ اور خرچہ مانگتا ہے، کیا وہ اس لڑکی کو واپس لے سکتے ہیں؟ اگر لے سکتے ہیں تو انہیں خرچہ بھی دینا پڑے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی غلام قادر ملھو گیدڑ پور ہزارہ...... ۱۹۶۹ء/۸/۲۰

الجواب: (۱) اگر یہ ورثاء مفت تربیت کرنا چاہتے ہیں اور والدہ بچی کے ترکہ سے تربیت کرتی ہے تو ورثاء اس لڑکی کو واپس لے سکتے ہیں، اور اگر والدہ اپنے خاوند (زوج ثانی) کے مال سے اس کی خوشی سے بچی کی تربیت کرتی ہو تو واپس نہیں لے سکتے ہیں، **یدل علیہ مفہوم ما فی الدر المختار وفی الحاوی تزوجت باجنبی وطلبت تربیتہ بنفقۃ والتزمہ ابن عمہ مجانا ولا حاضنۃ لہ فلہ ذلک انتہیٰ ﴿۱﴾ والمفہوم معتبر ھھنا عندنا ایضاً.** (۲) چونکہ والدہ وغیرہ نے تبرع کیا بغیر کسی مجبوری کے لہٰذا خرچہ نہیں لے سکتے ہیں ﴿۲﴾۔ **وھو الموفق**

﴿۱﴾ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۶۹۰ باب الحضانۃ)

﴿۲﴾ قال العلامۃ الحصکفی: وفی المنیۃ تزوجت ام صغیر توفی ابوہ وارادت تربیتہ بلا نفقۃ مقدرۃ واراد وصیہ تربیتہ بھا دفع الیھا لا الیہ، قال ابن عابدین: بلا نفقۃ ای من مال الصغیر الموروث لہ من ابیہ فتح وظاھرہ ان المراد نفقۃ الصبی والظاھر ان اجرۃ الحضانۃ کذلک.

(الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۶۸۹، ۶۹۰ باب الحضانۃ)

مظلومہ مطلقہ کا خرچہ اور بچے کی اجرت حضانت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا نکاح کرنے کے سال بعد بچہ پیدا ہوا، سسرال والوں نے مع بچہ گھر سے نکال دیا، پانچ مہینے والدین کے گھر رہی اور پھر والدین کو کہا کہ مجھے بار بار شوہر کے گھر نہ بھیجو، میرا خاوند بے وقوف ہے بار بار گھر سے نکالتی ہے عورت مجبوراً والدین کے پاس چلی گئی، دو سال کے بعد طلاق مل گئی کیا یہ عورت دو سال قبل از طلاق کا خرچہ ونفقہ اپنا اور بچے کا لے سکتی ہے؟ اور طلاق کے بعد بچے کا خرچہ کتنا عرصہ اور کتنا لے سکتی ہے اور کتنا عرصہ بچہ ماں سے جدا نہیں کیا جا سکتا؟ **بینوا توجروا**

المستفتی: محمد انور شاکر ٹوبہ ضلع اٹک.....۱۴/ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

الجواب: اس عورت کے خاوند پر دو سال کا خرچہ (بیوی اور بچے دونوں کا) واجب ہے یہ عورت ناشزہ نہیں ہے مظلومہ ہے ﴿۱﴾ نیز اس خاوند پر طلاق دینے کے بعد عدت کا خرچہ واجب ہے اور عدت گزر جانے کے بعد بچے کا خرچہ اور اجرت حضانت بھی اس خاوند پر واجب الادا ہے ﴿۲﴾ (شامی باب الحضانة والنفقات). **وهو الموفق**

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: فتجب للزوجة على زوجها...... ولو هي في بيت ابيها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتى وكذا اذا طالبها ولم تمتنع. (الدر المختار ۲: ۷۰۱ باب النفقة)

قال العلامة ابن عابدين: فالحاصل ان الفرقة اما من قبله او من قبلها فلو من قبله فلها النفقة مطلقا سواء كانت بمعصية اولا طلاقا او فسخا وان كانت من قبلها فان كانت بمعصية فلا نفقة لها ولها السكنى في جميع الصور.

(ردالمختار هامش الدرالمختار ۲: ۷۲۷ قبيل مطلب الصغير والمكتسب نفقة الخ)

﴿۲﴾ قال العلامة محمد امين الشامي: كان من جملتها الانفاق على حاضنته التي حبست نفسها لاجله عن التزوج ومثلها اجرة ارضاعه فلم تكن.....(بقيه حاشيه اگلے صفحه پر)

ماں کا غیر محرم کے ساتھ نکاح کرنے سے حق حضانت ساقط ہوجاتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میاں بیوی میں جدائی ہوگئی اوران کی دو بچیاں ہیں، مطلقہ نے بعدازاں غیر خاندان میں نکاح کرلیا اس صورت میں بچیوں کی پرورش کا حق کس کو ہے؟ جبکہ باپ کے علاوہ بچیوں کی صحیح پرورش کرنے والا کوئی نہیں، شرعی طور پر باپ یا مطلقہ میں سے کون ان بچیوں کی پرورش کا حق رکھتے ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: نورمحمد

الجواب: غیر محرم کے ساتھ نکاح کرنے سے حق حضانت ساقط ہوئی ہے، لما فی الدرالمختار: او متزوجة بغیر محرم الصغیر ﴿۱﴾ وبمعناه فی جمیع کتب الفتاویٰ ﴿۲﴾، لہٰذا یہ بچیاں جدہ یا خالہ وغیرہ کو حوالے کئے جائیں گے، اوراگر عورتوں میں کوئی نہ ملے تو والد کے حوالے کئے جائیں گے، لما فی الهندیة: واذا وجب الانتزاع من النساء اولم یکن للصبی امرأة من اهله یدفع الی العصبة فیقدم الاب الخ ﴿۳﴾.

(بقیہ حاشیہ) اجرة خالصة من کل وجه حتی ینافیها الوجوب بل لها شبه الاجرة وشبه النفقة فاذا کانت منکوحة او معتدة لابیه لم تستحق اجرة لا علی الحضانة ولا علی الارضاع لوجوبها علیها دیانة ولان النفقة ثابتة لها بدونها بخلاف ما بعد انقضاء العدة فانها تستحقها عملا بشبه الاجرة.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۶۹۱ قبیل مطلب فی لزوم اجرة مسکن الحضانة)

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۶۸۹ باب الحضانة)

﴿۲﴾قال العلامة المرغینانی: اذا وقعت الفرقة بین الزوجین فالام احق بالولد...... فقال علیه السلام انت احق به مالم تتزوجی. (هدایه ۲: ۴۳۸ باب حضانة الولد ومن احق به)

﴿۳﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۵۴۲ الباب السادس عشر فی الحضانة)

نوٹ:......واضح رہے کہ اگر شرعی مستحق اس پر راضی ہو کہ بچیاں والدہ کے پاس رہیں تو یہ کوئی گناہ نہیں ہے﴿۱﴾۔وھو الموفق

والد اور والدہ میں تفریق کے بعد بچے کی حضانت اور ثبوت نسب کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری گریجویٹ لڑکی کی شادی بھتیجی کے لڑکے سے ہوگئی تھی، لیکن میری بھتیجی اور لڑکے نے اسے تنگ کرنا شروع کیا، بالآخر ۱۴/نومبر ۱۹۸۸ء کو ہم لڑکی کو سسرال کے گھر سے لے آئے اس کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکی امید سے ہے چنانچہ ہم نے فیملی کورٹ میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر دیا اور ساتھ اس حمل کا ذکر بھی کر دیا، دوران مقدمہ معتبر اور نیک لوگوں نے صلح صفائی کیلئے بھی کوشش کی، جوان لوگوں کی ہٹ دھرمیوں کی وجہ سے بار آور نہ ہوسکی، اس دوران لڑکے کو سمجھایا گیا کہ بیوی حمل سے ہے مگر اس نے کہا کہ حمل میرے نطفے سے نہیں ہے اور میں دس بچوں کو بھی ماں پر قربان کرسکتا ہوں اور کردوں گا، (اس بات کے گواہ بھی موجود ہیں) ۲۷/ جولائی ۱۹۸۹ء کو لڑکا پیدا ہوا اور جنوری ۱۹۹۰ء کو اچانک لڑکے کو اپنانے کیلئے نوٹس دیئے گئے اور پانچ مارچ کو عدالت میں دعویٰ بھی دائر کر دیا جو ابھی چل رہا ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا فریق ثانی کو شرعاً یہ بچہ مل سکتا ہے؟ نیز یہ بچہ کس فریق کے پاس رہے گا جبکہ تنسیخ نکاح پہلے ہو چکی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: م،د،ج، راجہ اسلام آباد......۱۹۹۰ء/ ۵/ ۱۵

﴿۱﴾ قال ابن عابدين: عن المفتي ابي السعود مسئلة في رجل طلق زوجته ولها ولد صغير منه واسقطت حقها من الحضانة وحكم بذلک حاكم فهل لها الرجوع يأخذ الولد الجواب نعم لها ذلک فان اقوى الحقين في الحضانة للصغير ولئن اسقطت الزوجة حقها فلا تقدر على اسقاط حقه ابدًا.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۶۹۰ باب الحضانة)

الجواب: مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ یہ لڑکا اس والد سے ثابت النسب ہے لحدیث: الولد للفراش﴿۱﴾ ولتصریح الفقهاء به﴿۲﴾ البتہ یہ لڑکا سات سال کے ہونے تک والدہ کے پاس رہے گا اور بعد میں اشفق کے حوالے کیا جائے گا(ردالمحتار باب الحضانة)﴿۳﴾. وهو الموفق

خلع کی صورت میں سات سال ہونے تک بچے والدہ کے پاس رہیں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میاں بیوی خلع پر راضی ہو گئے ہیں مگر اب بچوں کا معاملہ ہے کہ وہ والدہ کے پاس رہیں گے یا والد کے پاس، اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟بینوا توجروا

المستفتی:حامد شاہ مسجد دلاور خان پشاور

الجواب: والدہ ان بچوں کی پرورش کی مستحق ہے حتی کہ یہ بچے سات سال کے ہو جائیں اس کے بعد یہ بچے والد کے حوالہ کئے جائیں گے،اس والد اور والدہ کی مرضی کے بغیر یہ حق ان سے کوئی نہیں

﴿۱﴾عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول اللهﷺ الولد للفراش وللعاهر الحجر. (سنن ترمذی ۱: ۳۴۹ باب ماجاء ان الولد للفراش)

﴿۲﴾ وفي الهندية: قال اصحابنا لثبوت النسب ثلاث مراتب الاولىٰ النكاح الصحيح وما هو في معناه من النكاح الفاسد والحكم فيه انه يثبت النسب من غير دعوة ولا ينتفي بمجرد النفي.

(فتاویٰ عالمگیریه ۱: ۵۳۶ الباب الخامس عشر في ثبوت النسب)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله والحاضنة احق بالغلام) حتى يستغني عن النساء بان ياكل ويشرب ...... وقدر بسبع وهو قريب من الاول بل عينه...... وبعد صفحة...... فيتعين الافتاء بولاية ضمه لكل من يؤتمن عليه من اقاربه ويقدر على حفظه الخ.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۶۹۵،۶۹۷ باب الحضانة)

چھین سکتا،(ماخوذ از شرح التنویر علی ھامش ردالمحتار ۲ : ۸۸۱)﴿۱﴾ وھوالموفق

غیرمحرم سے شادی کی صورت میں والدہ کا حق حضانت ساقط ہوجاتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے شادی کی اس سے دولڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اور وہ بیوی فوت ہوگئی، بعدازاں اس نے دوسری شادی کی دوسری بیوی سے بھی دولڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوگئی، بعد کو وہ شخص فوت ہوا، اور ترکہ وغیرہ تقسیم ہوا بیوی نے آٹھواں حصہ وصول کرنے کے بعد اب دوسری جگہ شادی کی، اب سوتیلے بھائی بہن جو کہ بڑے ہیں اصرار کرتے ہیں کہ ان نابالغ بہن بھائی کا پرورش ہم کریں گے جبکہ سگی ماں کہتی ہیں کہ ان کی تربیت اور پرورش شرعاً میرا حق ہے بلوغ تک، یہ حق شرعاً کس کو حاصل ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی غلام رسول......۱۹۷۸ء/۷/۳۰

الجواب: غیرمحرم سے شادی کرنے کی صورت میں والدہ کا حق حضانت ساقط ہوجاتا ہے، کما فی شرح التنویر: او متزوجة بغیر محرم الصغیر، (ھامش ردالمحتار ۲ : ۸۷۳)﴿۲﴾ پس یہ بچے نانی وغیرہا مؤنثات کے حوالہ کئے جائیں گے اور اگر باقاعدہ مؤنثات میسر نہ

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: والحاضنة اما او غيرها احق بالغلام حتى يستغني عن النساء وقدر بسبع وبه يفتىٰ لانه الغالب ولو اختلفا في سنه فان اكل وشرب ولبس واستنجى وحده دفع اليه ولو جبرا والا لا والام والجدة احق بها حتى تحيض ...... وغيرهما احق بها حتى تشتهى وقدر بتسع وبه يفتى، وقال ابن عابدين: ولا يملك احدهما ابطال حق الولد من كونه عند امه قبل السبع وعند ابيه بعدها.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲ :۶۹۵ باب الحضانة)

﴿۲﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲ : ۶۸۹ باب الحضانة)

ہوں تو اس علاتی بھائی کے حوالہ کئے جائیں گے، کما فی شرح التنویر: ثم العصبات بترتیب الارث الخ﴿۱﴾. وھوالموفق

دادااور والدہ کیلئے حق حضانت وولایت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فاطمہ مولانا عبدالغنی کی پوتی اور رحمت اللہ مرحوم کی دختر ہے، اب دادااور والدہ کا اس پر جھگڑا ہے ہر ایک حق حضانت کا دعویٰ کرتا ہے کہ اب یہ لڑکی ہماری ہے لڑکی کی عمر گیارہ سال ہے شرعی حکم کیا ہے، جواب فارسی یا پشتو میں دے دیں؟ بینوا توجروا

المستفتي: نعمت الله افغانستان......۱۹۸۵ء/۹/۲۹

الجواب: اگر عداوت وبدخواہی مولوی عبدالغنی بایں دختر پسر مساۃ فاطمہ نہ تسلیم شدہ باشد ونہ بہ بینہ عادلہ ثابت شدہ باشد، پس حق ولایت برائے ایں جد مسمی مولوی عبدالغنی باشد نہ برائے مادر، زیرانچہ حق حضانت مادر برقول مفتیٰ بہ ختم شدہ است﴿۲﴾۔وھوالموفق

نابالغہ بچی کا حق حضانت نانی کیلئے ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت فوت ہو چکی ہے ایک سات سالہ بچہ اور چھ سالہ بچی چھوڑ گئی ہے ان بچوں کی نانی نے بچے کو چھوڑ کر بچی کو زبردستی اپنے قبضہ میں لیا

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲:۲۹۳ مطلب لو كانت الاخوة او الاعمام غير ماْمونين)

﴿۲﴾وفی الهندية: والام والجدة احق بالجارية حتى تحيض وفی نوادر هشام عن محمد رحمه الله تعالیٰ اذا بلغت حد الشهوة فالاب احق وهذا صحيح...... وبعد ما استغنى الغلام وبلغت الجارية فالعصبة اولى يقدم الاقرب فالاقرب كذا فی فتاویٰ قاضی خان.

(فتاویٰ عالمگیریه ۱:۵۴۲ الباب السادس عشر فی الحضانة)

ہے، جبکہ بچوں کا والد زندہ ہے، کیا والد اور پھوپھیوں کی موجودگی میں نانی کو اس نابالغہ کی تربیت کا حق حاصل ہوسکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حاجی شبیر احمد احمد پور شرقیہ......۱۲/ رمضان ۱۴۰۳ھ

الجواب: مفتیٰ بہ قول کی بنا پر اس نواسی کا حق حضانت نو سالہ ہونے تک نانی کو حاصل ہے اس کے بعد والد کو باقاعدہ حوالہ کی جائے گی ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

حق حضانت، نفقہ، اجرۃ الرضاع وغیرہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مرد وعورت کا نکاح مئی ۱۹۶۸ء میں ہوا دو سال تک میاں بیوی کی حیثیت سے ساتھ رہے، لیکن ساس اور نندیں وغیرہ بیوی کو پسند نہیں کرتی تھیں، پہلے بھی ایک دفعہ انہوں نے بیوی کو میکے روانہ کر دیا لیکن بعد میں پھر تے تھے، پھر جب وہ حاملہ ہوگئی تو سات ماہ بعد انہوں نے پھر میکے روانہ کر دیا، کہ اب وہاں جا کر رہو اگر لڑکا پیدا ہوا تو ہم لے آئیں گے اور رکھیں گے اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو ہم نہیں رکھیں گے، دو ماہ بعد دسمبر ۱۹۷۰ء میں میکے میں ہی لڑکی پیدا ہوئی، اور فروری ۱۹۷۱ء میں انہوں نے بغیر کسی وجہ کے یونین کونسل کی معرفت رجسٹری کر کے طلاق روانہ کر دی، جو تین ماہ بعد موصول ہوگئی، حق مہر کا زیور (پانچ سو روپیہ) بھی انہوں نے لے لیا، اور جہیز (ایک ہزار روپیہ کا) بھی نہیں دیا، مطلقہ نے چھ ماہ بعد لڑکی کے خرچ کا دعویٰ کر دیا، جولائی ۱۹۷۳ء میں

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: والام والجدة...... احق بها بالصغيرة حتى تحيض...... وغيرهما احق بها حتى تشتهي وقدر بتسع وبه يفتىٰ، قال ابن عابدين: وبلوغها اما بالحيض او الانزال او السن، قال في البحر لانها بعد الاستغناء تحتاج الى معرفة آداب النساء والمرأة على ذلك اقدر وبعد البلوغ تحتاج الى التحصين والحفظ والاب فيه اقوىٰ واهدىٰ.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۶۹۵ باب الحضانة)

عدالت نے تیس روپیہ ماہوار خرچ مقرر کر دیا جو کہ جولائی ۱۹۷۳ء سے مل رہا ہے، اب وہ مرد یعنی لڑکی کا والد لڑکی کا مطالبہ کر رہا ہے کہ لڑکی ہمیں دے دو، حالانکہ اس نے دوسری شادی بھی کر لی ہے، ننھیال والے لڑکی کی والدہ وغیرہ لڑکی نہیں دینا چاہتی کیونکہ لڑکی کے والد، دادا، دادی، پھوپھی وغیرہ کو جب لڑکی کی والدہ اچھی نہیں لگی نیز لڑکی ہونے کی وجہ سے اس کی والدہ کو طلاق دے دی گئی، تو وہ لڑکی کو کس طرح پیار و محبت سے رکھ کر اس کی پرورش کریں گے خصوصاً سوتیلی والدہ کو اس سے کیا محبت ہوگی جبکہ والد سارا دن باہر کام پر ہوتا ہے اور لڑکی سوتیلی والدہ کے رحم و کرم پر ہوگی، خلاصہ یہ کہ وہ لڑکی کو اس سے لینا چاہتے ہیں کہ تیس روپیہ ماہوار خرچ سے بچ جائیں، اب سوال یہ ہے کہ:

(۱) والدہ کب تک لڑکی کو اپنے پاس رکھ سکتی ہے جبکہ نکاح ثانی نہ کرے۔

(۲) اگر لڑکی کی والدہ غیر سے نکاح کرے تو کیا پھر بھی لڑکی کو اپنے پاس رکھ سکتی ہے اگر رکھ سکتی ہے تو کب تک؟

(۳) اگر نکاح کسی رشتہ دار مثلاً ماموں، خالہ، چچا وغیرہ کے لڑکے سے کر لے تو پھر کب تک اپنے پاس رکھ سکتی ہے؟

(۴) کیا لڑکی کو نانی، خالہ، ماموں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں؟

(۵) جبکہ والدہ لڑکی کو اپنے پاس رکھے ہوئی ہے اور پاس رکھنا چاہتی ہے اور والد لڑکی کا مطالبہ کرتا ہے (قانوناً تو نہیں لے سکتا) تو کیا اس صورت میں لڑکی کے والد سے عدالت کا مقرر کردہ خرچ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کب تک لینا جائز ہے؟

(۶) اگر خرچ لینا بند کر دیا جائے تو کیا پھر بھی لڑکی کا والد لڑکی کو لے سکتا ہے؟

(۷) عدالتی قانون میں تو لڑکی بالغ ہونے تک والدہ کے پاس رہ سکتی ہے باپ نہیں لے سکتا، لیکن شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: راجہ غلام احمد......۱۹۷۵ء/۲/۲۳

الجواب: (۱) مفتیٰ بہ قول کی بنا پر نو سال تک حق حضانت و پرورش ہے (ردالمحتار ۸۸۲:۳)﴿۱﴾.

(۲) شادی کی صورت میں یہ حق نانی کو منتقل ہوگا نیز عرف اور تجربہ سے معلوم ہے کہ سوتیلی ماں کے پاس رکھنا ضرر محض ہے لہٰذا والد کا یہ مطالبہ خلاف شرع ہے (باب الحضانة ۲: ۸۸۰)﴿۲﴾.

(۳) اگر شادی اس بچی کے محرم سے کی گئی تو حق حضانت برحالِ خود باقی ہوگی﴿۳﴾۔

(۴) نانی اور خالہ رکھ سکتے ہیں﴿۴﴾۔

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: والام...... احق بها بالصغيرة حتى تحيض...... وغيرهما احق بها حتى تشتهي وقدر بتسع وبه يفتىٰ.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۶۹۵ باب الحضانة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: ثم اى بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقها او تزوجت باجنبي ام الام وان علت عند عدم اهلية القربىٰ.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۶۹۲ باب الحضانة)

﴿۳﴾ وفي الهندية: وانما يبطل حق الحضانة لهؤلاء النسوة بالتزوج اذا تزوجن باجنبي فان تزوجن بذى رحم محرم من الصغير كالجدة اذا كان زوجها جد الصغير او الام اذا تزوجت بعم الصغير لا يبطل حقها كذا في فتاوىٰ قاضي خان.

(فتاوىٰ عالمگيريه ۱: ۵۴۱ الباب السادس عشر في الحضانة)

﴿۴﴾قال العلامة المرغيناني: فان لم تكن له ام فام الام اولىٰ من ام الاب...... وفي رواية الخالة اولىٰ من الاخت لاب لقوله عليه السلام الخالة والدة...... ثم الخالات اولىٰ من العمات الخ.

(هداية ۲: ۴۳۹ باب حضانة الولد ومن أحق به)

(۵) لڑکی کی والدہ تین قسم کا خرچ لے سکتی ہے نو سال تک نفقة الولد، اجرت الرضاعة والحضانة (شامی ۲: ۸۷۶)﴿۱﴾. (۶) نہیں لے سکتا ہے ﴿۲﴾۔ (۷) ظاہر الروایت میں یہ حق بلوغ تک ہے لیکن مفتی بہ قول میں نو سال تک ہے (شامی ۲: ۸۸۲) ﴿۳﴾۔ وھو الموفق

ولد الزنا کی پرورش ماں کی ذمہ داری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو بچہ حرام حمل یعنی زنا سے پیدا ہو اس کی پرورش کا ذمہ دار زانی ہے یا مزنیہ؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا عبدالواحد چترمٹی......۲۵/۳/۱۹۷۳ء

الجواب: غیر ثابت النسب (ولد حرام) بچے کی نسبت والدہ کی طرف ہوتی ہے کما فی الھندیة ۴: ۱۲۷ اذا زنیٰ رجل بامرأة فجاء ت بولد فادعاه الزانی لم یثبت نسبه منه واما المرأة فیثبت نسبه منها﴿۴﴾، پس اس بچے کی حضانت ماں کی ذمہ داری ہے، کما فی الدرالمختار الحضانة تثبت للام النسبیة ۲: ۶۸۸)﴿۵﴾. وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: قال فی البحر فعلی ھذا یجب علی الاب ثلاثة اجرة الرضاع واجرة الحضانة ونفقة الولد ومثله فی الشرنبلالیة.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۶۹۲ مطلب فی لزوم اجرة مسکن الحضانة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: تزوجت ام صغیر توفی ابوه وارادت تربیته بلا نفقة مقدرة واراد وصیه تربیته بها دفع الیها لا الیه ابقاء لماله.

(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۶۹۰ باب الحضانة)

﴿۳﴾ (مر حوالته فی شق الاول من ھذا الجواب)

﴿۴﴾ (فتاویٰ عالمگیریه ۴: ۱۲۷ کتاب الدعویٰ الفصل الثامن فی دعوة الولد من الزنا وما فی حکمه)

﴿۵﴾ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۶۸۶ باب الحضانة)

باب الولیمة

ولیمہ مسنون ہے واجب نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دعوت ولیمہ کی حیثیت واجب کی ہے یا سنت کی؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی اکبرخان واڑی دیر.....۱۹۷۹ء/۴/۳

الجواب: ولیمہ ہمارے نزدیک مسنون ہے، کما فی الهندیة ۵: ۳۴۳ ووليمة العرس سنة وفيها مثوبة عظيمة انتهىٰ ﴿۱﴾ واما فی الحديث اولم ولو بشاة، فهذا الامر للوجوب عند بعض اصحاب الشافعي لظاهر الامر، وهو للاستحباب عند الجمهور والمعتبر ذوق المجتهد ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریۃ ۵: ۳۴۳ الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات)

﴿۲﴾ قال العلامة النووی: واما وليمة العرس فقد اختلف اصحابنا فمنهم من قال هی واجبة...... ومنهم من قال هی مستحبة.

(المجموع شرح المهذب ۱۵: ۵۴۸ باب الوليمة والنثر)

وقال فی شرح مسلم: اختلف العلماء فی وليمة العرس هل هی واجبة ام مستحبة والاصح عند اصحابنا انها سنة مستحبة ويحملون هذا الامر فی هذا الحديث على الندب وبه قال مالک وغيره واوجبها داؤد وغيره.

(نووی علی مسلم ۱: ۴۵۸ باب فضيلة اعتاق امة ثم يتزوجها)

وقال الشيخ محمد زكريا: قال الموفق لا خلاف.....(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شادی سے قبل ولیمہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صحبت سے قبل ولیمہ جائز نہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مشتاق احمد پاک فضائیہ رسالپور.....۱۹۷۲ء/۹/۲۶

الجواب: ولیمہ نکاح یا شادی صحبت کے بعد مسنون ہے﴿۱﴾اور جو طعام اس سے پہلے کھلایا جاتا ہے وہ ولیمہ نہیں البتہ دعوت ہے جو کہ جائز ہے جیسا کہ زوال کے بعد نوافل پڑھنا صحیح، لیکن اشراق نہیں لیکن نوافل سے خارج نہیں ہیں﴿۲﴾۔وهو الموفق

(بقیه حاشیه) بین اهل العلم ان الولیمة سنة فی العرس...... ولیست واجبة فی قول اکثر اهل العلم. (اوجز المسالک ۹: ۴۳۵ باب ماجاء فی الولیمة)

قال الملا علی قاری: اولم ولو بشاة ای اتخذ ولیمة، قال ابن الملک: تمسک بظاهره من ذهب الی ایجابها والاکثر علی ان الامر للندب.

(مرقاة المفاتیح ۶: ۳۶۶ باب الولیمة)

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری: قیل انها تکون بعد الدخول وقیل عند العقد وقیل عندهما واستحب اصحاب مالک ان تکون سبعة ایام والمختار انه علی قدر حال الزوج.

(مرقاة المفاتیح ۶: ۳۶۶ باب الولیمة الفصل الاول)

﴿۲﴾ وفی المنهاج: والولیمة قیل تکون بعد البناء وقیل تکون عند العقد کما فی المرقاة وغیره فما یطعم قبل العقد او البناء لا تکون ولیمة وسنة وعبادة بل یکون طعاما محضاً ونظیره ما رواه البخاری ان النبی ﷺ جعل ذبیحة من ضحی قبل الصلاة لحما لا بدعة وحراما، وبالجملة ان بفوات الوقت فی العبادات الموقتة یفوت معنی العبادة دون الحل، کیف وقال رسول الله ﷺ اذا دعا احدکم اخاه فلیجبه عرسا کان او غیر عرس رواه ابوداؤد. (منهاج السنن شرح ترمذی ۴: ۲۵۰ باب ماجاء فی الولیمة)

لڑکی اورلڑکے والوں کی طرف سے ولیمہ وغیرہ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لڑکی والوں کی طرف سے شادی میں روٹی دینے کی کیا حقیقت ہے اور لڑکے کا والد بھی نکاح سے پہلے روٹی دیتا ہے یہ کیسا ہے؟ اور غیر محارم کا دلہن کو ڈولی میں لے جانے کا کیا مسئلہ ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالحکیم گندف صوابی......۲۲/ رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: لڑکی والوں کی طرف سے جو روٹی کھلائی جاتی ہے وہ ثواب اور ولیمہ کے ارادہ سے نہیں کھلائی جاتی لہٰذا یہ روٹی کھلانا بدعت شرعی نہیں صرف ایک رسم ہے، جس طرح ترجمہ قرآن دوسری زبانوں میں کیا جاتا ہے، اسی طرح جو روٹی وطعام لڑکے والوں کی طرف سے شادی اور بیاہ سے قبل کھلایا جاتا ہے وہ رسم ہے عبادت اور ولیمہ نہیں کیونکہ ولیمہ اضحیہ کی طرح عبادت موقتہ ہے اور جو اضحیہ نماز عید سے قبل ذبح کیا جائے وہ عبادت نہیں، البتہ اس کا کھانا جائز ہے اسی طرح یہ بھی ہے، اور جو روٹی شادی بیاہ کے بعد کھلائی جائے وہ عبادت ہے جیسا کہ ختنہ سنت اور عبادت ہے، نعم بقی فی عصرنا الرسم ورفعت الحقیقة﴿۱﴾.

تنبیہ...... لم یکن الذین یحملون هودج امهات المؤمنین من محارمهم وزفت عائشة بالنهار ضحی. وهو الموفق

﴿۱﴾ وفی المنهاج: الولیمة اسم للطعام فی العرس خاصة کما روی عن ثعلب وغیره وقال بعض الفقهاء انها تقع علی کل طعام لسرور حادث الا ان استعمالها فی طعام العرس اکثر، والولیمة قیل تکون بعد البناء وقیل تکون عند العقد کما فی المرقاة وغیره فما یطعم قبل العقد او البناء لا تکون ولیمة وسنة وعبادة بل یکون طعاما محضا، ونظیره ما رواه البخاری ان النبی ﷺ جعل ذبیحة من ضحی قبل الصلاة لحما لا بدعة وحراما، وبالجملة ان بفوات الوقت فی العبادات الموقتة یفوت معنی العبادة ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

دعوت ولیمہ سے پہلے گانے اور ڈھول وغیرہ کی صورت میں ولیمہ کھانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ جب کسی دلہن کو دولہا کے گھر لایا جاتا ہے تو بارات میں ڈھول بجتا ہے ڈھول بجنے میں نوجوان لوگ گول دائرے کی صورت میں (بھنگڑا ڈالتے) ناچتے اور گاتے ہیں اسی طرح عورتیں الگ جگہ میں ناچتی اور گاتی ہیں، یہ معاملہ دلہن کو لانے تک ہوتا ہے اس کے بعد فوراً ڈھول تماشے ختم ہو جاتے ہیں یعنی دعوت ولیمہ کے آغاز سے پہلے یہ تماشے ختم ہو جاتے ہیں پھر دعوت ولیمہ کی تیاری میں جانور وغیرہ ذبح کرتے ہیں اور خوراک وطعام میں دعوت عام ہوتی ہے تو اس دعوت کے کھانے کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالحمید ایس وی لدھا جنوبی وزیرستان......۱۹۷۵ء/۹/۱

الجواب: چونکہ یہ لہو ولعب وغیرہ مقام دعوت میں نہیں ہوتے لہٰذا اس کی خوراک مکروہ نہ ہوگی، کما یشیر الیہ کلامهم دعی الی ولیمة وثمة لعب اوغناء الخ (ردالمحتار کتاب الکراھیة)﴿۱﴾. وهو الموفق

(بقیه حاشیه)دون الحل کیف وقال رسول اللهﷺ اذا دعا احدکم اخاه فلیجبه عرسا کان او غیر عرس رواه ابوداؤد. ثم هی سنة واجابتها واجب کالسلام، واما اجابة دعوة الختان فلا بأس به عندنا کما فی الخلاصة لاینبغی التخلف عن الدعوة العامة کدعوة العرس والختان، وهو قول مالک والشافعی وقد دعی احمد الی ختان فاجاب واکل کما فی المغنی الخ.
(منهاج السنن شرح ترمذی ۴: ۲۵۰، ۲۵۱ باب ماجاء فی الولیمة)

﴿۱﴾قال العلامة الحصکفی: دعی الی ولیمة وثمة لعب او غناء قعد واکل لو المنکر فی المنزل فلو علی المائدة لا ینبغی ان یقعد بل یخرج معرضا لقوله تعالیٰ: فلا تقد بعد الذکری مع القوم الظالمین.
(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۵: ۲۴۵ کتاب الحظر والاباحة)

بلا سمعت وریاء کے کئی دن تک ولیمہ کرنا ممنوع نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ کئی دن تک دعوت ولیمہ کرتے ہیں کیا ایک دن سے زیادہ بھی ولیمہ کرنا جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: احمد محمود لاہور

الجواب: جائز ہے اس میں ممانعت نہیں، کما فی البیھقی وعبد الرزاق وابن ابی شیبة﴿۱﴾ عن السلف انهم اولموا الی سبعة ایام وثمانیة، لکن هذا اذا کان مامون عن السمعة والریاء﴿۲﴾. وهو الموفق

اعلان نکاح وشادی کیلئے ہوائی فائرنگ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ منگنی اور شادی کے دوران بندوق

﴿۱﴾ حدثنا ابو اسامة عن هشام عن حفصه قالت: لما تزوج ابی سیرین دعا اصحاب رسول اللهﷺ سبعة ایام فلما کان یوم الانصار دعاهم ودعا ابی ابن کعب وزید بن ثابت.

(مصنف ابن ابی شیبة ۲،۴:۳۱۳ من کان یقول یطعم فی العرس والختان)

رهکذا فی (سنن کبریٰ للبیهقی ۷:۲۶۱ باب ایام الولیمة) والتفصیل فی اعلاء السنن ۱۱:۱۳ باب جواز الولیمة الی ایام ان لم یکن فخرا.

﴿۲﴾ وفی المنهاج: عن ابن مسعود قال قال رسول اللهﷺ طعام اول یوم حق وطعام یوم الثانی سنة وطعام یوم الثالث سمعة ومن سمع سمع الله به (ترمذی) قوله ویوم الثالث سمعة یشیر الحدیث الی کراهة ما یکون فیه سمعة، فما رواه ابن ابی شیبة والبیهقی وعبد الرزاق عن السلف انهم اولموا الی سبعة ایام وثمانیة فمحمول علی الامن من السمعة والریاء وحدیث الباب محمول علی الغالب.

(منهاج السنن شرح ترمذی ۳:۲۵۲ باب ماجاء فی الولیمة)

وپستول چلا کر ہوائی فائرنگ کا کیا حکم ہے؟ کیا اس طریقہ پر اعلان نکاح جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عطاء اللہ متعلم حقانیہ......۲۴/۱۲/۱۹۸۳ء

الجواب: اگر یہ گولیاں آلات حرب سے ہوں اور سامان جنگ ہوں تو حدیث: **واستبقوا نبلکم**﴿۱﴾ کی بنا پر یہ رویہ ممنوع ہوگا۔ **وھوالموفق**

﴿۱﴾ (سنن ابی داؤد ۲: ۳۶۱ باب فی الصفوف کتاب الجهاد)

باب حقوق الزوجین

میاں بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق اور گھریلوں اختلافات کے مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں (۱) زوجین کے مزاج میں حد درجہ بعد، اختلافات فکر و نظر اور تصادم مسلک کی وجہ سے زوجہ اس قدر پریشان اور بیزار ہو کہ اب صلح کی گنجائش نہ رہی ہو اور علیحدگی پر شدید مصر ہو کہ اب وہ اگر ازدواجی بندھن میں رہی تو خاوند کے حقوق کی ادائیگی سے قاصر ہوگی اس لئے بھی کہ ہر مرتبہ صلح کے بعد حالات پھر ویسے ہی بن جاتے ہیں نتیجتاً سخت ذہنی اور اعصابی تکلیف ہوتی ہے کیا زوجہ علیحدگی کا مطالبہ کرسکتی ہے؟ (۲) کیا شوہر بیوی کو اس کی مرضی کے بغیر ملک سے باہر عارضی یا مستقل رہنے پر مجبور کرسکتا ہے جبکہ نکاح کے وقت ایسی کوئی شرط نہ رکھی گئی ہو؟ (۳) کیا بیوی خاوند سے روٹی کپڑا لینے کے علاوہ چھوٹی موٹی ضروریات کیلئے جیب خرچ کے طور پر کچھ نقد لینے کی شرعی حقدار ہے؟ (۴) عملی زندگی میں ایک فریق ہونے کی حیثیت سے بیوی خاوند کی آمدنی کے معاملات میں مداخلت کرسکتی ہے اور کس حد تک؟ (۵) شرعاً گھر کے کون سے کام کاج بیوی کے فرائض میں داخل ہیں؟ (۶) خاوند کے حقوق کا زوجہ کے والدین کے حقوق پر مقدم ہونا تو معلوم ہے لیکن سسرال کے حقوق میں بھی یہ حدیث بتائی جاتی ہے کہ شادی کے بعد عورت کیلئے ساس وسسر کے حقوق اس کے اپنے والدین کے حقوق پر مقدم ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ (۷) اگر خاوند بیوی کو چھوڑنے پر راضی نہ ہو لیکن بیوی کی بیزاری حد درجہ بڑھی ہوئی ہو کہ وہ خود ہی اپنے والدین کے ہاں جا رہی ہے خاوند کے ساتھ رہنے سے انکار کردے اس کا حکم؟ (۸) اگر والدین کے درمیان ایسی خفگی ہو جس کے نتیجہ میں والدہ طلاق

لے کر یا طلاق لئے بغیر علیحدہ رہتی ہوتو والد شرعا اولاد کو ماں کے پاس جانے یا حسن سلوک کرنے سے روک سکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: منشی عبدالغفور شبقدر فورٹ......۱۹۷۶ء/۲/۱۸

الجواب: (۱) واضح رہے کہ اگر یہ شخص (خاوند) ضروریات دین سے منکر ہو مثلاً پیغمبر علیہ السلام کی بشریت سے منکر ہو یا غیر اللہ کیلئے علم کلی یا تسلط غیبی (من حیث العلم والقدرة) مانتا ہو تو یہ شخص کافر اور مرتد ہے ﴿۱﴾ اس کی بیوی آزاد ہے، قال اللہ تعالیٰ: **لاهن حل لهم ولا هم يحلون لهن** ﴿۲﴾ اور اگر یہ شخص کفر کے درجہ تک نہ پہنچا ہو تو عدم موافقت کی وجہ سے علیحدگی کا مطالبہ ممنوع نہ ہوگا، **كما في حديث حبيبة بنت سهل لا انا ولا ثابت بن قيس لزوجها (رواه ابوداؤد ۱: ۳۰۳)** ﴿۳﴾. (۲) موجودہ پرفتن دور میں خاوند کو یہ حق حاصل نہیں کہ بیوی کو اس کی مرضی کے بغیر سفر پر لے جائے، **كما في الهندية ۱: ۵۶۲ اما في زماننا فلا يملك الزوج ان يسافر بها**

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: والكفر شرعا تكذيبه ﷺ في شيء مما جاء به من الدين ضرورة. (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۳: ۳۱۱ باب المرتد)

﴿۲﴾ (سورة الممتحنة پارہ: ۲۸ رکوع: ۲ آیت: ۱۰)

﴿۳﴾ عن حبيبة بنت سهل الانصارية انها كانت تحت ثابت بن قيس بن شماس وان رسول الله ﷺ خرج الى الصبح فوجد حبيبة بنت سهل عند بابه في الغلس فقال رسول الله ﷺ من هذه قالت انا حبيبة بن سهل قال ما شانك قالت لا انا ولا ثابت بن قيس لزوجها فلما جاء ثابت بن قيس قال له رسول الله ﷺ هذه حبيبة بنت سهل فذكرت ما شاء الله ان تذكرو قالت حبيبة يا رسول الله كل ما اعطاني عندى فقال رسول الله ﷺ لثابت بن قيس خذ منها فاخذ منها وجلست في اهلها.

(سنن ابى داؤد ۱: ۳۰۳ باب في الخلع كتاب الطلاق)

وان اوفی صداقها کذا فی المحیط﴿۱﴾. (۳) خاوند پر یہ ضروری نہیں کہ بیوی کو تفکہ اور تلذذ کیلئے جیب خرچ دے دے، کما فی ردالمحتار ۲: ۸۹۳ فکل من الدواء والتفکه لا یلزمه﴿۲﴾ وفی الهندیة ۱: ۵۶۹ واما ما یقصد به التلذذ والاستمتاع فلا یلزمه بل هو علی اختیاره ان شاء هیأه لها وان شاء ترکه (بحذف یسیر)﴿۳﴾. (۴) عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ خاوند کے معاملات اور اموال میں آمرانہ مداخلت کرے البتہ مشیرانہ مداخلت سے ممنوع نہیں ہے۔ (۵) گھر کے داخلی امور کا سرانجام دینا بیوی کا حق اور ذمہ ہے (ماخوذ از ردالمحتار ۲: ۸۹۳) ﴿۴﴾۔ (۶) عورت پر ساس اور سسر کا احترام ضروری ہے باقی یہ مسئلہ کہ ان کا حق والدین پر مقدم ہے غیر صحیح ہے، مزید تفصیل کیلئے بہشتی زیور کو مراجعت کریں﴿۵﴾۔ (۷) بلا اذن شرعی عورت کیلئے والدین کے گھر رہنا ناجائز ہے البتہ ہلاکت اور ناقابل برداشت مار پیٹ اور ناجائز جماع وغیرہ امور کی وجہ سے بھاگنا جائز ہے۔ (۸) والد کیلئے یہ حق نہیں کہ اولاد کو ان کی والدہ کے پاس جانے یا حسن سلوک سے منع کرے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۵۴۵ الباب السابع عشر فی النفقات الفصل الاول)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۷۰۵ قبیل مطلب فی اخذ المرأة کفیلا بالنفقة)

﴿۳﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۵۴۹ الباب السابع عشر فی النفقات الفصل الاول)

﴿۴﴾ قال العلامة الحصکفی: ولا یجوز لها اخذ الاجرة علی ذلک لوجوبه علیها دیانة ولو شریفة لانه علیه الصلاة والسلام قسم الاعمال بین علی وفاطمة فجعل اعمال الخارج علی علی رضی الله عنه والداخل علی فاطمة رضی الله عنها مع انها سیدة نساء العالمین بحر. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۷۰۴ باب النفقة)

﴿۵﴾ قال الشاه اشرف علی التهانوی: علاقہ مصاہرۃ یعنی سسرالی رشتہ کو قرآن میں خدا تعالیٰ نے نسب میں ذکر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سسر اور سالے اور بہنوئی داماد اور بہو اور بیوی کی پہلی اولاد اور اسی طرح میاں کی پہلی اولاد کا بھی کسی قدر حق ہوتا ہے اس لئے ان علاقوں میں بھی رعایت، احسان واخلاق کی اوروں سے زیادہ رکھنا چاہئے۔ (بہشتی زیور ۳۲۶ چوتھا حصہ حقوق کا بیان)

دو بیویوں اوران کی اولاد میں حقوق کی تقسیم اور میراث کا مسئلہ

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ(۱)ایک شخص کی دو بیویاں ہیں خاوند پران کے کیاحقوق ہوتے ہیں کم یازیادہ یامساوی؟(۲) کیامہر کے عوض کے بغیران کوخاوند کی جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ میں سے کچھ حصہ ملے گایانہیں؟(۳) ہرایک بیوی سے تین تین بیٹے اورایک بیٹی موجود ہےان کے درمیان جائیدادکس طرح تقسیم ہوگی؟(۴) ازروئے شریعت ایک بیوی کی اولادکوزیادہ اور دوسری کی اولادکوکم ملنی چاہئے یامساوی تقسیم ہونی چاہئے؟بینوا توجروا

المستفتی:میرمحمدخان c/o کفایت اللہ دکاندار بازار چترال......۱۹۷۵ء/۵/۱۳

الجواب: (۱)امور اختیاریہ مثلاً نقدولباس،قسم(نوبت) میں مساوات ضروری ہے (شامی)﴿۱﴾۔(۲) خاوند کی موت کے بعدان بیویوں پرتمام ترکہ کا آٹھواں حصہ تقسیم ہوگا﴿۲﴾۔اور اولادپر للذکر مثل حظ الانثیین کی تقسیم ضروری ہوگی﴿۳﴾۔(۳)زندگی (حین حیات) میں تقسیم

﴿۱﴾قال العلامة الحصكفي: يجب ان يعدل فيه اى في القسم بالتسوية في البيتوتة وفي الملبوس والماكول والصحبة لا في المجامعة كالهبة، قال العلامة ابن عابدين: ففي الخانية ومما يجب على الازواج للنساء العدل والتسوية بينهن فيما يملكه والبيتوتة عندهما للصحبة والمؤانسة لا فيما لا يملكه وهو الحب والجماع.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۳۲ باب القسم)

﴿۲﴾ وفي الهندية: واما الثمن ففرض الزوجة او الزوجات اذا كان للميت ولد او ولد ابن.

(فتاویٰ عالمگیریة ۶: ۴۵۰ الفروض المقدرة فى كتاب الله تعالیٰ ستة)

﴿۳﴾ وفي الهندية: واذا اختلط البنون والبنات عصب البنون البنات فيكون للابن مثل حظ الانثيين كذا في التبيين.

(فتاویٰ عالمگیریة ۶: ۴۴۸ الباب الثاني في ذوى الفروض)

کے وقت مذکر ومؤنث کو یکساں حصہ دیا جائے گا (ہندیہ) ﴿۱﴾۔ (۴) زندگی میں اولاد کی رضامندی سے فرق کرنا جائز ہے جبکہ وہ بالغ ہوں، نیز حاجت اور تدین اور عیالداری کی وجہ سے بھی فرق جائز ہے (ہندیہ) ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

بیوی مستقل علیحدہ مکان کا مطالبہ کرسکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ نے شادی کی لیکن ہندہ کا سکنیٰ، نان ونفقہ اور بسر اوقات ایسے نامناسب ماحول میں رکھا گیا کہ جہاں زید کا بھائی مع عیال واطفال ایک مشترکہ صحن والے مکان میں رہتے ہیں کھانا پکانا سب مشترک ہے زید کی زوجہ کو زید کے بھائی اور بال بچوں سے چند ایسی دل خراش تکالیف کا سامنا ہے جو نا قابل برداشت ہیں اب ہندہ نے اپنے لئے علیحدہ مکان کا مطالبہ کیا ہے کیا ہندہ کا یہ مطالبہ شرعاً درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: قاضی غلام اصفیاء قریشی سرائے صالح ہری پور......۱۹۷۴ء/۸/۲۳

﴿۱، ۲﴾ وفی الھندیة: ولو وھب رجل شیئا لاولادہ فی الصحة واراد تفضیل البعض علی البعض فی ذلک لا روایة لھذا فی الاصل عن اصحابنا وروی عن ابی حنیفة رحمہ اللہ تعالیٰ انہ لا بأس بہ اذا کان التفضیل لزیادة فضل لہ فی الدین وان کانا سواء یکرہ وروی المعلی عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ انہ لا بأس بہ اذا لم یقصد بہ الاضرار وان قصد بہ الاضرار سوی بینھم یعطی الابنة مثل ما یعطی للابن وعلیہ الفتویٰ ھکذا فی فتاویٰ قاضی خان وھو المختار کذا فی الظھیریة. رجل وھب فی صحتہ کل المال للولد جاز فی القضاء ویکون آثما فیما صنع کذا فی فتاویٰ قاضی خان وان کان فی ولدہ فاسق لا ینبغی ان یعطیہ اکثر من قوتہ کیلا یصیر معینا لہ فی المعصیة...... ولو کان الولد مشتغلا بالعلم لا بالکسب فلا بأس بان یفضلہ علی غیرہ.

(فتاویٰ عالمگیریة ۴: ۳۹۱ الباب السادس فی الھبة للصغیر)

الجواب: خاوند پرفرض ہے کہ بیوی کومستقل حجرہ (مکان) بلاشرکت غیرے دے دے ورنہ گنہگار ہوگا، کما في الدرالمختار: وكذا تجب لها السكنى في بيت خال عن اهله وبيت منفرد من دار له غلق كفاها وفي البحر عن الخانية يشترط ان لا يكون في الدار احد من احماء الزوج يوذيها بحذف يسير هامش ردالمحتار ٢: ٩١٢ اقره ردالمحتار ﴿١﴾ وهكذا في نفقة الهندية المشهورة بالعالمگيرية ١: ٥٤٦﴿٢﴾. وهو الموفق

بیویوں میں مساوات نہ کرنے اور بالغہ بیٹی کونکاح میں نہ دینے والاظلم میں مبتلا ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی دوبیویاں ہیں ایک بیوی کے ساتھ تعلقات خوشگوار ہیں دوسری کے ساتھ نہیں اور آنا جانا بھی بہت مشکل سے کرتا ہے نیز اس شخص کی لڑکی عرصہ چھ سال سے بالغہ ہے اس کا بھی کہیں ناطہ وغیرہ ابھی تک نہیں کیا ہے اور نہ کوئی ارادہ رکھتا ہے ایسے شخص کا کیاحکم ہے اور اس کی امامت کا کیا مسئلہ ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلام محمد نئی آبادی راولپنڈی......۱۹۷۵ء/۱/۹

الجواب: بیویوں میں عدل اور مساوات ضروری ہے﴿۳﴾ اور بالغہ بیٹی کومناسب جگہ نکاح

﴿١﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ٢: ٩١٧، ٩٢٠ مطلب في مسكن الزوجة)

﴿٢﴾ قال العلامة النظام: تجب السكنىٰ لها عليه في بيت خال عن اهله واهلها الا ان تختار ذلک كذا في العيني شرح الكنز ...... وامرأة ابت ان تسكن مع ضرتها او مع احمائها كأمه وغيرها فان كان في الدار بيوت وفرغ لها بيتا وجعل لبيتها غلقا على حدة ليس لها ان تطلب من الزوج بيتا آخر فان لم يكن فيها الا بيت واحد فلها ذلک الخ.
(فتاوىٰ عالمگيرية ١: ٥٥٦ الفصل الثاني في السكنىٰ ، النفقات)

﴿٣﴾ وفي الهندية: ومما يجب على الازواج للنساء العدل والتسوية بينهن فيما يملكه والبيتوتة عندها للصحبة والمؤانسة لا فيما لا يملک...... (بقيه حاشيه اگلے صفحه پر)

سے دینا ایک اہم امر ہے﴿۱﴾ پس اگر یہ شخص اس ظلم اور عضل میں مبتلا ہو تو اس کے پیچھے صالحین کی اقتداء مکروہ ہے﴿۲﴾۔ وھو الموفق

نومسلم عورت کیلئے والدین کے گھر جانے اور ان کے ساتھ خورد ونوش کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے فوج میں ملازمت کے دوران ایک عیسائی عورت کو مسلمان کر کے اس سے شادی کر لی، شادی کے قریبا چار سال ہو چکے ہیں اس دوران یہ نومسلم عورت قریبا چار مرتبہ اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کے ہاں قریبا آٹھ ماہ سکونت پذیر رہ چکی ہے، کیا شرعا ایک مسلمان عورت سابقہ رشتہ داروں، جو کہ عیسائی مذہب والے ہیں، کے ہاں خورد ونوش کر سکتی ہے اور ہم مسلمان لوگوں کو ایسی عورت سے تعلق و برتاؤ یعنی کھانا پینا جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: راجہ گل مبارک کھوٹہ راولپنڈی......۱۲/۸/۱۹۷۷ء

(بقیہ حاشیہ) وھو الحب والجماع کذا فی فتاویٰ قاضی خان.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۴۰ الباب الحادی عشر فی القسم)

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری: (قال رسول اللهﷺ اذا خطب الیکم) ای طلب منکم ان تزوجوه امرأة من اولادکم واقاربکم (من ترضون) ای تستحسنون (دینه وخلقه فزوجوه) ای ایاها (ان لا تفعلوه تکن فتنه فی الارض وفساد عریض) ای ذو عرض ای کثیر لانکم ان لم تزوجوها الا من ذی مال او جاه ربما یبقی اکثر نسائکم بلا ازواج واکثر رجالکم بلا نساء فیکثر الافتتان بالزنا، وربما یلحق الاولیاء عار فتهیج الفتن والفساد ویترتب علیه قطع النسب وقلة الصلاح والعفة.

(مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح ۶: ۱۷۲ کتاب النکاح الفصل الثانی)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن نجیم: فالحاصل انه یکره لهؤلاء التقدم ویکره الاقتداء بهم کراهة تنزیه...... وینبغی ان یکون محل کراهة الاقتداء بهم عند وجود غیرهم والا فلا کراهة.

(البحر الرائق ۱: ۳۴۹ باب الامامة)

الجواب: ایسی نومسلم عورت والدین کے گھر جاسکتی ہے﴿۱﴾البتہ خورودونوش میں محرمات شرعیہ سے اجتناب ضروری ہے، نیز اس نومسلم عورت کے ساتھ تعلقات رکھنا اور خورودونوش کرنا جائز ہے۔وھو الموفق

زوجہ کی اجازت کے بغیر چار ماہ یا اس سے زائد سفر اختیار کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم لوگ عربستان میں محنت ومزدوری کے سلسلے میں مقیم ہیں مجبوری کی وجہ سے چار سال بعد گھر آجاتے ہیں حالانکہ ہم شادی شدہ ہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے اور عدم مجبوری کی صورت میں بھی شرعی حکم واضح فرمائیں؟بینوا توجروا

المستفتی: بابر حسین ابوظہبی یو اے ای.....۲/ ۷/ ۱۴۰۱ھ

الجواب: بیوی کی اجازت سے چار ماہ یا اس سے زائد مدت باہر رہنا گناہ نہیں ہے، بلا اجازت گناہ ہے﴿۲﴾...

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ولا يمنعها من الخروج الى الوالدين في كل جمعة ان لم يقدرا على اتيانها على ما اختاره في الاختيار ولو ابوها زمنا مثلا فاحتاجها فعليها تعاهده ولو كافرا وان ابى الزوج الخ.

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۷۲۲ قبيل مطلب في منع النساء من الحمام)

﴿۲﴾قال العلامة الحصكفي: ويجب ديانة احيانا ولا يبلغ مدة الا يلاء الا برضاها ويؤمر المتعبد بصحبتها احيانا، قال العلامة ابن عابدين: في الفتح واعلم ان ترك جماعها مطلقا لا يحل له صرح اصحابنا بان جماعها احيانا واجب ديانة لكن لا يدخل تحت القضاء والالزام الا الوطأة الاولىٰ ولم يقدروا فيه مدة ويجب ان لا يبلغ به مدة الايلاء الا برضاها وطيب نفسها به...... ثم قوله وهو اربعة اشهر يفيد ان المراد ايلاء الحرة ويؤيد ذلك ان عمر رضي الله تعالىٰ عنه لما سمع في الليل امرأة تقول: فو الله ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

..........فرض عین اس سے مستثنیٰ ہے ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

موجودہ دور میں بیوی کو مسافرت پر لے جانے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تین سال پہلے ایک آدمی اور لڑکی کے درمیان نکاح ہو گیا تھا، افغانستان پر روسی قبضہ کے بعد وہاں کے دیندار مسلمانوں نے ہجرت کی اور پاکستان وغیرہ ممالک میں زندگی بسر کرنے لگے، اب یہ خاوند فی الحال افغانستان میں ہے اور لڑکی اور لڑکی کے والدین نے پاکستان ہجرت کی، شوہر یہ مطالبہ کرتا ہے کہ میں اپنی زوجہ کو افغانستان لے جاتا ہوں جبکہ لڑکی مع والدین اس وجہ سے انکار کرتے ہیں کہ بہت سی عورتوں کو روسی نے افغانستان سے لے گئے ہیں اس

(بقیہ حاشیہ) لو لا الله تخشیٰ عواقبه ☆ لزحزح من هذا السرير جوانبه، فسأل عنها فاذا زوجها فی الجهاد فسأل بنته حفصة كم تصبر المرأة عن الرجل فقالت اربعة اشهر فامر امراء الاجناد ان لا يتخلف المتزوج عن اهله اكثر منها، ولو لم يكن فی هذه المدة زيادة مضارة بها لما شرع الله تعالیٰ الفراق بالايلاء فيها.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۳۲ باب القسم كتاب النكاح)

﴿۱﴾ وفی المنهاج: قال فقهاء نا فی باب القسم بان جماع الزوجة احيانا واجب ديانة ولم يقدروا فيه مدة ويجب ان لا يبلغ به مدة الايلاء الا برضاها وطيب نفسها به فليراجع الى فتح القدير وردالمحتار، وفيه عبرة لمن خرج لطلب العلم او للجهاد او للتبليغ والاصلاح بغير رضاء الزوجة لاربعة اشهر او اكثر منها، ولا يأتيها فی تلك المدة بما امر به شرعا، لا سيما اذا عد هذه الفعلة قربة ولا سيما اذا مر علی قريته وبيته والتزم ما لا يلزمه شرعا من عدم دخول بيته واتخذ ما يلزمه شرعا ظهريا فاعاذنا الله تعالیٰ من هذه الجريمة ومن سائر الالتزامات التی اذا ارتكبوها يعدونها قربات واذا فعلها غيرهم يجعلونها بدعات.

(منهاج السنن شرح ترمذی ۴: ۳۱۸ باب ماجاء فی اللعان)

لئے ہم شادی دیں گے مگر اس شرط پر کہ اس کو افغانستان نہیں لے جاؤ گے تا آنکہ روس وہاں سے نکل جائے اب شرعی حکم کیا ہے کیا یہ لڑکی خاوند کے ساتھ افغانستان کا سفر اختیار کرسکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمود احاطہ مدنیہ جامعہ حقانیہ......۱۹۸۳ء/۵/۱

الجواب: موجودہ دور میں خاوند اپنی بیوی کو مسافرت پر نہیں لے جاسکتا، کما فی الھندیۃ ۱: ۵۶۶ قال الشیخ الامام ابو القاسم الصفار، ھذا کان فی زمانھم اما فی زماننا فلا یملک الزوج ان یسافر بھا وان او فی صداقھا کذا فی المحیط﴿۱﴾. واللہ اعلم

نافرمان بیوی سے بطور تعزیر جدا بستر پر سونا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری دو بیویاں ہیں ان میں سے ایک بدخلق و بدعادت و نافرمان ہے اور دوسری کی خلق و عادت فرمانبرداری کی ہے کیا میں اس نافرمان بیوی سے خواب گاہ جدا کرسکتا ہوں؟ بینوا توجروا

المستفتی: ب، شیر منارا کلے صوابی......۲/ رجب ۱۴۰۳ھ

الجواب: آپ اس نافرمان بیوی کو اس کی باری کے ایام میں یہ تعزیر دے سکتے ہیں کہ اس سے جدا بستر پر سوجائیں البتہ دوسری بیوی کو یہ باری نہ دیں﴿۲﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریۃ ۱: ۵۴۵ الباب السابع عشر فی النفقات نفقۃ الزوجۃ)

﴿۲﴾ قال الملا جیون الجونفوری: فی قولہ تعالیٰ: (واللاتی تخافون نشوزھن) ای اعراضھن (فعظوھن) ای انصحوھن للاطاعۃ فان لم ینفع النصح (فاھجروھن فی المضاجع) ای فی المراقد فلا تدخلوھن تحت اللحاف او لا تجامعوھن او ولوھا ظھر کم فی المضجع او المضاجع المبایت ای لا تبایتوھن فی المبایت وقیل معناہ اکرھو ھن علی الجماع واربطوھن نص بہ فی الکشاف فان لم ینفع الھجران (فاضربوھن) الخ.

(التفسیرات الاحمدیۃ ۲۷۳ بیان آداب صحبۃ الرجل مع المرأۃ والعشرۃ معھا)

ایک بیوی سے زیادہ محبت دوسری بیویوں کی حق تلفی میں شامل نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ہے جس کی تین بیویاں ہیں، اس کا ایک بیوی سے قلبی میلان اور محبت زیادہ ہے اور دوسری بیویوں سے اتنی محبت نہیں رکھتا، البتہ نان ونفقہ اور خرچہ وغیرہ میں برابری کرتا ہے کیا یہ شخص اس قلبی میلان اور محبت میں دوسری بیویوں کی حق تلفی نہیں کرتا؟ بینوا توجروا

المستفتی: رحیم گل کوہالہ مری.....۱۹۸۴ء/۷/۲۵

الجواب: جب یہ شخص باری اور نان ونفقہ میں عادل ہو تو ان اختیاری امور میں عدل کی وجہ سے مأخوذ نہیں اور غیر اختیاری امور مثلاً محبت اور جماع میں کمی بیشی سے بھی ماخوذ نہیں، **وفی الهندیة ۱: ۵۴۴ ومما یجب علی الازواج للنساء العدل والتسویة بینهن فیما یملکه والبیتوتة عندها للصحبة والمؤانسة لا فیما لا یملک وهو الحب والجماع ﴿۱﴾. وهو الموفق**

بداخلاق سوتیلی ماں اور والد سے لاتعلقی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک والد کے چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں بڑا لڑکا کمائی والا ہے اس دوران بچوں کی والدہ فوت ہو جاتی ہے اور والد دوسری شادی کرتا ہے نئی بیوی کے ساتھ سابقہ شوہر سے چار لڑکے اور ایک لڑکی ہیں جو سب چھوٹے ہیں اس نئی بیوی سے والد کے مزید پانچ لڑکے پیدا ہوئے ان کا نان ونفقہ بھی پہلے چار لڑکوں کے ذمہ ہے، یہ چار لڑکے جوان ہوئے ایک نے شادی کی اور خرچہ بھی پہلے چار لڑکوں نے برداشت کیا، یہ پانچ بچے بے نمازی اور بداخلاق ہیں سوتیلی ماں نے آج تک پہلے چار لڑکوں کی انتہائی بےعزتی کی مظالم وغیرہ کئے، الزامات زناکاری لگائے، والد

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۴۰ الباب الحادی عشر فی القسم)

بھی تائید کرتے رہے، والدکوان چارلڑکوں نے حج پر بھی بھیج دیا یہ چارلڑکے نمازی اور حاجی ہیں، یہ بیوی کئی دفعہ گھر سے بھاگ گئی ہے اور طلاق کا مطالبہ بھی کئی دفعہ کیا ہے سب برادری والے والد سے ناراض ہیں مزید فساد سے بچنے کیلئے چاروں لڑکوں نے بھی والد سے قطع تعلق کیا ہے مگر رقم دیتے رہتے ہیں، ایسی والدہ اور والد کے متعلق اس لاتعلقی کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حاجی محمد جلال گجرانوالہ......۱۹۸۴ء/۵/۱۶

الجواب: ایسی عورت کا رکھنا خلاف مصلحت ہے خلاف شریعت نہیں ہے ﴿۱﴾ اور ایسی صورت میں اولاد کا والد وغیرہ سے لاتعلق رہنا خلاف شریعت نہیں ہے ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

شوہر کیلئے اپنی زوجہ کو غسل، کفن دفن اور آخرت میں زوج کے ساتھ ہونے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی بیوی وفات ہوئی کیا مرنے کے بعد شوہر کیلئے اجازت ہے کہ میت کی چارپائی اٹھالے اسی طرح قبر میں اتارنے اور کفن اور غسل دینا وغیرہ، بعض علماء کہتے ہیں کہ قطعاً اجازت نہیں کیونکہ زوج اور زوجہ کے درمیان جو نکاحی تعلق قائم تھا اب ختم ہو چکا ہے اور زوجہ اجنبی بن گئی ہے، جبکہ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ خدمت حرام نہیں ہے، فریق اول کہتا ہے

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: وايقاع الطلاق مباح عند العامة...... وقيل قائله الكمال الاصح حظره اى منعه الا لحاجة كريبة وكبر والمذهب الاول كما فى البحر وقولهم الاصل فيه الحظر معناه ان الشارع ترك هذا الاصل فاباحه بل يستحب لو مؤذية او تاركة صلاة غاية ومفاده ان لا اثم بمعاشرة من لا تصلى.

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲ : ۴۵۰ كتاب الطلاق مقدمه)

﴿۲﴾ قال الملا على قارى: (قوله ولا تعق والديك) اى لا تخالفنهما او احدهما فيما لم يكن معصية اذ لا طاعة لمخلوق فى معصية الخالق.

(مرقاة المفاتيح شرح مشكواة ۱ : ۲۳۵ باب الكبائر الفصل الثالث)

کہ جنتوں میں تفاوت ہے اور اہل جنت میں بھی تفاوت ہے، لاجل تفاوت الاعمال، لہٰذا اپنے اپنے درجہ کی جنت میں رہیں گے، اور فریق ثانی کہتا ہے کہ چونکہ اہل جنت کے درمیان میں آمد ورفت ہے اور دونوں میں ملاقات کا شرف بھی ہے اور زوجہ اجنبی بھی نہیں ہے اس میں کونسا مسئلہ صحیح ہے؟ (۲) اگر شوہر مر گیا اور بیوی نے دوسرا نکاح کیا آخرت میں یہ بیوی زوج اول کے پاس رہے گی یا ثانی کے پاس؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا عبدالحلیم شکرزئی منصفی روڈ کوئٹہ......۱۷/محرم ۱۳۹۲ھ

الجواب: (۱) زوج کو زوجہ کے غسل اور مس سے منع کیا جائے گا البتہ نظر کرنے سے منع نہ کیا جائے گا، نیز قبر میں اتارنے کے حق میں غیر محارم سے مقدم کیا جائے گا، **في الدر المختار: ويمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر اليها على الاصح**﴿۱﴾ باقی زوجین جب دونوں مسلمان ہوں تو ان میں سے جو چھوٹے درجہ والا ہو اس کو اللہ تعالیٰ بڑے درجہ والے کے پاس رفیق بنائے گا۔ (۲) بیوی جنت میں آخری خاوند کے پاس ہوگی، **وهو المرجح لان النبي ﷺ تزوج من مات ازواجهن،** اور بعض علماء کہتے ہیں کہ ان بیویوں کو اختیار دیا جائے گا، **والاختلاف مذكور في مجموعة الفتاوىٰ ۳: ۲۵۶**﴿۲﴾. **وهو الموفق**

﴿۱﴾ **(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۱: ۲۳۳ قبيل مطلب في حديث كل سبب ونسب باب صلاة الجنازة)**

﴿۲﴾ **قال العلامة عبد الحئ اللكهنوى:** بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے دن عورت کو اختیار دیا جائے گا کہ اپنے ان کئی شوہروں میں سے جو دنیا میں تھے کسی ایک کو جس سے دنیا میں اس کو زائد موافقت تھی اختیار کرلے، معجم طبرانی میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: **قلت يا رسول الله ﷺ المرأة تزوج الزوجين والثلثة والاربعة لم تموت فتدخل الجنة ويدخلون معها من يكون زوجها منهم قال انها تخير فتختار احسنهم خلقا فتقول يا رب ان هذا كان احسنهم خلقا في دارالدنيا فزوجنيه يا ام سلمة ذهب حسن الخلق ......**(بقيه حاشيه اگلے صفحه پر)

بیوی پر خوش دامن وخسر کی خدمت لازمی نہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بیوی اگر خاوند کے والدین سے تنگ آگئی ہواور راضی نہ ہوتو اگر وہ خدمت نہ کرسکے تو کیا شرعاً مجرم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: سید انور معرفت حافظ محمد ایوب صاحب مانکی......۱۹۸۶ء/۷/۱۶

الجواب: خوش دامن اگرچہ مثل والدہ کی ہے لـروایة وردت بذلک لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس پر خوش دامن یا خسر کی خدمت ضروری ہو۔ وھو الموفق

مباشرت کی جائز وناجائز صورتیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مباشرت کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ تحریر فرما کر ممنون فرمائیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: ڈاکٹر......گلوزی پشاور......۱۹۸۴ء/۱۱/۶

الجواب: منہ اور دبر سے اجتناب کریں حیض اور نفاس کی حالت میں بھی ناف سے زانوں

(بقیہ حاشیہ) بخیر الدنیا والاخرة. اور معجم طبرانی اور مسند بزار اور مکارم اخلاق خرائطی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ان ام حبیبة قالت یا رسول اللہ ﷺ المرأة تکون لها الزوجان فی الدنیا تموت ویموتان منهما فیجتمعون فی الجنة لایهما تکون فقال لا حسنهم خلقا کان عندها فی الدنیا، اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت آخر شوہر کو دی جائے گی، طبقات ابن سعد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان المرأة لآخر ازواجها فی الآخرة. بظاہر یہ صورت اس وقت ہوگی جب اس کے سب شوہر حسن خلق میں مساوی ہوں۔ واللہ اعلم۔

(مجموعة الفتاویٰ للکھنوی ۳: ۲۵۶ کتاب المتفرقات)

تک اعضاء سے نفع نہ لیوے ﴿۱﴾ باقی تمام کیفیات جائز ہیں ﴿۲﴾ ۔وھو الموفق

حاملہ بیوی سے صحبت بغیر ایذاء کے ہر وقت جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حاملہ بیوی سے کتنی مدت تک صحبت کرنی جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: شمس الرحمٰن......۱۹۷۹ء/۸/۹

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ويمنع...... قربان ما تحت ازار يعني ما بين سرة وركبة ولو بلا شهوة وحل ما عداه مطلقا...... ويكفر مستحله كما جزم به غير واحد وكذا مستحل وطء الدبر عند الجمهور. (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۱: ۲۱۴، ۲۱۸ باب الحيض)

﴿۲﴾قال العلامة ملا جيون: (يسألونک عن المحيض) الآية وان كانت تدل ظاهرا على الاعتزال عن النساء وعدم القرب منهن مطلقا كما فعله اليهود ولكن معناها على حسب ما قالوا ان الحيض او موضع الحيض اذى اى نفرة وكراهة فاعتزلوا النساء في المحيض بحيث لا تستمتعوا بهن فالمحيض مصدر ويقال حاضت محيضا اوالمراد به موضع الحيض (قل هو اذى) ولم يقل انهن اذى اشارة الى ان الحيض لا ينجس بدنها ولكن كنى عن الحيض بالمحيض الذى هو محل الحيض...... (ولا تقربوهن حتى يطهرن) معناه لا تقربوهن مجامعين اولا تقربوا جماعهن حتى يطهرن عن العذر...... (من حيث امركم الله) يعنى ايانكم النساء واجب من مكان امركم الله به وهو القبل الذى هو موضع الحرث فيحرم ضده...... (ان الله يحب التوابين) عن اتيانهن في حالة الحيض وفي ادبارهن)...... نسائكم حرث لكم فاتوا حرثكم انى شئتم) وهو بيان وتوضيح لقوله تعالىٰ: (من حيث امركم الله) اى نساء كم موضع الحرث لكم فجامعوهن في موضع الحرث كيف شئتم وعلى اى حال شئتم باركة او مستقبلة او مضطجعة او قائمة او قاعدة الخ.

(التفسيرات الاحمدية ۱۰۸، ۱۰۹ بيان حرمة القربان في حالة الحيض)

الجواب: حاملہ عورت کے ساتھ جماع ہر وقت جائز ہے﴿۱﴾ البتہ ایذاء کی صورت میں ناجائز ہے، لورود النهي عن الايذاء﴿۲﴾. وهو الموفق

حالت حمل میں جماع اور بیوی کے پستان چوسنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) اگر کسی کی بیوی حاملہ ہو جائے تو چھ ماہ تک اس کے ساتھ مباشرت نقصان دہ نہیں لیکن چھ ماہ بعد جب حمل بھاری ہو جائے اس صورت میں مباشرت کا کیا حکم ہے؟ (۲) عورت کے ساتھ دل لگی کرتے وقت پستان چومنا، منہ میں رکھ کر چوسنا از روئے شرع کیا حکم رکھتا ہے؟ نکاح پر اس کا اثر پڑتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: دلباغ محمد کوہاٹ

الجواب: (۱) دوران حمل کسی بھی وقت جماع ممنوع نہیں ہے﴿۳﴾ البتہ ایذاء رسانی ممنوع

﴿۱﴾ يدل عليه ما في الهندية: اذا اقر الزوج ان الحبل منه فالنكاح صحيح بالاتفاق وهو غير ممنوع من وطئها فتستحق النفقة عند الكل كذا في المحيط.
(فتاوىٰ عالمگيرية ۱: ۵۴۶ النفقات الفصل الاول في نفقة الزوجة)

قال الملا علي قاري: (عن نافع عن ابن عمر قال نهى رسول اللهﷺ ان توطأ الحبالى) اى عن مجامعة الحوامل من الاسارىٰ او غيرهن (حتى يضعن ما في بطونهن) اى اولادهن فان الاستبراء والعدة لا تحصل الا بوضعهن واما ازواجهن فيجوز لهم جماعهن.
(شرح مسند ابي حنيفة ص ۱۹۰ حديث وطء الحامل)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: ولو تضررت من كثرة جماعه لم تجز الزيادة على قدر طاقتها، قال ابن عابدين: فعلم من هذا كله انه لا يحل له وطؤها بما يؤدي الى اضرارها فيقتصر على ما تطيق منه. (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۳۲ باب القسم)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن نجيم: اما التزوج الزاني لها (للحاملة) فجائز اتفاقا وتستحق النفقة عند الكل ويحل وطؤها عند الكل كما في النهاية. (البحر الرائق ۴: ۱۰۶ باب النفقة)

ہے﴿۱﴾۔(۲) بیوی کے پستان چوسنا ممنوع نہیں البتہ دو ڈھائی سال سے زائد عمر والے خاوند کیلئے بیوی وغیرہا کا دودھ چوسنا ممنوع ہے اور بہرحال نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا (شامی)﴿۲﴾۔وھو الموفق

حالت نفاس میں جماع حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ایام نفاس یعنی بچہ کی پیدائش کے دس دن بعد صحبت کی اس کا کیا کفارہ اور کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولاداد سکھر سندھ......۱۵/۱/۱۹۷۰ء

الجواب: یہ صحبت حرام ہے جب تک خون بند نہ ہوا ہو﴿۳﴾ توبہ کرنا ضروری ہے اور صدقہ مستحب ہے﴿۴﴾۔وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة زین الدین ابن نجیم: الذی یحرم علی الرجل وطء زوجته مع بقاء النکاح...... وفیما اذا کانت لا تحتمله لصغر او مرض او سمنة.

(الاشباہ والنظائر ۳۲۹ احکام غیبوبة الحشفة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: هو مص من ثدی آدمیة فی وقت مخصوص هو حولان ونصف عنده وحولان عندهما وهو الاصح وبه یفتی کما فی تصحیح القدوری لکن فی الجوهرة انه فی الحولین ونصف ولو بعد الفطام محرم وعلیه الفتویٰ، قال العلامة ابن عابدین: ان الکبیر لا یسمی رضیعا ذکره ردا علی من سوی فی التحریم بین الکبیر والصغیر، وقال العلامة الحصکفی: بعده ویثبت التحریم فی المدة فقط ولو بعد الفطام.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲:۴۳۷ باب الرضاع)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصکفی: ویمنع...... وقربان ما تحت ازار یعنی ما بین سرة ورکبة ولو بلا شهوة قال ابن عابدین: قوله یمنع ای الحیض وکذا النفاس خزائن.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲:۲۱۴ باب الحیض)

﴿۴﴾ قال العلامة ابن نجیم: احکام غیبوبة الحشفة......(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

زوجین کا بلا مصلحت ایک دوسرے کے اندامہائے مخصوصہ کو نہ دیکھنا افضل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہاں ایک شخص نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی یا شوہر کی عورت دیکھ لی تو وہ ضرور اپنی زندگی میں نابینا ہوجائے گا، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کی عورت نہیں دیکھی ہے براہ مہربانی صحیح اقوال سے مفصل ومدلل تشریح فرمائیں؟بینوا توجروا

المستفتی: عبدالقہار ابازئی چارسدہ......۲۶/شعبان ۱۴۰۳ھ

الجواب: زوجین ایک دوسرے کے ہر اندام کو دیکھ سکتے ہیں البتہ بلا مصلحت اندام مخصوصہ کو نہ دیکھنا افضل ہے اور مصلحت شہوت لانے کیلئے دیکھنا قابل اعتراض نہیں ہے، فتاویٰ عالمگیریة ۵:۳۲۷﴿۱﴾. وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) يترتب عليها احكام...... والكفارة وجوبا او ندبا في اول الحيض بدينار وفي آخره بنصف دينار. (الاشباه والنظائر ۲ ۳۲۲ احكام غيبوبة الحشفة)

وفي المنهاج: اعلم انه لا تجب الكفارة على من وطئ في الحيض عمداً عند ابي حنيفة ومالك والشافعي واحمد في رواية عنه اى لا تكفي الكفارة فيه بل لا بد من التوبة والاستغفار نعم تستحب الكفارة بالتفصيل المذكورة في رواية عبد الكريم عندنا وعند الشافعي توسلا لا جابة التوبة واطفاء لغضب الرب وتاديبا للنفس الامارة.

(منهاج السنن شرح ترمذی ۴:۲۸۷ باب ماجاء في الكفارة في ذلك)

﴿۱﴾ وفي الهندية: اما النظر الى زوجته ومملوكته فهو حلال من قرنها الى قدمها عن شهوة وغير شهوة وهذاظاهر الا ان الاولىٰ ان لا ينظر كل واحد منهما الى عورة صاحبه كذا في الذخيرة...... وكان ابن عمر رضي الله عنهما يقول الاولىٰ ان ينظر الى فرج امرأته وقت الوقاع ليكون ابلغ في تحصيل معنى اللذة كذا في التبيين، ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بیوی سے لواطت حرام اور شرم گاہوں کو چومنا نہ ممنوع ہے نہ مطلوب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن میں ہے کہ عورت تمہاری کھیتی ہے جس طرف چاہو اس میں داخل ہو جائیں، میرا اصل مطلب یہ ہے کہ میں اپنی بیوی کو جو میرے نکاح میں ہے اس کو میں پیچھے کی طرف سے یعنی گانڈ سے استعمال کرنا چاہتا ہوں کیا یہ سچ ہے کہ گانڈ کے کرنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟ نیز میں اپنی عورت کی فرج کو چومنا چاہتا ہوں اور اپنا عضو تناسل اس کے منہ میں دینا چاہتا ہوں کیا یہ جائز ہے؟ بینو اتو جروا

المستفتی: نامعلوم......۱۹۷۸ء/۹/۱

الجواب: اپنی بیوی کے ساتھ لواطت کرنا حرام ہے کیونکہ یہ محل حرث نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے محل حرث میں اتیان کی اجازت دی ہے، قال اللہ تعالیٰ: نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انیٰ شئتم (الآیة)﴿۱﴾ وقال رسول اللہ ﷺ: ولا تاتوا النساء فی اعجازهن (رواه الترمذی)﴿۲﴾ وفی روایة من اتی امرأة فی دبرها فقد کفر بما انزل علی محمد ﴿۳﴾

(بقیہ حاشیہ)قال ابویوسف رحمه الله سالت ابا حنیفة رحمه الله تعالیٰ عن رجل یمس فرج امرأته وهی تمس فرجه لتحرک آلته هل تریٰ بذلک بأسا قال لا وارجو ان یعطی الاجر کذا فی الخلاصة.

(فتاویٰ عالمگیریة ۵:۳۲۷، ۳۲۸ الباب الثامن من کتاب الحظر والاباحة)

﴿۱﴾(سورة البقرة(آیت: ۲۲۳ پارہ: ۲ رکوع: ۱۲)

﴿۲﴾ (رواه الترمذی ۱: ۱۳۹ کراهیة اتیان النساء فی ادبارهن، واخرجه النسائی فی الکبریٰ: ۸۹۸۲ وابن ماجة: ۱۹۲۴، واحمد ۵: ۲۱۵، وابن حبان: ۴۱۹۸، والبیهقی۷:۱۹۷)

﴿۳﴾ (رواه الترمذی ۱: ۱۹ باب کراهیة اتیان الحائض، وابوداؤد: ۳۹۰۴، وابن ماجة: ۶۳۹، والدارمی ۱: ۲۵۹، واحمد ۲: ۴۰۸ وغیرهم)

وقال رسول اللهﷺ: ملعون من اتى امرأته في دبرها (رواه احمد وابوداؤد)﴿۱﴾
لیکن اس جریمہ سے نکاح نہیں ٹوٹتا ہے یہ کسی کا مذہب نہیں ہے جب تک مستحل نہ ہو﴿۲﴾ اور فرج اور ذکر کو چومنا نہ ممنوع ہے اور نہ مطلوب ہے یعنی جب منی اور مذی وغیرہ سے خالی ہو، البتہ مکروہ ہے، كالنظر اليها بلا ضرورة﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (اخرجه ابوداؤد: ۲۱۶۲، والنسائي في الكبرى: ۹۰۱۴، وابن ماجة: ۱۹۲۳، وصحيح ابن حبان: ۴۲۰۳، وابن عدى في الكامل ۶: ۳۱۱ والطبراني في الاوسط: ۱۷۵۴، والبغوى في التفسير: ۲۴۶)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: ووطؤها (اى الحائض) يكفر مستحله كما جزم به غير واحد وكذا مستحل وطء الدبر عند الجمهور ...... لانه حرام لغيره، قال العلامة ابن عابدين: اى حرمته لا لعينه بل لامر راجع الى شئ خارج عنه وهو الايذاء قال في البحر عن الخلاصة من اعتقد الحرام حلالا او على القلب يكفر اذا كان حراما لعينه وثبتت حرمته بدليل قطعي اما اذا كان حراما لغيره بدليل قطعي او حراما لعينه باخبار الاحآد لا يكفر اذا اعتقده حلالا ومثله في شرح العقائد النسفية. (الدر المختار مع ردالمحتار ۱: ۲۱۸ قبيل مطلب في حكم وطء المستحاضة ومن بذكره نجاسة)

﴿۳﴾ وفي الهندية: اما النظر الى زوجته ومملوكته فهو حلال من قرنها الى قدمها عن شهوة وغير شهوة وهذا ظاهر الا ان الاولىٰ ان لا ينظر كل واحد منهما الى عورة صاحبه كذا في الذخيرة...... وكان ابن عمر رضي الله عنهما يقول الاولىٰ ان ينظر الى فرج امرأته وقت الوقاع ليكون ابلغ في تحصيل معنى اللذة كذا في التبيين، قال ابويوسف رحمه الله سألت ابا حنيفة رحمه الله عن رجل يمس فرج امرأته وهي تمس فرجه لتحرك آلته هل ترىٰ بذلك بأسا قال لا وارجوا ان يعطى الاجر كذا في الخلاصة. (فتاوىٰ عالمگيرية ۵: ۳۲۷ الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر اليه وما لا الخ)......(بقيه حاشيه اگلے صفحه پر)

جماع کے وقت برہنہ ہونا اور کرانا جائز البتہ بہتر نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اپنی منکوحہ کے ساتھ ہم بستر ہوتے وقت اپنے آپ کو مکمل برہنہ کرنا اور بیوی کو مکمل برہنہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ میاں بیوی کا شرم وحیا ایک ہوتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:......نامعلوم......۱۹۹۰ء/۵/۱۰

الجواب: فقہاء کرام نے برہنہ ہونے اور کرانے کو جائز کہا ہے البتہ فرج اور ذکر کے دیکھنے کو بہتر نہیں کہا ہے، اگر چہ جائز ہے، اور جس کی شہوت بغیر اس کے دیکھنے کے نہ آتی ہو تو ان کیلئے اجازت ہے﴿۱﴾۔وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) وقال العلامة الشامي: ويجوز ان يستمني بيد زوجته وخادمته وسيذكر الشارح في الحدود عن الجوهرة انه يكره ولعل المراد به كراهة التنزيه فلا ينافي قول المعراج يجوز تامل. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۱۰۹ مطلب في حكم الاستمناء بالكف)

وفي الهندية: وفي النوازل اذا ادخل الرجل ذكره في فم امرأته قد قيل يكره وقد قيل بخلافه كذا في الذخيرة. (فتاویٰ عالمگیرية ۵: ۳۷۲ الباب الثلاثون في المتفرقات)

﴿۱﴾ قال العلامة الشامي: قال في الهداية: الاولى ان لا ينظر كل واحد منهما الى عورة صاحبه لقوله عليه السلام اذا اتى احدكم اهله فليستتر ما استطاع ولا يتجرد ان تجرالعير ولان ذلك يورث النسيان لورود الاثر وكان ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما يقول ان ينظر ليكون ابلغ في تحصيل معنى اللذة، لكن في شرحها للعيني ان هذا لم يثبت عن ابن عمر لا بسند صحيح ولا بسند ضعيف وعن ابي يوسف سألت اباحنيفة عن الرجل يمس فرج امرأته وهي تمس فرجه ليتحرك عليها هل ترى بذلك بأسا قال لا وارجو ان يعظم الاجر ذخيرة.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۵: ۲۵۹ فصل في النظر، كتاب الحظر)

بیوی کے منہ میں ذکر ڈالنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کے ایام ماہواری میں جب خاوند بیوی کے ساتھ ہمبستری نہیں کرسکتا، تو اپنے عضو تناسل کواس کے منہ میں داخل کرسکتا ہے یانہیں؟ ہم نے کافی استفسارات کئے ہیں مگر تشفی نہیں ہوئی؟بینوا توجروا

المستفتی: م،الف،کلرکوٹ کوہاٹ......۱۹۸۸ء/۷/۹

الجواب: بیوی کے منہ میں گندگی اور بدبوڈالنا(منی کاانزال)ایذاءرسانی اورناجائزکام ہے﴿۱﴾ البتہ ناف میں یابازواوربغل کے درمیان شہوت رانی کرنا قابل چشم پوشی ہے﴿۲﴾ بہرحال یہ اول الذکراقدام ناجائزہےاگرچہ ذکرکوغبارہ پہنائے۔وھو الموفق

ضرورت کے وقت بیوی سے استمناءبالید کرانے کا مسئلہ

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر بیوی حیض یانفاس کی حالت میں ہویعنی بیوی قابل جماع نہ ہوجبکہ شوہر کافعل حرام میں پڑنے کاامکان ہویعنی اسے جماع کی ضرورت ہو کیااس صورت میں وہ اپنی بیوی کے ہاتھوں سے استمناءکراسکتا ہے؟بینوا توجروا

المستفتی:گل زمان طورہ وڑئی کوہاٹ......۱۹۸۳ء/۹/۲۹

﴿۱﴾ وفی الهندية: فی النوازل اذا ادخل الرجل ذكره فی فم امرأته قد قيل يكره وقد قيل بخلافه كذا فی الذخيرة.

(فتاویٰ عالمگیریة ۵ : ۳۷۲ الباب الثلاثون فی المتفرقات)

﴿۲﴾ وفی الهندية: وله ان يقبلها ويضاجعها ويستمتع بجيمع بدنها ما خلا ما بين السرة والركبة عند ابی حنيفة وابی يوسف هكذا فی السراج الوهاج.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱ : ۳۹ الفصل الرابع فی احكام الحيض والنفاس)

الجواب: ان اعذار کی وجہ سے یہ فعل مذکورہ جائز ہے ورنہ مکروہ تنزیہی ہے، و التفصیل فی ردالمحتار فلیراجع﴿۱﴾. وھو الموفق

بیوی سے لواطت حرام اور استحلال کی صورت میں کفر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں صاحبہ اولاد بیوی ہوں میرے شوہر نے منصوبہ بندی یا شیطان کے اثر سے آیت: نساء کم حرث لکم الخ، کا حوالہ دے کر لواطت پر مجبور کیا، میری فریاد اور آہ وبکا کی وجہ سے ایک بار شوہر نے قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر عہد کیا کہ پھر یہ قبیح فعل نہیں کروں گا، مگر اس عہد کو بھی توڑا، میں مختلف عوارض میں مبتلا ہوگئی ہوں اور خلاف فطرت فعل نہ کرنے کی وجہ سے مجھے نان ونفقہ سے بھی تنگ کرنا شروع کیا، میں میکے جانے پر مجبور ہوئی ایک سال تک والدین کے گھر رہی، مجھے خرچہ وغیرہ نہیں دیا گیا، شرعاً اس فعل کی وجہ سے میرا نکاح فسخ ہوا ہے یا نہیں؟ اور میں کیا طریقہ اختیار کروں؟ بینوا توجروا

المستفتی: م،ن،د، لاہور......۱۹۷۵ء/۱۱/۶

الجواب: زراعت کا محل (حرث) قبل (فرج) ہے نہ کہ دبر، وہ تو محل فرث ہے لہٰذا اس آیت سے لواطت کے جواز کا استدلال غلط ہے، بہر حال اگر اس خاوند نے لواطت کو حلال جانا اور مانا ہو تو کافر ہونے کی وجہ سے اس کا نکاح ختم ہوا ہے، کما فی البحر ۵:۱۷ وعن الصفار یکفر مستحلها عند الجمهور کذا فی المجتبیٰ﴿۲﴾ اور اگر حلال نہ مانا ہو تو آپ مسلمان حاکم کے ذریعہ سے طلاق (تنسیخ •

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: ويجوز ان يستمني بيد زوجته وخادمته، وسيذكر الشارح فی الحدود عن الجوهرة انه يكره ولعل المراد به كراهة التنزيه فلا ينافی قول المعراج يجوز تامل. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲:۱۰۹ مطلب فی حكم الاستمناء بالكف)

﴿۲﴾ (البحر الرائق ۵:۱۷ باب الوطء الذی يوجب الحد والذی لا يوجبه)

نکاح) حاصل کرسکتی ہے﴿۱﴾فتویٰ یہی ہے باقی ثبوت مستفتیہ کے ذمہ ہے۔وھو الموفق

شوہر کا بیوی کو وطی فی الدبر پر مجبور کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک خاوند اپنی زوجہ کو وطی فی الدبر کے سلسلہ میں مجبور کرتا رہتا ہے اس صورت میں عورت کیا کرے کیا عورت کے والدین اس لڑکی کو اپنے گھر میں رکھ سکتے ہیں یعنی خاوند کے گھر سے روک سکتے ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: عالی محمد لکی مروت......یکم ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

الجواب: شرعاً اس عورت اور اس کے اولیاء پر ضروری ہے کہ اس خاوند کو اس ارتکاب پر قدرت نہ دیں شوہر کے گھر جانے سے روکنے کے علاوہ مزید اقدامات بھی جائز ہیں﴿۲﴾۔وھو الموفق

﴿۱﴾ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں ہے: اس صورت میں شوہر سخت گنہگار اور فاسق ہوا، حدیث شریف میں ایسا فعل (لواطت) کرنے والے پر لعنت وارد ہوئی ہے لیکن اس وجہ سے حاکم ان میں تفریق نہیں کراسکتا، البتہ شوہر کو تنبیہ کی جاوے کہ وہ اس سے توبہ کرے ورنہ اس کو مجبور کیا جاوے کہ وہ طلاق دے دے یا خلع کرے اور عورت کو بحالت مذکورہ شوہر کے پاس جانا نہ چاہئے بلکہ یا شوہر توبہ کرے اور اس فعل سے باز آوے یا طلاق دیدے یا خلع کرے۔(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۱۰: ۲۲۹ باب سیزدہم نامرد مجنون وغیرہ) فقہاء نے ایسے شوہر کو جو وطی پر قادر نہ ہو اور لواطت کا عادی ہو اسے عنین کے حکم میں قرار دیا ہے، قال العبد الرحمن الجزیری: **او امکنه ان یأتی زوجته فی دبرها لافی قبلها فمن وجدت فیه حالة من هذه الاحوال کان عنینا بالنسبة لزوجته وکان لها حق طلب الفسخ.** (الفقه علی المذاهب الاربعة ۴: ۱۶۵ العیوب التی یفسخ بها النکاح)......پس معلوم ہوا کہ عنین سے خلاصی کا جو طریقہ ہے وہ اس سے بھی کیا جاسکتا ہے، کہ بذریعہ شرعی قاضی یا مسلمان حاکم اور جہاں یہ نہ ہوں تو بذریعہ مسلمان پنچائت نجات حاصل کی جاسکتی ہے، تفصیل کیلئے دیکھئے "الحیلة الناجزة للتھانوی"......(از مرتب)

﴿۲﴾ قال الشیخ عزیز الرحمن الدیوبندی: ایسی حالت میں لڑکی کے ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شرعی لونڈیوں سے مالک کیلئے جماع جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ مسلمان حاکم وقت اپنی تمام لونڈیوں باندیوں سے جماع کرسکتا ہے اوران کے ساتھ نکاح شدہ بیوی کی طرح سلوک کرسکتا ہے جبکہ بکر کہتا ہے کہ کسی بھی عورت کے ساتھ بغیر نکاح کے ایسا فعل نا جائز ہے شرعی حکم کیا ہے؟ **بینوا توجروا**

المستفتی: نثار احمد الخمس لیبیا......۲۰/شوال ۱۴۰۳ھ

الجواب: شرعی لونڈی سے مالک خواہ حاکم ہو یا غیر حاکم جماع کرسکتا ہے، بشرطیکہ یہ لونڈی مسلمان یا اہل کتاب ہو، **لقولہ تعالیٰ: الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم﴿۱﴾ لان النکاح بھا یدخلھا فی الازواج فلا فائدۃ فی العطف ولان الاستیجار یتحقق فی ملک الغیر دون ملک نفسہ. وھو الموفق**

(بقیہ حاشیہ) والدین اپنی لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجیں اور نہ بھیجنے سے وہ گنہگار نہ ہوں گے بلکہ جس طرح ہو سکے شوہر سے طلاق دلوائیں۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۱۰ : ۲۵۰ کتاب الطلاق)

﴿۱﴾(سورۃ المؤمنون پارہ:۱۸ رکوع:۱ آیت:۶)

کتاب الطلاق

باب شرائط الطلاق

طلاق کی اضافت بیوی کی طرف شرط ہے نہ کہ نکاح کی طرف

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر غیر شادی شدہ آدمی یوں کہے کہ نکاح کوطلاق یانکاح کانام بھی نہ لے صرف نکاح کی طرف اشارہ کرکے کہے تو اس سے طلاق پڑتی ہے یانہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد ہاشم ٹانک ڈی آئی خان......۵/ رمضان ۱۴۱۰ھ

الجواب: صحت طلاق کیلئے اضافت الی المنکوحۃ شرط ہے﴿۱﴾ وهو مفقود ههنا، اور علی تقدیر الاضافت ایک طلاق واقع ہوگی، جس میں تجدید نکاح کافی ہے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾قال العلامة الحصكفي: لو قال ان خرجت يقع الطلاق اولا تخرجي الا باذني فاني حلفت بالطلاق فخرجت لم يقع لتركه الاضافة اليها. قال العلامة ابن عابدين: (قوله لتركه الاضافة) اى المعنوية فانها الشرط والخطاب من الاضافة المعنوية وكذا الاشارة نحو هذه طالق وكذا نحو امرأتي طالق وزينب طالق...... والمفهوم من تعليل الشارح تبعا للبحر عدم الوقوع اصلا لفقد شرط الاضافة مع انه لو اراد طلاقها تكون الاضافة موجودة ويكون المعنى فاني حلفت بالطلاق منك او بطلاقك ولا يلزم كون الاضافة صريحة في كلامه لما في البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت فقال امرأتي طلقت امرأته...... ويؤيده ما في البحر لو قال امرأة طالق او قال طالق اوقال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتي يصدق الخ.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۶۶ مطلب من الصريح الالفاظ المصحفة)

طلاق کا دارمدار تلفظ پر ہے نہ کہ شہادت قائم کرنے یا لکھنے پر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں جس طلاق میں گواہ اور تاریخ نہ لکھی جاوے اور کنکریاں نہ پھینکی جائیں گواہوں کے سامنے اسے طلاق نہیں سمجھا جاتا ہے کیا طلاق دینے میں گواہ، لکھنا اور کنکریاں پھینکنا ضروری ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: گل زمان..... ۱۹۷۵ء/۱۱/۲۵

الجواب: طلاق پر شہادت قائم کرنا ... ناضروری امور نہیں ہیں طلاق کا دارومدار صرف تلفظ پر ہے۔﴿۱﴾ اور یہ امر کہ گواہ اور فارغ خطی نہ لکھی جائے تو طلاق نہ ہوگی غلط اور خلاف شریعت امر ہے لوجود رکن الطلاق، نیز کنکریاں پھینکنا ایک لغو چیز ہے اس پر طلاق کا دارمدار نہیں ہے،لان رکن الطلاق وهو اللفظ ومایقوم مقامه کما فی الدرالمختار وغیره فلیراجع﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: هو رفع قيد النكاح في الحال او المآل بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق، قال العلامة ابن عابدين: اى على مادة ط ل ق صريحا مثل انت طالق او كناية كمطلقة بالتخفيف وكانت ط،ل،ق وغيرهما الخ.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۵۰ كتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية فخرج الفسوخ على ما مر واراد اللفظ ولو حكما ليدخل الكتابة المستبينة واشارة الاخرس والاشارة الى العدد بالاصابع في قوله انت طالق هكذا كما سيأتي وبه ظهر ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ينوى الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه كما افتى به الخير الرملي وغيره.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۳ كتاب الطلاق)

طلاق دینے میں بیوی کی موجودگی شرط نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری لڑکی کو اپنے شوہر نے بغیر اس کی موجودگی میں انگلینڈ کی عدالت میں چار آدمیوں کے ہمراہ فیصلہ دائر کیا اور طلاق نامہ انگلینڈ سے مجھے گاؤں کو ارسال کیا، بعد میں میری لڑکی کو پتہ لگ گیا، کیا شرع محمدی میں یہ طلاق درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: نامعلوم......صالح خانہ نوشہرہ......۲۷/مئی ۱۹۷۵ء

الجواب: چونکہ طلاق دینے کیلئے بیوی کی موجودگی شرط نہیں ہے ﴿۱﴾ لہٰذا صورت مسئولہ میں یہ بیوی مطلقہ ہوگی ﴿۲﴾ اور عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ وھو الموفق

بیوی کی طرف اضافت ونسبت موجود ہو تو طلاق واقع ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے تقریباً تین ماہ قبل اپنی بیوی پر غصہ کیا اور درمیان میں تیسرے فریق کی مداخلت سے میرا غصہ انتہا کو پہنچا تو میں نے اپنی پھوپھی کو کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں اور میں نے چھ سات دفعہ اپنی پھوپھی کو کہا کہ میں نے اس کو طلاق دے دی، براہ راست بیوی کو مخاطب کر کے یہ نہیں کہا کہ میں نے تجھے طلاق دے دی ہے یا دیتا ہوں بلکہ تمام

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية فخرج الفسوخ على ما مر واراد اللفظ ولو حكما ليدخل الكتابة المستبينة واشارة الاخرس الخ. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲:۴۵۳ كتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: كتب الطلاق ان مستبينا على نحو لوح وقع ان نوى وقيل مطلقا ولو على نحو الماء فلا مطلقا ولو كتب على وجه الرسالة والخطاب كان يكتب يا فلانة اذا اتاك كتابي هذا فانت طالق طلقت بوصول الكتاب جوهرة.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲:۴۶۵ قبيل باب الصريح)

مرتبہ پھوپھی کو ہی کہا اس کے دو دن بعد میرے اور میری بیوی کا راضی نامہ کروادیا گیا میں نے امام مسجد سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ طلاق نہیں ہوئی البتہ کفارہ یہ ہے کہ چالیس آدمیوں کو کھانا کھلاؤ، پھر دوسرے مولوی صاحب سے جو علم میں کچھ بڑا ہے سے پوچھا اس نے کہا کہ بیوی تم پر طلاق ہوگئی ہے اور یہ تم پر حرام ہے اور جب تک کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے اس وقت تک تم پر حلال نہیں ہوتی اب آپ مجھے تسلی بخش جواب سے نوازیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: بیخداں میر......۱۹۷۲ء/۹/۲

الجواب: صورت مسئولہ میں بیوی کی طرف اضافت اور نسبت موجود ہے یعنی اس کو، لہٰذا بیوی آپ پر مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے تحلیل سے مراد یہ ہے کہ یہ عورت عدت گزارنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کرے، اور ایک دفعہ ہمبستری کے بعد یہ شخص اگر چاہے تو طلاق دے دے اور جب اس طلاق کی عدت بھی گزر جائے تو پہلا شوہر اس عورت سے تجدید نکاح کرے، فی ردالمحتار: قوله لتركه الاضافة اى المعنوية فانها الشرط ۲: ۵۹۰ ﴿۱﴾. وهو الموفق

نوٹ:......اگر خاوند نے بار بار تاکید اور اپنے ارادہ سے غیر واپسی کے خیال سے طلاق دی ہو تو اس صورت میں زبانی رجوع (عدت کے اندر) کافی ہے اور عدت کے بعد تجدید نکاح بغیر تحلیل کے کافی ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

صرف وعدہ اور ارادۂ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کی

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۶ قبيل مطلب من الصريح الالفاظ المصحفة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: كرر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين.

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۴۹۹ فروع قبيل باب الكنايات)

بدکاریوں کے متعلق سن کر لوگوں کے سامنے کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دوں گا، یا یہ کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں، گھر کی طرف اس ارادہ سے چل پڑے لیکن راستے میں اسے خیال آیا کہ حقیقت معلوم کرنی چاہئے اگر بیوی ایسی نہیں تو ارادہ ترک کردوں گا تو کیا ان پہلے والے الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلام سرور اعوان......۱۹۷۹ء/۶/۵

الجواب: واضح رہے کہ صورت مذکورہ میں صرف وعدہ اور ارادہ ہے جس سے طلاق واقع نہیں ہوتی جبکہ اس پر بالفعل واقع ہونے کا ارادہ نہ کرتے ﴿۱﴾۔وھو الموفق

دل میں طلاق کہنے سے طلاق نہیں ہوتی جب تک تلفظ نہ کیا ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے بالکل تنہائی میں صرف دل ہی دل میں کہا کہ میری بیوی کو تین طلاق ہو، زبان سے کوئی لفظ آہستہ یا آواز سے طلاق دینے کیلئے ادا نہیں کیا ہے جبکہ بیوی وغیرہ کو بھی اس کا پتہ نہیں ہے کیا تین طلاق واقع ہوگئیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: قاری محمد عیسیٰ مدرسہ تعلیم القرآن خانیوال......۱۹۸۸ء/۱۰/۳

الجواب: اگر اس خاوند نے نہ تصحیح حروف کی ہو اور نہ آواز سنی ہو تو اس پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے (شامی) ﴿۲﴾ ﴿۳﴾۔وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: او انا اطلق نفسي لم يقع لانه وعد جوهرة.

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۱۹ باب تفويض الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية...... وبه ظهران من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ينوى الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه كما افتى به الخير الرملي وغيره وكذا ما يفعله بعض سكان البوادى من امرها بحلق شعرها لا يقع به طلاق وان نواه.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۵۳ مطلب طلاق الدور)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفي: وادنى الجهر اسماع......(بقيه حاشيه اگلے صفحه پر)

طلاق دینے میں تلفظ بھی کافی ہے تحریر پر موقوف نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو روبرو جرگہ معززین کے طلاق ثلاثہ دے دی، لیکن اب وہ تحریر کرنے سے انکار کرتا ہے اور اس طلاق کو لکھنے سے منحرف ہو گیا ہے، اب اگر یہ شخص تحریری طلاق نہ دے تو کیا یہ لسانی طلاق واقع ہوئی ہے؟ بعض شرارت پسند افراد کی زبان بندی کیلئے فتویٰ مطلوب ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: سعید زمان پانڈی......۱۹۷۵ء/۶/۱۱

الجواب: چونکہ طلاق کا رکن ''لفظ'' ہے اور وہ موجود ہوا ہے لہٰذا بشرط صدق وثبوت اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے تحریر پر توقف نہیں ہے ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

جب زبانی طلاق ہو جائے تو تحریراً لکھنا یا دستخط کرنا ضروری نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کے بارے میں مشہور ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، جن کے سامنے اس نے طلاق کے الفاظ کہے ہیں اب وہ جواب

(بقیہ حاشیہ) غیرہ وادنی المخافة اسماع نفسه ویجری ذلک المذکور فی کل ما یتعلق بنطق کتسمیة علی ذبیحة ووجوب سجدة تلاوة وعتاق وطلاق. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۱: ۳۹۵ فصل فی القراءة مطلب فی الکلام علی الجهر والمخافة)

﴿۱﴾ وفی الهندیة: (الطلاق) شرعا فهو رفع قید النکاح حالا او مآلا بلفظ مخصوص کذا فی البحر الرائق واما رکنه فقوله انت طالق ونحوه کذا فی الکافی...... واما حکمه فوقوع الفرقة بانقضاء العدة فی الرجعی وبدونه فی البائن وزوال حل المناکحة متی تم ثلاثا کذا فی محیط السرخسی.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۴۸ کتاب الطلاق الباب الاول)

نہیں دیتے، اور ایک ماموں صرف یہ کہتا ہے کہ میرا خیال ہے کہ حرام ہے اور بس، گواہی بھی نہیں دیتے، بعد میں ایک مجلس برائے تحقیق منعقد ہوئی جس میں اس شخص کے ماموں اور چند دوسرے بزرگ محلہ دار شریک ہوئے اور یہ خاوند بھی موجود تھا، اس کے ماموں نے کہا کہ اس نے پانچ دفعہ چھوڑی ہے پھر خاموش رہا اور کوئی جواب نہیں دیا، طلاق نامہ لکھنے کیلئے کاغذ لایا گیا اور اس پر خاوند نے پہلے سے دستخط کردیئے، دریں اثنا اس کے ماموں نے کہا کہ کل پہلے سامان وصول کریں طلاق نامہ بعد میں لکھدیں، جب مجلس میں یہ بات ہو گئی تو اس کے ماموں نے اس سے کہا کہ جا کر اپنی والدہ سے مشورہ کرلو، مشورہ کر کے واپس آیا اور کہا کہ مجھے یہ فیصلہ منظور ہے، اور دستخط بھی کردیئے، اور اس کا ماموں صحیح گواہی بھی نہیں دیتا صرف کہتا ہے کہ میرے خیال میں حرام ہے، اس صورت میں یہ بیوی مطلقہ ہوگئی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: نامعلوم......۱۹۸۳ء/۵/۱۷

الجواب: اگر اس خاوند نے تنہائی یا عام مجلس میں زبانی طلاق دی ہو تو اس پر بیوی مطلقہ ہوئی ہے خواہ تحریری طلاق نامہ پر دستخط کرے یا نہ کرے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

بیوی اور گواہ وغیرہ کے بغیر تنہائی میں بھی طلاق واقع ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اپنی منکوحہ بیوی سے ناراض تھا ایک وقت میں وہ بالکل تن تنہا اکیلا بیٹھا تھا کوئی گواہ بھی پاس نہیں تھا اس نے تنگ آ کر تین پتھر اٹھا کر بدیں الفاظ کہ میری منکوحہ فلاں بنت فلاں مجھ پر ان تین شرط پر طلاق ہے اور ایک دو تین کہہ کر پتھر طلاق پھینک دیئے، یہ کارروائی بالکل تن تنہا ہوئی اور آخری دم تک اس حرکت سے نہ بیوی خبر ہوئی ہے اور نہ کوئی دوسرا انسان،

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: هو ...... رفع قيد النكاح في الحال او المآل بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق ...... ومحله المنكوحة...... وركنه لفظ مخصوص خال عن الاستثناء. (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۴۵۱، ۴۵۳ كتاب الطلاق)

جبکہ دونوں میاں بیوی ابھی تک بطور خاوند بیوی رہتے ہیں کیا یہ طلاق تنہائی واقع ہوئی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبداللطیف بٹل مانسہرہ.....۱۹۷۴ء/۹/۲۵

الجواب: صورت مسئولہ میں اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے **لان الشرط دون الحضور والمخاطبة**﴿۱﴾. **وهو الموفق**

خفیہ طور پر طلاق کے وقوع کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی بیوی عرصہ پانچ سال سے غیر آباد ہے، یعنی بیوی گھر لانے کے بعد ہر تیسرے دن بھاگ کر والدین کے ہاں چلی جاتی ہے خاوند تنگ آ کر اپنے گھر میں روبروئے گواہاں بیٹھ کر طلاق نامہ لکھ کر حوالہ کر دیتا ہے جبکہ بیوی کا گھر دور ہے کیا خفیہ طلاق واقع ہوتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مشتاق احمد سعودی عرب.....۱۸/ جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: لکھنے اور لکھوانے سے طلاق واقع ہوجاتی ہیں، **کما فی شرح التنویر علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۸۹ کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی**﴿۲﴾. اور وقوع طلاق کیلئے عورت کی موجودگی یا طلاق نامہ کی وصولی یا خبرداری شرط نہیں ہے﴿۳﴾۔ **وهو الموفق**

﴿۱﴾ قال الشیخ المفتی عزیزالرحمن الدیوبندی: اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی کیونکہ طلاق دینے کے وقت عورت کا سامنے ہونا اور پاس ہونا ضروری نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹: ۴۲ کتاب الطلاق باب اول)

﴿۲﴾(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۶۵ قبیل باب الصریح مطلب فی الطلاق بالکتابة)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدین: المرسومة لا تخلو ......(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

بیوی کی بدصورتی وبدرنگی کی وجہ سے طلاق دینا اچھا نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے نادیدہ لڑکی سے جو کہ بہت ہی بدرنگ ہے بہن کے بدلے میں شادی کی ہے سسرال والے بہت اچھے لوگ ہیں باعزت خاندان ہے، میری بہن وہاں بہت خوش ہے آرام سے زندگی گزارتی ہے جبکہ میری بیوی بڑی قابل شریف النفس مجسمہ شرم وحیاوشرافت ہے، مجھ پر تو ظالم کی بیٹی بہت فریفتہ ہے خلاصہ یہ کہ ہمارے خاندان میں اس سے کوئی بہتر لڑکی نہیں، میں بہت مفلس ہوں میری معمولی ملازمت ہے جو کہ گھر سے تیس میل دور مسافری میں زندگی گزر رہی ہے افسوس صد افسوس کہ مجھے دوستوں، رشتہ داروں محلے والوں اور مولوی صاحبان کے مسئلوں اور باتوں کی وجہ سے کہ آپ کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے وغیرہ اس سے بالکل میری دلی تسکین تشفی نہیں ہو سکی، ابھی زندگی اجیرن گزر رہی ہے حیران وپریشان ہوں میں نے تمام پہلوؤں غریبی، کمزوری صحت، بہن کا خیال، دنیا کے طعنے، والدین کی ناراضگی سب پر خوب سوچ بچار کی ہے مگر صرف یہی بات مجھے یاد آجاتی ہے کہ یہ میری بدقسمتی ہے چونکہ میں حد سے زیادہ حسن پرست ہوں کیا ان حالات کے پیش نظر میں طلاق دے سکتا ہوں؟ بینوا توجروا

المستفتی: ...... چارسدہ ۱۹۷۵ء/۱/۲۳

الجواب: محترم المقام: السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ آپ طلاق دینے سے اجتناب کریں

(بقیہ حاشیہ) اما ان ارسل الطلاق بان کتب اما بعد فانت طالق فکما کتب هذا یقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الکتابة وان علق طلاقها بمجیئ الکتاب بان کتب اذا جاء ک کتابی فانت طالق فجاء ها الکتاب فقرأته اولم تقرأ یقع الطلاق ...... ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقرارا بالطلاق وان لم یکتب الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۶۶۵ قبیل باب الصریح مطلب الطلاق بالکتابة)

اللہ کریم آپ کو اس سے محفوظ رکھے، آمین، آپ حسن پرست ہوں یا رنگدار چہرہ پرست لیکن بعض خلاف الطبع امور آپ دوسروں کی طبیعت کیلئے برداشت کریں گے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنکھیں دی ہیں اس کا شکر یہ یہ نہیں کہ آپ قیامت کے دن تمنا کریں کہ کاش میں اندھا ہوتا تا کہ اس ایذاء سے محفوظ ہوتا ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

بیوی پر بدگمانی کی وجہ سے طلاق دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کا معاملہ ہے کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک دور کے رشتہ دار کے ساتھ دیکھا مجھے شک ہوا کہ ان دونوں کے درمیان کچھ گڑبڑ ہے جبکہ وہ رشتہ دار پہلے سے بدکار ہے، میں نے بیوی کو اس کے ساتھ بات چیت کرنے سے سختی سے منع کیا لیکن وہ منع نہیں ہوتی، اب میں گھر بھی نہیں چھوڑ سکتا کہ والدین کی خدمت ضروری ہے تو گزارش یہ ہے کہ کیا کروں؟ طلاق دوں؟ یا ان دونوں کو ماروں؟ یا دوسری شادی کر کے اس بیوی کو اپنے پاس برائے نام رکھ دوں؟ بینوا توجروا

المستفتی: سعید عمر خان ریاض سعودی عرب......۷/ رمضان ۱۴۱۰ھ

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: الاصل فيه الحظر لما فيه من كفر ان نعمة النكاح والاباحة للحاجة الى الخلاص ولحديث ابغض الحلال الى الله تعالىٰ الطلاق...... فان الاصل فيه الحظر بمعنى انه محظور الا لعارض يبيحه وهو معنى قولهم الاصل فيه الحظر والاباحة للحاجة الى الخلاص فاذا كان بلا سبب اصلا لم يكن فيه حاجة الى الخلاص بل يكون حمقا وسفاهة رأى ومجرد كفران النعمة واخلاص الايذاء بها وباهلها واولادها...... ولهذا قال تعالىٰ فان اطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا اى لا تطلبوا الفراق وعليه حديث ابغض الحلال الى الله الطلاق الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۱۵۴ كتاب الطلاق)

الجواب: یہ شخص ان دونوں کے قتل کا مجاز نہیں ہے صرف بدگمانی سے قتل حرام ہے ﴿۱﴾ پس یہ شخص صبح کے وقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سو دفعہ پڑھا کرے ﴿۲﴾ امید ہے کہ چالیس دن میں یہ وہم ختم ہو جائے اگر اصرار کے وقت ایک طلاق بائن دے دیں تو اس میں حرج نہیں ہے ﴿۳﴾۔ وھو الموفق

پردہ نہ کرنے والی اور بلا شوہر گھومنے پھرنے والی عورت کو طلاق دینا ضروری نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس آدمی کی بیوی پردہ کئے بغیر

﴿۱﴾ وفی الهندية: سئل الهندوانی رحمه الله تعالیٰ عن رجل وجد مع امرأته رجلا ايحل له قتله قال ان كان يعلم انه ينزجر عن الزنا بالصياح والضرب دون السلاح لا يحل الخ.
(فتاویٰ عالمگيرية ۲: ۱۶۷ فصل فی التعزير)

﴿۲﴾ عن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: يأتی الشيطان احدكم، فيقول: من خلق كذا؟ من خلق كذا؟ حتی يقول: من خلق ربک؟ فاذا بلغه، فليستعذ بالله ولينته (متفق عليه) قال الملا علی قاری: (قوله فليستعذ بالله) طردا للشيطان اشارة الی قوله تعالیٰ الا عبادک منهم المخلصين، وايماء الی قوله عليه الصلاة والسلام: لا حول ولا قوة الا بالله، فان العبد بحوله وقوته ليس له قوة المغالبة مع الشيطان ومجادلته، فيجب عليه ان يلتجئ الی مولاه ويعتصم بالله من الشيطان الذی اوقعه فی هذا الخاطر الذی لا اقبح منه فيقول بلسانه: اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ويلوذ بجنانه الی جنابه ان يدفع عنه شره وكيده فانه مع اللطف الالٰهی لا اضعف منه ولا اذل الخ.
(مرقاة المفاتيح ۱: ۲۴۲ باب فی الوسوسة)

﴿۳﴾قال العلامة الحصكفی: وايقاعه مباح وقيل الاصح حظره ای منعه الا لحاجة كريبة، قال ابن عابدين: هی الظن والشک ای ظن الفاحشة.
(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۵۰ كتاب الطلاق)

پرائے گھروں کو جاتی ہو، اپنے شوہر کے بغیر سیر کرنے اور گھومنے پھرنے کی عادی ہو مار پیٹ سے بھی منع نہ ہوتی ہو، کیا ایسی عورت کو طلاق دی جاوے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالستار عیدک شمالی وزیرستان

الجواب: ایسی بیوی کو طلاق دینا ضروری نہیں ہے (شامی) ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

طلاق شوہر کا حق ہے والدین، برادر یا پنچایت کا اس میں کوئی حق و دخل نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کے خاندان اور اس کے شوہر کے خاندان کے درمیان کچھ اختلاف پیدا ہوا اور دونوں طلاق کے متمنی ہیں لیکن عورت نے سر اجلاس آ کر کہا کہ اگر مجھے جان سے مار ڈالا جائے پھر بھی میں اپنے خاوند سے ہرگز طلاق نہیں لوں گی اور خاوند بھی طلاق دینے پر رضامند نہیں ہے تو کیا اس کے والدین یا بھائی یا پنچایت اسے زبردستی طلاق کرا سکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد مسکین بلند کوٹ ...... یکم مارچ ۱۹۷۵ء

الجواب: طلاق دینا خاوند کا حق ہے وہ چاہے طلاق دیں چاہے نہ دیں اس میں خاوند یا بیوی کے والدین یا برادران یا پنچایت کا کوئی حق اور دخل نہیں ہے ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة ولا علیها تسریح الفاجر الا اذا خافا ان لا یقیما حدود الله فلا بأس ان یتفرقا.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۱۸ فصل فی المحرمات)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: لا یقع طلاق المولیٰ علی امرأة عبده لحدیث ابن ماجة الطلاق لمن اخذ بالساق، قال ابن عابدین: رواه عن ابن عباس من طریق فیها ابن لهیعة ورواه الدار قطنی ایضا من غیرها کما فی الفتح ومراده تقویة الحدیث لان ابن لهیعة متکلم فیه فقد اختلف المحدثون فی جرحه وتوثیقه.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۲۲ قبیل مطلب فی طلاق المدهوش)

شوہروں کے بغیر ثالثان کا طلاق دینا نامنظور ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حسن کی شادی حمیدہ سے ہوئی تھی اور گل خان کی شادی بی بی خانہ سے ہوئی تھی، جو کہ حسن کی ہمشیرہ ہے شادی کے بعد صلح صفائی سے ان دونوں نے اپنے اپنے گھروں کو آباد رکھا، بعد میں حمیدہ کو اس کے بھائی گل خان نے میرے گھر بھیجنے سے انکار کیا اور اسی طرح حسن کی ہمشیرہ بی بی خانہ کے آباد ہونے میں رکاوٹیں ڈال دیں یونین کونسل نے فیصلہ کیا کہ دونوں بیویاں اپنی اپنی گھروں کو چلی جائیں سب نے فیصلہ منظور کیا لیکن بعد میں گل خان نے انکار کر دیا کہ نہ لے جاتا ہوں اور نہ لڑکی چھوڑتا ہوں، فیصلہ دوبارہ یونین کونسل میں پیش ہوا یونین کونسل نے فیصلہ کیلئے پیر اظہر کو مقرر کیا، پیر صاحب نے دونوں فریق سے ثالث مقرر کرنے کا کہا، دونوں فریق نے اپنی اپنی جانب سے ثالثان مقرر کئے ان ثالثوں نے بجائے صلح کے سب سے پہلے ایک تحریری بیان قلمبند کیا کہ جو فریق ثالثوں کی بات نہ مانے گا اس کی بیوی اس پر طلاق ہوگی اس دوران خطیب مسجد نے ثالثوں سے کہا کہ لڑکوں سے پوچھ کر فیصلہ کیا جائے مگر ثالثوں نے کہا کہ لڑکوں سے نہیں پوچھیں گے اور بغیر دریافت کرنے کے فیصلہ سنا دیا کہ تم دونوں کی بیویاں تم پر طلاق ہیں جبکہ بی بی خانہ طلاق نہیں لینا چاہتی اس کی ایک بچی بھی ہے کیا مذکورہ ثالثان کے اس رویہ سے طلاق واقع ہوگئی؟ بینوا توجروا

المستفتی: فضل حسین بیروٹ خورد ہزارہ......۱۹۸۴ء/۱۰/۸

الجواب: چونکہ مذکورہ واقعہ میں ان خاوندوں نے نہ طلاق لکھی ہے اور نہ لکھوائی ہے اور نہ مضمون سے مطلع ہو کر دستخط کی ہے اور نہ انہوں نے طلاق دینے کی نیت کی ہے، لہٰذا ان پر بیویاں طلاق نہیں ہوئی ہیں ان پر بیویوں کا مطلقہ ہونا خلاف قاعدہ اور نامنظور ہے (ماخوذ از عالمگیری﴿۱﴾

﴿۱﴾ وفی الهندية: واما تفسير الطلاق شرعا فهو رفع قيد النكاح حالا او مآلا بلفظ مخصوص..... واما ركنه فقوله انت طالق ونحوه الخ.
(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۴۸ كتاب الطلاق الباب الاول)

وردالمحتار) ﴿۱﴾. وھوالموفق

طلاق نامہ پرنیت طلاق نہ ہونے کی وجہ سے غلط دستخط کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی طرف سے ایک فضولی نے عدالت میں سٹامپ پیپر خریدا اور منشی سے لکھوایا کہ زید نے اپنی زوجہ کو طلاق ثلاثہ دی ہے، پھر اسی سٹامپ پر زید نے اپنے اصلی نام کی جگہ فرضی اور غلط نام سے دستخط کردی، زید کہتا ہے کہ میں نے نہ اس فضولی کو طلاق کا کہا ہے اور نہ طلاق کا ارادہ تھا لیکن اس غلط دستخط کرنے کی کچھ قانونی مجبوریاں تھیں بعد میں فضولی نے اسٹامپ کو مجسٹریٹ کے حوالہ کردیا اور پاس زید بھی موجود تھا مجسٹریٹ نے زید سے کوئی استفسار نہیں کیا بلکہ اپنی مہر عدالت اور دستخط کردی پھر فضولی نے یہی سٹامپ زوجہ کو دیا، اب طلاق کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا نور محمد مہتمم مدرسہ اسلامیہ بفہ مانسہرہ.....۱۹۸۳ء/۵/۱۷

﴿۱﴾قال العلامة ابن عابدين: قال في الهندية: الكتابة على نوعين مرسومة وغير مرسومة ونعني بالمرسومة ان يكون مصدرا ومعنونا مثل ما يكتب الى الغائب وغير المرسومة ان لا يكون مصدرا ومعنونا وهو على وجهين مستبينة وغير مستبينة فالمستبينة ما يكتب على الصحيفةوالحائط والارض على وجه يمكن فهمه وقراءته وغير المستبينة ما يكتب على الهواء والماء وشيء لا يمكن فهمه وقراءته ففي غير المستبينة لا يقع الطلاق وان نوى وان كانت مستبينة لكنها غير مرسومة ان نوى الطلاق يقع والا لا وان كانت مرسومة يقع الطلاق نوى او لم ينو ثم المرسومة لا تخلو اما ان ارسل الطلاق بان كتب اما بعد فانت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة وان علق طلاقها بمجيء الكتاب بان كتب اذا جاء ك كتابي فانت طالق فجاء ها الكتاب فقرأته او لم تقرأ يقع الطلاق.
(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۶۴ مطلب في الطلاق بالكتابة)

الجواب: تحریری طلاق بلا قصدونیت نامنظور اور کالعدم ہوتی ہے، یدل علیہ ما فی ردالمحتار ۲:۵۷۹ وفی البحر ان المراد الاکراہ علی التلفظ بالطلاق فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرء تہ فکتب لا تطلق لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ھنا کذا فی الخانیة﴿۱﴾ انتھیٰ قلت: وجہ الدلالة ان حکم الاکراہ والھزل واحد﴿۲﴾. وھو الموفق

مستحل معصیت کے ساتھ نکاح باطل اور بیوی آزاد ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا نکاح ایک مطرب کے ساتھ ہوا اس نے اپنی بیوی کو ناچ گانے اور دیگر فحش کام کرنے پر مجبور کر دیا، یہ لڑکی اپنی

﴿۱﴾(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲:۴۵۷ مطلب فی الاکراہ علی التوکیل بالطلاق الخ)

﴿۲﴾ یدل علیہ ما فی ردالمحتار: (قولہ اوھازلا) ای فیقع قضاء ودیانة..... واما مافی اکراہ الخانیة لو اکرہ علی ان یقر بالطلاق فاقر لا یقع کما لو اقر بالطلاق ھازلا او کاذبا فقال فی البحر ان مرادہ لعدم الوقوع فی المشبہ بہ عدمہ دیانة ثم نقل عن البزازیة والقنیة لو اراد بہ الخبر عن الماضی کذبا لا یقع دیانة وان اشھد قبل ذلک لا یقع قضاء ایضا، ویمکن حمل ما فی الخانیة علی ما اذا اشھد علی انہ یقر بالطلاق ھازلا ثم لا یخفی ان ما مر عن الخلاصة انما ھو فیما لو انشأ الطلاق ھازلا وما فی الخانیة فیما لو اقر بہ ھازلا فلا منافاة بینھما، قال فی التلویح وکما انہ یبطل الاقرار بالطلاق والعتاق مکرھا کذلک یبطل الاقرار بھما ھازلا لان الھزل دلیل الکذب کالاکراہ حتی لو اجاز ذلک لم یجز لان الاجازة انما تلحق سببا منعقدا یحتمل الصحة والبطلان وبالاجازة لا یصیر الکذب صدقا وھذا بخلاف انشاء الطلاق والعتاق ونحوھما مما لا یحتمل الفسخ فانہ لا اثر فیہ للھزل.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲:۴۵۹ قبیل مطلب فی تعریف السکران وحکمہ)

والدین کے گھر چلی گئی اور خاوند سے سول جج کے پاس تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا، کیا یہ فیصلہ شریعت میں تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حافظ گل رحیم خطیب اڈہ مسجد صوابی......۱۸/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت مضمون بالا یہ عورت آزاد ہے اور دوسری جگہ با قاعدہ نکاح کر سکتی ہے کیونکہ استحلال معصیت حسب تصریح متکلمین وفقہاء کفر ہے ﴿۱﴾۔قال فی شرح التنویر: ومن یستحل الرقص قالوا بکفره ولا سیما بالدف یلهو ویزمر، وتمام الکلام فی ردالمحتار ۴: ۲۵۹ کتاب المرتد ﴿۲﴾ اور چونکہ دار مدار دلیل استحلال ہے نہ عین اعتقاد حلت حرام، لکونه خفیا، اور صورت مسئولہ میں دلیل استحلال بلا شک موجود ہے گناہ کو ذریعہ معاش بنانا اس پر فخر کرنا وغیرہ واضح دلائل ہیں ﴿۳﴾۔وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الشیخ محی الدین بن بهاء الدین: (قوله ولا نکفر مسلما بذنب من الذنوب وان کانت کبیرة اذا لم یستحلها) واما اذا استحل الذنب وان کانت صغیرة یکون مکذبا للشارع فی النهی فیزول التصدیق علی قلبه فیکون کافراً نعوذبالله.

(القول الفصل شرح فقه الاکبر ۳۰۲ ولا نکفر مسلما بذنب الخ)

﴿۲﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۳:۳۳۷ قبیل باب البغاة)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن البزاز الکردری: والقرطبی علی ان هذا الغناء وضرب القضیب والرقص حرام بالاجماع عند مالک وابی حنیفة والشافعی واحمد فی مواضع من کتابه...... ورأیت فتویٰ شیخ الاسلام سید جلال الملة والدین الکیلانی رضی الله عنهم ان مستحل هذا الرقص کافر ولما علم ان حرمته بالاجماع لزم ان یکفر مستحله وللشیخ الزمحشری فی کشافه کلمات فیهم یقوم بها علیهم الطامة وصاحب النهایة والامام المحبوبی ایضا اشد من ذلک عزم علی ان یأمر بالکفر کفر.

(فتاویٰ بزازیة علی هامش الهندیة ۶: ۳۴۹ المتفرقات من آخر الکتاب)

شوہر مرتد ہوجائے تو تین حیض گزرنے کے بعد نکاح ختم اور کالعدم ہوجاتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید سنی اہلسنت مسلمان تھا کچھ عرصہ بعد مرزائی قادیانی بن گیا، اس عرصہ میں اولاد بھی ہوئی اس کی بیوی بدستور سنی رہی اور کئی دفعہ اسے ربوہ لے جا کر مرزائی خلیفہ کی بیعت کرنے پر مجبور کیا، مگر اس نے انکار کیا اب جبکہ مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے زید کو توبہ کرنے کا مشورہ دیا گیا لیکن وہ مرتد رہنے پر مصر ہے اب کیا یہ ضروری ہے کہ زید مسلمان بیوی کو طلاق دے دے یا طلاق خود بخود واقع ہوجاتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: صوفی عبدالکریم راولپنڈی......۱۹۷۴ء/۱۱/۳

الجواب: مسلمان عورت کا مسلمان خاوند جب مرتد ہوجاتا ہے تو خاوند کے اصرار یا تین حیض گزرنے کے بعد سابق نکاح ختم اور کالعدم ہوجاتا ہے، طلاق یا خلع کی ضرورت نہیں پڑتی اور جب خاوند ابتداء الامر سے یعنی عقد نکاح کے وقت سے کافر او مرتد ہوتو یہ نکاح ابتداء الامر سے کالعدم ہوتا ہے، خواہ خاوند اصرار اور اباء کرتا ہو یا نہ، یہ مسائل شامی ﴿۱﴾ بحر، فتح اور عالمگیریہ ﴿۲﴾ میں مسطور ہیں۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: والعدة في حق حرة ولو كتابية تحت مسلم تحيض لطلاق ولو رجعيا او فسخ بجميع اسبابه، قال ابن عابدين: (قوله بجميع اسبابه) مثل الانفساخ بخيار البلوغ...... والردة في بعض الصور.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۱۵۱ قبيل مطلب حكاية شمس الائمةالسرخسي باب العدة)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وان اخبرت المرأة ان زوجها قد ارتدلها ان تتزوج بآخر بعد انقضاء العدة في رواية الاستحسان وفي رواية السير ليس لها ان تتزوج قال شمس الائمة السرخسي الاصح رواية الاستحسان كذا في فتاوىٰ قاضي خان في باب الردة.

(فتاوىٰ عالمگيرية ۱: ۳۴۰ قبيل الباب الحادي عشر في القسم باب نكاح الكفار)

طلاق رجعی میں رجوع کرنے والے کو بطور طنز طلاقی وغیرہ کہنا جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے بیوی کو ایک طلاق دے کر پھر رجوع کرلیا تھا، جیسا کہ دین اسلام میں یہ جائز ہے، کافی عرصہ سے دونوں آباد ہیں اور خوشی سے رہ رہے ہیں (۱) کیا شرعاً اس میں تو کوئی نقصان نہیں ہے؟ (۲) اگر کوئی شخص طنز کے طور پر کہا کرے کہ زید نے طلاق دی تھی اس کیلئے یہ بیوی حلال نہیں وغیرہ، اس شخص کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد سلیم بقلم خود

الجواب: چونکہ طلاق رجعی کے بعد رجوع جائز ہے، لقولہ تعالیٰ: الطلاق مرتٰن فامساک بمعروف او تسریح باحسان، (سورۃ البقرۃ)﴿۱﴾ لہٰذا زید پر کوئی گناہ اور حرج نہیں ہے، اور اس پر طنز کرنے والا اگر جاہل ہو تو اس کو سمجھایا جائے اور اگر باوجود علم وسمجھ کے طنز کرتا ہو تو اس کو تعزیر دینی ضروری ہے، فی الدرلمختار: وعزر کل مرتکب منکر او مؤذی مسلم بغیر حق بقول او فعل﴿۲﴾. وھو الموفق

بلا سوچ وبلا قصد الفاظ طلاق کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ماں نے بچے کو تین اخروٹ دیئے، بچے نے کہا کہ صرف تین اخروٹ؟ تین تو طلاق ہوتی ہے تو سامنے بچے کا والد بیٹھا تھا تو اس نے بلا سوچ وبلا قصد کہا کہ آپ کی ماں چھ طلاق سے طلاق ہے اب مسئلہ کا حل کیا ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: نامعلوم......

﴿۱﴾ (سورۃ البقرۃ آیت: ۲۲۹ پارہ: ۲ رکوع: ۱۳)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۳: ۱۹۹ فروع باب التعزیر)

الجواب: صورت مسئولہ میں اگر خاوند ہازل ہو یعنی ان الفاظ کے متعلق سبب طلاق ہونا معلوم تھا لیکن ان سے طلاق واقع کرنا مراد اور مقصود نہ تھا تو اس پر یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے (شرح التنویر علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۸۵)﴿۱﴾ اور اگر یہ خاوند جاہل ہو یعنی ان الفاظ کے متعلق سبب طلاق ہونا معلوم نہ تھا تو اس پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے، کما فی فتح القدیر ۳: ۳۵۱، ۳۵۲ باب ایقاع الطلاق، ولا بد من القصد بالخطاب بلفظ الطلاق عالما بمعناه او النسبة الى الغائبة..... والحاصل انه اذا قصد السبب عالما بانه سبب رتب الشرع حكمه عليه اراده اولم يرده واما اذا لم يقصده او لم يدر ما هو فيثبت الحكم عليه شرعا وهو غير راض بحكم اللفظ ولا باللفظ فمما ينبو عنه قواعد الشرع﴿۲﴾. فافهم. وهو الموفق

حمل کی صورت میں بھی طلاق واقع ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دی ہیں لیکن اس وقت وہ عورت حاملہ تھی اور اس شخص نے بھی بار بار حمل کا اقرار کیا ہے کیا حمل کی صورت میں طلاق واقع ہو سکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: امیر خان دربند ہزارہ.....۲۸/۶/۱۳۹۱ھ

﴿۱﴾قال العلامة الحصكفي: بخالف الهازل واللاعب فانه يقع قضاء وديانة لان الشارع جعل هزله به جدا فتح، قال ابن عابدين: (جعل هزله به جدا) لانه تكلم بالسبب قصدا فيلزمه حكمه وان لم يرض به لانه مما لا يحتمل النقض كالعتاق والنذر واليمين.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۲۱ قبيل مطلب في طلاق المدهوش).

﴿۲﴾ (فتح القدير في شرح الهداية ۳: ۲۵۱، ۲۵۲ باب ايقاع الطلاق)

الجواب: ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ حاملہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے ﴿۱﴾ بغیر حلالہ کے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة المرغيناني: وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع لانه لا يؤدى الى اشتباه وجه العدة وزمان الحبل زمان الرغبة في الوطء لكونه غير معلق او يرغب فيها لمكان ولده منها فلا تقل الرغبة بالجماع.

(هداية على صدر فتح القدير ۳:۳۲۷ باب طلاق السنة)

باب صريح الطلاق

طلاق صریح میں نیت بینونت لغواور نامنظور ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا ایک دوست بیوی کے ساتھ لڑ پڑا وہ بیوی کو مارتا تھا لیکن لوگوں نے اسے نہیں چھوڑا، وہ دروازے سے باہر کھڑا تھا اور غصے میں دو دفعہ کہا کہ جاؤ تم مجھ پر طلاق ہو جاؤ تم مجھ پر طلاق ہو، اس وقت اس کی نیت طلاق مغلظہ کی تھی کیا یہ طلاق واقع ہوئی؟ بینوا توجروا

المستفتی: غنی الرحمٰن جڑوبہ نوشہرہ......۶/ رجب ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ بیوی اس خاوند پر دو طلاق رجعی سے مطلقہ ہوئی ہے ﴿۱﴾ مطلقہ مغلظہ نہیں ہوئی ہے کیونکہ ایسے صریح الفاظ میں نیت بینونت لغو اور نامنظور ہوتی ہے، کما فی ردالمحتار ۵۹۲:۲ ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: ان الصريح نوعان صريح رجعي وصريح بائن فالاول ان يكون بحروف الطلاق بعد الدخول حقيقة غير مقرون بعوض ولا بعدد الثلاث لانصا ولا اشارة ولا موصوف بصفة تنبئ عن البينونة او تدل عليها من غير حرف العطف ولا مشبه بعدد او صفة تدل عليها.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۷ مطلب الصريح نوعان رجعي وبائن)

﴿۲﴾ قال العلامة محمد امين: (قوله اولم ينو شيئا) لما مر ان الصريح لا يحتاج الى النية ولكن لا بد في وقوعه قضاء وديانة من قصد اضافة لفظ الطلاق اليها عالما بمعناه ولم يصرفه الى ما يحتمله كما افاده في الفتح وحققه في النهر.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۷ مطلب في قول البحر باب الصريح)

ارتداد زوجین کی وجہ سے بینونت واقع ہوتی ہے نہ کہ طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ احدالزوجین مرتد ہوجائے تو نکاح کا کیا حکم ہے طلاق واقع ہوتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلام سرور اسلام آباد......۱۴۰۱/۶/۴ھ

الجواب: کلمات کفریہ بولنے سے بینونت واقع ہوتی ہے مگر طلاق واقع نہیں ہوتی، ارتد احد الزوجين عن الاسلام وقعت الفرقة بغير طلاق في الحال قبل الدخول وبعده (هنديه ۱: ۳۶۱)﴿۱﴾. وهوالموفق

میاں بیوی کا کسی ڈرامہ میں فنکاری کرتے وقت تین طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میاں بیوی دونوں کسی ڈرامہ میں فنکاری کرتے وقت کوئی پارٹ ادا کرتے وقت فلم کی کہانی کی رو سے غصہ کی حالت میں تین طلاق دے دیں، تو کیا اس میاں کی بیوی کو اصل میں بھی طلاق پڑتی ہے یا نہیں؟ نیز ان کے اصل نام اور ہوتے ہیں لیکن ڈرامہ میں فرضی نام ہوتے ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: گلزار احمد حقانی......۱۹۸۷ء/۱/۳۱

الجواب: حکایت طلاق اگرچہ طلاق نہیں ہے﴿۲﴾ لیکن بے پردگی کو جائز بلکہ ترقی ماننے

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۳۹ الباب العاشر في نكاح الكفار)

﴿۲﴾قال العلامة ابن عابدين: ان الصريح لا يحتاج الى النية ولكن لا بد في وقوعه قضاء وديانة من قصد اضافة لفظ الطلاق اليها عالما بمعناه ولم يصرفه الى ما يحتمله كما افاده في الفتح وحققه في النهر احترازا عما لو كرر مسائل الطلاق بحضرتها او كتب ناقلا من كتاب امرأتي طالق مع التلفظ او حكى يمين غيره فانه......(بقيه حاشيه اگلے صفحه پر)

والے کا نکاح رہنا زیرِ غور ہے﴿۱﴾۔ وھو الموفق

طلاق قطعی طلاق بائن کو کہا جاتا ہے نہ کہ ثلاثہ کو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج سے تقریباً پانچ سال قبل بیمار ہونے کی وجہ سے اپنی بیوی کو ان الفاظ پر دستخط کر کے طلاق دی، میں اپنی زوجہ کو بوجہ گھریلو ناچاقی طلاق قطعی دیتا ہوں طلاق قطعی دے کر فارغ کرتا ہوں، زوجہ میری خالہ زاد تھی اور طلاق کی وجہ صرف میری بیماری تھی کہ میں حقوقِ زوجیت ادا نہیں کر سکا، خلوت ضرور ہوئی ہے عرض ہے کہ اس سے کونسی طلاق واقع ہوگی اور حلالہ کی کیا صورت ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اسلم نجوال کینٹ......۱۹۹۰ء/۹/۱۲

الجواب: صورتِ مسئولہ میں تجدیدِ نکاح کافی ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ طلاق قطعی

(بقیہ حاشیہ) لا یقع اصلا ما لم یقصد زوجته.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲ :۴۶۷ مطلب الصریح یحتاج فی وقوعه الی النیة)

وفی الهندیة: رجل قال لامرأته انت طالق فقال له رجل ما قلت فقال طلقتها او قال قلت هی طالق فهی واحدة فی القضاء کذا فی البدائع.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱ :۳۵۵ اذا کرر الطلاق علی المرأة المدخول بها)

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری: وفی عمدة النسفی: واستحلال المعصیة کفر، قال شارحه القونوی کانه اراد والله اعلم، بالمعصیة المعصیة الثابتة بالنص القطعی...... وقال القاضی عضد الدین فی المواقف: ولا یکفر احد من اهل القبلة الا فیما فیه نفی الصانع القادر العلیم اوشرک او انکار للنبوة او ما علم مجیئه بالضرورة او المجمع علیه کاستحلال المحرمات.

(شرح فقه الاکبر ۱۶۲ مطلب یجب معرفة المکفرات لاجتنابها)

طلاق بائن یا طلاق غیر معلق کو کہا جاتا ہے نہ کہ طلاق ثلاثہ کو﴿۱﴾۔ وھو الموفق

طلاق منجز سے طلاق معلق باطل ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے منکوحہ کو طلاق معلق مثلاً ان دخلت الدار فانت طالق، کہہ دیں پھر دخول دار سے پہلے تین اور طلاق منجز دے دیئے پس منکوحہ عدت میں تھی کہ دخول دار بھی کیا تو کیا اب یہ طلاق معلق بھی واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر واقع ہو تو اب نئی عدت گزارے گی یا تداخل کافی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: فضل معبود جندول معیار.....۱۹۷۴ء/۱۲/۵

الجواب: چونکہ طلاق معلق طلاق منجز سے باطل ہوئی ہے لہٰذا اس پر عدت وغیرہا مرتب نہ ہوگی، کما فی الدر المختار: ویبطل تنجیز الثلاث للحرة والثنتین للامة تعلیقه للثلاث وما دونها، هامش ردالمحتار ۲: ۶۸۴﴿۲﴾. وھو الموفق

﴿۱﴾قال العلامة ابن عابدین: واما الثانی (بائن) فبخلافه وھو ان یکون بحروف الابانة وبحروف الطلاق لکن قبل الدخول حقیقة او بعده لکن مقرونا بعدد الثلاث نصا او اشارة او موصوفا بصفة تنبئ عن البینونة...... واختار فی الفتح ان القسم الثانی لیس من الصریح فلا حاجة للاحتراز عنه واستظهر فی البحر ما فی البدائع معللا بان حد الصریح یشمل الکل قال فی النهر للقطع بانه قبل الدخول او علی مال ونحو ذلک لیس کنایة الخ.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۶۷ مطلب الصریح نوعان رجعی وبائن)

وقال العلامة الحصکفی: ویقع بقوله انت طالق بائن او البتة، قال ابن عابدین: البتة مصدر بت امره اذا قطع به وجزم نهر.

(الدر المختار مع الشامی ۲: ۴۸۷ بعید مطلب فی قول الامام ایمانی کایمان جبریل)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش ردالحتار ۲: ۵۳۹ باب التعلیق)

تعداد طلاق میں شک کی وجہ سے طلاق مغلظہ واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اڑھائی مہینے قبل قسم کی تھی اس کے کچھ الفاظ بھول جانا یقینی ہے یا صحیح الفاظ بولے ہوں مجھے یاد نہیں ہے مگر شک ہے کہ میں نے تین طلاق کا نام لیا تھا یا ایک یا دو، اب یاد نہیں ہے الفاظ کچھ اس طرح تھے مثال کے طور پر کہ میرے اوپر بیوی تین طلاق حرام ہے یا حرام ہوگی، ہو جائے گی، یا حرام ہو یا تین طلاق حرام ہو جائے، پتہ نہیں اس میں کونسا لفظ بولا تھا اب طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: جازو خان لارنس پور کیملپور......۱۹۷۷ء/۸/۵

الجواب: چونکہ آپ کا تین طلاق کے نام لینے میں شک ہے لہذا آپ پر بیوی مطلقہ مغلظہ نہیں ہوئی ہے، البتہ آپ احتیاطاً تجدید نکاح کریں، في الهندية ۱ :۳۸۷ في نوادر ابن سماعة عن محمد رحمة الله عليه اذا شك في انه طلق واحدة او ثلثا فهي واحدة حتى يستيقن او يكون اكبر ظنه على خلافه﴿۱﴾. وهو الموفق

طلاق رجعی کی عدت گزرنے کے بعد دو طلاق اور دینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو زبانی ایک طلاق دے دی کافی عرصہ بعد اس نے دو اور طلاقیں تحریراً دے دیں اسی اثنا میں وہ شخص ایک عالم کے پاس گیا اور اسے کہا کہ تقریباً عرصہ ڈیڑھ سال ہوا کہ میں نے اپنی بیوی کو مذکورہ ترتیب سے تین طلاقیں دی ہیں کیا تینوں واقع ہوگئی ہیں یا نہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ تینوں واقع ہوگئی ہیں اب بغیر حلالہ کے کوئی اور صورت نہیں ہو سکتی آپ صاحبان کی کیا رائے ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: سلطان محمد جامعہ فاروقیہ کالج روڈ اٹک......۱۹۸۸ء/۹/۴

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱ :۳۶۳ مطلب اذا شك انه مطلق واحدة او ثلاثا)

الجواب: اگراس خاوند نے یہ دوتحریری طلاقیں، طلاق اول کی عدت گزرنے کے بعد دی ہوں تو تجدید نکاح کافی ہے ﴿۱﴾ ورنہ باقاعدہ تحلیل کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ وھو الموفق

رجوع سے طلاق رجعی کا اثر ختم اور طلاق برحال خود باقی رہتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دوطلاقیں دیں پھر عدت کے اندر رجوع کرلیا، چار پانچ سال بعد اس آدمی نے پھر اپنی عورت کو ایک طلاق دے دی کیا یہ طلاق پہلی والی دوطلاقوں کے ساتھ جمع کی جائے گی تو مغلظہ بن جائے گی اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالوہاب مدرسہ منہاج العلوم زیاب ہنگو...... ۱۹۸۳ء/ ۸/ ۷

الجواب: رجوع سے طلاق رجعی کا اثر ختم ہوجاتا ہے طلاق کی ذات برحال خود باقی رہتی ہے پس اس شخص پر بظاہر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے اور بلا حلالہ اس کیلئے حرام ہوگی، لقوله تعالىٰ: فلا تحل

﴿۱﴾ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی طلاق کی عدت گزرنے کے بعد عورت شوہر سے جدا ہو کر محل طلاق نہیں رہی اس لئے عدت کے بعد دی گئی دوتحریری طلاقیں لغو متصور ہوں گی، کما في الشامية: والرجعي لا يزيل الملك الا بعد مضي العدة. (ردالمحتار ۲: ۵۷۲ باب الرجعة) وقال العلامة الكاساني: فلا يصح الطلاق الا في الملك او في علقة من علائق الملك وهي عدة الطلاق.

(بدائع الصنائع ۳: ۱۲۶ فصل واما الذي يرجع الى المرأة)

اور اگر پہلی طلاق کی عدت کے دوران یہ دوتحریری طلاقیں دی ہوں تو پھر بیوی اس شوہر پر مطلقہ مغلظہ ہوگی، قال العلامة ابن عابدين: عبارة الذخيرة وغيرها طلقها رجعية ثم قال في العدة جعلت هذه التطليقة بائنة او ثلاثا صح عند ابي حنيفة وهي اخصر من عبارة المصنف واظهر وقيد بقوله في العدة لانه بعدها تصير المرأة اجنبيةفلا يمكنه جعل طلاقها ثلاثا او بائنا.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۰۸ مطلب الصريح يلحق الصريح والبائن)...... (ازمرتب)

له من بعد حتی تنکح زوجا غیره (آلایة)﴿۱﴾. وهو الموفق

طلاق رجعی میں عدت کے اندر رجوع نہ کرنے کی صورت میں تجدید نکاح کے بغیر چارہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی تھی جبکہ عدت کے اندر میں رجوع نہ کرسکا، اور اب بھی چند ماہ تک اس سے نہیں مل سکا اور نہ ہی یہاں دیار غیر میں گواہوں کے سامنے رجعت کی، اب جبکہ تین حیض گزر چکے ہیں لیکن میں بیوی کو چھوڑنا نہیں چاہتا اور آئندہ اپریل میں وطن جارہا ہوں اس کے ساتھ تجدید نکاح یا طلاق یا حلالہ کا کیا حکم شرعی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: م، ظ یواے ای ابوظبی......۸/ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: اگر آپ عدت گزر جانے سے قبل زبانی مراجعت کرتے تو تجدید نکاح کی ضرورت نہ پڑتی خواہ یہ مراجعت گواہوں یا بیوی کے حضور میں ہوتی یا غیر حضور میں ﴿۲﴾ حالا اس نوعیت مسئولہ میں بغیر تجدید نکاح کے اور کوئی چارہ نہیں ہے البتہ تحلیل کی ضرورت نہیں بشرطیکہ آپ نے اس سے قبل دو طلاق

﴿۱﴾ قال العلامة ملا جیون: قوله تعالیٰ: فان طلقها فلا تحل له الآیة...... فقال اکثر المفسرین انها متصلة بقوله تعالیٰ: الطلاق مرتان، یعنی الطلاق الرجعی مرة او مرتان فان طلقها بعدها تطلیقة ثالثة فلا تحل له بعد ذلک ابدا حتی تنکح زوجا اخر غیره ثم دخل بها ذلک الزوج.

(التفسیرات الاحمدیة ۱۲۷ بحث تمسک المعتزلة وجوابه)

﴿۲﴾قال العلامة عبد الله الموصلی: الطلاق الرجعی لا یحرم الوطء وللزوج مراجعتها فی العدة بغیر رضاها وتثبت الرجعة بقوله راجعتک ورجعتک...... وبکل فعل تثبت به حرمة المصاهرة من الجانبین ویستحب ان یشهد علی الرجعة الخ.

(الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۸۹ باب الرجعة)

(کسی بھی وقت) نہیں دی ہوں ﴿۱﴾۔وھو الموفق

طلاق رجعی میں تین حیض گزرنے سے قبل رجوع کرسکتا ہے مہر کا اس میں دخل نہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی اور حق مہر اور نفقہ بھی اس کے حوالہ کردیا ایک ماہ تیرہ دن گزرنے کے بعد زید نے رجوع کرلیا اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ حق مہر ادا کرنے اور ایک ماہ تیرہ دن گزرجانے کی وجہ سے طلاق بائن پڑتی ہے لہٰذا رجوع نہیں کرسکتا صحیح مسئلہ کیا ہے؟بینوا توجروا

المستفتی: حافظ شیر زمان مدرسہ تجوید القرآن سول کوارٹر پشاور......۲۶/محرم ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ شخص تین حیض گزرنے سے قبل رجوع کرسکتا ہے ﴿۲﴾ اس میں مہر دینے اور نہ دینے کا کوئی دخل نہیں ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ اس شخص نے اس سے قبل دو طلاق نہ دی ہوں (ماخوذ از شامی ﴿۳﴾ وبحرالرائق) ﴿۴﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: وينكح مبانته بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالاجماع ومنع غيره فيها لاشتباه النسب.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۸۲ مطلب في العقد على المبانة)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وتنقطع الرجعة ان حكم بخروجها من الحيضة الثالثة ان كانت حرة.

(فتاویٰ عالمگيرية ۱: ۴۷۱ الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به الخ)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفي: (الرجعة) هي استدامة الملک القائم بلا عوض ما دامت في العدة اى عدة الدخول حقيقة اذ لا رجعة في عدة الخلوة ابن كمال.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۷۴ باب الرجعة)

﴿۴﴾قال العلامة ابن نجيم: (قوله هي استدامة الملک القائم في العدة) اى الرجعة ابقاء النكاح على ما كان مادامت في العدة......(بقيه حاشيه اگلے صفحه پر)

بیک لفظ ''طلاق'' کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی کالا نے اپنی عورت کو بیک لفظ ''طلاق'' کیا ہے کہ جا تجھے طلاق ہے اس واقعہ کو ایک مہینہ اور کچھ دن زیادہ گزر چکے ہیں اس کے گواہ بھی موجود ہیں اس سے کونسی طلاق واقع ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: خادم عبدالباری خطیب مسجد بیروٹ.....۱۹۷۵ء/۲/۸

الجواب: اگر اس شخص نے اس حادثہ سے پہلے اس بیوی کو دو طلاقیں نہیں دی ہوں تو یہ شخص عدت کے اندر اندر زبانی مراجعت کرے گا، اور اگر عدت گزر چکی ہو تو تجدید نکاح کرے گا حلالہ کی ضرورت نہیں ہے یہی طلاق رجعی کا حکم ہے، صرح به فی جمیع کتب الفتاویٰ والمعتبرات فلا حاجة الی نقل العبارات ﴿۱﴾. وهو الموفق

(بقیه حاشیه) لقوله تعالیٰ: فامسکوهن بمعروف لان الامساک استدامة الملک القائم لا اعادة الزائل وقوله تعالیٰ: وبعولتهن احق بردهن یدل علی عدم اشتراط رضاها وعلی اشتراط العدة اذ لا یکون بعدها بعلا. (البحر الرائق ۴: ۴۹ باب الرجعة)

﴿۱﴾ قال العلامة الموصلی: الطلاق الرجعی لا یحرم الوطء وهو ان یطلق الحرة واحدة او ثنتین بصریح الطلاق من غیر عوض، والدلیل علیه قوله تعالیٰ: وبعولتهن احق بردهن، والبعل هنا الزوج...... والانسان انما یملک ردالمنکوحة الی الحالة التی کانت علیها قبل الطلاق فلا یکون النکاح زائد امادامت العدة باقیة فیحل الوطء وللزوج مراجعتها فی العدة بغیر رضاها...... وله ان یتزوج مطلقته المبانة بدون الثلاث فی العدة وبعدها لان حل المحلیة باق اذ زواله بثالثة ولم توجد وانما لا یجوز لغیره فی العدة تحرزا عن اشتباه الانساب وهو معدوم فی حقه.

(الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۸۹، ۱۹۳ باب الرجعة)

طلاق رجعی میں عدت کے دوران رجوع نہ کرنے سے بائنہ ہوجاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دوبئی سے طلاق رجعی لکھ کر بھیجی ہے اور والدین کے منع کرنے پر دیگر دو طلاق نہیں بھیجیں اور کہتا ہے کہ دیگر طلاق نہیں بھیجوں گا لیکن اگر میری عورت میرے گھر میں ہو تو گھر نہ آؤں گا اس طلاق اول کے اب تین ماہ پورے ہونے والے ہیں کیا تین ماہ پورے ہونے پر اس شخص کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہوجائے گی؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد امین نرتوپہ اٹک......۱۹۹۱ء/۱/۸

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ بیوی عدت گزرنے کے بعد ایک طلاق بائن سے مطلقہ شمار ہوگی جس میں تجدید نکاح کافی ہے ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

اگر طلاق دینا مسلم یا مبرہن ہو تو عورت مطلقہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مجھے میرے خاوند نے کئی افراد کے سامنے متعدد دفعہ طلاق دی ہے اور کہتا ہے کہ اگر جمیلہ کو رکھوں تو اپنی ماں کو رکھوں جبکہ طلاق کے دو گواہ موجود ہیں اب کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: ج،م،ن، مری راولپنڈی......۱۶/ستمبر ۱۹۷۹ء

الجواب: اگر خاوند کی جانب سے ان الفاظ طلاق کا بولنا تسلیم شدہ یا شہادت سے ثابت شدہ ہو تو یہ بیوی مطلقہ اور آزاد ہوئی ہے، والمسئلة من الواضحات فلا حاجة الى نقل

﴿۱﴾ وفی الهندية: اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها وان كان الطلاق ثلاثا لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها.

(فتاوىٰ عالمگيرية ۱ : ۴۷۲ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

العبارات ﴿۱﴾. وهو الموفق

گواہوں کے سامنے طلاق ثلاثہ کے اقرار کے بعد صرف تجدید نکاح پر اکتفاء جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے میرے اور ہمارے محترم قاری صاحب کے سامنے اقرار کیا کہ میں نے اپنی بیوی چھوڑ دی تین شرط طلاق پر، اب بغیر حلالہ کے یہ عورت اس کیلئے حلال ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اور اقرار کے بعد ایک مولوی صاحب نے ان کا تجدید نکاح کیا، کیا صرف تجدید نکاح اس صورت میں کافی ہوگی؟ بینو اتو جروا

المستفتی: مولانا قاری فضل ربی صاحب تا جک حضرو اٹک......۱۹۸۸ء/ ۸/ ۳۰

الجواب: اگر اس شخص کا بیوی کو تین طلاق دینا تسلیم شدہ یا شہادت شرعیہ سے ثابت شدہ ہو تو اس پر یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے ﴿۲﴾ با قاعدہ حلالہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے اور قرآن واحادیث اور آثار سے یہی ثابت ہے پس صرف نکاح پر اکتفاء کرنا باطل اور کالعدم ہے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ وفی الهندیة: وشرط فیها شهادة رجلین او رجل وامرأتین سواء کان الحق مالا او غیر مال کالنکاح والطلاق.

(فتاویٰ عالمگیریة ۳: ۴۵۱ کتاب الشهادات الباب الاول)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: ونصابها لغیرها فی الحقوق سواء کان مالا او غیره کنکاح وطلاق رجلان او رجل وامرأتان.

(الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۴: ۴۱۳ کتاب الشهادات)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدین: وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاث قال فی الفتح بعد سوق الاحادیث الدالة علیه وهذا یعارض ما تقدم واما امضاء عمر الثلاث علیهم مع عدم...... (بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

طلاق ثلاثہ میں تحلیل کے بغیر چارہ نہیں اور طلاق رجعی میں رجوع کافی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مہینہ ہوا کہ میرا اپنے شوہر سے جھگڑا ہو گیا تھا، غصہ میں انہوں نے طلاق کہدیا مجھے بھی غصہ آیا اور غلطی بھی میری تھی کہ میں نے بھی غصہ میں چھوٹے لڑکے کو بہن کے پاس بھیج دیا کہ مجھے بلالو، میرے بہنوئی اور بہن آئیں انہوں نے پوچھا کہ طلاق کا کہا تھا یا نہیں تو میرے شوہر اور میں نے کہا کہ ہاں کہا تھا اس پر میری بہن مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئی اور میرے تین چھوٹے بچے چھوڑ کر چلی، میرے شوہر نے کہا کہ آپ کے بچے ہیں ان تینوں کو اپنے پاس رکھو، پھر لوگوں نے درمیان میں آکر ہمیں سمجھایا کہ یہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کا کیا بنے گا، بہرحال صلح کے وقت شوہر نے سب کے سامنے یہی کہا کہ میں نے غصہ میں آکر طلاق کہا ہے حقیقۃً میں نے طلاق نہیں دی ہے اگر میں طلاق دیتا تو تحریری طلاق دیتا، میری ایک لڑکی باپ کے کہنے پر مجھے گھر لے آئی ہے اب برائے مہربانی مجھے جلد از جلد جواب سے نوازیں کہ مجھے کتنا کفارہ ادا کرنا ہے تاکہ کفارہ ادا کر کے شوہر کے پاس گھر چلی جاؤں؟ بینوا توجروا

المستفتی: شہاب الدین نوشہرہ صدر......۲۵/شوال ۱۳۸۹ھ

الجواب: اگر شوہر نے تین طلاق دی ہوں تو بغیر تحلیل کے کوئی چارہ نہیں ہے تحلیل کی تفصیل

(بقیہ حاشیہ) مخالفة الصحابة له وعلمه بانها كانت واحدة فلا يمكن الا وقد اطلعوا في الزمان المتأخر على وجود ناسخ او لعلمهم بانتهاء الحكم لذلك لعلمهم باناطته بمعان علموا انتفاء ها في الزمن المتأخر وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲:۴۵۵ كتاب الطلاق)

مقامی علماء سے معلوم کی جائے اور اگر ایک یا دو طلاق دی ہوں تو عدت کے اندر زبانی رجوع کافی ہے اور عدت کے بعد تجدید نکاح حکم شرعی ہے﴿۱﴾۔وھوالموفق

گھر میں موجود تین بیویوں میں سے ایک پر بلاتعین طلاق کی صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی تین بیویاں ہیں یہ شخص گھر سے باہر چلا گیا تھا جب واپس آیا تو دروازہ کھولنے کیلئے آواز دی، اندر سے ایک عورت آ کر دروازہ کھول کر واپس چلی گئی اور اس شخص نے نہیں دیکھا کہ یہ کونسی عورت تھی پھر جب یہ شخص اندر چلا گیا تو اس نے کہا کہ جس عورت نے میرے لئے دروازہ کھولا ہے وہ مجھ پر تین طلاق سے طلاق ہے اب تینوں عورتیں منکر ہیں حتی کہ قسم بھی ہر ایک کرتی ہے کہ دروازہ میں نے نہیں کھولا ہے نیز ماسوائے ان تینوں عورتوں کے اور کوئی بھی نہیں تھا اب کس بیوی پر یہ طلاق واقع ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد رفیق......۲/ جولائی ۱۹۷۵ء

الجواب: اگر جوار (پڑوس) وغیرہ سے کسی اجنبی کے آنے کا احتمال ہو تو معاملہ سنبھل جائے گا ورنہ اس شخص پر تمام بیویوں کے ساتھ جماع وغیرہ حرام ہوگا اگرچہ مطلقہ صرف ایک بلاتعین ہوگی، یدل علیہ ما فی الھندیة ۱: ۳۸۹ ولو طلق احدی نسائه الاربع ثلاثا ثم اشتبهت وانكرت كل واحدة ان تكون هي المطلقة لا يقرب واحدة منهن لانه حرمت عليه احداهن ويجوز ان تكون كل واحدة وقال اصحابنا رحمهم الله تعالىٰ كل مالا يباح عند الضرورة لا

﴿۱﴾ وفي الهندية: اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الامة لم تحل حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها، كذا في الهداية.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۴۷۳ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

یجوز التحری فیه والفروج من هذا الباب ﴿۱﴾. وهو الموفق

ہمارے عرف میں تین شرط تین دفعہ کو کہا جاتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ان الفاظ میں طلاق دی ہے کہ تو مجھ پر تین شرط پر طلاق ہے کیا اس سے تین طلاق پڑتی ہیں حالانکہ لفظ شرط لغو معلوم ہوتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عطاء الرحمٰن پولیس لائن اٹک...... ۱۹۸۸ء/۹/۲۹

الجواب: ہمارے بلاد کے عرف میں تین شرط تین دفعہ کو کہا جاتا ہے اس لئے اس عرف کی بنا پر یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

تین شرط طلاق سے بیوی مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی شریف نے اپنی بیوی کو روبروئے گواہان مسمی علی، امین اور زمان تین شرط طلاق دی اور بیوی سامنے موجود تھی لیکن بیوی کا نام نہیں لیا، بیوی اور شوہر کے درمیان پھر جھگڑا جاری رہا جھگڑتے جھگڑتے دوسرے آدمی کے گھر پہنچے اور اسی جگہ غصہ کی حالت میں بھی یہ الفاظ استعمال کئے اس شہادت کے مطابق مسمی شریف کیلئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مقبول الرحمٰن...... ۱۹۷۵ء/۱/۲

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۶۴ قبیل الفصل الثانی فی اضافة الطلاق الی الزمان)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: العرف والعادة ما استقر فی النفوس من جهة العقول وتلقته الطباع السلیمة بالقبول...... واعلم ان اعتبار العادة والعرف رجع الیه فی مسائل کثیرة حتی جعلوا ذلک اصلا فقالوا تترک الحقیقة بدلالة الاستعمال والعادة الخ.

(شرح عقود رسم المفتی ص۳۷ والعرف فی الشرع له اعتبار)

الجواب: بشرط صدق وثبوت اس خاوند پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے بغیر تحلیل کے اب چارہ نہیں ﴿۱﴾۔وھو الموفق

تین شرط قائم کر کے طلاق دے دی اگر چہ مذاق میں ہو طلاق مغلظہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے گھریلو ناچاقی کی وجہ سے اپنی بیوی کو تین شرط قائم کر کے طلاق دے دی، طلاق کے وقت یہ شخص باہوش وحواس تھا اسی وجہ سے لڑکی والدین کے گھر آ گئی لڑکے نے دوبارہ رجوع کیا کہ میں لڑکی کو واپس لے جاؤں گا اور یہ الفاظ میں نے مذاق میں کہے ہیں میں نے تین طلاق شرط پر کیا ہے مگر مذاق کی شکل میں، اس کے یہ الفاظ کافی آدمیوں نے سنے ہیں بطور شہادت دو آدمیوں کے نام یہ ہیں .... اگر ضرورت محسوس ہوئی تو مزید آدمی بھی شہادت دیں گے، نیز مذکور نے یہ تصدیق کی ہے کہ میں نے یہ الفاظ مذاق میں کہے تھے اب لڑکی اس کے ساتھ جانے سے انکار کر رہی ہے مسئلہ کا حل کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: گل رحمٰن کونگی باڑیاں کیمپ......۱۹۷۱ء/۱۲/۲۳

الجواب: اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے اگر چہ یہ الفاظ اس نے مذاق اور ہزل کے طور سے بولے ہوں، **فی الدر المختار : بخلاف الھازل فانه یقع قضاء ودیانة لان الشارع جعل ھزله به جدا ھامش ردالمحتار ۲ :۵۸۵﴿۲﴾. وھو الموفق**

﴿۱﴾ وفی الھندیة: وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة لم تحل حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بھا لم یطلقھا او یموت عنھا کذا فی الھدایة.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱ :۴۷۳ فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۲ :۴۶۱ کتاب الطلاق)

غصہ کی حالت میں مجھ پر بیوی گیارہ شرط پر طلاق ہے کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی بیوی کے ساتھ معمولی بحث پر تکرار ہوئی جس میں مرد کے ہوش وحواس صحیح نہیں تھے اور غصہ میں آ کر اس نے بیوی کو کہا کہ مجھ پر بیوی گیارہ شرط پر طلاق ہے، ایک گھنٹہ بعد وہ اپنی بات پر پشیمان ہو چکا تھا اور طلاق سے انکار کر دیا کہ میں نے غصہ کی حالت میں طلاق دے دی ہے میرے ہوش وحواس ٹھیک نہیں تھے، اس موقع پر ہم موجود تھے اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ واقعتاً اس مرد کے ہوش وحواس ٹھیک نہیں تھے، نیز بروئے شریعت ایک دو تین شرط کا نام بھی نہیں لیا ہے، اب شرعی حل کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اکرم خان شنکیاری مانسہرہ

الجواب: اگر اس شخص کا غصہ کے وقت تمام کلام یا اکثر کلام بے ہودہ ہوتا ہو اور یہ کیفیت مقامی لوگوں کو معلوم ہو تو اس کی طلاق نامنظور ہے ورنہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے، **في ردالمحتار ۲: ۵۸۷ فالذي ينبغي التعويل عليه في المدهوش ونحوه اناطة الحكم بغلبة الخلل في اقواله وافعاله الخارجة عن عادته (الى ان قال) فما دام في حال غلبة الخلل في الاقوال والافعال لا تعتبر اقواله وان كان يعلمها ويريدها﴿۱﴾ . وهو الموفق**

چھ کلمات پڑھ کر نکاح کیا تھا اب یہی کلمات پڑھ کر طلاق دیتا ہوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے یہ الفاظ کہہ دیئے ہیں کہ چھ کلمات پڑھ کر کہا کہ میں یہ چھ کلمات پڑھ کر اس کو زوجیت میں لایا تھا اور اب یہی کلمات پڑھ کر

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۳ مطلب في طلاق المدهوش)

اس کوطلاق دیتا ہوں اس کا کیا حکم ہے؟بینوا توجروا

المستفتی:محمد اجمل......۲۹/ذی قعدہ۱۳۹۱ھ

الجواب: چونکہ یہ الفاظ عرف میں بینونت کیلئے استعمال ہوتے ہیں﴿۱﴾لہٰذا یہ بیوی بغیر تجدید نکاح کے واپس نہیں ہوسکتی ہے البتہ حلالہ کی ضرورت نہیں ہے﴿۲﴾۔وھو الموفق

اگر بیوی واقعی طلاق چاہتی ہے تو تین طلاق ہے،کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا اس طرح طلاق واقع ہوتی ہے کہ گواہ بھی نہیں ہے نیز عورت کے باپ کا نام بھی نہیں لکھا ہے اور عورت کو طلاق کا اختیار دیا گیا ہے طلاق نامہ کچھ یوں ہے کہ''مسماۃ فلانہ طلاق چاہتی ہے اگر یہ واقعی طلاق چاہتی ہے تو یہ تین عدد طلاق سے طلاق ہے''اس کا کیا حکم ہے؟بینوا توجروا

المستفتی:ڈاکٹر مثل خان ڈاگئی صوابی......۱۹۸۸ء/۴/۳۰

الجواب: ایسا کلام دوطرح استعمال ہوتا ہے،اول تعلیق دوم مجازاۃ، کما فی ردالمحتار ۳:۳۴۳ قال فی البحر فلو سبته بنحو قرطبان وسفلة فقال ان کنت کما قلت فانت طالق تنجز سواء کان الزوج کما قالت اولم یکن لان الزوج فی الغالب لا یرید الا

﴿۱﴾قال العلامة ابن عابدین: واما الثانی (البائن) وھو ان یکون بحروف الابانة وبحروف الطلاق لکن قبل الدخول حقیقة او بعده لکن مقرونا بعدد الثلاث نصا او اشارة او موصوفا بصفة تنبیء عن البینونة او تدل علیھا من غیر حرف العطف او مشبھا بعدد او صفة تدل علیھا. (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲:۴۶۷ مطلب الصریح نوعان رجعی وبائن)

﴿۲﴾وفی الھندیة: اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجھا فی العدة وبعد انقضائھا. (فتاویٰ عالمگیریة ۱:۴۷۳ فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به)

ایذاء ها بالطلاق فان اراد التعلیق یدین وفتویٰ اھل بخارا علیه﴿۱﴾ پس اگر خاوند نے یہ تحریر انتقام کے ارادہ سے کی ہوتو یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے اور اگر تعلیق کے ارادہ سے کی ہوتو بیوی کے چاہنے کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوتی﴿۲﴾۔وھو الموفق

(تم مجھ پر تین طلاق سے طلاق ہو) الفاظ کا غلطی میں منہ سے نکلنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ تم مجھ پر تین طلاق سے طلاق ہو لیکن یہ الفاظ منہ سے غلطی میں نکلے اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مثل خان خلیل تھکال پایان پشاور......۴/ ۷/ ۱۴۰۱ھ

الجواب: بظاہر اس خاوند پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے﴿۳﴾ ممکن ہے کہ (حاضر ہو کر) زبانی تفصیل سے کوئی مخرج پیدا ہو﴿۴﴾۔وھو الموفق

﴿۱﴾(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۳۶ مطلب التعلیق المراد به المجازاة دون الشرط)

﴿۲﴾ وفی الهندیة: رجل قال لامرأته انت طالق ثلاثا ان شئت فقال انا طالق فهو باطل وان قالت انا طالق ثلاثا فهو ثلاث کذا فی فتاویٰ قاضیٰ خان.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۴۰۴ الفصل الثالث فی المشیئة)

﴿۳﴾ وفی الهندیة: وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها کذا فی الهدایة.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۴۷۳ فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به)

﴿۴﴾ قال العلامة الحصکفی: او مخطئا بان اراد التکلم بغیر الطلاق فجریٰ علی لسانه الطلاق او تلفظ به غیر عالم بمعناه او غافلا او ساهیا وبالفاظ مصحفة یقع قضاء فقط، قال ابن عابدین: (قوله غیر عالم بمعناه) کما لو قالت لزوجها اقرأ علی اعتدی انت طالق ثلاثا ففعل طلقت ثلاثا فی القضاء لا فیما بینه وبین الله تعالی.....(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

تجھے میری طرف سے تین طلاق، طلاق مغلظہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری ہمشیرہ کی شادی میرے خالہ زاد بھائی کے ساتھ ہوئی ہے گھر میں معمولی ناچاقی کی بنا پر اس نے بیک وقت تین طلاقیں دے دیں اور کہا کہ تجھے میری طرف سے تین طلاق، اور اس کو دو تین بار دہرایا ہمشیرہ نے اس بات کا ذکر ہم سے قطعاً نہیں کیا، بعد میں میرے گھر آ کر میں نے باتوں باتوں میں ان سے یہ معلومات حاصل کیں، کیا اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوگئی ہے تو لڑکی مہر کی حقدار ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: فوارہ چوک پشاور

الجواب: بشرط صدق مستفتی یہ عورت اپنے خاوند پر مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے سوائے تحلیل کے کوئی چارہ نہیں ہے﴿۱﴾ اور اس خاوند پر مہر دینا واجب ہے﴿۲﴾ یہ تمام مسائل ائمہ اربعہ کے مابین اجماعی ہیں﴿۳﴾۔ وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ) اذا لم یعلم الزوج ولم ینو بحر عن الخلاصة. (الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۴۲۱ قبیل مطلب فی طلاق المدھوش)

﴿۱﴾وفی الھندیة: وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بھا ثم یطلقھا او یموت عنھا کذا فی الھدایة.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۴۷۳ فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به)

﴿۲﴾ وفی الھندیة: والمھر یتأکد باحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحیحة وموت احد الزوجین سواء کان مسمی او مھر المثل حتی لا یسقط منه شیئ بعد ذلک بالابراء من صاحب الحق کذا فی البدائع. (فتاوی عالمگیریة ۱: ۳۰۳ الفصل الثانی فیما یتأکد به المھر والمتعة)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدین: وذھب جمھور الصحابة والتابعین ومن بعدھم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاث..... وقد ثبت النقل عن اکثرھم صریحا بایقاع الثلاث ولم یظھر لھم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال. (ردالمحتار ھامش الدر المختار ۲: ۴۵۵ کتاب الطلاق)

تین بار لفظ طلاق کے استعمال سے طلاق مغلظہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو تین ماہ سے میرے اور میری بیوی کے درمیان میرے دوست واحباب کے بارے میں تلخی اور تکرار ہفتہ میں دو بار ضرور ہوا کرتی تھی میں نے دوست واحباب کو آزمایا وہ کسی غلط راستہ پر نہیں تھے میں نے اپنی بیوی کو بار ہا سمجھایا کہ دوست واحباب غلط نہیں، پھر بھی وہ اپنی ضد پر رہی چنانچہ ایک دن میری دکان پر آ کر مجھے اور میرے دوست واحباب کو گالی گلوچ دیتی رہی، میں خاموش رہا، رات کو گھر پر بھی ہنگامہ رہا میں برداشت کرتا رہا، اگلے دن میں شام کو جب گھر پہنچا تو بیوی نے مجھ سے طلاق مانگی، مختصر تکرار کے بعد میں گھر سے باہر چلا گیا رات کو جب گھر آیا بیوی نے مجھ سے طلاق حاصل کرنے کیلئے انتہائی جذباتی الفاظ استعمال کئے جسے میں برداشت نہ کر سکا، میں نے اپنے ایک عزیز کے روبرو تین بار اپنی بیوی کے سامنے طلاق کا لفظ استعمال کیا اس کے بعد سے آج کل وہ اپنے بچوں کے ہمراہ میرے ہی مکان کے ایک حصہ میں رہتی ہے ان دنوں وہ حاملہ بھی تھی آج تک میں نے حقیقت حال سے کسی کو آگاہ نہیں کیا ہے آپ نیک مشورہ سے نوازیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: م، ی، لانڈھی کراچی ۲۲......۱۹۷۱ء/۹/۱۳

الجواب: آپ پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

دس بارہ مرتبہ متواتر طلاق کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو متواتر دس بارہ

﴿۱﴾ وفی الهندية: وان كان الطلاق ثلاثا فی الحرة لم تحل له حتی تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها.

(فتاویٰ عالمگیرية ۱: ۴۷۳ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

مرتبہ گواہوں کے روبرو طلاق دیتی ہے اس شخص کے بار بار طلاق کہنے کا شرع محمدی میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد رفیق کوہالہ ایبٹ آباد......۱۹۷۲ء/۸/۲۲

الجواب: اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے، الا ان ینوی التاکید فیدین﴿۱﴾. وھو الموفق

تین پتھر طلاق سے بیوی مغلظہ بن جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے گھر میں غضب اور غصے میں کہا کہ میری عورت تین پتھر پر طلاق ہو، کیا غضب اور غصے میں اگر یہ طلاق واقع ہو تو تین واقع ہیں یا اس میں رجوع صحیح ہے؟ اور تین واقع ہونے میں یہ عورت زید کیلئے کس طرح حلال ہو سکتی ہے؟ حتی تنکح زوجا غیرہ (الآیۃ) سے کیا مراد ہے یعنی زوج ثانی دخول کرے یا صرف خلوت صحیحہ بھی کافی ہے؟ حلت کی جو صورت ہو لکھ کر ارسال فرماویں؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اسماعیل دیر......۱۹۷۵ء/۳/۲۳

الجواب: صورت مسئولہ میں بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے، بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے، عدت کے بعد دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور کم از کم ایک دفعہ جماع کرنے کے بعد طلاق دے دیں اگر چاہے، اور عدت گزرنے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کرے اگر بیوی چاہے﴿۲﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامۃ الحصکفی: کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین.
(الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۴۹۹ فروع باب طلاق غیر المدخول بھا)

﴿۲﴾ وفی الھندیۃ: وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بھا ثم یطلقھا او یموت عنھا...... ویشترط ان یکون الایلاج موجبا للغسل وھو التقاء الختانین. (فتاویٰ عالمگیریۃ ۱: ۴۷۳ فصل فیما تحل بہ المطلقۃ وما یتصل بہ)

حاملہ بیوی کو طلاق ثلاثہ اور مخلص کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) حاملہ بیوی کو تین طلاق دینا موثر ہے یا نہیں؟ (۲) اور طلاق ثلاثہ کے بعد جواز کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد فاروق واہ کینٹ......۱۹۷۷ء/۱۰/۳۰

الجواب: حمل کی حالت میں تین طلاق موثر ہیں اور اس سے بیوی مطلقہ مغلظہ بن جاتی ہے آثار صحابہ، نصوص قرآنی اور آئمہ کے مسلک سے بعینہ یہی ثابت ہے ﴿۱﴾ طلاق عورت نے خود سنی ہو یا معتمد علیہ گواہوں سے ثابت کر کے طلاق واقع ہو سکتی ہے اور بعد ازاں جواز کیلئے صرف حلالہ کی

﴿۱﴾ یجوز طلاق الحامل فی ای وقت شاء لما اخرجه المشکواة عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما انه طلق امرأة له وهی حائض فذکر عمر لرسول اللهﷺ فتغیظ فیه رسول اللهﷺ ثم قال لیراجعها ثم یمسکها حتی تطهر ثم تحیض فتطهر فان بداله ان یطلقها فلیطلقها طاهرا قبل ان یمسها فتلک العدة التی امر الله ان تطلق لها النساء، وفی روایة مره فلیراجعها ثم لیطلقها طاهرا او حاملا متفق علیه، اخرجه مسلم والنسائی وابوداؤد وابن ماجة. وقال الطیبی: دل علی اجتماع الحیض والحبل وقیل الحامل اذا کانت حائضة حل طلاقها اذ لا تطویل للعدة فی حقها لان عدتها بوضع الحمل، قال الملا علی القاری: وعندنا ان الحامل لا تحیض وما رأته من الدم فهو استحاضة...... ولنا قولهﷺ فیما رواه الدارقطنی عن ابن عمر انه طلق امرأته وهی حائض ثم اراد ان یتبعها بطلقتین اخیرتین عند القرائن فبلغ ذلک رسول اللهﷺ فقال یا ابن عمر ما هکذا امرک الله قد اخطأت السنة، السنة ان تستقبل الطهر فتطلق لکل قرء، فامرنی فراجعتها فقال اذا هی طهرت فطلق عند ذلک او امسک، فقلت: یا رسول الله لو طلقتها ثلاثا اکان یحل لی ان اراجعها؟ فقال: لا کانت تبین منک وکان معصیة، کذا ذکره ابن الهمام.

(هذا ما اخذت من مرقاة المفاتیح وغیره)......(مرتب)

صورت ممکن ہے ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

قرآن پر ہاتھ رکھ کر تین بار کہا تو مجھ پر طلاق ہے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عموماً میاں بیوی کے درمیان جھگڑے ہوتے رہتے ہیں میرا بھی گھر میں بیوی سے جھگڑا ہوگیا پہلے دفعہ جب جھگڑا ہوا تو بیوی نے قرآن پاک لاکر مجھے کہا کہ اس پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ تو مجھ پر طلاق ہے میں نے خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس پر صرف ہاتھ رکھا پھر صلح ہوگئی، کچھ مدت بعد پھر ہمارے درمیان ناچاقی ہوگئی اس نے پھر قرآن پاک لاکر کہا کہ اس پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ تو مجھ پر طلاق ہے بندہ بہت غصہ میں تھا، قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر ایک سانس میں تین بار میں نے کہا تو مجھ پر طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے اس کے بعد جھگڑا ختم ہو چکا اور بخوشی زندگی گزار رہے ہیں اب میں ملائیشیا میں ہوں اور لڑکی والدین کے پاس ہے کیا میں اس کو زوجہ کی حیثیت سے رکھ سکتا ہوں؟ بینوا توجروا

المستفتی: اقبال شاہ کولالامپور......۱۹۸۷ء/۱۱/۱۷

الجواب: اس تحریر کی بناپر آپ کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہوچکی ہے بغیر حلالہ کے کوئی چارہ نہیں ہے، فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره (الآية)﴿۲﴾ البتہ ممکن ہے کہ زبانی بیان سے

﴿۱﴾قال العلامة النسفي: (فان طلقها) مرة ثالثة بعد المرتين (فلا تحل له من بعد) من بعد التطليقة الثالثة (حتى تنكح زوجا غيره) حتى تتزوج غيره...... والاصارة شرطت بحديث العسيلة كما عرف في اصول الفقه والفقه فيه انه لما اقدم على فراق لم يبق للندم مخلصا لم تحل له الا بدخول فحل عليها ليمتنع عن ارتكابه (فان طلقها) الزوج الثاني بعد الوطء (فلا جناع عليهما) على الزوج الاول وعليها (ان يتراجعا) ان يرجع كل واحد منهما الى صاحبه بالزواج.

(تفسير مدارك ۱:۱۲۸ سورة البقرة آيت: ۲۳۰)

﴿۲﴾ (سورة البقرة آيت : ۲۳۰، ركوع: ۱۳، پاره: ۲)

کچھ آسانی معلوم ہو﴿۱﴾۔ وھو الموفق

تجھے طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت کہا تجھے طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے کیا بیک وقت تین طلاق واقع ہوتی ہیں یا ایک طلاق متصور ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: اصغر علی صدیقی میلوڈی مارکیٹ اسلام آباد......۱۹۸۹ء/۴/۱۳

الجواب: قرآن واحادیث اور آثار صحابہ کے رو سے تین طلاقیں تین ہوتی ہیں نہ کہ ایک اور یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے، خلافا للسلفیة﴿۲﴾ پس صورت مسئولہ میں بظاہر تین طلاقیں واقع ہوئی ہیں،

﴿۱﴾قال العلامة الحصكفي: كرر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين.
(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۴۹۹ فروع قبيل باب الكنايات)

﴿۲﴾وفي تعليق بلوغ المرام للبسام السلفي: ذهب جمهور العلماء ومنهم الائمة الاربعة وجمهور الصحابة والتابعين الى وقوع الطلاق الثلاث بكلمة واحدة اذا قال: انت طالق ثلاثا، ونحوه او بكلمات ولو لم يكن بينهن رجعة ولا نكاح، ودليلهم حديث ركانة بن عبد الله انه طلق امرأته البتة فاخبر النبي ﷺ بذلك فقال، والله ما اردت الا واحدة، وهذا الحديث اخرجه الشافعي وابوداؤد والترمذي وصححه وابن حبان والحاكم، ووجه الدلالة من الحديث استحلافه ﷺ للمطلق انه لم يرد بالبتة الا واحدة فدل على انه لو اراد بها اكثر لوقع ما اراده. واستدلوا ايضا بما في صحيح البخاري عن عائشة ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلقت فسئل رسول الله ﷺ اتحل للاول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول ولو لم تقع الثلاث لم يمنع رجوعها الى الاول الا بعد ذوق الشيئ عسيلتها، واستدلوا ايضا بعمل الصحابة ومنهم عمر بن الخطاب رضي الله عنهم على ايقاع الثلاث بكلمة واحدة ثلاثا كما نطق بها المطلق وكفى بهم.....(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

الا ان نوی التاکید او لم ینو شیئا من التاکید والاستیناف کما فی شرح التنویر مع ردالمحتار﴿۱﴾ لکن الله یعلم الکاذب من الصادق. وهوالموفق

ایک دوتین طلاق، تین چار دفعہ کہنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں اور میری بیوی باہر کھیت میں گندم کاٹتے ہوئے آپس میں جھگڑ پڑے، حتیٰ کہ میں نے غصہ میں آکر اسے کہہ دیا تمہیں ایک دوتین طلاق، ایک دوتین طلاق، اسی طرح تین یا چار دفعہ کہا اور ایک دوتین کہتے ہوئے انگلیوں پر اشارہ کرتا رہا، کیا طلاق واقع ہوئی؟ بینوا توجروا

المستفتی: ابن غلام محمد راولپنڈی

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ عورت خاوند پر مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے﴿۲﴾ حلالہ کے بغیر

(بقیہ حاشیہ) قدوۃ واسوۃ ولهم ادلة غیر ما سقنا، ولکن ما ذکرنا هو الصریح الواضح لهم...... وذهب جماعة من العلماء الی...... لا یقع علیها الا طلقة واحدة مروی عن الصحابة والتابعین وارباب المذاهب...... ومن ارباب المذاهب داود واکثر اصحابه...... منهم المجد عبد السلام بن تیمیة وکان یفتی بها سرا وحفیده شیخ الاسلام ابن تیمیة یجهر بها ویفتی بها فی مجالسه وقد عذب من اجل القول بها هو وکثیر من اتباعه ومنهم ابن القیم الخ.
(التعلیق علی بلوغ المرام من ادلة الاحکام ۲۶۱ کتاب الطلاق)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین، قال ابن عابدین: ای ووقع الکل قضاء وکذا اذا طلق اشباه ای بان لم ینو استینافا ولا تاکیدا لان الاصل عدم التاکید. (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۹۹ فروع قبیل باب الکنایات)

﴿۲﴾ قال العلامة الموصلی: والبدعة ان یطلقها ثلاثا او ثنتین بکلمة واحدة او فی طهر لارجعة فیه او یطلقها وهی حائض فیقع ویکون عاصیا.
(الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۲۰ کتاب الطلاق)

چارہ نہیں ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

خدااوررسول کوحاضروناظر جان کر بیوی کوطلاق دیتاہوں، تین بار کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لڑکی کے والد کے دباؤ اور بے حد رعب کی وجہ سے لڑکی کے شوہر سے مطالبہ کیا گیا کہ طلاق دے دو اور تجھے طلاق کر کے ہی جانا پڑے گا تم اس قابل نہیں ہو کہ بیوی رکھ سکو طلاق دو اور جاؤ دفع ہو جاؤ، وغیرہ، پھر دو آدمی بلوا کر بٹھا دیئے گئے اور لڑکے نے قرآن حکیم ہاتھ میں اٹھا کر یہ الفاظ تین بار کہہ ڈالے کہ میں قرآن شریف خدا اور رسول کو حاضر وناظر جان کر اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں، از روئے شرع طلاق ہوگئی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: سید مظفر احمد شاہ مرزا اٹک...... ۱۹۷۵ء/۱۰/۲۵

الجواب: محترم المقام دامت برکاتکم السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ پیغمبر ﷺ کا حاضر وناظر جاننا اور ماننا غیر اسلامی عقیدہ ہے اس سے تائب ہونا ضروری ہے، تمام مخلوق میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ حاضر وناظر نہیں بنایا ہے ﴿۲﴾ بہرحال مسئلہ کے متعلق واضح رہے کہ غیر مرتد خاوند پر ان الفاظ

﴿۱﴾ قال الشیخ شمس الحق الافغانی: ولو ابان الحرۃ بالطلقات الثلاث او الامۃ بالطلقتین فلیس له تزویجها حتی تنکح زوجا غیرہ بنکاح صحیح مع الدخول ثم تحصل الفرقۃ بینهما بالموت او الطلاق (من المحل المزبور).

(معین القضاۃ والمفتین ۷۸ الفصل الخامس فی الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامۃ محمود الاوزجندی: رجل تزوج امرأۃ بغیر شهود فقال الرجل والمرأۃ خدائے راویا پیغمبر مرا گواہ کر دیم، قالوا یکون کفرا لانه اعتقد ان رسول الله ﷺ یعلم الغیب وھو ماکان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت.

(فتاویٰ قاضی خان علی هامش الهندیۃ ۳: ۵۷۶ باب مایکون کفرا من المسلم ومالا یکون)

سے بیوی مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے اگر چہ یہ الفاظ بادل ناخواستہ یا جبر واکراہ سے بولے ہوں ﴿۱﴾ پس بغیر حلالہ کے چارہ نہیں ہوگا ﴿۲﴾ (ماخوذ از قاضی خان وردالمحتار وغیرہ). وھو الموفق

میری بیوی کو مسلسل تین طلاق ہے''اور بیس ہزار خلع ہے'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اس کی غیر موجودگی میں روبروئے گواہان طلاق دی اور یوں کہا کہ میری بیوی فلانہ بنت فلاں کو مسلسل تین طلاق ہیں اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اس پر بیس ہزار خلع ہے یہ الفاظ تین دفعہ دہرائے کیا عورت مغلظہ ہونے کے ساتھ ساتھ بیس ہزار روپیہ دینے کی بھی ذمہ دار ہے یا نہیں؟ بینو اتوجروا

المستفتی: قاری غلام رسول اسلام آباد......۱۹۷۹ء/۷/۱۷

الجواب: بشرط صدق وثبوت اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے ﴿۳﴾ اور اس عورت پر رقم رکھنا عوامی رسم ہے اسلامی رسم نہیں ہے ﴿۴﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مكرها فان طلاقه صحيح. (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۴۵۶ كتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة الافغاني: ولو ابان الحرة بالطلقات الثلاث فليس له تزويجها حتى تنكح زوجا غيره بنكاح صحيح مع الدخول ثم تحصل الفرقة بينهما بالموت او الطلاق (من المحل المزبور). (معين القضاة والمفتيين ۷۸ الفصل الخامس فى الطلاق)

﴿۳﴾قال العلامة ابن عابدين: (قوله ثلاث متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولى...... وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۴ كتاب الطلاق)

﴿۴﴾ قال العلامة محمد امين: (وكره تحريما اخذ شيئ) اى قليلا كان او كثيرا والحق ان الاخذ اذا كان النشوز منه حرام قطعا لقوله تعالىٰ فلا تأخذوا منه شيئا الا انه ان اخذ ملكه بسبب خبيث وتمامه فى الفتح. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۶۰۹ باب الخلع)

تجھے طلاق دیتا ہوں تو مجھ پر حرام ہے وغیرہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور ہندہ میں لڑائی ہوئی زید نے غصہ میں بے ساختہ کہا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں اس سے پہلے طلاق کا کوئی ذکر نہ تھا اس کے ساتھ ہی غصہ میں کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے ہندہ ذرا نزدیک ہوئی تو زید نے پھر کہا کہہ جو دیا ہے کہ مجھ پر حرام ہے ذہن میں یہ تھا کہ طلاق کہد یا ہے اس لئے مجھ پر حرام ہے از روئے شرع طلاق یا رجوع کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: امین احسن بیت المحمود چکوال......۱۹۸۹ء/ ۸/ ۱۴

الجواب: صورت مسئولہ میں تجدید نکاح کافی ہے، لان اللفظ الاول صریح واللفظ الثانی من الکنایات یقع به البائن عند نیة الطلاق والثالث لغو لان البائن لا یلحق البائن﴿۱﴾. وهو الموفق

بیوی کو طلاق دی ہے آئندہ کیلئے مجھ پر حرام ہے'' میں تجدید نکاح کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے اور آئندہ کیلئے مجھ پر حرام ہے اس سے کونسی طلاق واقع ہوئی اور تجدید کی گنجائش ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: قاضی سعید احمد راولپنڈی......۱۸/ شعبان ۱۴۰۹ھ

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن والبائن يلحق الصريح...... لا يلحق البائن البائن اذا امكن جعله اخبارا.

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۰۸، ۵۱۰ مطلب الصريح يلحق الصريح والبائن)

الجواب: صورت مسئولہ میں تجدید نکاح کرنا چاہئے، لکون الجملة الثانية محتملة لانشاء الطلاق وللتفريع حسب زعمه الفاسد﴿۱﴾. وهو الموفق

یو، دوه، درے، زما خزه زما دمخے خلاصه ده طلاقه ده" کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے والدین، سسر ساس اور دیگر چند افراد کے سامنے بیوی کے متعلق کہد یا کہ،یو، دوه، درے، زما خزه زما د مخے خلاصه ده طلاقه ده، یعنی ایک دو تین میری بیوی میری طرف سے آزاد ہے مطلقہ ہے، خوش دامن نے اپنے داماد کو کہا کہ ہوش میں ہو یا نشہ میں، تو داماد نے کہا کہ ہاں ہوش میں ہوں ایک دو تین زما دمخے خلاصه ده، اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوگی؟ اس کے بعد تین سال سے یہ عورت والدین کے گھر پر ہے اور شوہر نے کچھ پوچھا نہیں ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: سلطان محمود ناظم اعلیٰ دارالعلوم حقانیہ.....۲۹/۴/۱۴۰۱ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ عورت خاوند پر طلاق ہوئی ہے اور آزاد ہوئی ہے اور

﴿۱﴾قال العلامة ابن عابدين: ثم ظهر لي بعد مدة ما عسىٰ يصلح جوابا وهو ان لفظ حرام معناه عدم حل الوطء ودواعيه وذلك يكون بالايلاء مع بقاء العقد وهو غير متعارف ويكون بالطلاق الرافع للعقد وهو قسمان بائن ورجعي لكن الرجعي لا يحرم الوطء فتعين البائن وكونه التحق بالصريح للعرف لا ينافي وقوع البائن به فان الصريح قد يقع به البائن كتطليقة شديدة ونحوه كما ان بعض الكنايات قد يقع به الرجعي مثل اعتدى واستبرئ رحمك وانت واحدة، والحاصل انه لما تعورف به الطلاق صار معناه تحريم الزوجة وتحريما لا يكون الا بالبائن هذا غاية ما ظهر لي في هذا المقام الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۰۴ باب الكنايات قبيل مطلب لا اعتبار بالاعراب)

دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے، لوجود رکن الطلاق، اور سابق خاوند سے تجدید نکاح بھی کرسکتی ہے﴿۱﴾۔وھو الموفق

غصہ کی تین اقسام اور اس میں طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے چچازاد بھائی نے غصے میں تین سے زائد طلاقیں بیوی کو دیں اس کے اپنے دو ماموں اور تیسرا ایک محلہ دار خود گواہی سے انکار نہیں کر رہے ہیں لیکن مولانا عبدالمستعان مدظلہ نے تسلی دی کہ پریشانی کی ضرورت نہیں لیکن میری حیثیت کم ہے میں راستہ بتاؤں گا اور تحریر مولانا شفیع اللہ صاحب سے لے لیں وہ راستہ یا حیلہ یہ ہے کہ غصہ کی ایک حالت ایسی ہے جس میں طلاق واقع نہیں ہوتی اگر چہ بیس دفعہ طلاق کیوں نہ کہہ دے، اس پر ان تین گواہوں میں سے اس کے ایک ماموں نے گواہی دی کہ لڑکا غصے کی حالت میں تھا، اس کے ساتھ دو گواہ اور بھی تھے جو کہ اس معاملے میں موجود نہیں تھے، بہرحال اسی صورت حال میں مولانا شفیع اللہ صاحب نے پرچہ لکھ کر دیا کہ

﴿۱﴾اس طلاق دینے والے کا اول جملہ (زما دتخ خلاصہ دہ) اس جملہ کا مرادف ہے کہ مجھ سے آزاد ہے، اور ان الفاظ کو عربی زبان میں ســــرحتک سے تعبیر کی جاتی ہے جو کہ عرف فرس (فارسی والوں) میں صریح ہے جبکہ عربی میں کنایہ ہے اور ہمارے حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے ہمارے بلاد سلیمانیہ میں بھی اسے کنایہ قرار دیا ہے جیسا کہ آپ کے دوسرے فتاویٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی اور سلیمانیہ زبان میں یہ الفاظ کنائی میں سے ہیں علامہ شامی فرماتے ہیں: فاذا قال رھا کردم ای سرحتک یقع به الرجعی مع ان اصله کناية ایضا، (ردالمحتار ۲:۵۰۳ باب الکنایات) اس لئے اس اول جملہ سے طلاق بائن واقع ہوگی اور پھر دوسرا جملہ ''طلاق دہ'' یہ صریح ہے، وقال فی الشامية واذالحق الصریح البائن کان بائنا لان البینونة السابقة علیه تمنع الرجعة کما فی الخلاصة، (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲:۵۰۹ مطلب الصریح یلحق الصریح والبائن)، پس یہ طلاق بائن ہوگی، لہٰذا دوسری جگہ نکاح بھی جائز ہوگا اور سابق شوہر سے تجدید نکاح بھی کرسکتی ہے۔(ازمرتب)

طلاق واقع نہیں ہوئی، دوسری جانب لڑکا لڑکی کے مشترک رشتہ دار دوسرے علماء کے پاس پہنچ گئے انہوں نے فرمایا کہ غصے میں تین دفعہ طلاق دینے سے طلاق واقع ہوتی ہے اس پر لڑکے کے والدین ابھی تک ناراض ہیں بلکہ ان کے دشمن سمجھ رکھے ہیں میں نے مولانا صاحب سے ملاقات کی، آپ نے مجھے صاف فرمایا کہ میرا پرچہ قضا یا حکم نہیں ہے بلکہ مسئلہ ہے ہم کو کوئی جو کچھ سنا دیں اور استفتاء کرے ہم اس کا جواب دیتے ہیں آخرت کی ذمہ داری گواہوں اور مدعی مدعیٰ علیہ پر ہے۔

اب گاؤں کے عام لوگوں اور ننانوے فیصد مولوی وعلماء یہی فرماتے ہیں کہ معاملہ نہایت نازک ہے اگر لڑکا غصے کی اس حالت میں نہیں پہنچا تھا تو لڑکا لڑکی زنا میں مبتلا ہو جائیں گے اور گواہوں کی آخرت بھی خراب ہو جائے گی، فرماتے ہیں کہ اس معاملہ کا زیادہ تر تعلق تقویٰ سے ہے فتویٰ سے نہیں، فرماتے ہیں کہ سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکے نے سوچ سمجھ سے طلاق دی ہے کیونکہ خانگی معاملات تقریباً بارہ سال سے خراب ہیں بے انتہا احتیاط کی ترغیب دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اچھی بات یہ ہے کہ لڑکے اور اس کے والدین کو خوب سمجھایا جائے کہ دین آخرت اور حل وحرمت کے معاملہ میں مشکوک معاملہ نہیں کرنا چاہئے اس میں ضد کی کوئی بات نہیں جبکہ خود مولانا شفیع اللہ صاحب نے بہت ترغیب دی ہے کہ مسئلہ اپنی جگہ ہے لیکن اس معاملہ پر پتھر رکھو اور ایسا سمجھو کہ لڑکی کفن دفن ہوگئی، لڑکی بھی مولانا صاحب کے اس بیان سے متفق ہوگئی لڑکی کا بیان یہ ہے: میرا صبر ہے میں نے اپنی قسمت دیکھی مجھے نہ اس خاوند کی ضرورت ہے نہ دوسرے کی میں جانبین کی عزت رکھوں گی مجھے کفن دفن سمجھے اور مہر تک بھی نہیں مانگتی ہوں، لڑکی کا دوسرا بیان یہ ہے کہ میں زہر کھانے کو تیار ہوں لیکن جانا قبول نہیں کروں گی میری آخرت کو کیوں برباد کر رہے ہو جبکہ میں نے سب اور سارے الفاظ خود سنے ہیں اب سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ نیز اگر حلالہ کیلئے لڑکی تیار کی جائے تو حلالہ کیا جائے یا نہیں؟ تفصیل سے لکھدیں، نیز خدمت میں عرض یہ ہے کہ لڑکے کے والد کے نام ایک نصیحت نامہ ارسال کرے تاکہ تحقیق اور گواہی کرنے والوں کو دشمن نہ سمجھے محسن سمجھے؟ بینوا توجروا

المستفتی: ا ب، ت، بام خیل صوابی......۱۹۷۵ء/۳/۱

الجواب: واضح رہے کہ غصہ کی تین حالتیں ہیں اول یہ کہ ہوش وحواس اور گفتار وکردار تمام با قاعدہ اور درست ہوں تو اس حالت میں طلاق واقع ہوتی ہے دوسری یہ کہ اس سے بلا قصد وشعور، گفتار اور کردار صادر ہوں تو اسی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی، تیسری یہ کہ اس کے اکثر اقوال وافعال عادت کے خلاف اور بے ہودہ غیر سنجیدہ ہوں تو اسی حالت میں بھی طلاق واقع نہیں ہوتی، والتفصیل فی ردالمحتار ۲: ۵۸۹ وبعض العبارة مانصه: فالذی ینبغی التعویل علیه فی المدهوش ونحوه اناطة الحکم بغلبة الخلل فی اقواله وافعاله الخارجة عن عادته وکذا یقال فیمن اختل عقله لکبر او لمرض او لمصیبة فاجأته فما دام فی حال غلبة الخلل فی الاقوال والافعال لا تعتبر اقواله وان کان یعلمها ویریدها ﴿۱﴾ پس مقامی اور قریبی لوگوں سے تحقیق کی جائے کہ اس طلاق دینے کے وقت یا سابقہ اوقات میں اس کے غصہ کی کونسی کیفیت تھی اور اس کے حکم شرعی کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے، نیز واضح رہے کہ اگر کوئی شخص اس عورت کو وقوع طلاق کی صورت میں تحلیل کے پوشیدہ ارادہ سے نکاح کرے تو وہ مستحق ثواب واجر ہوگا، کما فی الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۴ اما اذا اضمرا ذلک لا یکره وکان الرجل ماجورالقصد الاصلاح وتاویل اللعن اذا شرط الاجر ذکره البزازی ﴿۲﴾، پس لڑکی کو حلالہ کیلئے نصیحت کرنے میں شرعی ضرر نہیں ہے دنیوی ضرر کا موازنہ رشتہ دار کریں۔ وهو الموفق والمسهل ولا حول ولا قوة الا بالله.

متعلقہ استفتاء کے ساتھ نصیحت نامہ

اس طلاق دینے والے اور اس کے والد کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد واضح رہے کہ معمولی

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۳ مطلب فی طلاق المدهوش)

﴿۲﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۸۷ باب الرجعة)

اور عام غصہ کی حالت میں طلاق واقع ہوتی ہے پس غصہ کی اس نوعیت کی تقدیر پر آپ دوسری شادی کا انتظام کریں عورتیں کم نہیں، آپ ضد نہ کریں دین ودنیا دونوں کی تباہی سے بچیں اور یا لڑکی کی رضا ورغبت سے تحلیل اور حلالہ کریں آپ کو اس مشورہ کا دینے والا نیک اور خدا ترس آدمی ہے اس کے مشورہ کو اپنی خیر خواہی سمجھیں، اس کو شرارت نہ کہیں، بے شک اگر لڑکا غیر معمولی غصہ میں جس کی تفصیل فتوی میں مسطور ہے مبتلا ہو کر طلاق دی ہو اور غصہ کے بعد طلاق کا اعادہ نہیں کیا تو اس کا حکم آسان ہے۔ **وھو الموفق**

۲۷ صفر المظفر ۱۳۹۵ھ...... محمد فرید عفی عنہ

"میں نے چھوڑ دیا ہے" الفاظ طلاق ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ایک عورت سے نکاح کر کے تقریباً تیرہ سال تک شادی نہیں کی، عورت کے رشتہ داروں نے مطالبہ کیا کہ اس سے شادی کر دو یا طلاق دے کر چھوڑ دو، اس کے جواب میں زید نے کہا کہ اس عورت کو میں نے چھوڑ دیا ہے اس کے ساتھ میرا کسی قسم کا تعلق نہیں اور مجھ سے بالکل آزاد ہے، جس کے ساتھ چاہے نکاح کرے میری طرف سے اجازت ہے یہ قول تین عادل عاقل بالغ گواہوں کے سامنے بار بار کیا ہے کیا یہ عورت اب دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟ **بینوا توجروا**

المستفتی: حافظ ارشاد حسین کالو خان صوابی...... ۱۹۶۹ء/ ۸/ ۲۰

الجواب: یہ الفاظ خصوصاً "میں نے چھوڑ دیا ہے" طلاق کے الفاظ ہیں لہٰذا بشرط صدق یہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے ﴿۱﴾۔ **وھو الموفق**

﴿۱﴾ الفاظ بالا بالخصوص "میں نے چھوڑ دیا ہے" "مجھ سے آزاد ہے" کو بعض علماء نے کنایات سے شمار کیا ہے اور دلالۃ الحال کی وجہ سے ان الفاظ سے طلاق بائن واقع ہوگی، فتاویٰ دار العلوم دیو بند میں ہے: لفظ چھوڑا ترجمہ ہے سرحتک اور فارقتک کا پس جیسے کہ لفظ کنایات میں سے ہے ان کا...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

غیر مدخول بہا کو طلاق دینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ایک نابالغ لڑکی سے عقد کیا پھر آباد ہونے سے پہلے اسے نابالغی کی صورت میں بیک وقت تین طلاقیں دے دیں کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ لڑکی بالغ ہوئی زید نے پھر اس کے ساتھ عقد نکاح کرنا چاہا کیا وہ غیر مدخول بہا کو بغیر حلالہ دوبارہ عقد میں لاسکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی صاحب امام مسجد سیری گڑھی حبیب اللہ ۱۹۶۹ء/۵/۸

الجواب: اگر زید نے یہ الفاظ بولے ہوں کہ فلانہ مجھ پر تین طلاق سے طلاق ہے تو اس صورت میں لڑکی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے بغیر حلالہ کے چارہ نہیں ہے اور اگر یہ الفاظ بولے ہو کہ فلانہ مجھ پر طلاق ہے مجھ پر طلاق ہے مجھ پر طلاق ہے تو اسی صورت میں جب کہ یکشت تین طلاقیں نہیں دی ہوں تو

(بقیہ حاشیہ) ترجمہ بھی کنایہ ہے نیت یا دلالت حال سے طلاق واقع ہوگی اور چھوڑنے کا لفظ ہمارے عرف میں جیسا کہ نکاح سے چھوڑنے پر بولا جاتا ہے نفقہ وغیرہ کی خبر نہ لینے اور حقوق زوجیت کے ادا نہ کرنے پر بھی بولا جاتا ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹:۳۷۶ باب چہارم کنایات) حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم نے بھی متعدد فتاویٰ میں اسے کنایات میں سے شمار کیا ہے کہ پٹھانوں کے محاورہ میں یہ عربی کی طرح کنایہ ہے اور اگر اسے صریح تسلیم کیا جائے لیکن پھر بھی اس سے وقوع بائن ان میں متعارف ہے کہ ان الفاظ سے بینونت ہی ارادہ کرتے ہیں (ملفوظات حضرت مفتی صاحب) جبکہ علامہ شامی نے اسے صریح کہا ہے حیث قال: فاذا قال رھا کردم ای سرحتک یقع به الرجعی مع ان اصله کنایة ایضا.

(ردالمحتار ۲:۵۰۳ الکنایات)

پس صورت مذکورہ میں چونکہ یہ طلاق قبل الدخول ہے لہٰذا ان الفاظ کو طلاق بائن پر حمل کیا جائے یا صریح پر دونوں صورتوں میں طلاق بائن ہی پڑ جاتی ہے، واللہ اعلم۔......(از مرتب)

زید اس سے عقد کر سکتا ہے﴿۱﴾۔وھو الموفق

غیر مدخول بہا کو طلاق ثلاثہ دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مطلقہ بطلاق ثلاثہ جس کو شادی سے پہلے طلاق دی گئی ہے کے ساتھ تجدید نکاح کافی ہوگی یا حلالہ کی بھی ضرورت ہے چونکہ یہ طلاق غیر مدخول بہا ہے اس لئے بعض علماء صرف تجدید نکاح کا قول کرتے ہیں اور حسن بصری اور عطاء کا قول پیش کرتے ہیں اور آیت کو مدخول بہا کے ساتھ خاص کرتے ہیں جبکہ بعض علماء آیت کو عام سمجھ کر غیر مدخول بہا کو بھی اس میں داخل کرتے ہیں مسئلہ کی صحیح نوعیت کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: فضل الرحمٰن کھنڈر بونیر......۱۵/ جون ۱۹۷۵ء

الجواب: اگر غیر مدخول بہا کو تین طلاق تین الفاظ سے دی گئی ہیں تو یہ مغلظہ نہ ہوگی لعدم وقوع الثانی والثالث﴿۱﴾ اور اگر یکمشت دی گئی ہوں تو قرآن، حدیث اور آثار کی رو سے یہ بیوی

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: وينكح مبانة بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالاجماع ومنع غيره فيها لاشتباه النسب، لا ينكح مطلقة من نكاح صحيح نافذ بها اى بالثلاث لو حرة ولو قبل الدخول وما في المشكلات باطل او مؤول كما مر.

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۸۲ مطلب في العقد على المبانة)

وفي الهندية: اذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن عليها فان فرق الطلاق بانت بالاولى ولم تقع الثانية والثالثة.

(فتاوىٰ عالمگيرية ۱: ۳۷۳ الفصل الرابع في الطلاق قبل الدخول)

﴿۱﴾ قال التمرتاشي: قال لزوجته غير المدخول بها انت طالق ثلاثا وقعن وان فرق بانت بالاولىٰ ولم تقع الثانية وكذا انت طالق ثلاثا متفرقات فواحدة.

(تنوير الابصار على هامش ردالمحتار ۲: ۴۹۲ باب طلاق غير المدخول بها)

مطلقہ مغلظہ ہوگی، وھو مذھب الائمة الاربعة خلافا للطائفة السلفية وللتحقيق مقام آخر﴿۱﴾. وھوالموفق

غیر مدخول بہا کی صورت میں طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کے ساتھ روبینہ نابالغہ کا نکاح کیا گیا والد نے خود ایجاب وقبول کیا لیکن شادی نہیں ہوئی، اس دوران زید نے روبینہ کو ایک طلاق دی وقفہ کے بعد دوسری پھر تیسری بھی دے دی اہل علم سے دریافت کیا گیا کہ یہ طلاق ایک بائن ہوگی یا مغلظہ، اہل علم نے فرمایا کہ غیر مدخولہ کو اس صورت میں ایک طلاق بائن ہوتی ہے اس کے بعد روبینہ کے ساتھ دوبارہ نکاح کیا گیا تحلیل وغیرہ نہیں کی گئی کیا یہ نکاح از روئے شرع درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالسمیع امام مسجد پشاور روڈ راولپنڈی.....۱۹۷۳ء/۴/۱۱

الجواب: صورت مسئولہ میں تجدید نکاح کافی ہے تحلیل کی ضرورت نہیں ہے، ان علماء کا مسئلہ درست ہے، فی الدرالمختار: وان فرق بوصف او خبر اوجمل بعطف او غيره قال العلامة الشامي: او جمل نحو انت طالق انت طالق انت طالق بانت بالاولى ولذا لم تقع

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: لان الواقع عند ذكر العدد مصدر موصوف بالعدد اى تطليقا ثلاثا فتصير الصيغة الموضوعة لانشاء الطلاق متوقفا حكمها عند ذكر العدد عليه بحر قال فى الفتح وبه اندفع قول الحسن البصرى وعطاء وجابر بن زيد انه يقع عليها واحدة لبينونتها بطالق ولا يؤثر العدد شيئا ونص محمد رحمه الله تعالىٰ قال واذا طلق الرجل امرأته ثلاثا جميعا فقد خالف السنة والم وان دخل بها اولم يدخل سواء بلغنا ذلک عن رسول اللهﷺ وعن علي وابن مسعود وابن عباس وغيرهم رضوان الله عليهم الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۹۳ باب طلاق غير المدخول بها)

الثانیة الخ. (هامش ردالمحتار ۲: ۲۲۶)﴿۱﴾. وھوالموفق

منگنی کے بعداور نکاح سے پہلے طلاق دینا کالعدم ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے منگنی کے بعد اور نکاح سے قبل اپنے سسر کو خط لکھا کہ آپ کی بیٹی میری طرف سے آزاد ہے اور مجھ پر طلاق ہے کیا اس سے طلاق واقع ہوگئی؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالودود چارسدہ......۱۹۷۵ء/۳/۴

الجواب: چونکہ قبل النکاح طلاق دینا کالعدم ہے لہٰذا ان کے درمیان نکاح کرنا درست ہوگا، کما فی الدرالمختار علی ھامش الشامیة۲: ۶۸۱﴿۲﴾. وھوالموفق

تحریری طلاق سے طلاق واقع ہوتی ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے ایک قریبی رشتہ دار کو اس کے خسر نے بہت تنگ کر کے اپنی لڑکی کو زبردستی اس کے گھر سے نکال دیا ہے جو کہ لاہور میں مقیم ہے اور یہاں سے فاصلہ تقریباً دوسو پچاس میل کا ہے کئی مرتبہ وہ لے کر آیا مگر کسی خاص وجہ سے وہ اپنی زوجہ کو بھیج نہ سکا، جس کی بنا پر اس کے خسر نے پولیس سے ملکر اپنی لڑکی لے جانے میں کامیاب ہوگیا اور لڑکی بھی بلا اجازت شوہر اپنے باپ کے ہمراہ چلی گئی، جس کی وجہ سے لڑکے کو بہت صدمہ ہوا اور رنجش اور غصہ کی وجہ سے اس نے ایک تحریری طلاق نامہ اپنی بیوی کے نام بذریعہ رجسٹری لاہور روانہ کردیا، (طلاق نامہ ساتھ

﴿۱﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۹۴ قبیل مطلب الطلاق یقع بعدد قرن به لابه)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: فلغا قوله لاجنبیة ان زرت زیدا فانت طالق فنکحها فزارت ...... لعدم الملک والاضافة الیه.

(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۵۳۷ باب التعلیق)

ملفوف ہے) کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: سید محمد رشید کھاوڑ کلاں بھکر......۱۹۷۲ء/۷/۲۳

الجواب: صورت مسئولہ میں بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے ﴿۱﴾ بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے ﴿۲﴾ تحلیل کی کیفیت مقامی علماء سے معلوم کی جائے۔ وهو الموفق

تحریری طلاق بھی واقع ہوسکتی ہے زبانی کہنا ضروری نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عرصہ سات ماہ قبل میں نے اپنی بیوی کے نام طلاق نامہ رجسٹری کردی واپسی کی رسید پر اس کا انگوٹھا موجود ہے تین ماہ بعد (طلاق کے) اس کے والد یعنی میرا سسر جو خود ایک بڑے عالم ہیں تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ جب تک شوہر اپنی بیوی کو زبان سے طلاق نہ کہے اس وقت تک طلاق موثر نہیں ہوتی کیا کاغذ کی تحریر سے طلاق ہوسکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: شاہد بک ڈپو ضلع رحیم یار خان......۱۹۷۲ء/۸/۱۴

الجواب: اس تحریری طلاق نامہ کی بنا پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے ﴿۳﴾ بغیر تحلیل کے چارہ

﴿۱﴾ وفی الهندیة: بان کتب اما بعد فانت طالق فکما کتب هذا یقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الکتابة.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۷۸ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة)

﴿۲﴾ قال العلامة مرغینانی: وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها.

(الهدایة ۲: ۳۹۹ باب الرجعة کتاب الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصکفی: کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی وقیل مطلقا ولو علی نحو الماء فلا مطلقا.

(الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۶۵ قبیل باب الصریح)

نہیں ہے، صرف تجدید نکاح ناکافی ہے ﴿۱﴾ ناواقفی کی وجہ سے جماع کرنے کا کفارہ توبہ واستغفار ہے صدقہ دینا مستحب ہے۔ وھو الموفق

لکھنے لکھوانے سے طلاق واقع ہوتی ہے خواہ بیوی پڑھے یا نہ پڑھے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تقریباً چھ ماہ قبل میری شادی مراد خان سے ہوئی پھر مجھے میری والدہ کے ہاں چھوڑ دیا، دو دن بعد بروز جمعہ میرے پاس آیا اور میرے سامنے ایک کاغذ پر مندرجہ ذیل عبارت لکھی اور مجھے مجبور کیا کہ اس کو میرے سامنے تین دفعہ پڑھو، میں نے اس کو پڑھا تو عبارت یہ تھی: میں مسمی مراد خان نے اپنی بی بی نسیم دختر فلاں کو طلاق دی دوسری اور تیسری سطر میں بھی یہی الفاظ لکھے تھے اور آخر میں ان کا دستخط تھا، اب سوال یہ ہے کہ طلاق ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: نسیم بی بی اسلام آباد......۱۹۸۴ء/۸/۱۹

الجواب: چونکہ لکھنے اور لکھوانے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے لہٰذا اگر آپ کے شوہر نے یہ الفاظ لکھے یا لکھوائے ہوں تو آپ پر طلاق واقع ہوئی ہے خواہ تم مجبور تھی یا غیر مجبور اور خواہ تم نے یہ کاغذ پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو (ہندیہ) ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

سادہ کاغذ پر طلاق نامہ لکھ کر دینے سے بھی طلاق واقع ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنی لڑکی چند

﴿۱﴾ وفی الهندیة: لا یحل للرجل ان تتزوج حرة طلقها ثلاثا قبل اصابة الزوج الثانی. (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۲۸۲ القسم التاسع المحرمات بالطلاق)

﴿۲﴾ وفی الهندیة: وان کانت (الکتابة) مرسومة یقع الطلاق نوی اولم ینو لم المرسومة لا تخلو اما ان ارسل الطلاق بان کتب اما بعد فانت طالق فکما کتب هذا یقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الکتابة. (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۷۸ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة)

روپیہ کے عوض ایک ظالم آدمی کو نکاح پر دے دی لیکن لڑکی کی مرضی نہیں تھی، راضی نامہ اس پر ہوا کہ شوہر نے کہا کہ اگر میں نے لڑکی کو کوئی تکلیف دے دی تو یہ مجھ پر تین شرط طلاق ہے، لیکن لڑکے نے لڑکی کو شادی کر کے پردیس میں اس پر ظلم شروع کیا، آخر کار شوہر نے ایک کچے کاغذ پر طلاق لکھ کر بیوی کو دے دیا اور اس کاغذ میں گواہوں کے نام نہیں ہیں اسی حالت میں ایک دوسرے شخص نے دو ہزار پر خرید لیا، اب یہ عورت نہ ماں باپ کے پاس جانا چاہتی ہے اور نہ پرانے شوہر کے پاس بلکہ اس خریدنے والے کے ساتھ نکاح کی خواہش رکھتی ہے اور سابقہ شوہر نے تقریباً چھ مہینے سے اس کے پیچھے کوشش نہیں کی، کیا اس صورت میں یہ عورت دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حسین جاوید بیروٹ مری راولپنڈی......۲۰/ ۷/ ۱۴۰۱ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت مضمون ہذا یہ لڑکی پہلے خاوند پر مطلقہ ہوئی ہے اور دوسری جگہ با قاعدہ نکاح کر سکتی ہے، کما فی الهندية ۲: ۳۶۵ اذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط﴿۱﴾. وهوالموفق

ڈرانے دھمکانے کیلئے طلاق نامہ کی جھوٹی باتیں کرنے وغیرہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے عزیز کی کچھ ذاتی وجوہ کی بنا پر اپنی اہلیہ سے ناچاقی ہوگئی بیوی کا کوئی قصور نہیں تھا، لیکن عزیز نے ہمارے ساتھ صلح کی باتیں کرنے کے دوران کئی بار کہا کہ میں نے فلانہ کو نہیں رکھنا ہے میں نے اسے طلاق دے دی ہے اور میں طلاق نامہ لکھ کر اس کے والدین کے گھر پھینک آیا ہوں وغیرہ وغیرہ، حالانکہ طلاق نامہ لکھ کر پھینکنے کا کوئی ثبوت نہیں ملا، بالآخر مفاہمت میں ہم کامیاب ہوئے اور وہ اب خوشی سے رہ رہے ہیں اب بحیثیت مسلمان میرے دل میں یہ

﴿۱﴾(فتاویٰ عالمگیرية ۱: ۴۲۰ الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بكلمة ان واذا)

بات کھٹک رہی ہے کہ خدانخواستہ عزیزان مذکورہ میں طلاق تو واقع نہیں ہوگئی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: تاج محمد سواتی ایبٹ آباد......۱۹۸۹ء/۱۰/۷

الجواب: اگر اس خاوند نے ڈرانے دھمکانے وغیرہ کی خاطر کذب بیانی کی ہو تو یہ بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے ﴿۱﴾ اور اگر یہ حقیقت ہو کہ اس نے تحریری طلاق نامہ مرتب کیا ہے تو اس پر بیوی مطابق تحریر مطلقہ ہوئی ہے ﴿۲﴾ اور معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ وهو الموفق

بیوی کو طلاق دینے کی صورت میں تین نوٹس لکھنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اس طریقہ سے طلاق دی، نوٹس نامہ یہ ہے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب راولپنڈی کہ میں فلاں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے کیونکہ اس کے کہنے کے مطابق بیمار ہوں اور اس کو سنبھالنے سے قاصر ہوں، دوسرا نوٹس طلاق، میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں جیسا کہ پہلا نوٹس دے دیا ہے، تیسرا نوٹس: دو نوٹس پہلے دیئے ہیں اور تیسرا یہ کہ کارروائی مکمل ہو جائے، تینوں نوٹس بیک وقت تقریباً چھ مہینے بعد مجھے موصول ہوئے یونین کونسل میں اس کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے، طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمود الحسن آستانہ قاضی صاحب راولپنڈی......۵/۷/۱۴۰۱ھ

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: نقل عن البزازية والقنية لو اراد به الخبر عن الماضي كذبا لا يقع ديانة وان اشهد قبل ذلك لايقع قضاء ايضا.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۹ قبيل مطلب في تعريف السكران وحكمه)

﴿۲﴾ قال القاضي خان: ان ارسل الطلاق بان كتب اما بعد فانت طالق فلما كتب هذا وقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة.

(فتاویٰ قاضي خان على هامش الهندية ۱: ۴۷۱ فصل في الطلاق بالكتابة)

الجواب: بیوی کونسبت کرنے سے طلاق واقع ہوتی ہے خواہ خطاب اس کو ہو یا اجنبی کو ﴿۱﴾ اور بظاہر اس نوٹس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیوی صرف ایک طلاق سے مطلقہ ہوئی ہے اسی بنا پر عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے اور سابق خاوند سے بھی نکاح کرسکتی ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ دوسرے اور تیسرے نوٹس میں سابق طلاق کی یاددہانی ہوئی ہے تاسیس اور انشاء طلاق سے خالی ہیں ﴿۲﴾۔وهو الموفق

تین دفعہ طلاق لکھے اور نیت ایک طلاق کی ہو......؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ہوش وحواس میں لکھا کہ میں اپنی بیوی فلانہ کوطلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں تحریر بالا لکھنے کے بعد کہا کہ اس سے میری نیت ایک طلاق کی تھی بقیہ دو صرف ڈرانے دھمکانے کیلئے لکھی تھی تا کہ وہ بری حرکات سے باز رہے اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: ڈاکٹر عبدالرشید خان اٹک......۱۹۸۷ء/۱۲/۲۲

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله او لم ينو شيئا) لما مر ان الصريح لا يحتاج الى النية ولكن لا بد في وقوعه قضاء وديانة من قصد اضافة لفظ الطلاق اليها عالما بمعناه ولم يصرفه الى ما يحتمله كما افاده في الفتح وحققه في النهر.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲:۴٦۷ مطلب فی قول البحر ان الصريح يحتاج في وقوعه)

﴿۲﴾ وفي الهندية: ولو قال لامرأته انت طالق فقال له رجل ما قلت فقال طلقتها او قال قلت هي طالق فهي واحدة في القضاء كذا في البدائع.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱:۳۵۵ مطلب اذا كرر الطلاق على المرأة المدخول بها ونوى الاخبار)

الجواب: طلاق لکھنے اور لکھوانے سے بھی واقع ہوتی ہے (شامی ﴿۱﴾ ہندیہ) ﴿۲﴾ البتہ جب متعدد دفعہ طلاق کے الفاظ بولے یا لکھے اور نیت صرف ایک کی ہو تو صرف ایک طلاق واقع ہوگی، کما فی شرح التنویر علی هامش ردالمحتار ۲: ۲۳۲ کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین، وفی ردالمحتار وکذا اذا اطلق ﴿۳﴾ ایک طلاق رجعی میں زبانی مراجعت کافی ہے ﴿۴﴾۔ وھو الموفق

طلاق بائن لکھنے کا کہا لکھنے والے نے تین لکھدیں تو وہ صحیح نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے سٹامپ نویس کو کہا کہ میری بیوی کے نام ایک طلاق بائن لکھدو، کیونکہ ہمارے درمیان اختلافات تھے اور میں شناختی کارڈ لینے گیا تھا اس نے دو گواہوں کے سامنے تین طلاق لکھدیں، جب میں واپس آ گیا اس نے کہا کہ اس پر دستخط کر دو میں نے کر دیا میرا خیال تھا کہ یہ تو ایک لکھا ہوا ہے اب میں اور میری بیوی رضامند ہیں تو کیا ہم دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اسلم فیصل آباد......۲۷/ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: قال فی الهندیة الکتابة علی نوعین...... بان کتب اما بعد فانت طالق فکما کتب هذا یقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الکتابة.
(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۵ مطلب فی الطلاق بالکتابة)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۷۸ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة)

﴿۳﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۹۹ قبیل فروع باب طلاق غیر المدخول بها)

﴿۴﴾ وفی الهندیة: فاذا راجعها بالقول نحو ان یقول لها راجعتک او راجعت امرأتی ولم یشهد علی ذلک او اشهد ولم یعلمها بذلک الخ.
(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۴۶۸ الباب السادس فی الرجعة وفیما تحل به المطلقة)

الجواب: بشرط صدق وثبوت آپ پر بیوی مطلقہ مغلظہ نہیں ہوئی ہے، کما فی الهندیة ۳: ۲۲۹ رجل قال لغیره طلق امرأتی فطلقها الوکیل ثلاثا فان کان الزوج نوی الثلث یقع الثلاث والا لم یقع شیئ فی قول ابی حنیفة وفی قول صاحبیه تقع واحدة﴿۱﴾. وهو الموفق

بلا جبر واکراہ ایک طلاق لکھنے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اغوا ہوا تھا اس نے اذیتوں کی وجہ سے اس قسم کا خط لکھا تھا، میرے ساتھ انتہائی ظلم ہو رہا ہے ایسا لگتا ہے کہ میں چند دن کا مہمان رہ گیا ہوں شاید اس کے بعد میں اللہ کو پیارا ہو جاؤں میری طرف سے میری بیوی کو طلاق ہے اسلئے کہ میں چند دن کا مہمان رہ گیا ہوں وہ جس سے شادی کرلے...... میں تو غلطی سے آ گیا مجھ سے غلطی ہوگئی میں نے والد صاحب سے معافی مانگی شاید انہوں نے معاف نہیں کیا الخ، ان بالا الفاظ سے طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمود صرافہ بازار راولپنڈی......۱۳/ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ

الجواب: اگر یہ مکتوب اس خاوند کا ہو اور اس خاوند نے اس کو بلا جبر واکراہ لکھا ہو تو اس پر یہ بیوی ایک طلاق رجعی سے طلاق ہوئی ہے﴿۲﴾ عدت گزرنے سے قبل زبانی رجوع کافی ہے،

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۳: ۶۱۱ الفصل الثانی فی الوکالة بالطلاق والخلع باب الوکالة)

﴿۲﴾وفی الهندیة: وان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی او لم ینو ثم المرسومة لا تخلو اما ان ارسل الطلاق بان کتب اما بعد فانت طالق فلما کتب هذا یقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الکتابة...... وبعد صفحة...... رجل اکره بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان فکتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأته کذا فی فتاویٰ قاضی خان. (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۷۸، ۳۷۹ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة)

البتہ عدت گزرنے کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

جب طلاق نامہ پردستخط موجود ہوتو طلاق واقع ہوئی ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے مستی میں آکر ایک لڑکی سے نکاح کرلیا، لڑکی والے لوگ بہت بدنام اور بدکاری میں مشہور ہیں اور بالخصوص یہ لڑکی بہت عیاش ہے اور جس آدمی نے نکاح کیا ہے اس کے تقریباً ایک درجن بچے ہیں جن کو بہت مشکل سے پال رہا ہے اس کی پہلی بیوی بہت شریف اور شریف گھرانے سے تعلق رکھتی ہے جس میں کسی قسم کا نقص یا قصور نہیں ہے لیکن اس لڑکی والے لوگوں نے کسی طریقے سے اس آدمی پر جال ڈال کر گھیر لیا جب پہلی بیوی کو پتہ چلا تو اس نے اپنے خاوند سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے اور بہت لعنت ملامت کیا گیا، جب اس شخص کی سوچ سمجھ برابر ہوئی کہ میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے تو اس نے طلاق نامہ لکھ کر لڑکی کو طلاق دے دی اور طلاق نامہ لڑکی کو ارسال کیا، بعد میں لڑکی والے لوگ اس کے پاس پہنچے اور معلوم کیا کہ تم نے طلاق کیوں دی ہے تو وہ آدمی طلاق سے منکر ہوا اور انہیں کہا کہ وہ طلاق نامہ نہیں ہے بلکہ ایک کاغذ ہے جو محض اپنی سابقہ بیوی کو دھوکہ دینے کیلئے لکھا ہے طلاق نامہ میں یہ لکھا ہے کہ میں یہ طلاق نامہ بہ ہوش وحواس لکھ رہا ہوں یہ عورت مجھ پر حرام ہے اور اسے میں نے طلاق دی ہے اور آخر میں اس پر اپنی دستخط بھی کی ہے کیا یہ طلاق واقع ہوگئی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالقیوم پشاور صدر......۱۹۷۲ء/۱۲/۱۶

الجواب: اس شخص پر بیوی مطلقہ ہے، فی ردالمحتار: وان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی او لم ینو (۲: ۵۸۹)﴿۲﴾. وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة اکمل الدین البابرتی: فما دامت العدة باقیة کانت ولایة الرجعة باقیة واذا انقضت من غیر رجعة بانت. (العنایة علی ھامش فتح القدیر ۳: ۳۵۲ باب ایقاع الطلاق)

﴿۲﴾(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۴۶۵ مطلب فی الطلاق بالکتابة)

شوہر نے خود دوطلاق دی ہیں مجسٹریٹ نے تین لکھوائیں'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے حاکم وقت مجسٹریٹ کے سامنے بیوی کو دوطلاقیں دے کر خاموشی اختیار کرلی، حاکم وقت نے طلاق نامہ کی تحریر میں تین طلاق دینا لکھ دیا اور پڑھ کر سنا بھی دیا، زید کا بیان ہے کہ مجھے غم اور پریشانی کے تخیل میں تین طلاق کا دینا سننے میں نہیں آیا اس کے بعد حاکم کے کہنے کے مطابق تحریر کردہ طلاق نامہ پر دستخط کردیئے اب اس صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی یا زید کے کہنے کے مطابق دوطلاقیں پڑیں گی؟ بینوا توجروا

المستفتی: نامعلوم......

الجواب: اگر زید کا یہ کہنا صحیح ہے اور وہ یقین قلبی سے یہ جانتا ہے کہ میں نے تین طلاق کا لفظ نہیں سنا اور نہ اس کی تصدیق کی، ہاں طلاق دینے کی تصدیق بحکم حاکم کی ہے تو ایسی حالت میں دوطلاقیں ہی پڑتی ہے، تیسری کا الزام درست نہیں رہتا، ہاں حاکم ظاہر کے مطابق کہ تین سنائی گئیں اور دستخط لئے گئے تین واقع ہونے کا فیصلہ کرے گا، لیکن **دیانة فیما بینه و بین الله** دوہی طلاقیں واقع ہوئی ہیں اور وجہ یہ ہے کہ سنانے کو سننا لازم نہیں ہوسکتا ہے کہ مخاطب کسی غم اور فکر میں مبتلا ہو اور بعض الفاظ کی طرف توجہ نہ رہے وہ ذہن میں نہ آئیں اس کے متعدد قرائن ہیں (۱) کئی لوگ جہری قرأت امام کے پیچھے سنتے ہیں لیکن دھیان نہیں ہوتا کہ امام نے کیا کیا پڑھا، حافظ تراویح میں قرآن کی تلاوت کرتا ہے سامع کو کئی الفاظ سنائی نہیں دیتے بالخصوص جبکہ توجہ میں فرق پڑجائے۔(۲) علماء معانی تاکید لفظی **جاء نی زید زید** کے فوائد میں لکھتے ہیں کہ زید کو مکرر بولا جاتا ہے کہ شاید اول لفظ مخاطب نے نہ سنا ہو اس کی توجہ اس کی طرف نہ ہو پھر مکرر کرتے ہیں تاکہ متنبہ ہوجائے سن لے، **قالوا فائدة التاکید دفع غفلة سماع السامع الخ.** (۳) حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور سلام کیا، لیکن وہ کسی خیال

میں تھے جواب نہیں دیا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آ کر شکایت کی تو انہوں نے جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا انہوں نے جواباً فرمایا، **واللہ ما شعرت انک مررت وسلمت،** یعنی مجھے کوئی خبر نہیں لگی کہ آپ نے سلام دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید آپ کسی فکر میں پریشان خاطر ہوں گے، فرمایا ہاں، **راجع مشکواۃ ۱ ۶ ۱** طلاق دینے والا بھی پریشان خاطر ہو کر ممکن ہے کہ اس کی پوری توجہ حاکم کے الفاظ کی طرف نہ ہو اس لئے اس کا یہ کہنا صحیح ہے اور قابل تسلیم ہے بالخصوص کچہری میں عوام ویسے بھی رعب کی وجہ سے حواس باختہ ہوتے ہیں اس لئے تین کا الزام درست نہیں رہتا۔ (۴) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بعض لوگوں نے وہ لفظ سنے ہوں لیکن ان کا سننا اس شخص انکار کنندہ کو لازم نہیں ہر شخص کی توجہ اپنی ہوتی ہے، ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ امام زہری نے ایک حدیث بیان کرتے ہوئے بعض الفاظ ذرا پست آواز سے پڑھے جو بعض شاگردوں کو سنائی نہیں دیئے اس نے اوروں سے پوچھا **اذا قال الزھری مما قال،** انہوں نے جواب دیا کہ **اذا قرن نصتوا** کا جملہ کہا تھا، اس جملہ کو بعض نے سنا اور بعض نے دوسروں سے پوچھ کر سمجھا وغیر ذلک۔ (۵) فتاویٰ شامی ۲:۴۶۱ میں ہے: **ظن انہ اوقع الثلاث علی امرأتہ بافتاء عالم لم یکن اھلا للفتویٰ وکلف الحاکم کتابتہ فی الصک فکتبت ثم استفتی ممن ھو اھل للفتویٰ فافتی بانہ لا یقع والتطلیقات الثلث مکتوب فی الصک بالظن فلہ ان یعود الیھا دیانۃ ولا یصدق فی الحکم.**

موجودہ صورت بھی اس انداز کی ہے واللہ اعلم، فقہاء کرام کی اور عبارتیں بھی ہیں اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔...... بندہ عبدالقادر عفی عنہ...... مدرسہ دارالعلوم لائل پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: اگر واقعہ کی حقیقت یہی ہے جو مستفتی نے سوال میں تفصیل کے ساتھ ذکر کی ہے اور جس کو درست تسلیم کر کے مولانا عبدالقادر صاحب مدظلہ نے جواب تحریر فرمایا ہے اور اس جواب کو مدلل

کرنے کیلئے انہوں نے متعدد حوالے دیئے ہیں تو اس صورت میں مولانا عبدالقادر صاحب پر اعتماد کر کے میں بھی اس فتویٰ میں ان کی تائید کرتا ہوں، ایسی صورتوں میں قضاء اگر چہ تین طلاقیں شمار ہوتی ہیں لیکن اگر خود اس کو یقین ہو کہ میں نے تین طلاقیں نہیں دی ہیں تو دیانۃ فیما بینہ و بین اللہ وہ تین نہیں ہوں گی، فقط والسلام خیر ختام۔......

احقر سید سیاح الدین کاکاخیل صدر مدرس ومفتی

مدرسہ اشاعت العلوم جامع مسجد لائل پور شہر......۲/ ذی القعدہ ۱۳۹۵ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ جواب درست ہے یعنی اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ نہیں ہوئی ہے اگر اس حادثہ سے قبل اس شخص نے اس بیوی کو کبھی طلاق نہ دیا ہو۔ وھو الموفق

محمد فرید عفی عنہ

۷/ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ......۱۹۷۵ء/۱۱/۱۲

طلاق ثلاثہ دینے کے بعد بغیر تحلیل کے رجعت جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اپنی حاملہ عورت کے حمل کا انکاری ہے بنابریں پردیس میں جا کر ایک فارغ خطی (طلاق نامہ) اپنے گھر روانہ کیا جس کا مضمون یہ ہے کہ میں نے اپنی منکوحہ کو بطلاق ثلاثہ طلاق کر دیا ہے، چند دن بعد خود گھر آ کر کہا کہ مجھے اس عورت کے حمل سے انکار ہے اور میں نے بطلاق ثلاثہ طلاقیں بھی دیدی ہیں اور تمام سامان جہیز ومہر وغیرہ برضا وخوشی ادا کر دیا، منکوحہ اپنے والدین کے پاس بسر اوقات کرتی رہی، اب تقریباً چھ سات سال کے بعد زید اس منکوحہ مطلقہ مغلظہ متہمہ کو واپس لے آنا چاہتا ہے چند علماء سے اس صورت کے بارے میں دریافت کیا، علماء نے واپس لے آنے کی اجازت دے دی کہ واپس لے آنے کا شرعاً حقدار ہے، اور انکار حمل کی وجہ سے اس پر

تو یہ لازم ہے اور اس پر تین طلاقیں واقع نہیں ہوئیں صرف ایک طلاق رجعی ہے چونکہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تین طلاقیں ایک ہی رجعی طلاق تسلیم کی جاتی تھی، اس کے بعد ان علماء نے زید کو تجدید نکاح کا بھی کہا، اب سوال یہ ہے کہ عرصہ چھ سات سال بعد جن علماء نے طلاق ثلاثہ کو ایک طلاق رجعی قرار دے کر زید کو رجعت کا حقدار بنا کر خود ہی نکاح باندھ دیا ہے کیا شرعاً یہ فیصلہ تسلیم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:......۱۹۷۵ء/۵/۳

الجواب: اس شخص زید پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے، احادیث مرفوعہ اور آثار صحابہ اور قضایا خلفاء راشدین و اکابر صحابہ سے یہی ثابت ہے، **کما لا یخفی علی من راجع الی ابی داؤد ومصنف عبد الرازق،** اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ کا، **خلافا لرئیس الطائفة السلفیة یعنی ابن تیمیة رحمة الله علیه، وما روی من جعلها واحدة فمعناه انهم عند التکریر ای انت طالق یریدون التاکید ومن التاسیس، فلما تغیر العرف فی آخر خلافة الفاروق فجعلها ثلاثا فافهم**﴿۱﴾ لہٰذا بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد المدنی: ایک مجلس میں تین طلاق کے وقوع سے متعلق مجموعہ روایات یہ ہیں (۱) صحیح بخاری ۲: ۷۹۱ باب من اجاز الطلاق الثلاث عن عائشة ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبی ﷺ اتحل للاول؟ قال لا حتی تذوق عسیلتها کما ذاق الاول. (۲) حدیث الملاعنة وفیه: فطلقها ثلثا قبل ان یأمره رسول الله ﷺ قال ابن شهاب فکانت سنة المتلاعنین. (بخاری شریف ۲: ۸۰۰). (۳) موطا امام مالک ۱۹۹: مالک انه بلغه قال لابن عباس انی طلقت امرأتی مأة تطلیقة، فما ذا تأمرنی؟ فقال له ابن عباس منک بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آیات الله هزوا. (۴) صحیح الامام المسلم مع النووی ۱: ۴۷۶ حدیث ابن عمر: وفیه قال کان ابن عمر رضی الله عنه اذا سئل عن الرجل یطلق امرأته وهی حائض یقول...... (بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

(بقیہ حاشیہ) اما انت طلقتها واحدة او اثنين ان رسول اللهﷺ امره ان يراجعها ثم يمهلها حتى تحيض حيضة اخرىٰ ثم يمهلها حتى تطهر ثم يطلقها قبل ان يمسها واما انت طلقتها ثلثا فقد عصيت ربك فيما امرك به من طلاق امرأتك وبانت منك، قوله اما انت فقال القاضي عياض هذا مشكل قال انه بفتح الهمزة من آما اما ان كنت فحذفوا فعل الذى يلى ان، وجعلوا ما عوضا من الفعل فتحوا ان وادغموا النون فى ما وجاؤا بالت مكان العلامة فى كنت الخ. (۵) صحيح مسلم ۱ :۴۷۷ عن ابن عباس رضى الله عنهما قال كان الطلاق على عهد رسول اللهﷺ وابى بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا فى امر كانت لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم فامضاه عليهم. (۶)صحيح مسلم ۱ :۴۷۸ ان ابا الصهباء قال لابن عباس رضى الله عنهما اتعلم انما كانت الثلاث تجعل واحدة على عهد النبىﷺ وابى بكر وثلثا من امارة عمر؟ فقال ابن عباس نعم. (۷) ان ابا الصهباء قال لابن عباس هات من هناتك الم يكن الطلاق الثلاث على عهد رسول اللهﷺ وابى بكر واحدة فقال قد كانُ ذلك فلما كان فى عهد عمر تتابع الناس فى الطلاق فاجازه عليهم، قال النووى: وقد اختلف العلماء رحمهم الله تعالىٰ فيمن قال للمرأة انت طالق ثلثا فقال الشافعى ومالك وابو حنيفة واحمد جماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث وقال طاؤس وبعض اهل الظاهر لا يقع الا واحدة واحتج الجمهور بقوله تعالىٰ: ومن يتعد حدود الله فقد ظلم نفسه لا تدرى لعل الله يحدث بعد ذلك امرا، قالوا معناه ان المطلق قد يحدث له ندم فلا يمكنه تداركه لوقوع البينونة فلو كانت الثلاث لم يقع طلاقه الا رجعيا فلا يندم واحتجوا بحديث ركانة انه طلق امرأته البتة فقال النبىﷺ والله ما اردت الا واحدة قال والله ما اردت الا واحدة فهذا دليل على انه لواراد الثلاث لو قعن والا لم يكن لتحليفه معنى الخ واما حديث ابن عباس فاختلف العلماء فى جوابه وتاويله فالاصح ان معناه انه كان فى الامر الاول اذا قال لها انت طالق انت طالق انت طالق ولم ينو تاكيدا ولا استينافا يحكم بوقوع طلقة واحدة لقلة ارادتهم الاستيناف......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

طلاق ثلاثہ کو ایک قرار دینا درست نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نام نہاد خطیب کی یہ عادت ہے کہ طلاق ثلاثہ واقع ہونے کے بعد صاحب ضرورت کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے طلاق دہندہ کو کہتا ہے کہ تم یہ لکھدو یا یہ بیان دو کہ میں نے اپنی منکوحہ کو طلاق دی ہے یا ایک طلاق دی ہے کبھی کبھی یہ خدمت یہ شخص اپنے قلم سے بھی انجام دیتا ہے پھر معقول فیس وصول کر کے طلاق ثلاثہ کو ایک طلاق رجعی لکھ دیتا ہے جبکہ اسے خوب معلوم ہوتا ہے کہ طلاق دہندہ نے طلاق ثلاثہ دی ہے اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے نیز عورت کی حلت یا بینونت کا کیا مسئلہ ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حاجی محمد یار شاہد دار العلوم مدنیہ چینوٹ جھنگ......۱۹۸۶ء/۴/۱۶

(بقیہ حاشیہ) بذلک فحمل علی الغالب الذی ھو ارادۃ التاکید فلما کان فی زمن عمر و کثر استعمال الناس بھذہ الصیغۃ وغلب منھم ارادۃ الاستیناف بھا حملت عند الاطلاق علی الثلاث عملا بالغالب السابق الی الفھم منھا فی ذلک الخ نووی ۴۷۸ شرح مسلم. (۸) دارقطنی ۴۴۰ ان حفص ابن المغیرۃ طلق امرأتہ فاطمۃبنت قیس علی عھد رسول اللہﷺ ثلث تطلیقات فی کلمۃ واحدۃ فابانھا منہ النبیﷺ ولم یبلغنا ان النبیﷺ عاب ذلک علیک. (۹) عن ابن عباس رضی اللہ عنھما فی رجل طلق امرأتہ الفا فقال اما ثلث فتحرم علیہ امرأتک وبقیتھن علیک وزرا اتخذت ایات اللہ ھزوا (السنن الکبریٰ للبیھقی ۳۳۲:۷). (۱۰) عن مجاھد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ سئل عن رجل طلق امرأتہ مأۃ تطلیقۃ قال عصیت ربک وبانت منک امرأتک لم تتق اللہ فیجعل لک مخرجا. (السنن الکبریٰ للبیھقی ۷: ۳۳۱) مخطوطات مبارکہ ۱۷۴۔

(فتاویٰ شیخ الاسلام ۱۹۶،۱۹۷ ایک مجلس میں تین طلاقیں)

الجواب: بہ شرط صدق وثبوت نہ یہ فتویٰ درست ہے﴿۱﴾ اور نہ مغلظات بغیر با قاعدہ حلالہ کے جائز ہوسکتی ہیں اور نہ یہ فیس اس کیلئے حلال ہے﴿۲﴾ وحکم هذا الخطيب انه فاسق ان لم يكن مستحلا وكافر ان كان مستحلا﴿۳﴾ وانه تقبل توبته وهذا كله على تقدير ثبوت ما حرره المستفتي. وهو الموفق

بیک وقت تین طلاق کا وقوع اور حدیث مسلم سے جواب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ایک ہی دفعہ تینوں طلاق ڈالنے سے تینوں واقع ہوں گی؟ مثلاً کسی نے کہہ دیا ایک دو تین دفعہ طلاق، اور حدیث مسلم سے کیا جواب ہوگا کہ اس میں آیا ہے کہ مختلف مقامات میں کہنے سے تین مرتبہ ایک دفعہ شمار ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالجلیل ایم اے ارباب کالونی پشاور

﴿۱﴾ قال العلامة النووی: ويحرم التساهل في الفتوىٰ...... ومن التساهل ان تحمله الاغراض الفاسدة على تتبع الحيل المحرمة او المكروهة والتمسک بالشبه طلبا للترخيص لمن يروم نفعه او التغليظ على من يريد ضره.

(شرح المهذب للنووی الملحقه بشرح عقود رسم المفتی ۹ فصل فی احکام المفتين)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: واما اذا اخذ المفتي الهدية ليرخص في الفتوىٰ فان كان بوجه باطل فهو رجل فاجر يبدل احكام الله تعالىٰ ويشترى بها ثمنا قليلا.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۴: ۳۲۶ مطلب فی حکم الهدية للمفتی)

﴿۳﴾ قال الملا علی قاری: ان استحلال المعصية صغيرة كانت او كبيرة كفر اذا ثبت كونها معصية بدلالة قطعية وكذا الاستهانة بها كفر بان يعدها هينة سهلة الخ.

(شرح فقه الاكبر للقاری ۱۵۲ وبحث استحلال المعصية)

الجواب: قرآن، احادیث اور ائمہ اربعہ کے رو سے یہ تینوں طلاق واقع ہوتی ہیں ﴿۱﴾ واما حديث مسلم فمحمله اذا كرر الفاظ الطلاق ويريد التاكيد دون التأسيس كما هو

﴿۱﴾ وفي المنهاج: اعلم ان الائمة الاربعة اتفقوا على وقوع الثلاث جملة سواء كان بلفظ واحد مثل انت طالق ثلاثا او كان بثلاث الفاظ مثل انت طالق انت طالق انت طالق فاذا كان بلفظ واحد فلا فرق فيه بين المدخول بها وغير المدخول بها، واذا كان بثلاث الفاظ فهو مختص بالمدخول بها، الا اذا كرر الالفاظ واراد التاكيد دون الاستيناف اولم ينو شيئا من الاستيناف او التاكيد فتقع واحدة، وما نسب الى مالك انه قال بوقوع الواحدة بقوله انت طالق ثلاثا في رواية، فيرده ما ذكره عبد الرحمن بن القاسم في المدونة الكبرىٰ، ومذهب الجمهور هو المروى عن عمر وعثمان وعلي وابن عباس وابن عمر وابن مسعود وعبد الله بن عمرو بن العاص وابى هريرة ومغيرة بن شعبة وعمران بن حصين رضى الله تعالىٰ عنهم كما في مصنف عبد الرزاق وزاد المعاد وغيره، واذا لو حظت الروايات والآثار فيعلم منها ان ابن عباس ايضا وافق جمهور الصحابة، وذهب الى ان البكر يعني غير المدخول بها اذا طلقت بثلاث الفاظ تجعل واحدة، واما ما رواه ابوداؤد عن ابن عباس انه قال: اذا قال انت طالق ثلاثا بفم واحد فهي واحدة، فاشار ابوداؤد الى ضعفه بوجهين، الاول: ان عكرمة خالف الاكثر، لان الاكثرين رووا عنه انه اجاز الثلث وقال بانت منك، والثاني: انه خالفه ابن علية، فقال عن ايوب عن عكرمة جعله قول عكرمة ولم يذكر ابن عباس، ولو سلم صحة هذه الرواية فنقول ثلاثا قيد لقال، لا لقوله طالق، فمعناها قال انت طالق ثلاث مرات بالاتصال لئلا يخالف الشاذ المحفوظ، وما ل ابن القيم ومتبعوه الى ان الثلاث تجعل واحدة مطلقاسواء كانت بلفظ واحد او بثلاث الفاظ وسواء كانت الزوجة مدخولا بها او غير المدخول بها وخالف السلف والائمة الاربعة، واستدل بما رواه ابوداؤد وغيره ان ابا الصهباء قال لابن عباس: اتعلم انما كانت الثلاث تجعل واحدة على عهد النبي ﷺ وابى بكر رضى الله عنه وثلاثا من امارة عمر رضى الله عنه،قال نعم، وفي رواية لابى داؤد زيادة، كان اذا طلق امرأته ثلاثا قبل ان يدخل بها...... (بقيه حاشيه اگلے صفحه پر)

مبسوط فی محله﴿۱﴾. وهو الموفق

(بقیه حاشیه) وللجمهور حجج منها: قوله تعالیٰ: الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان، الی ان قال فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره، لانه یصدق علی من طلق المدخول بها مرتین فی مجلس واحد ثم طلقها مرة ثالثة فی ذلک المجلس، ومنها: حدیث عبادة بن الصامت انه طلق امرء ته الفا فجعلها النبیﷺ ثلاثا لا واحدا، ومنها: ما رواه البخاری ان عویمر العجلانی بعد اللعان طلق امرأته ثلاثا ولم یقل له انه واحد رجعی لا یحصل به البینونة، ومنها الآثار اللتی ذکرنا من الخلفاء الراشدین وغیرهم رضی الله تعالیٰ عنهم.

والجواب عن حدیث ابن عباس: انهم تعارفوا التاکید اذا طلقوها بثلاث الفاظ فی عهد النبیﷺ وعهد ابی بکر واول عهد عمر رضی الله عنهما، فتحصل البینونة بعد مدة مدیدة ثم تفرقوا، بعضهم یقصدون التاکید والبعض الاخرون یقصدون الاستیناف ویستعجلون البینونة فی آخر عهده فحکم بوقوع الثلاث، وقال اجیزوهن علیهم واشیر الی هذا فی حدیث مسلم ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لهم فیه هنات، ولیس هذا نسخا، لان النسخ لا یکون الا بالوحی ولیس هذا معارضة للحدیث بل هو تعین وبیان لمحل الحدیث لا یظن بعمر ولا باحمد ترک الحدیث الصریح، نعم نشاهد ان ابن القیم قد یذکر الاحادیث الصریحة ثم یترکها کما لا یخفیٰ علی من راجع الی هذا لمبحث فی زاد المعاد، او نقول انهم کانوا یطلقون غیر المدخولة بها بثلاث الفاظ فترد الی واحدة فی اول الامر فلما تتابع الناس فیه اجازهن سیاسة ای منعوهم عن نکاحها حتی تنکح زوجا غیره، واشار الیه النسائی فی ما ترجم به لهذا الحدیث حیث قال: باب طلاق الثلاث المتفرقة قبل الدخول بالزوجة. (فائدة) اعلم ان للطلاق درجات فی الشرع بخلاف الشهادة والیمین، فاتضح الفرق بین اطلق ثلاثا وبین اقسم ثلاثا واشهد ثلاثا، فالاول طلقات ثلاث والثانی شهادة واحدة ویمین واحدة.

(منهاج السنن شرح ترمذی ۴: ۳۰۲ باب ماجاء فی الرجل طلق امرأته البتة)

﴿۱﴾ قال العلامة النووی: واما حدیث ابن عباس فاختلف العلماء فی جوابه وتاویله فالاصح ان معناه انه کان فی اول الامر اذا قال لها انت طالق..... (بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

ایک مجلس میں تین طلاق باجماع صحابہ تین ہی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک حنفی العقیدہ شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، مطلقہ سامان جہیز وغیرہ لےکر والدین کے گھر چلی گئی کچھ عرصہ بعد اس شخص نے اپنی مطلقہ کو دوبارہ آباد کرانے کیلئے اپنے مسلک کے مفتی سے فتویٰ دریافت کیا انہوں نے گواہان سے شہادت سماعت فرما کر تین طلاق واقع ہونے کا فتویٰ صادر کیا اس کے بعد اس شخص نے کسی غیر مقلد (اہل حدیث) عالم سے فتویٰ طلب کیا کہ کیا مجلس واحدہ میں یکبارگی تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں؟ اس عالم نے اپنے مسلک کے مطابق فتویٰ دیا کہ مجلس واحدہ میں یکبارگی تین طلاق دینے سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے جو قابل رجوع ہے پس یہ شخص اپنی زوجہ کو اس فتویٰ کی روشنی میں دوبارہ اپنے گھر لے آیا اور آباد کرلیا، اس شخص کے اس فعل (بلا حلالہ) کا کیا حکم ہے؟ اور ہم مسلمانوں پر اس شخص کے ساتھ کیا رویہ رکھنا چاہیے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد حبیب اندرون حرم گیٹ ملتان شہر...... یکم ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ شخص ائمہ اربعہ کے مذاہب سے منحرف ہوا ہے اس نے قرآن، احادیث اور آثار صحابہ سے روگردانی کی ہے کیونکہ یہ تینوں طلاق باجماع صحابہ واقع ہوگئی ہیں ﴿۱﴾ کما فی الشامیة:

(بقیه حاشیه) انت طالق انت طالق ولم ینو تاکیدا ولا استینافا یحکم بوقوع طلقة لقلة ارادتهم الاستیناف بذلک فحمل علی الغالب الذی هو ارادة التاکید فلما کان فی زمن عمر رضی الله عنه وکثر استعمال الناس بهذه الصیغة وغلب منهم ارادة الاستیناف بها حملت عند الاطلاق علی الثلاث عملا بالغالب السابق الی الفهم منها وفی ذلک العصر الخ.

(نووی علی مسلم ۱:۴۷۸ باب طلاق الثلاث)

﴿۱﴾ قال الشیخ محمد ادریس الکاندهلوی: ابن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ اوران کے شاگرد ابن قیم حنبلی رحمہ اللہ اپنے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے برخلاف اور تمام صحابہ وتابعین کے اجماع کے برخلاف اور ائمہ مجتہدین کے برخلاف اور تمام اہل سنت والجماعت کے برخلاف شذوذ اور تفرد میں مبتلا ہوئے...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وقد ثبت النقل عن اکثرھم صریحا بایقاع الثلاث ولم یظھر لھم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال وعن ھذا قلنا لوحکم حاکم بانھا واحدۃ لم ینفذ حکمہ﴿۱﴾ یہ شخص لائق تعزیر ہے تمام اہل اسلام پراس کے ساتھ بائیکاٹ کرنا ضروری ہے۔وھو الموفق

بیک وقت تین طلاق ایک جلسہ میں واقع ہونا ائمہ اربعہ کا مذہب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ(۱) کیا بیک وقت بیک جلسہ تین یا چار طلاقیں دینے سے عورت حرام ہوسکتی ہے،بعض لوگ اس میں اختلاف کرتے ہیں؟(۲)ہمارے علاقہ میں حلالہ نکالنے یا نکلوانے کا یہ طریقہ رائج ہے کہ طلاق دینے والے شخص کے کسی رشتہ دار کے ساتھ عورت کا نکاح پڑھادیا جاتا ہے رات بھر وہ عورت نئے خاوند کے ہاں بسر کرتی ہے صبح وہ شخص اس عورت کو طلاق دیتا ہے کیا تحلیل کیلئے یہ طریقہ صحیح ہے،جواب قرآن وحدیث اور کتب فقہ معتبرہ سے دیا جائے؟بینوا توجروا

المستفتی:عبدالجبار ربوہ ضلع جھنگ......۱۹۷۹ء/۷/۲۵

(بقیہ حاشیہ) اور شیعوں کی طرح تین طلاق کے ایک طلاق ہونے کے قائل ہوئے،اہل سنت والجماعت کا اجماعی مسلک یہ ہے کہ تین طلاق دینے سے تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں اور تین طلاق سے عورت مغلظہ بائنہ ہوجاتی ہے سب سے پہلے شیخ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ اور عز بن جماعہ رحمہم اللہ وغیرہما نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا رد کیا جو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ہم عصر اور ہم شہر تھے اور یہ واضح کردیا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مسئلہ طلاق میں تفرد اور شذوذ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ان مسائل میں سے ہے جن میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اجماع صحابہ اور اجماع ائمہ اربعہ کے خلاف کیا ہے اور مذاہب اربعہ میں سے کوئی اس کا قائل نہیں ہوا اور ہر زمانہ میں علماء نے اس مسلک کی تردید میں کتابیں اور رسالے لکھے اور بخاری اور مسلم کے شارحین نے خاص طور پر شرح حدیث میں اس مسلک کا بطلان اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تردید کی ہے۔(معارف القرآن ۱:۳۲۶سورۃ البقرۃ آیت:۲۳۰)

﴿۱﴾(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲:۴۵۵کتاب الطلاق)

الجواب: احادیث مرفوعہ (رواہ البخاری ﴿۱﴾ وعبدالرزاق ﴿۲﴾ وابوداؤد) ﴿۳﴾ اورآثار خلفاء راشدین واکابر صحابہ (رواہا عبدالرزاق) سے معلوم ہے کہ تین طلاق بیک وقت واقع ہوتی ہیں ﴿۴﴾

﴿۱﴾ وفی البخاری: فتلاعنا وانا مع الناس عند رسول اللہ ﷺ فلما فرغا من تلاعنهما قال عويمر كذبت عليها يا رسول الله ان امسكتها فطلقها ثلاثا قبل ان يامره رسول الله ﷺ، الحديث. (صحيح البخارى ۲: ۷۹۱ باب من اجاز طلاق الثلاث)

﴿۲﴾ عن عبادة بن الصامت قال طلق جدى امرأته الف تطليقة فانطلق ابى الى رسول الله ﷺ فذكر ذلك له فقال النبى ﷺ اما اتقى الله جدك، اما ثلاث فله واما تسع مأة وسبعة وتسعون فعدوان وظلم ان شاء الله تعالىٰ عذبه وان شاء غفرله.

(مصنف عبد الرزاق ۶: ۳۹۳ رقم حديث: ۱۱۳۳۹)

﴿۳﴾ وفى ابى داؤد: قال فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله ﷺ فانفذه رسول الله ﷺ وكان ما صنع عند النبى ﷺ سنة. (سنن ابى داؤد ۱: ۳۰۶ باب فى اللعان)

﴿۴﴾ عن زيد بن وهب ان بطالا كان بالمدينة فطلق امرأته الفا فرفع ذلك الى عمر بن الخطاب رضى الله عنه فقال انما كنت العب فعلاه عمر رضى الله عنه بالدرة وقال انه كان يكفيك ثلاث. (سنن الكبرىٰ ۷: ۳۳۴ ومصنف ابن ابى شيبة ۵: ۱۱)

☆ عن معاوية بن ابى يحى قال جاء رجل الى عثمان بن عفان فقال امرأتى الفا فقال بانت منك بثلاث. (فتح القدير ۳: ۳۳۰ وزاد المعاد ۲: ۲۵۹)

☆ عن عبد الرحمن بن ابى ليلىٰ عن على رضى الله عنه فى من طلق امرأته ثلاثا قبل ان يدخل بها قال لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره. (سنن الكبرىٰ ۷: ۳۳۴)

☆ عن علقمة قال جاء ابن مسعود رجل فقال انى طلقت امرأتى تسعا وتسعين وانى سألت فقيل قد بانت منى فقال ابن مسعود قد احبوا ان يفرقوا بينك وبينها قال فما تقول رحمك الله فظن انه سيرخص له فقال ثلاث تبينها منك وسائرهن عدوان رواه الطبرانى ورجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد ۴: ۳۳۸)........(بقيه حاشيه اگلے صفحه پر)

اور یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے﴿۱﴾ البتہ ابن تیمیہ وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ تین طلاق بیک وقت واقع نہیں ہوتیں لحدیث مسلم وابی داؤد وغیرہ﴿۲﴾لیکن یہ ایک محتمل حدیث ہے اس سے تمسک درست نہیں اس کا محمل یہ

(بقیہ حاشیہ) ☆ عن هارون بن عنزة عن ابیه قال کنت جالسا عند ابن عباس فاتاه رجل فقال یا ابن عباس انه طلق امرأته مأة مرة وانما قلتها مرة واحدة فتبین منی بثلاث ام هی واحدة فقال بانت بثلاث وعلیک وزر سبعة وتسعین. (مصنف ابن ابی شیبة ۵:۱۳)

☆ عن نافع کان ابن عمر اذا سئل عمن طلق ثلاثا قال لو طلقت مرة او مرتین فان النبی ﷺ امرنی بهذا فان طلقتها ثلاثا حرمت علیک حتی تنکح زوجا غیره.

(رواه البخاری تعلیقا عن اللیث بن سعد ۲:۷۹۲ ومسلم شریف ۱:۴۷۶)

﴿۱﴾ وقال البدر العینی: ومذهب جماهیر العلماء من التابعین ومن بعد منهم الاوزاعی والنخعی والثوری وابوحنیفة واصحابه ومالک واصحابه والشافعی واصحابه واحمد واصحابه واسحاق وابوثور وابوعبید وآخرون کثیرون علی من طلق امرأته ثلاثا وقعن ولکنه یاثم وقالوا من خالف فیه فهو شاذ مخالف لاهل السنة وانما تعلق به اهل البدع ومن لا یلتفت الیه لشذوذه من الجماعة له. (عمدة القاری ۲۰:۲۳۳ باب من اجاز طلاق الثلاث)

﴿۲﴾مشہور غیر مقلد عالم مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی کی منصفانہ رائے: یہ (تین طلاق کو ایک ماننے کا) مسلک صحابہ، تابعین وتبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین ومتقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال بعد کے محدثین کا ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتاویٰ کے پابند اور ان کے معتقد ہیں، یہ فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی کے آخر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا تو اس وقت کے علماء نے ان کی سخت مخالفت کی تھی نواب صدیق حسن خان نے ''اتحاف النبلاء'' میں جہاں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے تفردات لکھے ہیں اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور ہوا، شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے، ان کو اونٹ پر سوار کر کے درے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی قید کئے گئے اسلئے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی۔ (اتحاف ۳۱۸ بحوالہ عمدۃ الاثاث ۱۰۳)

وقال الشیخ حبیب الرحمن الاعظمی الدیوبندی: ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہے کہ انت طالق تین دفعہ مکرر کرے اور تاکید کی نیت کرے جیسا کہ یہ نیت خلیفہ اول اور خلیفہ ثانی اور حضور کے ابتدائی دور میں رائج تھی ﴿۱﴾۔(۲) حلالہ کا یہ طریقہ درست ہے اس میں کوئی اشکال نہیں۔وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ) علامہ ابن تیمیہ کے جدامجد ابوالبرکات مجدالدین عبدالسلام الملقب بان تیمیہ الحنبلی اپنی مشہور کتاب "منتقی الاخبار میں" باب ماجاء فی طلاق البتۃ وجمع الثلاث وتفریقھا" میں احادیث وآثار نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں؛ وھذا کلہ یدل علی اجماعھم علی صحۃ وقوع الثلاث بالکلمۃ الواحدۃ. (منتقی الاخبار ۲۳۷) یعنی یہ احادیث، آثار دلالت کرتے ہیں کہ ایک کلمہ سے تین طلاقوں کے واقع ہونے پر صحابہ کرام کا اجماع ہو چکا ہے حافظ ابوالبرکات حنبلی رحمہ اللہ کی اس واضح صراحت کے بالمقابل حافظ ابن القیم لکھتے ہیں کہ: ان شیخنا حکی عن جدہ ابی البرکات انہ یفتی بذلک احیانا سرا ،یعنی ہمارے شیخ امام ابن تیمیہ نے اپنے دادا حافظ ابوالبرکات کے بارے میں یہ بتایا کہ وہ اپنی کتاب میں درج اپنے مسلک کے برخلاف کبھی کبھی پوشیدہ طور پر ایک مجلس کی تین طلاقوں کے بارے میں ایک ہونے کا فتویٰ دے دیتے تھے، حافظ ابن القیم اور ان کے شیخ حافظ ابن تیمیہ کی علمی جلالت شان کے اعتراف اور ان کی نقل پر اعتماد کے باوجود ہم یہ بات ماننے کیلئے قطعی طور پر تیار نہیں ہیں اس لئے کہ ابن تیمیہ اپنے دادا کے جس رویہ کی اطلاع دے رہے ہیں وہ کسی سچے پکے مومن کا نہیں ہوسکتا بلکہ یہ وطیرہ تو بزدلوں کا ہے جن کی قرآن وحدیث میں کثرت سے مذمت آئی ہے۔(مقالہ طلاق ثلاثہ للاعظمی ۴۹٦ مجموعہ مقالات)

﴿۱﴾ قال العلامۃ النووی: واما الروایۃ التی رواھا المخالفون ان رکانۃ طلق ثلثا فجعلھا واحدۃ فروایۃ ضعیفۃ عن قوم مجھولین، وانما الصحیح منھا ما قدمناہ انہ طلقھا البتۃ ولفظ البتۃ محتمل للواحدۃ وللثلاث ولعل صاحب ھذہ الروایۃ الضعیفۃ اعتقدان لفظ البتۃ یقتضی الثلاث فرواہ بالمعنی الذی فھمہ وغلط فی ذلک واما خدیث ابن عمر فالروایات الصحیحۃ التی ذکرھا مسلم وغیرہ انہ طلقھا واحدۃ، واما حدیث ابن عباس فاختلف العلماء فی جوابہ وتاویلہ فالاصح انہ معناہ انہ کان فی اول الامر اذا قال لھا انت طالق انت طالق ولم ینو تاکیدا ولا استینافا یحکم بوقوع طلقۃ لقلۃ ارادتھم الاستیناف بذلک فحمل علی الغالب الذی ھو ارادۃ التاکید فلما ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

''انت طالق ثلاثا'' اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کی تحقیق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی منکوحہ کو کہدے ''انت طالق ثلاثا'' کونسی طلاق واقع ہوگی؟ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تین طلاق ایک طلاق رجعی ہوا کرتی تھی اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا سعدالدین مردان......۲۰/ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

الجواب: صورت مسئولہ میں یہ عورت مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے ﴿۱﴾ اور قرآن واحادیث اور آثار سے یہی ثابت ہے، قال اللہ تعالیٰ: فلا تحل له من بعد ، ولم يفرق بين ما اذا طلقها ثالثا في ذلك المجلس او غيره ﴿۲﴾ وروى عبد الرزاق عن عبادة

(بقیہ حاشیہ) كان في زمن عمر رضي الله عنه وكثر استعمال الناس بهذه الصيغة وغلب منهم ارادة الاستيناف بها حملت عند الاطلاق على الثلاث عملا بالغالب السابق الى الفهم منها وفي ذلك العصر، وقيل المراد ان المعتاد في الزمن الاول كان طلقة واحدة وصار الناس في زمن عمر يوقعون الثلاث دفعة فنفذه عمر فعلى هذا يكون اخبارا عن اختلاف عادة الناس لا عن تغير حكم في مسئلة واحدة. (شرح النووي على مسلم ۱ :۴۷۸ باب طلاق الثلاث)

﴿۱﴾ قال العلامة ابن الهمام: وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث...... وايضا قال: وقد اثبتنا النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بان الثلاث بفم واحد واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف.

(فتح القدير في شرح الهداية ۳: ۳۳۰ كتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة النسفي: قوله تعالىٰ: (فان طلقها) مرة ثالثة بعد المرتين، فان قلت الخلع طلاق عندنا وكذا عند الشافعي رحمه الله في قول، فكان هذه تطليقة رابعة، قلت: الخلع طلاق ببدل فيكون طلقة ثالثة وهذه بيان لتلك اى فان ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

انہ طلق امرأتہ الفا فاجاز النبیﷺ ثلاثا﴿۱﴾ ورُوی عن عمر وعثمان وابن عباس وابن مسعود وابی ھریرۃ وعبد اللہ بن عمرو ابن العاص بانھم قضوا وافتوا بالثلاث﴿۲﴾ واما حدیث جعل الثلاث واحدۃ فقیل منسوخ وقیل بحملہ اذا طلق بالفاظ ثلاثۃ واراد التاکید دون التاسیس وکان المعروف فی عھد النبیﷺ وعھد الصدیق واول خلافۃ عمر التاکید بخلاف العھد الآخر﴿۳﴾. وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ) طلقھا الثالثۃ ببدل فحکم التحلیل کذا (فلا تحل لہ من بعد) من بعد التطلیقۃ الثالثۃ (حتی تنکح زوجا غیرہ) حتی تتزوج غیرہ...... وفیہ دلیل علی ان النکاح ینعقد بعبارتھا، والاصارۃ شرطت بحدیث العسیلۃ کما عرف فی اصول الفقہ، والفقہ فیہ انہ لما اقدم علی فراق لم یبق للندم مخلصا لم تحل لہ الا بدخول فحل علیھا لیمتنع عن ارتکابہ.
(تفسیر مدارک ۱:۱۲۸ سورۃ البقرۃ آیت:۲۲۹)

﴿۱﴾ عن عبادۃ بن الصامت قال طلق جدی امرأتہ الف تطلیقۃ فانطلق ابی الی رسول اللہﷺ فذکر ذلک لہ فقال النبیﷺ اما اتقی اللہ جدک، اما ثلاث فلہ واما تسع مأۃ وسبعۃ وتسعون فعدوان وظلم، ان شاء اللہ تعالیٰ عذبہ وان شاء غفر لہ.
(مصنف عبد الرزاق ۶:۳۹۳ رقم حدیث: ۱۱۳۳۹)

﴿۲﴾ قال الامیر الیمانی: والیہ ذھب عمر وابن عباس وعائشۃ وروایۃ عن علی والفقھاء الاربعۃ وجمھور السلف والخلف...... وقد اطبق اھل مذاھب الاربعۃ علی وقوع الثلاث المتتابعات. (سبل السلام شرح بلوغ المرام ۳:۲۱۴)

عن محمد بن ایاس بن البکیر عن ابی ھریرۃ وابن عباس وعائشۃ وعبد اللہ ابن عمرو بن العاص سئلوا عن البکر یطلقھا زوجھا ثلاثا فکلھم قالوا لا تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ. (مصنف ابن ابی شیبۃ ۵:۲۳)

﴿۳﴾ قال العلامۃ النووی: واما حدیث ابن عباس فاختلف العلماء فی جوابہ وتأویلہ فالاصح ان معناہ انہ کان فی اول الامر اذا قال لھا انت طالق انت......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جلسہ واحدہ میں تین طلاق ایک قرار دینا مخالفت احادیث وآثار صحابہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ میں دفعۃ واحدۃ ملت بیضاء میں حرام وممنوع اور بدعت ہے اب اگر ایک آدمی دیوے تو کیا اس کی رجعت صحیح ہو سکتی ہے یا نہ؟ بقاعدہ فقہاء ائمہ احناف عند الضرورت حسب مذاہب دیگر رجوع کیا جاتا ہے، چنانچہ مواقع کثیرہ میں یہ امر مسلم اور جاری ہے خاص کر مسئلہ ہذا میں کذا فی فتاویٰ عبد الحئی اللکھنوی فی مجموعۃ الفتاویٰ، کذا فی المسک الختام فی شرح بلوغ المرام نقلہ عن الائمۃ الحنفیۃ، مگر بعض محققین جس میں بعض صحابہ وتابعین بھی شامل ہیں فرماتے ہیں کہ تین نہیں بلکہ ایک طلاق ہوگی ان کی دلیل بھی قوی ہے، آپ کی رائے اس مسئلہ کے بارے میں کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی غلام رسول خطیب چکیاں مانسہرہ...... یکم اکتوبر ۱۹۷۵ء

الجواب: ابن تیمیہ اور ابن القیم کے قول پر کس طرح فتویٰ دیا جاتا ہے حالانکہ انہوں نے حدیث ابوداؤد کی مخالفت کی ہے، و فی ابو داؤد: واللہ ما اردت الا واحدۃ ﴿۱﴾ و کذا خالفوا

(بقیہ حاشیہ) طالق انت طالق ولم ینو تاکیدا ولا استینافا یحکم بوقوع طلقۃ لقلۃ ارادتھم الاستیناف بذلک فحمل علی الغالب الذی ھو ارادۃ التاکید فلما کان فی زمن عمر رضی اللہ عنہ وکثر استعمال الناس بھذہ الصیغۃ وغلب منھم ارادۃ الاستیناف بھا حملت عند الاطلاق علی الثلاث عملا بالغالب السابق الی الفہم منھا وفی ذلک العصر الخ.

(شرح النووی علی مسلم ۱: ۴۷۸ باب طلاق الثلاث)

﴿۱﴾ عن نافع بن عجیر بن عبد یزید بن رکانۃ ان رکانۃ بن عبد یزید طلق امرأتہ سھیمۃ البتۃ فاخبر النبی ﷺ بذلک وقال واللہ ما اردت الا واحدۃ فقال رسول اللہ ﷺ واللہ ما اردت الا واحدۃ فقال رکانۃ واللہ ما اردت الا واحدۃ فردھا الیہ رسول اللہ ﷺ فطلقھا الثانیۃ فی زمان عمر والثالثۃ فی زمان عثمان. (سنن ابی داؤد ۱: ۳۰۰ باب فی البتۃ)

حدیث البخاری فی اللعان ان اللاعن طلقها ثلثا عند النبیﷺ ولم ینکر علیه﴿۱﴾ وکذا حدیث جعل الالف ثلثا، رواه عبد الرزاق مرفوعا﴿۲﴾ وکذا خالفوا قضایا الخلفاء الراشدین وابن مسعود وابی ھریرة وسائر اکابر الصحابة کما فی مصنف عبد الرزاق وابی داؤد وکذا خالفوا الائمة الاربعة﴿۳﴾ واما حدیث جعل الثلث واحدة

﴿۱﴾ وفی البخاری:..... قال سهل فتلاعنا وانا مع الناس عند رسول اللهﷺ فلما فرغا قال عویمر کذبت علیها یا رسول الله ان امسکتها فطلقها ثلاثا قبل ان یأمره رسول اللهﷺ.

(صحیح البخاری ۲: ۷۹۱ باب من اجاز طلاق الثلاث)

﴿۲﴾ عن عبادة بن الصامت قال طلق جدی امرأته الف تطلیقة فانطلق ابی الی رسول اللهﷺ فذکر ذلک له فقال النبیﷺ اما اتقی الله جدک، اما ثلاث فله واما تسع مأة وسبعة وتسعون فعدوان وظلم ان شاء الله تعالیٰ عذبه وان شاء غفر له.

(مصنف عبد الرزاق ۲:۳۹۳ رقم حدیث: ۱۱۳۳۹)

﴿۳﴾قال ابن رجب الحنبلی: اعلم انه لم یثبت عن احد من الصحابة ولا من التابعین ولا من ائمة السلف المعتد بقولهم فی الفتاویٰ فی الحلال والحرام شیئ صریح فی ان الطلاق الثلاث بعد الدخول یحسب واحدة اذا سبق بلفظ واحد، وقال: لا نعلم من الامة احدا خالف فی هذه المسألة مخالفة ظاهرة ولا حکما ولا قضاء ولا علما ولا افتاء ولم یقع ذلک الا من نفر یسیر جدا وقد انکره علیهم من عاصرهم غایة الانکار وکان اکثرهم یستخفی بذلک ولا یظهر فکیف یکون اجماع الامة علی اخفاء دین الله الذی شرعه علی لسان رسوله واتباع اجتهاد من خالفه برأیه فی ذلک هذا لا یحل اعتقاده البتة، ولعله ظهر بهذا البیان ان امضاء عمر للثلاث حکم شرعی مستمد من الکتاب والسنة مقارنا لاجماع فقهاء الصحابة فضلا عن التابعین ومن بعدهم ولیس بعقوبة سیاسیة ضد حکم شرعی فالخارج علی امضاء عمر خارج علی ذلک کله.

(بیان مشکل الاحادیث الواردة، بحواله الاشفاق علی احکام الطلاق للعلامة الکوثری ۳۵، ۵۳)

فحديث محتمل ونحن نقول محمل الحديث انهم كانوا اذا قالوا انت طالق انت طالق انت طالق يريدون التاكيد في زمن النبیﷺ والصديق الاكبر ثم ارادوا التاسيس في زمن الفاروق الاعظم فكان يقضي على الثلاث وان كانت نية التاكيد معتبرة ديانة، والتعجب من عقل من يحسن الظن على نفسه ولا يحسن الظن على الخليفة الثاني انه ترك الحديث بالرائ فافهم﴿۱﴾. وهو الموفق

طلاق ثلاثہ کے بعد نکاح جدید کیلئے ارشاد الطالبین کا حیلہ غلط ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص بیوی کو طلاق ثلاثہ دے دے اور پھر عورت سے احکام وارکان اسلام پوچھے اور جواب نہ دینے سے اس پر مرتد کا حکم لگا کر (بوقت طلاق) عدم وقوع طلاق سمجھ کر بغیر تحلیل کے نکاح جدید کرنے کا حیلہ کس طرح ہے، کیونکہ ارشاد الطالبین میں ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب میں تمام احکام وارکان کا جاننا فرض ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا محمد شریف صاحب بیک ٹوپی

الجواب: واضح رہے کہ جو حیلہ تحلیل حرام کیلئے نہ ہو تو وہ جائز ہے﴿۲﴾ البتہ صورت مسئولہ کا

﴿۱﴾ قال الحافظ العسقلاني: فالراجح في الموضعين تحريم المتعة وايقاع الثلاث للاجماع الذى انعقد في عهد عمر على ذلک ولا يحفظ ان احدا في عهد عمر خالفه في واحدة منهما وقد دل اجماعهم على وجود ناسخ وان كان خفي على بعضهم قبل ذلک حتى ظهر بجميعهم في عهد عمر فالمخالف بعد هذا الاجماع منا بذله والجمهور على عدم اعتبار من احدث الاختلاف بعد الاتفاق. (فتح الباری ۹: ۳۱۹)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن نجيم: الحيل جمع حيلة وهي الحذق في تدبير الامور وهي تقليب الفكر حتى يهتدى الى المقصود...... واختلف مشائخنا في التعبير عن ذلک فاختار كثير التعبير بكتاب الحيل واختار كثير كتاب المخارج واختاره في الملتقط وقال ابو سليمان: كذبوا على محمد ليس له كتاب الحيل وانما هو الهرب.....(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تعلق باب الحیل سے نہیں ہے اس کا تعلق افتاء علی مذہب الغیر سے ہے جو کہ بوقت ضرورت جائز ہے، پس ایسے مقامات میں دو امر تحقیق طلب ہیں اول تحقق ضرورت، دوم یہ کہ واقعی طور سے یہ حکم اس مذہب میں مروی بھی ہے یا نہیں، علاوہ ازیں اس حکم مذکور کا مذہب حنبلی ہونا ارشاد الطالبین سے ثابت نہیں ہوسکتا۔ وھو الموفق

الجواب الثانی: بغیر تحلیل کے چارہ کار نہیں ہے ارشاد الطالبین معتبر کتاب نہیں ہے اس کے بہت سے مسائل وغیرہ غلط ہیں اس لئے اس کا حیلہ جو آپ نے لکھا ہے صحیح نہیں ہے۔ وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ) من الحرام والتخلص منه حسن قال الله تعالیٰ: وخذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحنث وذکر فی الخبر ان رجلا اشتری صاعا من تمر بصاعین فقال ﷺ اربیت هلا بعت تمرک بالسلعة ثم ابتعت بسلعتک تمرا وهذا کله اذا لم یؤد الی الضرر باحد.

(الاشباہ والنظائر ۳۹۷ الفن الخامس)

باب کنایات الطلاق

کنایات کے مختلف الفاظ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مثلاً زید وزینب آپس میں خاوند بیوی ہیں دونوں میں جھگڑا ہوگیا تو زید نے زینب کو کہا کہ ماں باپ کے گھر چلی جا، میرے گھر سے نکل جا، اپنا سامان بھی لے جا، زینب نے کہا کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر نہیں جاتی جب تک تو میرا فیصلہ نہ کرے تو زید نے کہا کہ جا میں نے تیرا فیصلہ کردیا ہے اور یہ الفاظ پانچ چھ دفعہ کہدئے کہ جا میں نے اب تیرا فیصلہ کردیا ہے، زینب جہیز کا سامان لے کر نکل گئی بلکہ نکالی گئی اب زید نے جو الفاظ بولے ہیں اس سے کونسی طلاق ہوئی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: قاضی عبدالشکور نائب مفتی جمعیۃ العلماء کیملپور اٹک

الجواب: چونکہ یہ تمام الفاظ کنایات طلاق ہیں اور حالت غضب میں یہ الفاظ کہے گئے ہیں لہٰذا قاضی کے نزدیک یہ عورت مطلقہ مبانہ ہوگی، لیکن مفتی کے نزدیک بغیر نیت طلاق کا حکم دینا غیر صحیح ہے بے شک اگر خاوند اقرار کرے کہ میں نے طلاق کے ارادہ سے یہ الفاظ کہے ہیں تو یہ عورت مبانہ ہوگی، فی الدرالمختار: **فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال وهی حالة مذاکرة الطلاق او الغضب ،وقوله قضاء قید به لانه لا یقع دیانة بدون النیة ولو وجدت دلالة الحال فوقوعه بواحد من النیة او دلالة الحال انما هو فی القضاء فقط**﴿۱﴾اور صاحب

﴿۱﴾(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۵۰۱،۵۰۲ باب الکنایات)

بحر نے اسی صفحہ میں صدر القضاۃ سے روایت کی ہے کہ خاوند کو قسم دی جائے گی اگر قسم اٹھائی تو فبہا ورنہ قاضی کو مرافعہ کیا جائے گا ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

لفظ حرام کنایات سے ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لفظ ''حرام'' کس طلاق میں مستعمل ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلام سرور وزارت تجارت اسلام آباد

الجواب: لفظ حرام کنایات سے ہے بغیر نیت کے اس سے طلاق نہیں ہوتی ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجیم: وفی المجتبیٰ عن صدر القضاة فی شرح الجامع الصغیر اذا قال لم انو الطلاق فعلیه الیمین ان ادعت الطلاق وان لم تدع یحلف ایضا حقا لله تعالیٰ، قال ابو نصر قلت لمحمد بن سلمة یحلفه الحاکم ام هی تحلفه قال یکتفی بتحلیفها ایاه فی منزله فاذا حلفته فحلف فهی امرأته والا رافعته الی القاضی فان نکل عن الیمین عنده فرق بینهما.

(البحر الرائق ۳:۲۹۸ باب الکنایات)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: والحاصل ان المتأخرین خالفوا المتقدمین فی وقوع البائن بالحرام بلا نیة حتی لا یصدق اذا قال لم انو لاجل العرف الحادث فی زمان المتأخرین فیتوقف الآن وقوع البائن به علی وجود العرف کما فی زمانهم..... ثم ظهر لی بعد مدة ما عسی یصلح جوابا وهو ان لفظ حرام معناه عدم حل الوطء ودواعیه وذلک یکون بالایلاء مع بقاء العقد وهو غیر متعارف ویکون بالطلاق الرافع للعقد وهو قسمان بائن ورجعی لکن الرجعی لا یحرم الوطء فتعین البائن..... والحاصل انه لما تعورف به الطلاق صار معناه تحریم الزوجة وتحریمها لا یکون الا بالبائن هذا غایة ما ظهر لی فی هذا المقام.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲:۵۰۴ قبیل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا باب الکنایات)

مبانہ عورت پر دوبارہ نکاح کیلئے جبر، الفاظ ''مجھ سے جدا ہو'' وغیرہ مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) جب عورت کو طلاق بائن دی جائے تو واپس اس پر جبر کر سکتا ہے یا نہیں یعنی جبراً نکاح کا کیا حکم ہے؟ (۲) غصہ کی حالت میں بیوی کو کہدے کہ تو مجھ سے ایسی جدا ہو جیسا کہ یہ چیز میرے ہاتھ میں ہے اس چیز کو ہاتھ سے دور پھینک دے منکوحہ جواب میں کہدے کہ اب میرے اپنے نفس کا اختیار خود میرے ہاتھ میں ہے اور زوج کہے کہ بالکل ٹھیک ہے اس صورت میں طلاق بائن واقع ہوگی یا رجعی؟ (۳) ایلاء کی عدت کے اندر اندر جب زوج رجوع کرنا چاہے تو منکوحہ انکار کر کے اپنے آپ کو زوج سے محبوس رکھے یعنی قرب کا موقع نہ دے اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: صاحبزادہ عبدالملک سائی بالامہندا یجنسی...... یکم ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

الجواب: (۱) چونکہ یہ عورت بالغہ ہے لہٰذا اس پر جبر جاری نہیں ہو سکتا البتہ اکراہ (یعنی تخویف اور تحدید سے ایجاب یا قبول کرانا) اس پر صحیح ہے، فی الدر المختار: **وینکح مبانته بما دون الثلث فی العدة وبعدها بالاجماع (باب الرجعة)**﴿۱﴾ **وفی الهندیة ۱: ۳۰۵ ولا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل**﴿۲﴾. (۲) یہ کلمات کہ ''ته زمانه خلاصه ئے'' عرف میں طلاق کیلئے استعمال ہوتے ہیں لہٰذا یہ الفاظ طلاق صریح کے ہیں، **لما فی الدرالمختار: صریحه ما لم یستعمل الا فیه ولو بالفارسیة انتهیٰ ما علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۹۰**﴿۳﴾ لیکن یہ تشبیہ اگر طلاق کی ہو تو یہ طلاق بائن ہے، **لما فی الهندیة ۱: ۳۹۷ الاصل عند ابی حنیفة انه**

﴿۱﴾ الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۸۲ مطلب فی العقد علی المبانة)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۳﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۶۵ باب الصریح)

متی شبه الطلاق بشیئ یقع بائنا صغیرا کان او کبیرا ﴿۱﴾ اور اگر مقصود صرف تمثیل ہو اور توضیح ہو اپنے فعل اور ارادہ کی تو طلاق رجعی واقع ہوگی، وھو الظاھر عندی (۳) چونکہ بظاہر یہ ناشزہ ہے لہٰذا اس کو زبانی رجوع بھی کافی ہے، لما فی الدر المختار: وکذا حبسها ونشوزها ففیؤہ نحو قوله بلسانه فئت الیها او راجعتک الخ ﴿۲﴾. وھو الموفق

پشتو میں لفظ ''لوٗ'' سے طلاق واقع ہونے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض اقوام کی زبان میں طلاق کیلئے دوسرے الفاظ موضوعہ جیسے افاغنہ بلوچستان میں لفظ ''لوٗ'' ہے سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ جبکہ اس سے کہنے والے کی نیت طلاق کی نہ ہو کیا اس کی نیت اس میں معتبر ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالکریم حقانی بلوچستان......۱۲/ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: اس لفظ ''زما دے لو وی'' (میرا لوہو) سے طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ یہ لفظ مطلق یمین اور تعلیق طلاق بالشرط میں مشترک ہے پس اس میں نیت ضروری ہے ﴿۳﴾ وعلی تقدیر

﴿۱﴾ (فتاوی عالمگیریة ۱: ۳۷۱ الفصل الثالث فی تشبیه الطلاق ووصفه)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۹۹ باب الایلاء)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدین: افتی بعض المتأخرین بان منها علی یمین لا افعل کذا ناویا الطلاق فتقع به واحدة بائنة لقولهم الکنایة ما احتمل الطلاق وغیرہ وردہ عصریه السید محمد ابو السعود فی حاشیة مسکین بانه لا یلزمه الا کفارة یمین لان ما ذکروہ فی تعریف الکنایة لیس علی اطلاقه بل هو مقید بلفظ یصح خطابها به ویصلح لانشاء الطلاق الذی اضمرہ او للاخبار بانه اوقعه کانت حرام اذ یحتمل لانی طلقتک او حرام الصحبة وکذا بقیة الالفاظ ولیس لفظ الیمین کذلک اذ لا یصح بان یخاطبها بانت یمین فضلا عن ارادة انشاء الطلاق به او الاخبار بانه اوقعه حتی لو قال انت......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ارادة الثاني ايضا لا وجه لوقوع الطلاق لعدم الاضافة الى المرأة ﴿۱﴾. وهو الموفق

دفع ہوجا، نکل جا، والدین کے گھر چلی جا" کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے غصہ اور ناراضگی کی حالت میں اپنی بیوی کو کہا کہ "تو اپنے والدین کے گھر چلی جا، میرے گھر سے نکل جا، دفع ہوجا، میں تمہارے بغیر بھی گزارہ کرسکتا ہوں" جبکہ اس کہنے سے شوہر کا ارادہ طلاق کا نہیں تھا، کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہوتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: آفتاب احمد.....۱۹۷۳ء/۲/۱۰

الجواب: بغیر نیت کے ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، في الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۲۳۶، فالكنايات لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال قوله قضاء قيد به لانه لا يقع ديانة بدون النية ولو وجدت دلالة الحال ﴿۲﴾. وهو الموفق

"ایسی بیوی کو نہیں رکھتا" "تجھے چھوڑتا ہوں چھوڑتا ہوں" الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں کہ (۱) جو شخص اپنی منکوحہ مدخول

(بقیہ حاشیہ) بین لانی طلقتک لا یصح فلیس کل ما احتمل الطلاق من کنایته بل بهذین القیدین ولا بد من ذلک هو کون اللفظ مسبب عن الطلاق ونشا عنه کالحرمة فی انت حرام الخ. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۰۱ باب الکنایات)

﴿۱﴾ قال العلامة الشامی قوله لترکه الاضافة ای المعنوية فانها الشرط والخطاب من الاضافة المعنوية وکذا الاشارة نحو هذه طالق

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۲۶۶ مطلب من الصریح الفاظ المصحفة)

﴿۲﴾ (ردالمحتار علی الدر المختار ۲: ۵۰۱ باب الکنایات)

بیا کو غیظ وغضب کی حالت میں گالیاں دے کر یہ کہہ دے کہ جا اپنے فلاں والد کے گھر اور برقعہ بھی صندوق سے نکال کر پھینک دے، اور یہ بھی کہے کہ میں ایسی بیوی کو نہیں رکھتا، "ره داسے خزه نه ساتم" لیکن اندر سے نیت بالکل طلاق کی نہیں بلکہ خواب وخیال میں بھی نہیں صرف دھمکانے کے واسطے ہو۔ (۲) الفاظ تو بالکل یہی ہوں لیکن اندر سے نیت کچھ نہیں جاہل آدمی ہے۔ (۳) اندر سے نیت بھی ہے طلاق دینے کی۔ (۴) ایک آدمی اپنی بیوی سے ناراض ہوکر یہ کہہ دے کہ تجھے میں چھوڑتا ہوں چھوڑتا ہوں، اس کے بعد وہ بیوی اسے کھلا پلا کر راضی کر لیتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرحمٰن قطب امانکوٹ نوشہرہ.....۱۹۷۲ء/۹/۳۰

الجواب: (۱،۲) اس شخص پر بیوی مطلقہ نہیں ہے کیونکہ یہ الفاظ کنایات سے ہیں اور کنایات سے بغیر نیت کے طلاق واقع نہیں ہوتی ﴿۱﴾۔ (۳) طلاق بائن واقع ہوئی بغیر تجدید نکاح کے چارہ نہیں ﴿۲﴾۔ (۴) یہ لفظ اکثر علماء کے نزدیک صریح ہے لہذا ایک اور دو میں زبانی واپسی کافی ہے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي الهندية: الكنايات لا يقع بها الطلاق الا بالنية او بدلالة حال كذا في الجوهرة النيرة. (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۷۴ الفصل الخامس في الكنايات)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن نجيم: (قوله وينكح مبانته في العدة وبعدها اى المبانة بما دون الثلاث لان المحلية باقية لان زوالها معلق بالطلقة الثالثة فينعدم قبلها.

(البحر الرائق ۴: ۵۲ فصل فيما تحل به المطلقة)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن نجيم المصرى: (قوله سرحتک فارقتک) وجعلهما الشافعي من الصريح لورودهما في القرآن للطلاق كثيرا قلنا المعتبر تعارفهما في العرف العام في الطلاق لاستعمالهما شرعا مرادا هو بهما كذا في فتح القدير وفي الكافي ولنا الصريح ما لايستعمل في غير النساء وهم يقولون سرحت ابلي وفارقت ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

''ساتوں راستے آپ کیلئے خالی ہیں تو جاسکتی ہے'' الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کل میرے اور بیوی کے درمیان

(بقیہ حاشیہ) غریمی ومشائخ خوارزم من المتقدمین ومن المتأخرین کانوا یفتون بان لفظ التسریح بمنزلة الصریح یقع به طلاق رجعی بدون النیة کذا فی المجتبیٰ وفی الخانیة لو قال انت السراح فهو کقوله انت خلیة اعزبی وفی القنیة والاقرار بالفرقة لیس باقرار بالطلاق لاختلاف اسبابها.

(البحر الرائق ۳: ۳۰۱ باب الکنایات فی الطلاق)

اسی طرح فتاویٰ شامیہ میں ہے: ثم فرق بینه وبین سرحتک فان سرحتک کنایة لکنه فی عرف الفرس غلب استعماله فی الصریح فاذا قال رها کردم ای سرحتک یقع به الرجعی مع ان اصله کنایة ایضا وما ذاک الا لانه غلب فی عرف الفرس استعماله فی الطلاق.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۰۲ قبیل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا)

لیکن اس سوال کے جواب میں حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے کچھ اسلوب بیان یوں اختیار کیا ہے کہ ''اکثر علماء کے نزدیک صریح ہے'' اس لئے اس عبارت سے نیز حضرت مفتی صاحب کے دوسرے فتاویٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ کنائی ہیں ہمارے عرف میں، اور حضرت مفتی صاحب کے ذاتی نسخہ شامی کے حاشیہ پر آپ نے خود کچھ اسی طرح تفصیل لکھی ہے، اعلم ان قول السلیمانین ''پرے م خوده'' ای ترکتها ومثله کنایة فی العربیة کذا فی السلیمانیة لانه یستعمل شائعا فی غیر الطلاق ویراد به الطلاق عند القرائن الخارجیة فالظاهر انه کنایة فی السلیمانیة ایضا فاذا کرره فیقع به الواحدة لان البائن لا یلحق البائن ولو سلم انه صریح فالمتعارف به وقوع البائن لانهم یقصدون ذلک فافهم.

(هذا من افادات شیخی دامت برکاتهم)

پس بحرالرائق اور شامی کی عبارات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے صریح اور کنائی ہونے میں اختلاف آرہا ہے، انہوں نے اسے عرف پر مبنی کیا ہے، لیکن ہمارے علاقوں کے عرف میں حضرت مفتی صاحب کی مذکورہ رائے (کنائی ہونا) راجح معلوم ہوتی ہے۔ (از مرتب)

کسی بات پر تلخ کلامی ہوئی میں بات برداشت نہ کرسکا اور میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے "تـاتـه اووه واڑه لارے اوزگـارے دی تـلـے شـے" آپ کیلئے ساتوں راستے خالی ہیں تو جاسکتی ہے ازروئے شرع ان الفاظ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: واجد گل ۔۔۔۔ ۱۹۸۶ء/۷/۳۰

الجواب: بلا ارادہ طلاق یہ الفاظ نکاح کیلئے ضرر رساں نہیں ہیں، البتہ نکاح کی تجدید کرنا افضل ہے. کما فی الهندية ۱: ۴۰۱ رجل قال لامرأته اربعة طرق عليک مفتوحة لا يقع بهذا شيئ وان نوى الا اذا قال خذى اى طريق شئت وقال نويت الطلاق ولو قال ما نويت صدق ولو قال لها اذهبى اى طريق شئت لا يقع بدون النية ﴿۱﴾. وهو الموفق

مار پیٹ کے بعد کہہ دے میں نے تجھے رخصت دے دی چلو وغیرہ الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اپنی بیوی کو حالت غضب وغصہ میں مار پیٹ کر کے کہہ دے کہ جا تجھے میں نے رخصت دے دی چلو، بیوی روانہ ہو کر گھر سے نکلی راستہ میں رشتہ دار عورت کو واپس کر کے زید کے گھر لے آئے جب رشتہ دار واپس گئے تو زید نے دوبارہ اس عورت کو کہہ دیا کہ یہ کپڑے تبدیل کر کے اپنے والد کے گھر کا لباس پہنو اور چلی جا تجھے رخصت ہے، فی الحال عورت اس گھر سے نکل کر اپنے والد کے گھر پہنچ گئی، معلومات کرنے کے بعد گواہوں نے بھی گواہی دی کہ زید نے بیوی رخصت کردی ہے اب ان الفاظ کا کیا حکم ہے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: فقیر بخت جمال مردان

الجواب: یہ الفاظ کنائی ہیں بلا نیت اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، کما فی ردالمحتار

﴿۱﴾ (فتاوى عالمگيرية ۱: ۳۷۶ الفصل الخامس فى الكنايات)

۲:۶۳۶ قوله قضاء قید به لانه لا یقع دیانة بدون النیة ولو وجدت دلالة الحال﴿۱﴾
پس صورت مسئولہ میں زوج سے نیت کے متعلق تحقیقات کرے۔ وھو الموفق

ایسی بیوی کی ضرورت نہیں میرا اسلام ہے، جہیز لے جاؤ لڑکی چھڑالو وغیرہ الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سولہ ماہ قبل میں نے اپنی بیوی کو گھر سے نکال کر سسرال کے گھر بھیج دیا تھا کیونکہ وہ ہر وقت میرے والدین اور بہنوں سے جھگڑتی تھی، ہفتہ بعد والدین نے مجھے بیوی لانے کا کہا میں نے کہا کہ مجھے ایسی بیوی کی کوئی ضرورت نہیں وہ مجھے نہیں چاہئے میرا ایسی بیوی کو سلام ہے، والدین خاموش ہو گئے، دوسرے یا تیسرے روز میں نے چچا کو سسرال کے گھر بھیج دیا اور یہی الفاظ دہرائے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ انہیں کہو کہ اپنا جہیز لے جاؤ، لڑکی کو چھڑالو میں ان کی لڑکی کو نہیں لاتا، سسرال نے یہ بات نہیں مانی، یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا، ایک سال بعد والدین نے مجھے مجبور کیا اور مجھ سے خفا ہونے لگے اور کہنے لگے کہ ہر طریقہ پر تمہیں بیوی کو لانا ہوگا، تب میں نے سوچا کہ ایک سال تک میں جو انکار کرتا رہا اس کا اثر میرے نکاح پر پڑا ہے یا نہیں، بہشتی زیور میں دیکھا تو میرے یہ الفاظ ہو بہو کنایہ طلاق سے ملتے تھے اب یہ الفاظ کہتے وقت میری نیت پر دارومدار تھا، میں نے کافی سوچا مگر سال بیت چکے تھے اور نیت کو برقرار نہ رکھ سکا، میں نے والدین کو کہا کہ میرا سابقہ نکاح ٹوٹ گیا ہے اس پر والدین بڑے پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ تیرا دماغ خراب ہے دوبارہ نکاح ہمارے لئے شرم کی بات ہے آپ صاحبان تسلی بخش جواب سے نوازیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: طارق علی کیمل پور...۱۹۶۹ء/۱/۱۹

الجواب: یہ الفاظ کنایات ہیں بغیر نیت کے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی﴿۲﴾ اور بعد

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲:۲۰۵ باب الكنايات)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله قضاء) قيد به لانه لا يقع ديانة بدون النية ولو وجدت دلالة الحال. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲:۲۰۵ باب الكنايات)

میں یہ کلام کہ اپنا جہیز لے جاؤ اور لڑکی کو چھوڑ الو قرینہ ہے طلاق کے عدم ارادے کا، لہٰذا طلاق واقع نہیں ہے اور اگر احتیاطاً تجدید نکاح کرلے تو بہتر ہے اور عقد نکاح کیلئے یہ کافی ہے کہ زوجین اقارب کے روبرو ایجاب وقبول کریں ﴿۱﴾ فقط۔ وھو الموفق

فارغ کردیا ہے، آزاد ہے حرام ہے" الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تلخ کلامی کے دوران کہا میں نے اسے (بیوی کو) فارغ کردیا ہے جہاں چاہے یہ آزاد ہے، مزید یہ کہ اس کے بعد بھی مختلف موقعوں پر شخص مذکور نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کے الفاظ دہرائے ہیں ان سب باتوں کے باوجود وہ ایک گھر میں رہتے ہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالعزیز میر ہری پور۔۔۔۔۱۹۸۶ء/۷/۲۳

الجواب: صورت مسئولہ میں تجدید نکاح کافی ہے، کیونکہ اولاً "آزاد ہے" ہمارے بلاد کے محاورہ میں کنایات سے ہے اور اگر صریح ہونا تسلیم کیا جائے تو یہ بائن میں استعمال کیا جاتا ہے وھکذا لفظ الحرام ﴿۲﴾،

﴿۱﴾ وفی الھندیة: واما رکنه فالایجاب والقبول والایجاب ما یتلفظ به اولا من ای جانب کان والقبول جوابه ھکذا فی العنایة. (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۲۶۷ کتاب النکاح الباب الاول)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: وقد صرح البزازی اولا بان حلال الله علی حرام بالعربیة اوالفارسیة لا یحتاج الی نیة حیث قال ولو قال حلال ایزد بروی او حلال الله علیه حرام لا حاجة الی النیة وھو الصحیح المفتی به للعرف وانه یقع به البائن لانه المتعارف ثم فرق بینه وبین سرحتک فان سرحتک کنایة لکنه فی عرف الفرس غلب استعماله فی الصریح فاذا قال رھا کردم ای سرحتک یقع به الرجعی مع ان اصله کنایة ایضا وما ذاک الا لانه غلب فی عرف الفرس استعماله فی الطلاق وقد مر ان الصریح مالم یستعمل الا فی الطلاق من ای لغة کانت لکن لما غلب استعمال حلال الله فی البائن ..... (بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

والاصل ان البائن لا یلحق البائن﴿۱﴾. وھوالموفق

نکل جاؤورنہ میں طلاق دوں گا'' کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی نے ساری عمر میری خدمت کی ہے مگرکئی دفعہ میں اس کوکہہ چکا ہوں ''نکل جاؤورنہ میں طلاق دوں گا'' ان الفاظ کہنے سے میری بیوی زوجیت سے باہرتونہیں ہوئی؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالحصیر خان پشاور... ۱۹۸۴ء/۷/۲۹

الجواب: ''نکل جاؤ'' الفاظ کنایات ہیں اس سے دیگرکنایات کی طرح بغیرنیت کے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، کما فی ردالمحتار ۲: ۶۳۲﴿۲﴾ اور چونکہ آپ نے یہ الفاظ بلانیت طلاق کے کہے ہیں بقرینة مابعدہ ''ورنہ طلاق دوں گا'' لہٰذا آپ پربیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے۔ وھو الموفق

''اوزہ'' (نکل جا) لفظ کنائی ہے اور بعد میں طلاق کی خبرکاذبہ کاحکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص بیوی کے ساتھ جھگڑرہا

(بقیہ حاشیہ) عند العرب والفرس وقع بہ البائن ولولا ذلک لوقع بہ الرجعی ..... والحاصل انہ لما تعورف بہ الطلاق صار معناہ تحریم الزوجة وتحریمھا لا یکون الا بالبائن ھذا غایة ما ظھر لی فی ھذا لمقام. (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲:۵۰۳،۵۰۴ باب الکنایات)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: فالمعتبر فیہ اللفظ لا المعنی علی المشھور لا یلحق البائن البائن. (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۵۱۰ باب الکنایات)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: فالکنایات لا تطلق بھا قضاء الا بنیة او دلالة الحال. قال ابن عابدین: (قولہ قضاء) قید بہ لانہ لا یقع دیانة بدون النیة ولو وجدت دلالة الحال.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲:۵۰۲ باب الکنایات)

نے جھگڑے وقت کہا "اوزہ" یعنی نکل جا اور وہ اسی وقت گھر سے نکل گئی اس وقت اس شخص کی نیت طلاق کی نہیں تھی وہ بیوی تین دن والدین کے گھر رہ کر واپس آ گئی تو شوہر نے کہا پھر یوں آ گئی میں نے تو تجھے ایک دو تین سے مطلقہ کیا تھا؟ اور حال یہ ہے کہ بیوی کے نکلتے وقت دل میں طلاق کی نیت نہیں تھی شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالغفار کبل...... یکم اپریل ۱۹۸۴ء

الجواب: لفظ "اوزہ" (نکل جا) کنایات سے ہے اور کنایات میں بغیر نیت طلاق کے طلاق واقع نہیں ہوتی (شامی ۲: ۶۳۶) ﴿۱﴾ نیز اخبار کاذبہ سے باب دیانت میں طلاق واقع نہیں ہوتی (ردالمحتار ﴿۲﴾ والهندية) ﴿۳﴾. وهو الموفق

"میں نے تجھے چھوڑ دیا ہے" میں احتمال صریح و کنایہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: فالكنايات لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال، قال ابن عابدين: (قوله قضاء) قيد به لانه لا يقع ديانة بدون النية ولو وجدت دلالة الحال.

(الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۵۰۲ باب الكنايات)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: قال انت طالق او انت حر وعنى الاخبار كذبا وقع قضاء الا اذا اشهد على ذلك. قال ابن عابدين: اى على انه يخبر كذبا.

(الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۴۹۹ فروع قبيل باب الكنايات)

﴿۳﴾ وفي الهندية: روى ابن سماعة عن محمد رحمه الله تعالىٰ فيمن قال لامرأته كوني طالقا او اطلقي قال اراه واقعا ولو قال لها انت طالق طالق او انت طالق انت طالق او قال قد طلقتك قد طلقتك او قال انت طالق وقد طلقتك تقع ثنتان اذا كانت المرأة مدخولا بها لو قال عنيت بالثاني الاخبار عن الاول لم يصدق في القضاء ويصدق فيما بينه وبين الله تعالى. (فتاوىٰ عالمگيرية ۱: ۳۵۵ مطلب اذا كرر الطلاق ونوى الاخبار)

اپنی بیوی کو کہا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا ہے، یہ الفاظ تین مرتبہ دہرائے پھر اس سے پوچھا گیا کہ تم نے دوسری اور تیسری مرتبہ کیوں کہا؟ تو اس نے جواب دیا کہ عورت تین بارسے چھوڑ دی جاتی ہے اسلئے میں نے تین مرتبہ کہا، اس صورت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالقیوم ماہڑھاڑی آئی خان...۱۸/رمضان۱۴۰۲ھ

الجواب: بظاہر یہ شخص تجدید نکاح کرسکتا ہے، تحلیل کومحتاج نہیں ہے، **لان هذا اللفظ يستعمل في الطلاق وغيره فيكون من الكنايات، ولو سلم غلبة استعماله في الطلاق فكان صريحا لكنه مثل الحرام لا يستعمل الا لقطع النكاح فيقع به البائن﴿۱﴾، والبائن لا يلحق البائن﴿۲﴾ واعتقاد تاثير التثليث لا يستلزم ارادة الطلقات الثلثة﴿۳﴾ فافهم. وهو الموفق**

﴿۱﴾قال العلامة ابن عابدين: ثم ظهر لي بعد مدة ماعسیٰ يصلح جوابا وهو ان لفظ حرام معناه عدم حل الوطء ودواعيه وذلك يكون بالايلاء مع بقاء العقد وهو غير متعارف ويكون بالطلاق الرافع للعقد وهو قسمان بائن ورجعي لكن الرجعي لا يحرم الوطء فتعين البائن وكونه التحق بالصريح للعرف لاينا في وقوع البائن به فان الصريح قد يقع به البائن كتطليقة شديدة ونحوه كما ان بعض الكنايات قد يقع به الرجعي مثل اعتدی واستبرئ رحمك وانت واحدة والحاصل انه لما تعورف به الطلاق صار معناه تحريم الزوجة وتحريمها لا يكون الا بالبائن هذا غاية ما ظهر لي في هذا المقام وعليه فلا حاجة الى ما اجاب به في البزازية من ان المتعارف به ايقاع البائن لما علمت مما يرد عليه.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲:۵۰۴ قبيل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا)

﴿۲﴾ وفي الهندية: ولا يلحق البائن البائن بان قال لها انت بائن ثم قال لها انت بائن لا يقع الا طلقة واحدة بائنة. (فتاویٰ عالمگیریة ۱:۳۷۷ الباب الخامس في الكنايات)

﴿۳﴾ وفي الهندية: الطلاق الصريح هو كانت طالق ومطلقة وطلقتك وتقع واحدة رجعية وان نوى الاكثر او الابانة او لم ينو شيئا كذا في الكنز.

(فتاویٰ عالمگیرية ۱:۳۵۴ الباب الثاني في ايقاع الطلاق الفصل الاول)

”په ما خور مورئے په ماطلاقه ئے او ورزه“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی بیوی کو کہہ دے ”ته په ما خور مور ترور ئے ته په ما طلاقه ئے او ورزه“ یعنی تم مجھ پر بہن، ماں اور خالہ ہو تو مجھ پر طلاق ہے اور چلی جاؤ اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: بوساطت مولانا عبدالحلیم دیروی مدرس حقانیہ ۱۴۰۱/۵/۸ھ

الجواب: بیوی کو بہن، ماں اور خالہ بلاتشبیہ کہنا مکروہ ہے مگر موجب طلاق نہیں ہے، لما فی شرح التنویر: والا ینو شیئا او خذف الکاف لغا، هامش ردالمحتار ۲: ۷۹۴﴿۱﴾ اور ”ته په ما طلاقه ئے“ تو مجھ پر طلاق ہے موجب طلاق رجعی ہے﴿۲﴾ اور ”ورزه“ یعنی چلی جا کنایات سے ہے، جس کا دارمدار نیت پر ہے، کما فی ردالمحتار ۲: ۲۳۶ قوله قضاء قید به لانه لا یقع دیانة بدون النیة ولو وجدت دلالة الحال﴿۳﴾ پس بہرحال یہ عورت مغلظہ نہیں ہے، رجوع یا تجدید سے اگر نیت طلاق ہو کام بن سکتا ہے۔ وهو الموفق

چھوڑی چھوڑی چھوڑی، چھوڑ کر آیا ہوں وغیرہ الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے طیش میں آ کر اپنی بیوی ... پاس میں چھوڑی چھوڑی چھوڑی چھوڑی کئی بار کہا پھر گھر سے نکل کر اسی حالت میں کہا کہ چھوڑ ... دکاندار نے اس سے پوچھا کہ کیا چھوڑ کر آئے ہو، اس نے کہا کہ بیوی کو طلاق دے دی اور کاغذ

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۶۲۶ قبیل باب الکفارة باب الظهار)

﴿۲﴾ قال العلامة المرغینانی الصریح هو کانت طالق ومطلقة وطلقتک فهذا یقع به الطلاق الرجعی ولا یقع به الا واحدة وان نوی الاکثر. (هدایة ۲: ۳۶۰ باب ایقاع الطلاق)

﴿۳﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۰۲ باب الکنایات)

بھی لکھ کر دیا ہوں تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ کاغذ نہیں دیا تھا اور ایک تقریب میں تین چار آدمیوں کے سامنے بھی کہا کہ چھوڑ کر آیا ہوں طلاق دے کر آیا ہوں اس سے طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: حافظ حبیب الٰہی جہلم ۱۹۷۹ء/ ۷/ ۲۵

الجواب: واضح رہے کہ لفظ چھوڑی بعض علماء کے نزدیک طلاق صریح ہے اور بظاہر یہ کنایات سے ہے، یہ لفظ طلاق اور غیر طلاق دونوں میں مستعمل ہوتا ہے، کما لا یخفیٰ علی من راجع الی المحاورات ﴿۱﴾ اور بہر حال اس سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے، اما علی الثانی فظاهروا ما

﴿۱﴾ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے: والاصل الذی علیه الفتویٰ فی زماننا هذا فی الطلاق بالفارسیة انه اذا کان فیها لفظ لا یستعمل الا فی الطلاق فذلک اللفظ صریح یقع به الطلاق من غیر نیة اذا اضیف الی المرأة وماکان بالفارسیة من الالفاظ ما یستعمل فی الطلاق و فی غیره فهو من کنایات الفارسیة فیکون حکمه حکم کنایات العربیة فی جمیع الاحکام کذا فی البدائع. (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۷۹ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة) اور اس کے بعد اس کی دو مثالیں ذکر کی ہیں: اذا قال الرجل لامرأته بهشتم ترا اززنی (ترکتک من الزوجیة) فاعلم بان هذه اللفظة استعملها اهل خراسان واهل عراق فی الطلاق وانها صریحة عند ابی یوسف رحمه الله تعالیٰ حتی کان الواقع به رجعیا ویقع بدون النیة..... واذا قال بهشتم ترا ولم یقل اززنی (ترکتک ولم یقل من الزوجیة) فان کان فی حالة غضب ومذاکرة الطلاق فواحدة یملک الرجعة وان نوی بائنا او ثلاثا فهو کما نوی (محوله بالا) وقال العلامة ابن عابدین. فان سرحتک کنایة لکنه فی عرف الفرس غلب استعماله فی الصریح فاذا قال رها کردم ای سرحتک یقع به الرجعی مع ان اصله کنایة ایضا وما ذاک الا لانه غلب فی عرف الفرس استعماله فی الطلاق.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۰۳ باب الکنایات)

وقد رأیت علی نسخة الشامیة لشیخی بقلم ... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

علی الاول فلانہ تعورف بہ البائن مثل لفظ الحرام فلیراجع الی کنایات ردالمحتار ﴿۱﴾ نیز واضح رہے کہ تکرار سے مقصود کبھی تاکید اور اصرار ہوتا ہے اور کبھی تاسیس اور تعدد ہوتا ہے اور کبھی نیت نامعلوم ہوتی ہے ﴿۲﴾ پس اول اور ثالث میں صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور ثانی میں کبھی متعدد واقع ہوتی ہیں ای اذا کان صریحا اور کبھی ایک واقع ہوتی ہے، ای اذا کان بائنا

(بقیہ حاشیہ)سیدی وشیخی ومولائی المحدث الکبیر والفقیہ النبیل المفتی الاعظم مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتہم العالیۃ حیث قال: اعلم ان قول السلیمانیین "پرے مے خودہ" ای ترکتھا (چھوڑ دیا) ومثلہ کنایۃ فی العربیۃ کذا فی السلیمانیۃ لانہ یستعمل شائعا فی غیر الطلاق ویراد بہ الطلاق عند القرائن الخارجیۃ فالظاھر انہ کنایۃ فی السلیمانۃ ایضا فاذا کررہ فیقع بہ الواحدۃ لان البائن لا یلحق البائن ولو سلم انہ صریح فالمتعارف بہ وقوع البائن لانھم یقصدون ذلک فافھم.

(ھذا من افادات شیخنا المعظم مدظلہ العالی) ..... (از مرتب)

﴿۱﴾ قال العلامۃ ابن عابدین: (قولہ علی الحرام فیقع بلا نیۃ للعرف) ای فیکون صریحا لا کنایۃ بدلیل عدم اشتراط النیۃ وان کان الواقع فی لفظ الحرام البائن لان الصریح قد یقع بہ البائن کما مر لکن فی وقوع البائن بہ بحث سنذکرہ فی باب الکنایات..... کما افتی المتاخرون فی انت علی حرام بانہ طلاق بائن للعرف بلا نیۃ مع ان المنصوص علیہ عند المتقدمین توقفہ علی النیۃ الخ.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۴۶۹ مطلب قولھم علی الطلاق علی الحرام)

﴿۲﴾ قال العلامۃ الحصکفی: کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین، قال ابن عابدین: ای ووقع الکل قضاء وکذا اذا طلق اشباہ ای بان لم ینو استینافا ولا تاکیدا لان الاصل عدم التاکید.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۹۹ فروع قبیل باب الکنایات)

لان البائن لا یلحق البائن کما صرحوا به ﴿۱﴾ پس ان قواعد کی بنا پر اس شخص پر تجدید نکاح ضروری ہے تحلیل کی ضرورت نہیں،ھذا ما عندی ولعل عندی غیری احسن منه. وھو الموفق

''میری چارپائی سے دفع ہوجا اپنی چارپائی پر سوجا'' وغیرہ الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں بیوی سے کہا کہ میری چارپائی سے دفع ہوجا اور جا کے اپنی چارپائی پر سوجا، یا صرف یہ کہا کہ مجھ سے دفع ہوجا اور الگ ہوجا، یا غصہ کی حالت میں کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ سے چھٹکارا عنایت فرمادے، یہ تمام الفاظ کسی ناراضگی کی بنا پر شوہر نے اپنی بیوی سے کہے اور یقینی طور پر طلاق کی نیت بالکلیہ نہیں تھی اور نہ مذاکرہ طلاق موجود تھا، ان الفاظ میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حافظ ہیبت خان حقانی..... ۱۹۷۵ء/۴/۲۳

الجواب: صورت مسئولہ میں عدم نیت کی وجہ سے کسی قسم کی طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، کما فی الدرالمختار: لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال، وفی ردالمحتار ۲: ۲۳۶ قوله قضاء: قيد به لانه لا يقع ديانة بدون النية ولو وجدت دلالة الحال﴿۲﴾. وھو الموفق

میں نے تمہیں چھوڑ دیا ہے...... فارغ خطی لے جائے'' وغیرہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنی روٹھی ہوئی بیوی کو پیغام بھیجا کہ میں نے تمہیں چھوڑ دیا ہے اپنے والد کو بھیجو تا کہ تمہارے لئے فارغ خطی لے جائے، یہ الفاظ کئی بار دہرائے کچھ عرصہ بعد صلح ہوگئی اور اپنی بیوی کو گھر لے آیا اور ہنسی خوشی رہنے لگے، کیا ان الفاظ

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۱۰ باب الکنایات)

﴿۲﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۵۰۲ باب الکنایات)

سے دونوں کے درمیان طلاق نہیں ہوئی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: قاری ضیاء الرحمن بڑھنہ مانسہرہ... ۸/ رمضان ۱۴۰۳ھ

الجواب: چونکہ یہ لفظ غالباً طلاق کیلئے استعمال ہوتا ہے لہٰذا یہ شخص زبانی مراجعت پر اکتفاء نہ کرے، تجدید نکاح کرے، ونظیره لفظ الحرام والتفصيل في ردالمحتار ۳: ۳۰۰ باب الكنايات ﴿ ا ﴾. وهو الموفق

﴿ ا ﴾ قال العلامة ابن عابدين: وقد مر ان الصريح ما لم يستعمل الا في الطلاق من اي لغة كانت لكن لما غلب استعمال حلال الله في البائن عند العرب والفرس وقع به البائن ولولا ذلك لوقع به الرجعي، والحاصل ان المتأخرين خالفوا المتقدمين في وقوع البائن بالحرام بلا نية حتى لا يصدق اذا قال لم انو لاجل العرف الحادث في زمان المتأخرين فيتوقف الآن وقوع البائن به على وجود العرف كما في زمانهم واما اذا تعورف استعماله في مجرد الطلاق لا بقيد كونه بائنا يتعين وقوع الرجعي به كما في فارسية سرحتك ومثله من وقوع الرجعي بقوله سن بوش او بوش اول في لغة الترك مع ان معناه العربي انت خلية وهو كناية لكنه غلب في لغة الترك استعماله في الطلاق ثم ظهر لي بعد مدة ما عسى يصلح جوابا وهو ان لفظ حرام معناه عدم حل الوطء ودواعيه وذلك يكون بالايلاء مع بقاء العقد وهو غير متعارف ويكون بالطلاق الرافع للعقد وهو قسمان بائن ورجعي لكن الرجعي لا يحرم الوطء فتعين البائن وكونه التحق بالصريح للعرف لا ينافي وقوع البائن به فان الصريح قد يقع به البائن كتطليقة شديدة ونحوه كما ان بعض الكنايات قد يقع به الرجعي مثل اعتدي واستبرئ رحمك وانت واحدة والحاصل انه لما تعورف به الطلاق صار معناه تحريم الزوجة وتحريمها لا يكون الا بالبائن

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۰۲ قبيل مطلب لااعتبار بالاعراب هنا)

''میں نے اپنی بیوی چھوڑ دی ہے'' کے تین خطوط مختلف لوگوں کو لکھنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ نے گھریلو کشمکش کی وجہ سے بیوی کو طلاق کے ارادہ سے ایک خط یونین کونسل کو لکھا تھا کہ میں نے اپنی بیوی چھوڑ دی ہے اس کے بعد دوسرا خط اپنے بھائی اور تیسرا خط اپنے والد صاحب کو لکھا تھا کہ میں نے بیوی چھوڑ دی ہے اسے گھر سے نکال دو، والد صاحب کو جب خط مل گیا تو فوراً میرے پاس آ گئے اور کہا کہ آپ ایسا نہ کریں اور طلاق نامہ نہ لکھیں، بالآخر والد صاحب کے کہنے سے میں نے دوبارہ رجوع کر لیا ہے جو خط میں نے یونین کونسل کو لکھا ہے اس میں طلاق کی شرطیں نہیں لکھیں تھی، بعض علماء سے جو یہاں مسئلہ پوچھا تو کہتے ہیں کہ آپ نے تین خط جو یونین کونسل والد اور بھائی کو لکھے ہیں تو یہ تین طلاق کی شرطیں بن جاتی ہیں آپ صاحبان جواب سے نوازیں کہ اس مسئلہ میں تین طلاق ہیں یا میں رجوع وغیرہ کر سکتا ہوں؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد عبداللہ میانوالی.....۱۹۶۹ء/۴/۱۲

الجواب: اگر آپ نے خطوط میں یہ جملہ لکھا ہو کہ میں نے بیوی چھوڑی ہے تو آپ اس عورت کو دوبارہ رجوع کر سکتے ہیں ﴿۱﴾ اگرچہ ایسا خط آپ نے تین یا تین سے زائد اشخاص

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: فان سرحتک كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح فاذا قال رها كردم اى سرحتک يقع به الرجعي مع ان اصله كناية ايضا.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۰۳ باب الكنايات)

وفي الهندية: والاصل الذى عليه الفتوىٰ في زماننا هذا في الطلاق بالفارسية انه اذا كان فيها لفظ لا يستعمل الا في الطلاق فذلک اللفظ صريح يقع به الطلاق من غير نية اذا اضيف الى المرأة.

(فتاوىٰ عالمگيرية ۱: ۳۷۹ الفصل السابع في الالفاظ الفارسية)

کو لکھا ہو﴿۱﴾ اور اگر آپ نے یہ جملہ لکھا ہو کہ میں نے تین طلاق دی ہیں یا تین شرط سے طلاق ہے تو آپ تحلیل سے بغیر اس کو بیوی نہیں بنا سکتے ﴿۲﴾ آپ کے لکھے ہوئے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عدد نہیں لکھا ہے لہذا آپ رجوع کر سکتے ہیں۔ **وھو الموفق**

بیوی نہیں بناؤں گا'' تو مجھے نہیں چاہئے'' بیوی مجھ سے آزاد ہے'' الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی بیوی ہندہ عرصہ تین سال سے جدا ہے کسی وجہ سے وہ لے جانا نہیں چاہتا اور اسی عرصہ میں خرچہ کے واسطے ایک پائی بھی نہیں دی اور جماعت کثیرہ کے سامنے اس قسم کے الفاظ بولے ہیں: ایک دفعہ کہا کہ اگر آئے تو بیٹھی رہے گی مگر بیوی نہیں بناؤں گا اگر نہیں آئی تو مجھے نہیں چاہئے دوسری دفعہ کہا کہ میری بیوی مجھ سے آزاد ہے اور میں اس سے آزاد ہوں کیا ان الفاظ سے ہندہ پر طلاق پڑ گئی ہے؟ **بینوا توجروا**

المستفتی: نامعلوم......

الجواب: واضح رہے کہ میں بیوی نہیں بناؤں گا وعید ہے انشاء طلاق نہیں ہے اور تو مجھے نہیں چاہئے یہ بھی الفاظ طلاق نہیں ہیں۔ ہندیہ ۱: ۴۰۰ **ولو قال لاحاجة لی فیک ینوی الطلاق**

﴿۱﴾ وفی الھندیة: فی المنتقی لو کتب کتابا فی قرطاس و کان فیه اذا اتاک کتابی ھذا فانت طالق ثم نسخه فی کتاب آخر او امر غیره ان یکتب نسخة ولم یملل ھو فاتاھا الکتابان طلقت تطلیقتین فی القضاء اذا اقر انھما کتاباه او قامت به بینة واما فیما بینه وبین الله تعالی فیقع علیھا تطلیقة واحدة لانھما نسخه واحدة.

(فتاوی عالمگیریة ۱: ۳۷۹ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة)

﴿۲﴾ وفی الھندیة: وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة لم تحل حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و یدخل بھا ثم یطلقھا او یموت عنھا کذا فی الھدایة.

(فتاوی عالمگیریة ۱: ۴۷۳ فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به)

فلیس بطلاق ﴿۱﴾ اور یہ الفاظ کہ مجھ سے آزاد ہے اگرچہ بظاہر صریح ہیں لان الصریح مالم یستعمل الا فیه ای غالبا ولو بالفارسیة کمافی ردالمحتار ۲: ۵۹۰ ﴿۲﴾ لیکن یہ الفاظ کہ میں اس سے آزاد ہوں تقاضا کرتے ہیں کہ آزادی سے ایک ایسا تعلق مراد ہے جو کہ زوجین کے درمیان مشترک ہو مثلاً حقوق نکاح، پس یہ لفظ اسی تقدیر پر کنایات سے ہوگا جن میں بغیر نیت کے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، کما صرح به فی ردالمحتار ۲: ۲۳۶ ﴿۳﴾. وهو الموفق

شوہر کا بیوی کو گھر سے نکالنے اور مختلف الفاظ کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں کہ (۱) ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ہاتھ سے پکڑ کر گھر سے نکال دیا عورت کہتی ہے کہ مجھے طلاق دی ہے آدمی کہتا ہے کہ نہ میں نے طلاق دی ہے اور نہ دل میں اس کی نیت تھی بلکہ محض ڈانٹنا مقصود تھا۔ (۲) آدمی کہتا ہے کہ نہ میں نے گھر سے نکالی ہے نہ طلاق کا لفظ کہا ہے بلکہ صرف یہ کہا ہے کہ عورت کی طرح گزارہ کرو۔ (۳) زبان سے صرف یہ کہا ہو کہ نکل جاؤ۔ (۴) عورت کہتی ہے کہ میں گواہوں سے ثابت کر سکتی ہوں کہ مجھے گھر سے نکالا ہے لیکن مرد انکار کرتا ہے۔ (۵) عورت کہتی ہے کہ میں گواہوں سے ثابت کر سکتی ہوں کہ مجھے

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۷۵ الفصل الخامس فی الکنایات)

﴿۲﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۲۵ باب الصریح)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصکفی: انت حرة اختاری امرک بیدک سرحتک فارقتک لا یحتمل السب والرد ففی حالة الرضا ای غیر الغضب والمذاکرة تتوقف الاقسام الثلاثة تاثیرا علی نیة للاحتمال، قال العلامة ابن عابدین: لما ذکرنا من ان کل واحد من الالفاظ یحتمل الطلاق وغیره والحال لا تدل علی احدهما فیسئل عن نیته ویصدق فی ذلک قضاء بدائع.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۵۰۴ مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا)

گھر سے نکالا بھی ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ میں تجھے نہیں چاہتا ہوں لیکن مرد انکار کرتا ہے۔ مندرجہ بالا صورتوں میں کونسی طلاق واقع ہوئی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد ظاہر بنوں

الجواب: (۱) عورت کا گھر سے نکالنا طلاق نہیں ہے لعدم الرکن (ماخوذ از شامی) ﴿۱﴾. (۲) ''عورت کی طرح گزارہ کرو'' نہ صریح ہے اور نہ کنایہ بلکہ نصیحت ہے (ماخوذ از شامی) ﴿۲﴾. (۳) ''نکل جاؤ'' کنایہ ہے اس سے نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوتی (شامی) ﴿۳﴾ (۴) نہ نکالنا طلاق ہے اور نہ ''نکلو'' بغیر نیت کے طلاق ہے (شامی) ﴿۴﴾۔ (۵) میں تجھے نہیں چاہتا ہوں'' نہ صریح ہے اور نہ کنایہ (هندية ۱: ۴۰۰) ﴿۵﴾. وهو الموفق

''مجھ سے میری بیوی رہ چکی ہے رہ چکی ہے'' کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی چچازاد بھی ہے

﴿۱، ۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية فخرج الفسوخ على مامر واراد اللفظ ولو حكما ليدخل الكتابة المستبينة الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۳ كتاب الطلاق)

﴿۳، ۴﴾ قال العلامة الحصكفي: والكنايات ثلاث ما يحتمل الرد او ما يصلح للسب اولا ولا فنحو اخرجي واذهبي وقومي تقنعي تخمري استتري انتقلي انطلقي اغربي اعزبي يحتمل رد او نحو خليه برية بائن الخ.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۰۳ باب الكنايات)

﴿۵﴾ وفي الهندية: ولو قال لا حاجة لي فيك ينوي الطلاق فليس بطلاق.

(فتاوىٰ عالمگيرية ۱: ۳۷۵ الفصل الخامس في الكنايات)

اپنے والدین کے ہاں بباعث ناچاقی گئی تھی اس کی غیر موجودگی میں میری اس کے بھائی سے تلخ کلامی ہوگئی، میں نے اس دوران غصہ میں کہدیا کہ مجھ سے میری بیوی رہ چکی ہے رہ چکی ہے رہ چکی ہے، اسی طرح نو یا دس مرتبہ کہا، میری ساس نے مجھے کہا کہ کیا تمہیں طلاق ہے؟ تو مجھے فوراً احساس ہوا کہ میں طلاق نہیں دیتا دراصل میرے دل میں یہ تھا کہ میری بیوی والدین کے گھر رہے میں گھر نہیں لاؤں گا کیا ان الفاظ سے میرے نکاح پر کوئی اثر پڑا ہے یا نہیں؟ شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: کمال خان حائل سعودیہ عربیہ......۱۴۰۱ھ/۴/۱۸

الجواب: بیوی مجھ سے رہ چکی ہے نہ صریح ہے نہ کنایہ ہے اس سے بیوی مطلقہ نہیں ہوتی جب نیت اور ارادہ طلاق بھی نہ ہو ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

گھر سے چلی جاؤ مجھ سے فارغ ہو جاؤ خاوند کرلو وغیرہ الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے ہیں تم میرے گھر سے چلی جاؤ مجھ سے فارغ ہو، جاؤ اور خاوند کرلو، اب میں تم کو بیوی کی حیثیت سے نہیں رکھنا چاہتا، تین دفعہ یہ الفاظ استعمال کئے ہیں اور بڑی بے دردی سے بیوی کو بری طرح مارا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ میں تمہارے والد سے مبلغ پانچ ہزار روپیہ شادی کا خرچہ لےلوں گا، اب طلاق کا کیا حکم ہے؟ واقع ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: میر عبدل ڈھوک......۱۹۷۶ء/۹/۲۹

الجواب: اگر خاوند نے یہ الفاظ طلاق کی نیت وارادہ سے بولے ہوں تو یہ عورت مطلقہ ہوئی

﴿۱﴾ وفي الهندية: قد اتفقوا جميعا انه لو قال والله ما انت لي بامرأة او لست والله لي بامرأة فانه لا يقع شيئ وان نوى ولو قال لاحاجة لي فيك ينوى الطلاق فليس بطلاق.
(فتاوىٰ عالمگيرية ۱: ۳۷۵ الفصل الخامس في الكنايات)

ہے اور عدت کے بعد دوسری جگہ باقاعدہ شادی کرسکتی ہے، کما فی شرح التنویر لا تطلق بھا قضاء الا بنیة او دلالة الحال، وفی ردالمحتار: قوله قضاء قید به لانه لا یقع دیانة بدون النیة ولو وجدت دلالة الحال ۱:۶۳۶﴿۱﴾. وھوالموفق

بیوی کو کہنا کہ ''چلو'' سے طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بیوی سے میں نے کہا تھا کہ تم بہت موٹی ہو تو اس نے کہا کہ پتلی کرلو، تو میں نے جواب میں کہا ''چلو'' اور معمولی وقفہ کے ساتھ میں نے کہا تھا کہ یہ تم نے نئی بات کردی جبکہ طلاق وغیرہ کی بالکل نیت نہیں تھی کیا لفظ ''چلو'' سے طلاق واقع ہوگئی؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلام سرور ڈاک شبینہ راولپنڈی......۱۹۷۰ء/۹/۱۸

الجواب: صورت مسئولہ میں نیت طلاق کی نہ ہونے کی وجہ سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے، لان الکنایات لا یقع بھا الطلاق الا بالنیة کما فی ردالمحتار ۲:۶۳۶﴿۲﴾. وھوالموفق

اگر...... میرا بیوی پر کوئی حق نہ ہوگا، الفاظ کنایہ ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی منکوحہ کے سامنے یہ الفاظ کہے اس حال میں کہ اس نے ارادہ طلاق کیا تھا لیکن گواہوں کے منع کرنے سے طلاق نہیں دی پھر یہ الفاظ کہے کہ اگر میں اس کنویں سے دو تین دن کے ارادہ سے منکوحہ کی اجازت کے بغیر کہیں گیا تو پھر مجھے

﴿۱﴾ (الدر المختار مع ردالمحتار ۲:۵۰۲ باب الکنایات)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: فالکنایات لا تطلق بھا قضاء الا بنیة او دلالة الحال. (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۲:۵۰۱، ۵۰۲ باب الکنایات)

اس پر کوئی حق نہ ہوگا، پھر زید چپکے سے بلا اجازت منکوحہ کہیں گیا اور ایک سال تک غائب رہا ہے کیا طلاق واقع ہوئی؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالہادی گندف صوابی......۱۹۷۴ء/۲/۱۲

الجواب: یہ لفظ کہ میرا بیوی پر کوئی حق نہ ہوگا، **لا سبیل لی علیک** کے ساتھ مساوی ہے اور یہ لفظ کنایات میں سے ہے، **کما صرح به فی الهندیة ۱ : ۴۰۰** ﴿۱﴾ پس اس لفظ سے یعنی میرا بیوی پر کوئی حق نہ ہوگا، طلاق بائن واقع ہوگی بشرطیکہ خاوند نے اس لفظ سے طلاق مراد لی ہو، **کما فی ردالمحتار ۲ : ۶۳۶ قوله قضاء قید به لانه لا یقع دیانة بدون النیة ولو وجدت دلالة الحال** ﴿۲﴾. **وهو الموفق**

”مجھے تمہاری ضرورت نہیں“ الفاظ کنایہ ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو کہا کہ مجھے تمہاری ضرورت نہیں بیوی والدین کے گھر چلی گئی، تین ماہ گزر گئے تو زید کا والد زید کے سسرال جا کر اپنی بہو کو گھر لے آیا اب عرض یہ ہے کہ مذکورہ بالا الفاظ کی وجہ سے زید بیوی کو رجوع کر سکتا ہے؟ کیا یہ مطلقہ بائنہ ہوگئی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی عنایت الاسلام بلیٹنگ کوہاٹ......۱۹۷۰ء/۹/۵

﴿۱﴾ وفی الهندیة: والحق ابو یوسف رحمه الله تعالیٰ بخلیة وبریة وبائن وحرام اربعة اخریٰ ذکرها السرخسی فی المبسوط وقاضی خان فی الجامع الصغیر وآخرون وهی لا سبیل لی علیک لاملک لی علیک.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱ : ۳۷۵ الفصل الخامس فی الکنایات)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲ : ۵۰۲ باب الکنایات)

الجواب: چونکہ یہ الفاظ کنایات سے ہیں لہٰذا اگر خاوند نے طلاق کی نیت اور ارادہ سے بولے ہوں تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر طلاق دینے کے ارادہ سے نہ ہوں، تو ہین وغیرہ کے ارادہ سے ہوں تو طلاق واقع نہ ہوگی، فی الدر المختار: کنایته مالم یوضع له واحتمله وغیره فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال، قال العلامة الشامی: قید به لانه لا یقع دیانة بدون النیة (ردالمحتار ۲: ۲۳۶)﴿۱﴾ بلکہ بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ طلاق سے نہیں ہے لہٰذا باوجود نیت کے بھی اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، قالوا فی الهندیة ۱: ۴۰۰: ولو قال لا حاجة لی فیک ینوی الطلاق فلیس بطلاق﴿۲﴾. وهو الموفق

''میں نے چھوڑ دیا'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ''میں نے چھوڑ دیا'' یہ الفاظ طلاق میں کیا حکم رکھتے ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: نامعلوم......

الجواب: واضح رہے کہ یہ لفظ یعنی ''چھوڑ دیا'' طلاق اور غیر طلاق دونوں میں کثرت سے مستعمل ہیں قرائن کی وجہ سے کسی ایک کا تعین کیا جاتا ہے، پس بظاہر یہ لفظ "ترکتها" کی طرح کنایات سے ہوگا جس میں نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوتی، نیز یہ لفظ اگر طلاق میں متعارف ہو تو طلاق بائن میں متعارف ہوگا، اہل عرف کے نزدیک بینونت مراد لی جاتی ہے والصریح قد یقع به البائن کما فی ردالمحتار ۲: ۴۳۹﴿۳﴾ والصریح لا یقع به الطلاق دیانة عند عدم النیة کما فی

﴿۱﴾ (الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۵۰۱، ۵۰۲ باب الکنایات)

﴿۲﴾ (فتاوی عالمگیریة ۱: ۳۷۵ الفصل الخامس فی الکنایات)

﴿۳﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۲۹، ۵۰۴ قبیل مطلب لاعتبار بالاعراب هنا باب الکنایات)

ردالمحتار ۲: ۵۹۳ ﴿۱﴾ نعم اذا کان هازلا فیقع طلاقه لکونه ناویا زجرا ﴿۲﴾ وللحدیث المشهور ﴿۳﴾ فافهم. وهو الموفق

''بیوی مجھ سے آزاد ہے میں اس سے آزاد ہوں'' بائن میں متعارف ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی بیوی عرصہ تین سال سے جدا ہے اس عرصہ میں زید نے ایک پائی بھی خرچہ کے واسطے نہیں دی ہے اور نہ یہ توجہ کی ہے کہ یہ میری بیوی ہے، جماعت کثیرہ کے سامنے اس سے دو قسم کے الفاظ سنے گئے ہیں، ایک دفعہ کہا کہ اگر گھر آئی تو بیٹھی رہے گی مگر بیوی نہیں بناؤں گا اگر نہیں آئی تو مجھے نہیں چاہئے دوسری دفعہ کہا کہ

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله غیر عالم بمعناه) کما لو قالت لزوجها اقرأ علی اعتدی انت طالق ثلاثا ففعل طلقت ثلاثا فی القضاء لا فیما بینه وبین الله تعالیٰ اذا لم یعلم الزوج ولم ینو بحر عن الخلاصة.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۲۱ قبیل مطلب فی طلاق المدهوش)

﴿۲﴾ قال العلامة الشامی: (قوله هازلا) ای فیقع قضاء ودیانة...... بانه مکابر باللفظ فیستحق التغلیظ وکذا فی البزازیة...... وبعد صفحة .... (جعل هزله به جدا) لانه تکلم بالسبب قصدا فیلزمه حکمه وان لم یرض به.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۹، ۴۲۱ مطلب فی تعریف السکران وحکمه)

﴿۳﴾ قال رسول الله ﷺ: ثلاث جدهن جد وهزلهن جد النکاح والطلاق والرجعة وفی روایة والعتاق وفی روایة والیمین، وقال علی کرم الله وجهه: ثلاثة لا لعب فیهن الطلاق والعتاق والنکاح. (رواه الخمسة (احمد واصحاب السنن) الا النسائی عن ابی هریرة وقال الترمذی حدیث حسن غریب واخرجه الحاکم وصححه والدارقطنی وفی اسناده ابن ازدک وهو مختلف فیه.

(نیل الاوطار ۲: ۲۳۴ وما بعدها نصب الرایة فی الهامش ۳: ۲۲۳)

میری بیوی مجھ سے آزاد اور میں اس سے آزاد ہوں، جماعت کثیرہ ان الفاظ کی شاہد ہے کیا اس سے طلاق واقع ہوئی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: قاری عبدالرؤف ہائی سکول ڈاگئی.....۱۹۷۵ء/۹/۲۸

الجواب: واضح رہے کہ یہ لفظ مجھ سے آزاد ہے بذات خود کنایہ ہے لیکن ہمارے عرف میں یہ لفظ طلاق بائن میں متعارف ہے لہذا بشرط صدق وثبوت اس سے طلاق (بائن) واقع گی، فلیراجع الی ردالمحتار ۲: ۶۳۹،۶۳۸ ففیه ذکر بعض نظائره﴿۱﴾. وهو الموفق

تو میری کچھ نہیں لگتی'' میں ذہنی طور پر اس سے فارغ ہوں'' الفاظ کنائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے از راہ مذاق اپنی بیوی کو کہا کہ ''تو میری کچھ نہیں لگتی'' اس کلام کے دوران زید کی نیت طلاق یا بیوی کے ساتھ قطع تعلق وغیرہ کی نہیں تھی، کیا اس سے نکاح پر کوئی اثر پڑتا ہے؟ اسی طرح ایک شخص نے اپنی بیوی کے بارے میں کہا کہ ''میں ذہنی طور پر

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: وقد صرح البزازی اولا بان حلال الله علی حرام بالعربية اوالفارسية لا يحتاج الى نية حيث قال ولو قال حلال ايزد بروی او حلال الله عليه حرام لا حاجة الى النية وهو الصحيح المفتي به للعرف وانه يقع به البائن لانه المتعارف ثم فرق بينه وبين سرحتک فان سرحتک كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح فاذا قال رها كردم ای سرحتک يقع به الرجعي مع ان اصله كناية ايضا وما ذاک الا انه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق وقد مر ان الصريح ما لم يستعمل الا في الطلاق من ای لغة كانت لكن لما غلب استعمال حلال الله في البائن عند العرب والفرس وقع به البائن...... فيتوقف الآن وقوع البائن به على وجود العرف...... وكونه التحق بالصريح للعرف لا ينافي وقوع البائن به فان الصريح قد يقع به البائن الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۰۴،۵۰۳ قبيل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا)

اس سے فارغ ہوں'' سننے والے نے کہا کہ کیا آپ کی اس سے طلاق مراد ہے؟ اس نے جواباً کہا کہ میری نیت اور مراد فی الحال طلاق کی نہیں ہے، البتہ میرا آئندہ طلاق دینے کا ارادہ ہے اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اکرم کویت......۹/ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: ان دونوں صورتوں میں بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے کیونکہ کنایات میں نیت طلاق کا موجود ہونا ضروری ہے اور یہاں نیت موجود نہیں (کما فی الشامیة﴿۱﴾ والهندية﴿۲﴾ والبحر)﴿۳﴾. وهو الموفق

''مجھے اس کی حاجت نہیں دوسری جگہ اس کا نکاح کرو'' سے طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے کہا کہ ''مجھے اس (بیوی) کی حاجت نہیں دوسری جگہ اس کا نکاح کرو'' کیا ان دو الفاظ سے طلاق واقع ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالحمید ایس وی لدھاڈی آئی خان

الجواب: یہ لفظ کہ ''مجھے اس کی حاجت نہیں'' الفاظ طلاق سے نہیں ہے اور یہ لفظ کہ ''دوسری

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: فالكنايات لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال، قال ابن عابدين: (قضاء) قيد به لانه لا يقع ديانة بدون النية ولو وجدت دلالة الحال.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۵۰۱، ۵۰۲ باب الكنايات)

﴿۲﴾ وفي الهندية: الكنايات لا يقع بها الطلاق الا بالنية او بدلالة حال كذا في الجوهرة النيرة.

(فتاویٰ عالمگیرية ۱: ۳۷۴ الفصل الخامس في الكنايات)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن نجيم: (قوله لا تطلق بها الا بنية او دلالة الحال) اى لا تطلق بالكنايات قضاء الا باحدى هذين لانها غير موضوعة للطلاق بل موضوعة لما هو اعم منه.

(البحر الرائق ۳: ۲۹۸ باب الكنايات)

جگہ اس کا نکاح کرو" الفاظ طلاق سے ہے جبکہ طلاق کی نیت اور ارادہ سے بولے گئے ہوں (ھندیۃ)﴿۱﴾۔ وھوالموفق

"کوئی اچھا سا آدمی دیکھ کر اپنی لڑکی کا رشتہ کرلو" کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ لڑکی لڑکے کا نکاح ہوا تھا جب لڑکا بالغ ہو چکا بوجہ ناچاقی کے لڑکی کے والدین کو کراچی سے بذریعہ خط لکھا کہ تم بولتے ہو کہ تم اپنے والدین کو چھوڑ دو تو تب ہم رشتہ دیں گے ورنہ نہ دیں گے اب تو میں نے شادی ہی نہیں کی ہے تو میرے والد کو مجھ سے جدا کرتے ہو جب میں شادی کروں گا تو پھر کیا رویہ ہوگا۔ میں قطعاً تمہاری لڑکی کا جو کہ میری منکوحہ ہے اس کا خواہش مند نہیں ہوں تم کوئی اچھا سا آدمی دیکھ کر اپنی لڑکی کا رشتہ کرلو میری طرف سے اجازت ہے اور میرا سامان جو کہ نکاح کے وقت لڑکی کو دیا تھا اس کو واپس میرے گھر پہنچا دو اور میرے خلاف عدالت میں قانونی کارروائی نہ کرو اور قومی جرگہ میں بیٹھ کر لین دین میرے ساتھ ختم کردو وغیرہ ان الفاظ اور خط کا کیا حکم ہے کیا طلاق پڑ گئی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: رفیق محمد ہری پور ...۱۹۷۱ء/۱۲/۲۰

الجواب: اگر خاوند نے یہ الفاظ "کوئی اچھا سا آدمی دیکھ کر اپنی لڑکی کا رشتہ کرلو" نکاح کے ختم کرنے کے ارادہ سے بولے ہو تو یہ لڑکی مطلقہ ہوئی ہے ورنہ مطلقہ نہیں ہوئی ہے، ونظیرہ ما فی

﴿۱﴾ وفی الھندیۃ: وبابتغی الازواج تقع واحدۃ بائنۃ ان نواھا او اثنین وثلاث ان نواھا ھکذا فی شرح الوقایۃ ... ولو قال لا حاجۃ لی فیک ینوی الطلاق فلیس بطلاق ... ولو قال لھا اذھبی فتزوجی تقع واحدۃ اذا نوی.

(فتاوی عالمگیریۃ ۱: ۳۷۶،۳۷۵ الفصل الخامس فی الکنایات)

الهندیة ۱ : ۴۰۰ وبابتغی الازواج تقع واحدة ان نواها الخ ﴿۱﴾. وهوالموفق

''طلاق دے تو تم فری ہو، جواباً کہا میں فری ہوں'' طلاق بائن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مثلاً زید کا نکاح صغرسنی میں زینب (نابالغہ) کے ساتھ قرار پایا تھا، زید کی بلوغت کے بعد والد نے اسے تنہائی میں کہا کہ اب ہم تیری بیوی کی رخصتی کر کے گھر لانا چاہتے ہیں زید نے کہا کہ میں شادی نہیں کرتا، مراد اس کی زینب کے ساتھ شادی نہ کرنے کی تھی، والد اصرار کرتا رہا اور لڑکا انکار، پھر والد نے کہا کہ اچھا پھر طلاق دے دو، لڑکے نے کہا کہ میں طلاق دیتا ہوں یہ بات چیت کمرے میں ہو رہی تھی باہر لوگ انتظار میں تھے، باپ نے بیٹے کو کہا کہ اچھا باہر چلو اور آدمیوں کے سامنے طلاق دو، باہر آنے کے بعد یوں گفتگو ہوئی باپ نے کہا کہ دے طلاق تو فری ہے، زید نے کہا کہ میں فری ہوں، اسی طرح الفاظ کا کئی بار تکرار جانبین سے ہوا پھر باپ نے کہا کہ کیا تو لاتعلق ہے، زید نے کہا کہ میں لاتعلق ہوں اس صورت مندرجہ میں کونسی طلاق واقع ہوئی؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد رمضان کندیاں میانوالی ۱۹۷۲ء/۹/۳۰

الجواب: زید پر اپنی منکوحہ مطلقہ مبانہ ہوئی ہے۔ لان هذین اللفظین من الکنایات لان الکنایة ما لم یوضع للطلاق واحتمله وغیره وحکمها وقوع الطلاق عند النیة والارادة ﴿۲﴾. وهوالموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱ : ۳۷۵ الفصل الخامس فی الکنایات)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: کنایة (الطلاق) ما لم یوضع له ای الطلاق واحتمله وغیره فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال.

(الدرالمختار هامش ردالمحتار ۲ : ۵۰۱ باب الکنایات)

باب تعلیق الطلاق

تعلیقی طلاق میں شرط خواہ اصالۃ پوری کرے یا وکالۃ حنث واقع ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کہا کہ مجھ پر اپنی منکوحہ تین شرط سے طلاق ہوگی اگر میں اپنی لڑکی کا رشتہ بھانجے کو دوں، اب اگر زید اپنی لڑکی کا اختیار چاچے یا دادی کو دے دے کہ وہ لڑکی جس کو چاہیں دے دیں اب اگر چاچا یا دادی اس لڑکی کا رشتہ اس لڑکے کو دے دیں جس کی قسم زید نے اٹھائی ہے تو کیا اس صورت میں زید پر طلاق عائد ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد سلیمان بابر گڑھی حبیب اللہ

الجواب: زید نے اگر اس لڑکی کو اصالۃ یا وکالۃ بھانجے کو نکاح میں دیا تو اس پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوجائے گی، لوجود الشرط﴿۱﴾ لہٰذا بغیر اطلاع زید اور بغیر اختیار دینے کے دیگر رشتہ دار مثلاً چچا یا والد یا دادی عقد نکاح کرے اور لڑکی سے اجازت لی جائے اگر بالغہ ہو ورنہ بغیر اجازت کے عقد نکاح کرے﴿۲﴾ مختصر یہ کہ اس نکاح میں زید کوئی مداخلت نہ کرے﴿۳﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال الامام ابو اللیث السمرقندی: والفاظ الشرط ستة...... فمتی ما وجدت ھذہ الشرائط انحلت الیمین وانتھی الامر. (خزانة الفقه ۱۱۹ مبحث الفاظ الشرط)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: حلف لا یتزوج فزوجه فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل ومنه الکتابة خلافا لابن سماعة لا یحنث به یفتی خانیة. (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۳:۱۵۰ مطلب حلف لا یتزوج فزوجه فضولی)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدین: فلو حلف لا یتزوج فعقده بنفسه او وکل فعقد الوکیل حنث. (ردالمحتار ھامش الدر المختار ۳:۱۲۹ مطلب حلف لا یتزوج)

ارادہ تعلیق طلاق ہو لیکن غفلت کی وجہ سے تنجیز صادر ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنے والد سے کہا کہ یا میری تنخواہ تین سو سے بڑھا کر پانچ سو کر دیجئے یا مجھے اپنے آپ سے علیحدہ کر دیجئے، لیکن زید کا والد نہیں مانتا، زید نے طلاق کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کا ارادہ کیا اس لئے اس نے اپنے دل میں یہ الفاظ تیار کر لئے ''فلانہ آج تو اپنے والدین کے گھر چلی جا ورنہ تجھے تین طلاق اور اگر میری اجازت کے بغیر آئی تو بھی تجھے تین طلاق'' کافی وقت تک ان الفاظ پر غور کرتا رہا کہ کہیں یہ الفاظ خطرناک نہ ہوں، کافی سوچ بچار کے بعد زید اس نتیجہ پر پہنچا کہ چلو یہ الفاظ خطرناک نہیں کیونکہ اگر والد صاحب نے تنخواہ بڑھا دی تو اپنی بیوی کو واپس لے آؤں گا، بہر حال زید نے یہ الفاظ کئی بار دل میں دہرائے اور خوب ذہن نشین کر لئے لیکن اس کے باوجود طلاق دیتے وقت اس نے غلطی اور جلدی میں یہ الفاظ کہے ''فلانہ آج تو اپنے والد کے گھر چلی جا تجھے تین طلاق'' اتنا کہتے ہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ اس نے لفظ ورنہ استعمال نہیں کیا ہے لہٰذا وقفہ کے بغیر فوراً اس نے الفاظ درست کر لئے اور یوں کہا ''فلانہ آج تو اپنے والدین کے گھر چلی جا ورنہ تجھے تین طلاق'' زید کی بیوی اس وقت والدین کے گھر چلی گئی، دو دن بعد زید کا والد تنخواہ بڑھانے پر راضی ہوا پھر زید نے اپنی بیوی کو گھر آنے کی اجازت دے دی، اب سوال یہ ہے کہ کیا زید کی خطا کی وجہ سے یعنی لفظ ''ورنہ'' کا استعمال نہ کرنے کی وجہ سے اگر چہ اس نے دوبارہ الفاظ درست کئے ہیں کیا زید پر اپنی بیوی حرام ہوئی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محبوب الرحمٰن......۱۹۷۵ء/۴/۱۲

الجواب: بشرط صدق اس خاوند (زید) پر اپنی بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے کیونکہ اس نے ارادہ تعلیق کا کیا تھا، لیکن غفلت کی وجہ سے تنجیز کے الفاظ صادر ہوئے، یدل علیہ ما فی الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۵۸۴ او مخطئا بان اراد التکلم بغیر الطلاق فجری علی لسانہ الطلاق (الی

ان قال) یقع قضاء فقط بخلاف الهازل واللاعب فانه یقع قضاء ودیانة فافهم﴿۱﴾.

نوٹ:.....اگر اس خاوند نے منجز کو عمداً ذکر کر کے معلق مراد لی ہو تو اس پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوگی﴿۲﴾۔وھوالموفق

یمین بتعلیق الطلاق میں کفارہ دینے سے کام نہیں بنتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اپنے لڑکے سے ناراض ہو کر کہہ دیتا ہے کہ اگر میں تجھ سے راضی ہو جاؤں یا کوئی تعلق رکھوں تو مجھ پر میری بیوی اور تمہاری ماں تین شرط طلاق ہے،اب اگر مسمی زید کسی وجہ سے لڑکے سے راضی ہو جائے تو قسم لازم ہوگی یا نہیں؟اور کفارہ لازم ہو گا یا نہیں؟اگر کفارہ لازم ہو جائے تو کیا اور کس قدر،ذرا وضاحت مطلوب ہے؟بینوا توجروا

المستفتی.مولوی جمیل احمد امام مسجد کڈا ایبٹ آباد.....۱۹۷۴ء/۱۱/۱۲

الجواب: واضح رہے کہ یمین مذکورہ یمین باللہ نہیں ہے حتیٰ کہ کفارہ سے کام بنے بلکہ یہ یمین بالتعلیق ہے﴿۳﴾اس لئے اگر یہ شخص زید اپنے بیٹے سے راضی ہو جائے یا لڑکے سے تعلق رکھے تو اس پر

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۶۶۱ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ وفی الهندیة: ولو قال انت طالق ثم ان دخلت الدار فانه یقع الطلاق ولو نوی التعلیق لا تصح نیته اصلا. (فتاوی عالمگیریة ۱: ۴۲۱ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصکفی: الیمین عبارة عن عقد قوی به عزم الحالف علی الفعل او الترک فدخل التعلیق فانه یمین شرعا، قال العلامة ابن عابدین: لانه یقوی به عزم الحالف علی الفعل فی مثل ان لم ادخل الدار فزوجته طالق وعلی الترک فی مثل ان دخلت الدار......
وبعد صفحة (وحکمها البر او الکفارة) ای البر اصلا والکفارة خلفا کما فی الدر المنتقیٰ وانت خبیر بان الکفارة خاصة بالیمین بالله تعالیٰ.
(الدرالمختار مع ردالمحتار ۳: ۴۹۰،۵۰ کتاب الایمان)

بیوی مطلقہ مغلظہ ہوجائے گی،لان المعلق بالشرط یجب ثبوته عند ثبوت الشرط کما فی شرح المجلة ۵۴﴿۱﴾ اب تدبیر یہ ہے کہ یہ شرط لگانے والا (زید) بیوی کو ایک طلاق بائن دیوے اور عدت گزرنے کے بعد بیٹے سے راضی نامہ کرے اور تعلق رکھے اس کے بعد تجدید نکاح کرے،صرح بها فی الهندية ۲ :۴۱۰﴿۲﴾. وهو الموفق

طلاق کی تفویض،عزل وکیل،اور اس میں گواہی وغیرہ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں:

(۱) زید نے ان الفاظ کے ساتھ اپنے والد کو طلاق کا حق تفویض کیا کہ جب چاہے جیسے چاہے میرا والد میری منکوحہ کو طلاق دے سکتا ہے اور پھر یہ اختیار واپس لیتا ہے تو کیا یہ اختیار والد سے واپس لیا جا سکتا ہے؟ (۲) زید کے والد نے طلاق کو اس بات سے معلق کیا کہ اگر زید کی بیوی ہماری مرضی کے بغیر کہیں چلی جائے یا کسی کے ساتھ چلی جائے تو اس کو شرعی طلاق مغلظہ ہے لیکن اس بات کا علم زید کو بھی نہیں ہے اور نہ زید کی بیوی کو ہے،اگر زید کی بیوی اس شرط کی خلاف ورزی کرے تو عدم علم کے باوجود کیا طلاق واقع ہوگی؟ اگر طلاق ہوجاتی ہے تو کیا زید دوبارہ نکاح کر سکتا ہے؟ (۳) زید کا والد طلاق کو معلق کر کے یہ کہتا ہے کہ اگر شرط کی خلاف ورزی ہو تو شرعاً طلاق مغلظہ،اس کے ساتھ اور کوئی لفظ یا نیت کا اظہار نہیں کرتا کیا اس سے طلاق واقع ہوگی (۴) جب زید اصرار کر رہا ہے کہ میں نے اپنے والد سے طلاق کا اختیار اس کا طلاق نافذ کرنے سے پہلے لے لیا تھا،کیا زید کے والد کے پاس طلاق دینے کا اختیار پھر باقی رہ سکتا ہے؟ (۵) زید

﴿۱﴾ (شرح المجلة للأتاسي ۱ :۲۳۲ مادة: ۸۲)

﴿۲﴾ وفي الهندية: اذا حلف بثلاث تطليقات ان لا يكلم فلانا فالسبيل ان يطلقها واحدة بائنة ويدعها حتى تنقضي عدتها ثم يكلم فلانا ثم يتزوجها كذا في السراجية.

(فتاوىٰ عالمگيرية ۶ :۳۹۷ كتاب الحيل الفصل السابع في الطلاق)

اس بات پر مصر ہے کہ مجھ سے تفویض والے کاغذ پر جبراً دستخط لئے گئے ہیں اور اس وقت ان الفاظ کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا جبکہ زید کے والد نے دو گواہ ایسے پیش کئے جو یہ گواہی دیتے ہیں کہ زید نے بخوشی اور بلا جبر واکراہ دستخط کئے ہیں لیکن یہ دو گواہ زید کے والد کے ملازم ہیں اس صورت میں گواہوں کے ساتھ زید کی بات قابل ترجیح ہوگی یا زید کے والد کی؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد ادریس C/O ناظم مدرسہ نصرۃ العلوم گجرانوالہ......۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: اگر یہ تفویض یعنی توکیل بالطلاق مسلم یا با قاعدہ مبرہن ہو اور اس بیٹے نے اس عزل مزعومہ سے والد کو با قاعدہ خبر نہیں کیا ہو تو اس وکیل (والد) کی دی ہوئی طلاق نافذ اور منظور ہے، ورنہ کالعدم ہے مختصر اجوابات درجہ ذیل ہیں: (۱) یہ موکل اس وکیل کو معزول کرسکتا ہے البتہ اس وکیل کو با قاعدہ مطلع کرنے سے قبل عزل نامنظور ہوگا (ہندیہ۲: ۶۳۸) ﴿۱﴾۔ (۲) یہ تعلیق درست ہے اور تحقق کے وقت یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہو گی (ہدایہ۲: ۳۶۵) ﴿۲﴾۔ (۳) اگر یہ وکیل تعلیم یافتہ نہ ہو تو بینونت خفیفہ کا احتمال قوی احتمال ہے ﴿۳﴾۔

﴿۱﴾ وفي الهندية: ومنه عزل الموكل اياه ولصحة العزل شرطان احدهما علم الوكيل به لان العزل فسخ للعقد فلا يلزم حكمه الا بعد العلم به كالفسخ فاذا عزله وهو حاضر انعزل وكذا لو كان غائبا فكتب اليه كتاب العزل فبلغه الكتاب وعلم بما فيه انعزل...... وان عزله الموكل واشهد على عزله وهو غائب ولم يخبره بالعزل احد لا ينعزل ويكون تصرفه قبل العلم بعد العزل كتصرفه قبل العزل في جميع الاحكام.

(فتاویٰ عالمگیرية ۳: ۶۳۷ الباب التاسع فيما يخرج به الوكيل عن الوكالة)

﴿۲﴾ قال العلامة المرغيناني: واذا اضافه الى شرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالاتفاق. (هداية ۲: ۳۸۵ باب الايمان في الطلاق)

﴿۳﴾ وفي الهندية: ولو قال انت طالق اقبح الطلاق او افحشه او اخبثه او اسوأه او اغلظه او اشره او اطوله..... ولم ينو شيئا او نوى واحدة او ثنتين في غير الامة كانت واحدة بائنة وان نوى ثلاثا فثلاث كذا في التبيين.

(فتاویٰ عالمگیرية ۱: ۳۷۲ الفصل الثالث في تشبيه الطلاق ووصفه)

(۴) وکیل کو مطلع کرنے سے قبل یہ عزل کالعدم ہوتا ہے﴿۱﴾۔ (۵) بینہ اکراہ کو بینہ طوع پر ترجیح دی جائے گی (درمختار ۴: ۵۳۵) ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

بیٹا اپنے والد کو تفویض طلاق کرسکتا ہے اور وکیل بھی بنا سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حق اپنے والد کو اس طرح تفویض کیا "کہ میں فلاں بن فلاں ببلوغ وعقل وہوش بخوشی بلا جبر واکراہ اپنی بیوی کو اپنے طلاق دینے کا مکمل حق اپنے والد فلاں کو تفویض کرتا ہوں وہ جب چاہے میری منکوحہ کو طلاق دے سکتا ہے" نیچے دستخط اور دو گواہوں کے نام بھی ہیں، کیا یہ والد اس لڑکے کی منکوحہ کو طلاق دے سکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد عبداللہ مدرسہ تعلیم القرآن خانیوال.....۲/ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

الجواب: یہ توکیل اور تفویض درست ہے اور نافذ ہے یہ والد بیٹے کی بیوی کو ہر وقت اور ہر قسم کی طلاق دے سکتا ہے اور بیٹا والد کو معزول بھی کرسکتا ہے، یدل علیہ ما فی شرح التنویر: واذا قال لرجل ذلک لم یقید بالمجلس لانہ توکیل فلہ الرجوع﴿۳﴾. وھو الموفق

﴿۱﴾ وفی الھندیۃ: ومنہ عزل المؤکل ایاہ...... وان عزلہ الموکل واشھد علی عزلہ وھو غائب ولم یخبرہ بالعزل احد لا ینعزل ویکون تصرفہ قبل العلم بعد العزل کتصرفہ قبل العزل فی جمیع الاحکام. (فتاویٰ عالمگیریۃ ۳: ۶۳۷ الباب التاسع، کتاب الوکالۃ)

﴿۲﴾ قال العلامۃ الحصکفی: وبینۃ الاکراہ فی اقرارہ اولی من بینۃ الطوع.
(الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۴: ۴۳۱ قبیل باب الاختلاف فی الشھادۃ)

﴿۳﴾ قال العلامۃ الحصکفی: واما فی طلقی ضرتک وقولہ لاجنبی طلق امرأتی فیصح رجوعہ منہ ولم یقید بالمجلس لانہ توکیل محض.
(الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۵۱۷ باب تفویض الطلاق)

قسم اور طلاق معلق کی ایک صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا ناطہ اپنے بھتیجے کو دیا، رنجش پیدا ہونے کے بعد اس نے ان الفاظ میں انکار کیا کہ (۱) میں اگر مذکورہ بھتیجے کو اپنی لڑکی بیاہ کر دوں تو میں قرآن مجید سے فارغ ہوں۔ (۲) میں اگر مذکور کو لڑکی دوں تو مجھ پر بیوی طلاق (ایک مرتبہ کہا ہے)۔ (۳) جرگہ میں جب لوگوں نے اسے مجبور کیا اور اصرار کے موقع پر ایک شخص نے اسے کہا کہ جب ناطہ ہو رہا تھا جوڑ ہوئی تھی وہ دراصل شریعت (بمعنی نکاح) ہوگئی، اس پر اس نے جواب دیا کہ میں اس شریعت (بمعنی نکاح) کو نہیں مانتا، اب لوگوں نے شور مچانا شروع کیا ہے کہ اس نے شریعت سے انکار کیا جبکہ یہ سب کچھ ناواقفی کی وجہ سے ہوا ہے اب شریعت میں اس شخص کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حنیف الرحمٰن معلم دینیات پرائمری سکول مری

الجواب: (۱) یہ قسم ہے اس سے کافر نہیں ہوتا ہے ﴿۱﴾۔ (۲) یہ طلاق معلق ہے اگر اس نے لڑکی کو دے دیا تو اس کی عورت ایک طلاق رجعی سے طلاق ہو جائے گی ﴿۲﴾ لیکن اس کا حکم آسان ہے یعنی عورت کو رجوع کر سکتا ہے، عورت کو کہے گا کہ میں نے تم کو رجوع کیا ﴿۳﴾۔ (۳) تاویل کی وجہ سے

﴿۱﴾ وفی الهندية: ولو قال ان فعلت كذا فانا بریٔ من القرآن او القبلة او الصلاة او صوم رمضان فالكل يمين هو المختار ...... وكذا كل ما يكون البراءة عنه كفرا كذا فی الخلاصة.
(فتاویٰ عالمگیریة ۲: ۵۳ الباب الثانی فيما يكون يمينا وما لا يكون الفصل الاول)

﴿۲﴾ وفی الهندية: واذا اضاف الطلاق الی شرط وقع عقيب الشرط اتفاقا.
(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۴۲۰ الفصل الثالث فی تعليق الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامة المرغينانی: واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فی عدتها رضيت بذلک او لم ترض لقوله تعالیٰ فامسكوهن بمعروف من غير فصل. (هداية ۲: ۳۷۳ باب الرجعة)

کافر نہیں ہے﴿۱﴾اور نیز صرف ناطہ (بغیر ایجاب وقبول) نکاح بھی نہیں ہے﴿۲﴾۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر اس نے اپنی لڑکی کو بیاہ دیا تو کافر نہیں ہے، ایک کفارہ قسم کا دے دے گا اور بیوی کو رجوع کرے گا۔وھو الموفق

طلاق بشرط تعلیق یا بطور تاکید کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ پرویزہ بی بی کا اپنے شوہر غلام سے جھگڑا ہوا، صلح کیلئے ثالث گاؤں کے نمبردار نے پرویزہ کے والد زورآور کو بلایا وہ حاضر ہوا تو غلام نے ثالث کو کہا کہ زورآور اور اس کی بیوی دونوں نے نمبردار کو بری طرح گالی دی ہے اس پر زورآور اور اس کے ساتھ چند گواہوں نے کہا کہ ہم سب موجود تھے اور انہوں نے نمبردار کو کوئی گالی نہیں دی ہے تو غلام نے اپنی بیوی پرویزہ اور اس کے باپ دادا کا نام لے کر تین دفعہ طلاق اٹھائی کہ میری بیوی زورآور کی لڑکی اور فتح خان کی پوتی مجھ پر تین طلاق سے حرام ہے کہ زورآور نے نمبردار کو گالی دی ہے اب زورآور (لڑکی کا والد) نے بھی قرآن اور طلاق اٹھا کر کہا کہ میں نے نمبردار کو بالکل گالی نہیں دی ہے اسی طرح زورآور کی بیوی بھی قرآن اٹھا کر انکار کرتی ہے، علاوہ ازیں چند دیگر افراد جو چند قدم فاصلے پر موجود تھے وہ بھی قرآن طلاق اٹھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے بالکل گالی وغیرہ نہیں سنی ہے اس صورت میں غلام نے جو طلاق اٹھائی ہے

﴿۱﴾ وفی الهندية: اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع فعلى المفتي ان يميل الى ذلك الوجه كذا في الخلاصة.

(فتاویٰ عالمگیرية ۲: ۲۸۳ قبيل الباب العاشر في البغاة)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن البزاز الكردري: النكاح ينعقد بلفظ النكاح والتزويج كان على وجه الخبر عن الماضي...... بمحضر من الشهود فيقول الرجل قبلت الخ.

(فتاویٰ بزازية على هامش الهندية ۱: ۱۲۱ كتاب النكاح الفصل الاول)

اس پر اس کی بیوی پرویزہ بی بی طلاق اور حرام ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: فتح محمد تلہ گنگ کیملپور......۱۹۶۹ء/۸/۲۲

الجواب: اگر طلاق کے ذکر کرنے سے غلام کی مراد تاکید ہو تو بیوی اس پر مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے اور اگر مقصود تعلیق ہو یعنی یہ مراد ہو کہ اگر انہوں نے گالی نہ دی ہو تو مجھ پر فلانہ طلاق ہے تو بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے جبکہ یہ اصرار کرتا ہے، بے شک جب گالی نہ دینا ثابت ہو جائے غلام کے اقرار سے یا بیوی کے قسم سے (حاکم یا حکم کے پاس طلاق کے دعویٰ کے بعد) تو بیوی مطلقہ مغلظہ ہوگی ﴿۱﴾ **قلت: ونظیر کونہ تعلیقا ما فی ردالمحتار لو قال انت طالق لدخلت، وعلی الطلاق لا افعل کذا (۲: ۶۸۷)** ﴿۲﴾ لیکن عرف پر غائر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیق مراد ہے۔ وھو الموفق

جرگہ میں طلاق ثلاثہ پر حلف لینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فریقین کے درمیان زمین کا تنازعہ تھا اس کا تصفیہ مسجد میں بیٹھ کر جرگہ کی موجودگی میں قرآن پاک کو درمیان میں رکھ کر ایک اقرار نامہ

﴿۱﴾ قال العلامة الخالد الآتاسی: المعلق بالشرط یجب ثبوته عند ثبوت الشرط.
(شرح المجلة ۱: ۲۳۲ مادة: ۸۲)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: قلت وقد یکون الکلام متضمنا للتعلیق بدون تصریح باداته کما مر فی قوله ویکفی معنی الشرط الخ ومنه ما فی البحر حیث قال وفی المحیط وعن ابی یوسف لو قال انت طالق لدخلت فهذا یخبر انه دخل الدار او اکده بالیمین فیصیر کانه قال ان لم اکن دخلت الدار فان لم یکن دخل طلقت ولو قال انت طالق لا دخلت الدار بتعلق بالدخول ثم قال ولو قال انت طالق ووالله لا افعل کذا فهو تعلیق ویمین ولو قال انت طالق والله لا افعل کذا طلقت للحال ذکرهما فی جوامع الفقه.
(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۴۲ مطلب مایکون فی حکم الشرط باب التعلیق)

کے ذریعہ کیا گیا جس میں کہا گیا کہ جو فریق اس اقرار نامہ سے منحرف ہوگا اس کی بیوی اس پر ثلاثہ طلاق ہے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک فریق اس وعدے سے منحرف ہوا اب اس فریق پر طلاق کے وقوع کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرحیم......۱۹۷۵ء/۸/۲۶

الجواب: اگر اس فریق نے اس تعلیق پر رضامندی ظاہر کی ہو تو اس فریق پر بیوی مطلقہ ہوگی اور خاموشی کی صورت میں اس فریق پر بیوی مطلقہ نہ ہوگی، کما فی الدر المختار: جماعة یتحدثون فی مجلس فقال رجل منهم من تکلم بعد هذا فامرأته طالق ثم تکلم الحالف طلقت امرأته، وفی ردالمحتار ۲: ۶۳۵ سکت عما اذا تکلم غیره والظاهر انه لا یقع لان تعلیق المتکلم لا یسری حکمه الی غیره الا اذا قال الغیر وانا کذلک مثلا فافهم﴿۱﴾. وهو الموفق

اگر بیع معلق بالطلاق میں اقالہ کیا جائے تو دوبارہ از سر نو بیع میں حنث نہیں آئے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اپنے والد سے علیحدہ سکونت پذیر ہے اس نے والد پر بیل فروخت کرنے کی بات کی ایک ہزار روپیہ پر بیع ہوگئی لیکن جب دیگر بھائی آگاہ ہوئے تو انہوں نے انکار کیا اور والد سے کہا کہ آپ نے زیادہ قیمت مقرر کی ہے ہم تو نو سو روپیہ پر یہ بیل خریدیں گے باپ بیٹوں میں اس بات پر اتفاق رائے ہوگیا، پھر والد نے مبلغ پانچ سو روپیہ دیئے اور بقایا چار سو دینے کا کہا تو اس بیٹے زید نے کہا کہ اگر ان پانچ سو روپیہ کے علاوہ اور رقم لی تو اپنی عورت کو مطلقہ رکھوں گا یعنی یہ کہا "چه طلاقه به نے ساتم" اب اگر والد بیٹے زید کو باقی رقم دے تو زوجہ مطلقہ ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا احمد شاہ پشاوری......۱۹۷۴ء/۳/۶

﴿۱﴾(الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۵۰۱ قبیل باب الکنایات)

الجواب: واضح رہے کہ اولاً یہ الفاظ "طلاقه به يے ساتم" الفاظ طلاق نہیں ہیں اور ثانیاً اگر تسلیم کیا جائے تو طلاق رجعی ہے جس میں رجوع کافی ہے اور تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے پس یہ بائع اگر زائد رقم لے لے تو وہ رجوع کرسکتا ہے﴿۱﴾ اور اگر اس بیع کا اقالہ کرے اور بیل واپس لے لے اور اس کے بعد دوبارہ عقد کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا﴿۲﴾۔ وهو الموفق

نکاح نامہ میں طلاق تعلیق کی شرط کے ثبوت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زرخیز نے بوقت شادی یہ شرط اپنی بیوی کو فارم نکاح میں لکھ کر دی تھی کہ ناجائز تکلیف دے کر گھر سے نکال دوں یا غیر آباد کر کے ماں

﴿۱﴾قال العلامة القهستاني: وصريحه ما استعمل فيه دون غيره مثل انت طالق ومطلقة وطلقتك...... ويقع به اى بمثل ما ذكر طلقة رجعية لا يحتاج الى تجديد النكاح ولا رضاء المرأة الخ. (جامع الرموز ۱ :۵۵۸ كتاب الطلاق)

﴿۲﴾قال العلامة الحصكفي: اعلم ان التعليق يبطل بزوال الحل لا بزوال الملك...... وبفوت محل البر كان كلمت فلانا او دخلت هذه الدار فمات او جعلت بستانا كما بسطناه فيما علقناه. قال ابن عابدين: (قوله وبفوت محل البر) نقله في البحر عن الثاني لكن بلفظ ومما يبطله فوت محل الشرط كفوت محل الجزاء كما اذا قال ان كلمت فلانا الخ والتمثيل المذكور لفوات محل الشرط فان الشرط هو كلمت ودخلت اى مضمونهما وهو الكلام والدخول ومحلهما هو فلان والدار المشار اليها وفوت محل الجزاء كموت المرأة التي هي محل الطلاق فان بفوت هذين المحلين يبطل التعليق لان التعليق لا بد ان يكون على امر على خطر الوجود وقد تحقق عدمه ولا يقال يمكن حياة زيد بعد موته واعادة البستان دارا لان يمينه انعقدت على حياة كانت فيه كما قالوا في ليقتلن فلانا وما اعيد بعد البناء دار اخرىٰ غير المشار اليها كما صرحوا به ايضا في لايدخل هذه الدار تامل.
(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲ : ۵۳۹،۵۴۰ قبيل مطلب في مسئلة الكوز)

باپ کے پاس چھوڑ دوں تو مسماۃ مذکورہ میرے اوپر مثلثہ طلاق شرعاً ہوگی بعد از شادی دو ماہ کے بعد زرخیر نے اپنی بیوی کو واپس والدین کے گھر عرصہ چھ سال سے چھوڑ رکھا ہے اور بیوہ والدہ اور یتیم بچوں کے ساتھ خرچہ کھاتی ہے اور زرخیر مذکور نہ خرچہ دیتا ہے اور نہ گھر لے جاتا ہے کیا بموجب شرط مذکور طلاق ہوسکتی ہے؟ جبکہ اس بات کے گواہ بھی موجود ہیں اور شرط مذکور نکاح فارم خانہ نمبر ۱۷ میں بھی موجود ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی محمد اکبر مولیا کوہالہ مری......۱۹۶۹ء/۵/۲۰

الجواب: اگر یہ شرط نکاح (ایجاب وقبول) کرنے کے بعد لکھی گئی ہو تو یہ عورت خاوند پر مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے اور اگر نکاح سے پہلے لکھی گئی ہو تو نکاح کی طرف اضافت نہ کرنے کی وجہ سے لغو ہے اور عورت مطلقہ نہیں ہے﴿۱﴾۔وھو الموفق

خربوزہ لانے پر طلاق معلق کیے، سردہ لانے کا کیا حکم ہے؟ اور اس سے نکلنے کا حیلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بیوی کو کہا کہ اگر میں نے دوبارہ خربوزہ گھر کو لایا تو تو مجھ پر طلاق ہو جائے اسی طرح تین بار کہا اب اگر یہ شخص خربوزہ کی بجائے سردہ لائے اس کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ خربوزہ اور سردہ میں فرق ہے کیا آپ کے نزدیک خربوزہ اور سردہ میں فرق ہے یا نہیں؟ کہ اس پر حکم مرتب ہو جائے اب یہ شخص کیا حیلہ اختیار کرے کہ اس یمین طلاق

﴿۱﴾ وفی الهندية: واذا اضاف الطلاق الى النكاح وقع عقيب النكاح...... واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق ولا تصح اضافة الطلاق الا ان يكون الحالف مالكا او يضيفه الى ملك والاضافة الى سبب الملك كالتزوج كالاضافة الى الملك فان قال لاجنبية ان دخلت الدار فانت طالق ثم نكحها فدخلت الدار لم تطلق كذا فى الكافى.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۴۲۰ الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما)

سے بری ہوجائے؟ بینوا توجروا

المستفتی: دولت خان زریاب......۱۹۷۸ء/۹/۱۱

الجواب: اگر اس شخص کا تین دفعہ مکرر کہنے سے تین طلاق کی تعلیق مراد ہو، تاکید مراد نہ ہو تو خربوزہ لانے کے وقت اس پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوجائے گی، **کما فی شرح التنویر: لو قال ان دخلت الدار فانت طالق ان دخلت الدار فانت طالق ان دخلت الدار فانت طالق وقع الثلث، وفی ردالمحتار ۲: ۶۰۹ والظاهر انه ان نوی التاکید دین**﴿۱﴾ باقی خربوزہ اور سردہ کے ایک ہونے یا جدا جدا ہونے میں آپ کا عرف معتبر ہے، **کما فی ردالمحتار ۳: ۷۲ (قوله وعندنا علی العرف) لان المتکلم انما یتکلم بالکلام العرفی**﴿۲﴾ اور تین طلاق ہونے کی صورت میں مخرج اور تدبیر یہ ہے کہ یہ شخص اس بیوی کو ایک طلاق (بائن) دیوے، اور عدت گزرنے کے بعد گھر کو خربوزہ لائے اور اس کے بعد تجدید نکاح کرے، **کما فی الدرالمختار ۲: ۶۹۰ فحیلة من علق الثلث بدخول الدار ان یطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخلها فتنحل الیمین فینکحها، فلیراجع**﴿۳﴾. **وهو الموفق**

کسی سے باتیں نہ کرنے کی طلاق پر حلف کی صورت میں بات کی تعین عرف سے کی جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے عمرو سے کہا کہ اگر میں نے تم سے بات کی تو مجھ پر اپنی بیوی تین پتھروں سے طلاق ہوگی اب اگر زید نے عمرو کو غیر ارادی طور پر

﴿۱﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۵۵۹ بعید مطلب فیما لوتعدد الاستثناء)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۷۸ مطلب الایمان مبنیة علی العرف)

﴿۳﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۴۵ قبیل مطلب اختلاف الزوجین فی وجود الشرط)

آواز دی یا رات کے اندھیرے میں بات کی جبکہ زید کو علم نہ ہو کہ یہ عمرو ہے یا بھرے مجمع میں عمرو نے سلام کیا زید بھی بیٹھا تھا اس نے کہا وعلیکم السلام تو کیا طلاق واقع ہوگی؟ کیا ان طلاق ثلاثہ سے بچنے کا کوئی حیلہ ہے؟ اسی طرح زید اور عمرو دونوں اکٹھا خرچ کر کے چائے روٹی پکاتے تھے زید نے ایک دن غصہ ہو کر کہا کہ اگر کوئی شرکت کرے گا تو وہ بڑا طلاقی ہوگا اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: اقبال حسین بی ایڈ نوشہرہ......۱۹۸۸ء/۱۲/۱

الجواب: باتیں کرنے اور نہ کرنے کے متعلق تعیین عرف سے کی جائے گی ﴿۱﴾ پس جن الفاظ کو عرف میں باتیں کرنا کہا جاتا ہو تو اس سے طلاق ثلاثہ واقع ہوگی ﴿۲﴾ خواہ ارادی طور سے ہو یا غیر ارادی طور سے ہو جس میں باقاعدہ حلالہ کرنا ضروری ہے ﴿۳﴾۔ البتہ اگر زید بیوی کو ایک طلاق بائن دے دے اور عدت گزرنے کے بعد عمرو سے بات چیت کرے اور اس کے بعد تجدید نکاح کرے اس تجدید کے بعد آئندہ کیلئے ہر قسم بات چیت ضرر رساں نہ ہوگی ﴿۴﴾ نیز جن امور کو عرف..................

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله وعندنا على العرف) لان المتكلم انما يتكلم بالكلام العرفي اعني الالفاظ التي يراد بها معانيها التي وضعت لها في العرف كما ان العربي حال كونه بين اهل اللغة انما يتكلم بالحقائق اللغوية فوجب صرف الفاظ المتكلم الى ما عهد انه المراد بها فتح. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳:۷۸ مطلب الايمان مبنية على العرف)

﴿۲﴾ قال العلامة المرغيناني: واذا اضافه (اى الطلاق) الى شرط وقع عقيب الشرط.
(هداية ۲: ۳۶۴ باب الايمان في الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامة الغنيمي الميداني: واذا كان الطلاق ثلاثا في الحرة...... ولو قبل الدخول لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها اى يطأها لم يطلقها او يموت عنها وتنقضي عدتها منه. (اللباب في شرح الكتاب ۲ :۱۸۳ كتاب الرجعة)

﴿۴﴾ وفي الهندية: اذا حلف بثلاث تطليقات ان لايكلم فلانا فالسبيل ان يطلقها واحدة بائنة ويدعها حتى تنقضي عدتها لم يكلم فلانا لم يتزوجها كذا في السراجية.
(فتاوىٰ عالمگيرية ۶: ۳۹۷ كتاب الحيل الفصل السابع في الطلاق)

.... میں شرکت کہا جاتا ہو﴿۱﴾تو وہ موجب طلاق رجعی ہوں گے جس میں زبانی واپسی (رجوع) کافی ہے﴿۲﴾۔وھو الموفق

''اگر تو ناراض ہے تو یہ طلاق نامہ لے لو الخ''، تعلیق طلاق ہے نہ کہ تحقیق طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے شادی کے ایک ہفتہ بعد کاغذ پر طلاق نامہ تحریر کیا الفاظ صرف یہ تھے کہ اگر تو ناراض ہے تو میری طرف سے یہ طلاق نامہ کا پرچہ لے لو، بیوی اس کاغذ پر پریشان ہوگئی، اس نے کاغذ واپس لے لیا اور کاغذ کو پھاڑ دیا اس نے زبان سے طلاق نہیں کہا تھا اب اس شخص کے دو بیٹے اور ایک بیٹی بھی ہے کیا طلاق ہوگئی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: فضل محمود دھوبیان صوابی......۲۸/ رمضان ۱۴۰۲ھ

الجواب: بظاہر اس تحریر سے مقصود تعلیق ہے نہ کہ تحقیق طلاق ﴿۳﴾ لہٰذا اس تحریر سے طلاق واقع نہ ہوگی، لعدم وجود الشرط وھو عدم رضاھا بالزوجیة﴿۴﴾. وھو الموفق

﴿۱﴾ (تخریج سابق الایمان مبنیة علی العرف)

﴿۲﴾ قال العلامة المرغیناني: واذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها في عدتها رضیت بذلک او لم ترض.

(ھدایة ۲: ۳۷۳ باب الرجعة)

﴿۳﴾یدل علیه ما في الھندیة: واذا کتب الطلاق واستثنی بلسانه او طلق بلسانه واستثنی بالکتابة ھل یصح لا روایة لھذه المسئلة وینبغي ان یصح کذا في الظھیریة. (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۷۸ الفصل السادس في الطلاق بالکتابة)

﴿۴﴾ قال العلامة عبد الله بن مودود الموصلي: فاذا علق الطلاق بشرط وقع عقیبه وانحلت الیمین وانتهت الافی کلما.

(الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۸۲ والفاظ الشرط فصل کنایات الطلاق)

تمام اہل شہر کوطلاق معلق دلوانے اور تمام اہل شہر پر وقوع یا عدم وقوع کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دوشہر بصرہ اور کوفہ ہیں دونوں میں عداوت اور اختلاف پیدا ہوا یہاں تک کہ اہل بصرہ میں سے ایک شخص نے اٹھ کر تمام اہل بصرہ کو کہا کہ اگر میں خود یا اہل بصرہ نے ان اہل کوفہ کے ساتھ آنا جانا رکھا یا غمی شادی میں شرکت کی تو مجھ پر اپنی بیوی طلاق ثلاثہ ہوگی اور تمام اہل بصرہ پر بھی طلاق ثلاثہ ہوگی، اس کے بعد اہل کوفہ نے ان سے معافی مانگی، اور اپنے گردنوں میں رسیاں ڈال کر اور منہ میں گھاس پکڑ کر معافی کے خواست گار ہوئے اب بعض لوگوں نے ان کے ساتھ تعلقات قائم کئے ہیں تو کیا ان پر بیویاں طلاق ہوں گی؟ نیز یہ بھی عرض ہے کہ اہل بصرہ کی زمین جو جغرافیائی لحاظ سے اہل بصرہ کی ملکیت ہے یعنی اردگرد جو ایک ایک دو دو مکان ہیں یہ بھی اہل بصرہ میں داخل ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا منہاج الدین مدرس دارالعلوم عربیہ گجرات مردان.....۴/۶/۱۹۷۴ء

الجواب: اگر اس بصری شخص کے یمین بالتعلیق (یعنی اگر اہل بصرہ میں سے کسی نے اہل کوفہ کے ساتھ غمی شادی میں شرکت کی تو اس پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوگی) کے وقت دیگر اہالیان بصرہ نے اس شخص کی تائید کی ہو تو اس کے بعد شرکت کرنے والے پر بیوی مغلظہ ہوگی جو بھی ہو اور اگر ان اہالیان نے یعنی تمام نے یا بعض نے سکوت کیا ہو تو ان سکوت کنندہ گان کی شرکت سے طلاق واقع نہ ہوگی، ونظیرہ ما فی الدرالمختار وردالمحتار: جماعة يتحدثون في مجلس فقال رجل منهم من تكلم بعد هذا فامرأته طالق ثم تكلم الحالف طلقت امرأته قال العلامة الشامي: سكت عما اذا تكلم غيره والظاهر انه لا يقع لان تعليق المتكلم لا يسرئ حكمه الى غيره الا اذا قال الغير وانا كذلك. (۲:۶۳۵ قبيل الكنايات﴿۱﴾. اہل بصرہ ہونے نہ ہونے کا دارمدار عرف

﴿۱﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۵۰۱ قبيل باب الكنايات)

پر ہوگا، للاصل المشهور: العادة محكمة﴿۱﴾ قلت: ولو قال الحالف ان شارک احد من اهل البصرة فنساء جميع اهل البصرة مطلقة طلقت امرأة الحالف عند وجود الشرط وكذا نساء سائر اهل البصرة لو يسكتوا فافهم. وهو الموفق

راضی نامہ نہ کرنے پر طلاق کہا پھر دوسرے نے راضی نامہ کیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے بڑے لڑکے نے اپنی بیوی کو زدوکوب کیا بیوی نے باپ بھائیوں کو جا کر اکسایا وہ میرے چھوٹے لڑکے اور مجھ پر گھر آ کر حملہ آور ہوئے عام لوگوں نے درمیان آ کر بیچ بچاؤ کیا، تھوڑی دیر بعد انہوں نے ہماری کریانہ دکان جا کر میرے بڑے لڑکے کو اکیلا پا کر چاقو کی دس ضربیں ماردیں اور وہ بے ہوش ہو گیا میں اسے ہسپتال لے گیا اور ان پر فوجداری مقدمہ دفعہ ۳۰۷ دائر کیا، پولیس والوں نے مجھ سے بذریعہ قسم وعدہ لیا کہ مقدمہ مکمل ہونے کے بعد ان سے راضی نامہ نہیں کروگے تو میں نے کہا کہ مجھ پر اپنی بیوی طلاق ہو اگر میں ان سے راضی نامہ کروں، جب بڑا بیٹا صحت یاب ہو کر گھر آیا تو اس نے اپنی بیوی کے پاس ان کے والدین کے گھر ملاقاتیں شروع کردی، میں نے اسے سمجھایا کہ اس عورت کو طلاق دو تو اس نے کہا کہ میں اپنی بیوی صدر ایوب کے کہنے پر بھی طلاق نہیں کروں گا تم کون ہو؟ ادھر فریق مخالف نے گاؤں کے سب معززین کے ذریعہ صلح کی کوششیں شروع کردی، خلاصہ یہ کہ اس بڑے بیٹے نے راضی نامہ لکھ دیا، چونکہ میری ناراضگی کے باوجود وہ خود مدعی بن گیا تھا اور راضی نامہ میں کوشش کی کہ اپنی بیوی کو واپس گھر لائے اس کے بعد فریق مخالف بلکہ خود میرا بیٹا میرے ساتھ سخت بغض رکھتے ہیں جبکہ وہ اپنی بیوی اور سسرال کی بات کو آسمانی وحی سمجھتا ہے اب اس قسم کے راضی نامہ سے میری قسم کا کیا بنے گا کیا میری بیوی طلاق ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: دوست محمد سول بازار کیمل پور......۱۹۷۰ء/۱۰/۱

﴿۱﴾ (الاشباه والنظائر ۹۳ القاعدة السادسة) و (شرح المجلة للآتاسی ۱: ۷۸ المادة: ۳۶)

الجواب: چونکہ آپ نے راضی نامہ نہیں کیا ہے اور نہ اس پر خوش ہیں لہٰذا آپ پر بیوی طلاق نہیں ہوئی ہے ﴿۱﴾ اور اگر آپ نے کسی وقت راضی نامہ کیا تو آپ پر بیوی ایک طلاق رجعی سے مطلقہ ہو جائے گی ﴿۲﴾ جس کا حکم آسان ہے یعنی آپ بیوی کو رجوع کریں گے عدت کے اندر، اور اگر عدت کے اندر آپ نے زبانی یا عملی رجوع نہیں کیا تو آپ کو صرف تجدید نکاح کرنا پڑے گی ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

طلاق ثلاثہ کے معنیٰ سے ناواقف شخص کی معلق طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چند اشخاص کسی معاہدہ کی پختگی کی خاطر طلاق ثلاثہ کا حلف اٹھاتے ہیں اور بعد میں دیگر معاہدات سے طلاق ثلاثہ کا لفظ ساقط کریں اور اس کے بعد ان میں سے بعض افراد اس معاہدہ سے مخالفت کریں اور بعض یہ عذر پیش کریں کہ ہم طلاق ثلاثہ کے معنیٰ سے ناواقف تھے ان کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: نامعلوم......۱۹۸۸ء/۱۲/۲۷

الجواب: جن اشخاص نے معاہدہ اول کا امضاء کیا ہو تو ان پر طلاق ثلاثہ عائد اور لاگو ہوں گے ﴿۴﴾ اگرچہ ان اشخاص نے معاہدہ اول سے واپسی کی نیت کی ہو، اور ان میں اگر کوئی ثلاثہ کے معنیٰ سے

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ان لم تجيئ بفلان او ان لم تردی ثوبی الساعة فانت طالق فجاء فلان من جانب آخر بنفسه واخذ الثوب قبل دفعها لا يحنث. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۶۲ بعید مطلب لا یدع فلانا یسکن فی هذه الدار)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا.
(الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۴۴ مطلب زوال الملک لا یبطل الیمین)

﴿۳﴾ قال العلامة المرغيناني: واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلک او لم ترض. (هداية ۲: ۳۷۳ باب الرجعة)

﴿۴﴾ وفي الهندية: واذا اضافه (ای الطلاق) الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا.
(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۴۲۰ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق)

ناواقف تھا تو اس پر تین طلاق لاگو نہ ہوں گے صرف ایک طلاق رجعی عائد ہوگی، یدل علیہ مافی فتح القدیر ۴:۳ باب ایقاع الطلاق: ولا بد من القصد بالخطاب بلفظ الطلاق عالما بمعناه...... ولو قال لقوم تعلمت ذکرا بالفارسیة فقولوه معی فقال زن من بسه طلاق، فقالوه لم یحکم علیهم بالحرمة﴿۱﴾ وفی شرح التنویر علی ردالمحتار ۳: ۲۴۱ کتاب الطلاق: او تلفظ به غیر عالم بمعناه ای یقع فی القضاء دون مابینه وبین الله تعالیٰ﴿۲﴾ البتہ جن اشخاص نے صرف معاہدہ دوم کا امضاء کیا ہو تو ان پر کسی قسم کی طلاق لاگو نہیں ہوتی ہے۔ وهو الموفق

''یمین طلاق کے باوجود جھوٹی شہادت دے'' میں طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص تین طلاق کہہ کر اس کے باوجود جھوٹی شہادت دے، کیا اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے؟ اس کے باوجود وہ اپنی بیوی کے پاس آباد ہے، کیا یہ شخص مسلمانوں کے ساتھ نماز جنازہ وغیرہ میں شرکت کر سکتا ہے یا مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے جبکہ مذکورہ شخص نے باقاعدہ گواہوں کے سامنے تین طلاق کہہ کر جھوٹی گواہی دی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلام رضا کیمل پور......۱۹۷۵ء/۶/۱۹

الجواب: بہ شرط صدق وثبوت اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے، للاصل المشهور:

﴿۱﴾ (فتح القدیر ۳: ۳۵۱، ۳۵۲ باب ایقاع الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: او تلفظ به غیر عالم بمعناه، قال ابن عابدین: کما لو قالت لزوجها اقرأ علی اعتدی انت طالق ثلاثا ففعل طلقت ثلاثا فی القضاء لا فیما بینه وبین الله تعالیٰ اذا لم یعلم الزوج ولم ینو بحر عن الخلاصة.

(الدر المختار مع هامش ردالمحتار ۲: ۴۲۱ قبیل مطلب فی طلاق المدهوش)

ان المعلق بالشرط یجب ثبوته عند ثبوت الشرط، شرح المجلة ۵۴﴿۱﴾ ایسے بے دین کے ساتھ ترک مولات ضروری ہے تاکہ تائب ہو﴿۲﴾۔وھو الموفق

"اگر بیوی میری بات کا جواب دے گی تو تین شرطوں پر طلاق ہے" کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنے والدین، بہن بھائیوں اور ساس کے سامنے کہا کہ میری بیوی اگر میری بات کا جواب دے گی تو میرے اوپر تین شرطوں پر طلاق ہے اور میں اس کو ایسا ماروں گا کہ اس کی ماں کروٹ بدل بدل کر دیکھی گی، چندروز بعد زید کی بیوی نے اس کی کسی بات کا جواب دیا چنانچہ زید نے اپنی بیوی کو ایسا زدوکوب کیا کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں کیا طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: صوفی محمد ابراہیم واہ کینٹ راولپنڈی......۱۹۷۵ء/۵/۳

الجواب: بشرط صدق وثبوت اس شخص زید پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے، کما فی شرح المجلة: المعلق بالشرط یجب ثبوته عند ثبوت الشرط(۵۴)﴿۳﴾. وھو الموفق

"اگر مجھے فلاں کو قرضہ کی رقم دینی ہے تو مجھ پر بیوی تین شرط پر طلاق ہے" کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی افسر مقروض تھا کافی مدت

﴿۱﴾ (شرح المجلة للآتاسی ۱: ۲۳۲ مادة: ۸۲)

﴿۲﴾ قال العلامة الطرابلسی: والتعزیر لا یختص بفعل معین ولا قول معین فقد عزر رسول اللهﷺ بالهجر وذلک فی حق الثلاثة الذین ذکرهم الله تعالیٰ فی القرآن العظیم فهجروا خمسین یوما لا یکلمهم احد بهم وقصتهم مشهورة فی الصحاح وعزر رسول اللهﷺ بالنفی فامر باخراج المخنثین من المدینة ونفاهم وکذلک الصحابة من بعده.

(معین الحکام ۱۹۴ فصل فی التعزیر)

﴿۳﴾ (شرح المجلة لسلیم رستم باز ۱: ۵۴مادة: ۸۲)

بعد انکاری ہوگیا، تھانہ میں رپورٹ درج کرالی، وہاں اقرار کے بعد پھر انکاری ہوگیا بالآخر پھر تھانیدار تک بات پہنچ گئی، تھانیدار نے اس کو کہا کہ تم قرآن کی قسم اٹھالو اس نے کہا میں طلاق کرتا ہوں اور کہا کہ میں نے اکرم (دائن) کی کوئی رقم وغیرہ قرضہ کی نہیں دینی ہے اگر دینی ہو تو مجھ پر اپنی بیوی تین شرط پر طلاق ہے، ایک بار بھی کنکریاں لے کر کہتا ہے دوسری بار بھی، پھر تھانیدار نے اسے کہا کہ بیوی کا نام لے کر طلاق کردو، اس نے بیوی کا نام لے کر تین طلاق دیدیں، اس کا شرعی حکم کیا ہے جبکہ ابھی تک اس نے بیوی کو علیحدہ نہیں کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد نعیم حقانی اٹک......۱۹۸۵ء/۳/۳۱

الجواب: اگر مسمی افسر سچا نہ ہو یعنی اس پر اکرم کی رقم وغیرہ ہو تو اس پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے ﴿۱﴾ تمام بااثر حکام اور عوام پر ضروری ہے کہ یا اس پر حلالہ کرائیں یا بیوی کو اس سے جدا کریں ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

''اپنی ہمشیرہ فلاں کو شادی کر کے دی تو بیوی مثلثہ طلاق ہوگی'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے کہا کہ میں اگر اپنی

﴿۱﴾ قال العلامة الحداد اليمني: (قوله واذا اضاف الى شرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول ان دخلت الدار فانت طالق) هذا بالاتفاق لان الملک قائم في الحال والظاهر بقاؤه الى وقت الشرط ولانه اذا علقه بالشرط صار عند وجود الشرط كالمتكلم بالطلاق في ذلک الوقت. (الجوهرة النيرة ۲: ۱۱۰ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: ولا بد من سترة بينهما في البائن لئلا يختلي بالاجنبية ومفاده ان الحائل يمنع الخلوة المحرمة. قال ابن عابدين: اى مفاد التعليل ان الحائل يمنع الخلوة المحرمة ويمكن ان يقال في الاجنبية كذلک وان لم تكن معتدته الا ان يوجد نقل بخلافه بحر. (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۶۷۵ قبيل فصل في ثبوت النسب)

ہمشیرہ فلانہ کو مسمیٰ فلاں کو شادی کر کے دوں تو مجھ پر اپنی بیوی مثلثہ طلاق ہوگی، تقریباً دو ماہ بعد اس نے اپنی ہمشیرہ کو اس شخص کے ساتھ شادی کر کے دے دیا، اس امر پر تین چار گواہ موجود ہیں اب شخص کیلئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا عزیز الرحمٰن کوہالہ براہ کوہ مری

الجواب: اگر معاملہ اتنا ہو اور کمی بیشی اس میں نہ ہو تو اس شخص پر اپنی بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے﴿۱﴾ بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے اور اگر اس نے یہ شادی اصالۃً یا وکالۃً نہیں کی ہو تو پھر طلاق واقع نہیں ہے﴿۲﴾۔ وھو الموفق

فلاں کو بیٹی کا رشتہ دوں تو میری بیوی مجھ پر طلاق مغلظہ ہوگی''

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی سید علی نے اپنی دختر مسماۃ زرینہ بالغہ کا رشتہ غلام اسلم کو اجلاس عام میں ناطہ کا ایجاب وقبول کیا اس کے بعد یہی رشتہ دوسری جگہ گل اکبر کو دیدیا اور کچھ عرصہ بعد منحرف ہو کر کہا کہ اگر میں گل اکبر کو رشتہ دوں تو میری بیوی مجھ پر طلاق مغلظہ ہوگی، اس کے باوجود اس نے گل اکبر کو رشتہ دے دیا، اب طلاق کے وقوع کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: رحمان شاہین بکڈ پو کوہالہ مری......۱۹۷۲ء/۴/۳

الجواب: بشرط صدق مستفتی اس شخص سید علی پر اپنی بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے، لوجود

﴿۱﴾ قال العلامة الخالد الآتاسي: المعلق بالشرط يجب ثبوته عند ثبوت الشرط.
(شرح المجلة ۱: ۲۳۲ مادة: ۸۲)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: حلف لا يزوج عبده او امته يحنث بالتوكيل والاجازة لان ذلک مضاف اليه متوقف على ارادته لملكه وولايته وكذا في ابنه وبنته الصغيرين لو لايته عليهما. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۱۲۹ مطلب حلف لا يزوج عبده كتاب الايمان)

الشرط ﴿۱﴾. وهو الموفق

''اگر اپنی لڑکی کو دوسری جگہ دوں تو مجھ پر اپنی بیوی تین شرط پر طلاق ہے'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح لڑکی کے اختیار کے بغیر کردے اور باقاعدہ ایجاب وقبول ہو جائے جبکہ لڑکی خبر ہو کر گھر میں کپڑے وغیرہ پھاڑ دیتی ہے اور نکاح کا سن کر روتی ہے پھر لڑکے کی طرف سے بار بار جرگے میں باوقار لوگ رخصتی کیلئے آجاتے ہیں تھوڑی مدت بعد لڑکی انکار کردیتی ہے اس کے بعد اس کے والد نے کہا کہ اگر اس لڑکی کو میں دوسری جگہ بیاہ دوں تو مجھ پر اپنی بیوی تین شرط طلاق ہے، اب اگر یہ شخص پہلا نکاح نہ ہونے کی وجہ سے اس لڑکی کو دوسری جگہ بیاہ دے یا دوسرے شخص کو کہہ دے کہ میری لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کرادے تو کیا مذکورہ والد پر بیوی طلاق ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد طیب غرشین اٹک ......۱۱/ رمضان ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ سابق نکاح فاسد اور کالعدم ہے، کما فی الهندیة ۱ :۲۸۷ ولا یجوز نکاح احد علی بالغه صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکراً کانت او ثیبا فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جاز وان ردته بطل کذا فی السراج الوهاج ﴿۲﴾ اور عقد دوم میں والد مشورہ دے سکتا ہے لیکن بذات خود ایجاب وقبول نہیں کر سکتا لڑکی اور لڑکی کا بھائی یا ماموں وغیرہ ایجاب وقبول کر سکتے ہیں لڑکی کی اجازت سے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ وفی الهندیة: واذا اضافه (ای الطلاق) الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا. (فتاویٰ عالمگیریة ۱ :۴۲۰ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱ :۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۳﴾ قال العلامة الشامی: (قوله ولا الانکاح) ای التزویج......(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

’’میں اس سے نکاح کروں تو اس پر تین طلاق ہیں‘‘ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے گواہوں کے روبرو کہا کہ اگر میں اپنی منگیتر فلانہ سے نکاح کروں تو میری طرف سے اس پر تین طلاق ہیں پھر اس نے نکاح اس عورت سے کیا، کیا اس پر تین طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟ طلاق دہندہ خود اقرار نہیں کرتا البتہ یہ الفاظ اس نے گواہوں کے سامنے کہے ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: حافظ عبدالخالق چودھواں ڈی آئی خان......۱۹۷۲ء/ ۷/ ۲۰

الجواب: بشرط صدق مستفتی اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے، لیکن بشرطیکہ یہ یمین باقاعدہ فسخ نہ ہوئی ہو﴿۱﴾ اور بشرطیکہ اس شخص نے قبول بالفعل کا حیلہ نہ کیا ہو﴿۲﴾ فی الدر المختار: وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا لكن ان وجد في الملك طلقت الخ، هامش ردالمحتار ۲: ۶۹۰﴿۳﴾. وهو الموفق

(بقيه حاشيه) فلا يحنث به الا بمباشرته وهذا في الولد الكبير او الاجنبي لما في المختار وشرحه حلف لا يزوج عبده او امته يحنث بالتوكيل والاجازة لان ذلك مضاف اليه متوقف على ارادته لملكه وولايته، وكذا في ابنه وبنته الصغيرين لولايته عليهما وفي الكبيرين لا يحنث الا بالمباشرة لعدم ولايته عليهما فهو كالاجنبي عنهما فيتعلق بحقيقة الفعل.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۱۲۹ مطلب حلف لا يزوج عبده)

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجيم: ولوقال كل امرأة اتزوجها فهي طالق فتزوج فاذا حكما شافعيا فحكم ببطلان اليمين صح. (الاشباه والنظائر ۳۹۹ الفن الخامس الحيل الفصل السابع في الطلاق)

ومثله في الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۵۳۸ مطلب في فسخ اليمين المضافة الى الملک)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: اى اذا قال كل امرأة اتزوجها طالق والحيلة فيه ما في البحر من انه يزوجه فضولي ويجيز بالفعل كسوق الواجب اليها الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۳۷ باب التعليق)

﴿۳﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۴۲ باب التعليق)

بیوی کی زندگی میں دوسری شادی کی تو وہ دوسری بیوی طلاق ہوگی'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ تحریر دی کہ اگر وہ اس بیوی کی زندگی میں دوسری شادی کرے گا تو وہ دوسری بیوی اس پر طلاق ہو جائے گی، کچھ زمانہ بعد اس نے دوسری شادی کر لی کیا یہ دوسری عورت اب اس پر طلاق ہوگی یا نہ؟ طلاق ہو جانے کی صورت میں اگر وہ پھر اس عورت کو بیوی بنا کر رکھے تو اس کا کیا مسئلہ ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: نور النبی جامعہ مدنیہ کیمل پور......۱۹۷۴ء/۱۲/۸

الجواب: صورت مسئولہ میں وجود شرط کی وجہ سے یہ دوسری بیوی مطلقہ ہوئی ہے ﴿۱﴾ بظاہر تجدید نکاح کافی ہے، بشرطیکہ شادی کے بعد شوہر کے گھر دوبارہ نکاح نہ کیا گیا ہو ورنہ تجدید کی بھی ضرورت نہیں ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ وفی الهندية: اذا اضاف الطلاق الى النكاح وقع عقيب النكاح نحو ان يقول لامرأة ان تزوجتک فانت طالق او كل امرأة اتزوجها فهى طالق.

(فتاویٰ عالمگيرية ۱ : ۴۲۰ الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بكلمة ان واذا)

﴿۲﴾ چونکہ یہاں اضافت طلاق تزوج اور نکاح کی طرف کی ہے لہٰذا نکاح ہوتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ طلاق قبل الدخول ہوگی اور صورت مذکورہ میں تفریق طلاق کی وجہ سے ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے، كما فی الهندية: فان فرق الطلاق بانت بالاولیٰ ولم تقع الثانية والثالثة. (فتاویٰ عالمگيرية ۱ : ۳۷۳ الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول) جس میں تجدید نکاح کافی ہوتا ہے، كما فی الهندية: اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يزوجها فی العدة وبعد انقضائها. (فتاویٰ عالمگيرية ۱ : ۴۷۲ فصل فيما تحل به المطلة وما يتصل به) نیز ہمارے بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ منگنی کے دن لڑکی کے والدین کے گھر نکاح کیا جاتا ہے پھر شادی کے بعد شوہر کے گھر دوبارہ نکاح کیا جاتا ہے پس اگر یہ دوبارہ نکاح کیا گیا ہو تو وہ تجدید نکاح کا قائم مقام ہو کر تجدید کی ضرورت نہیں ہوگی۔ وھو الموفق......(از مرتب)

بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کرنے میں طلاق معلق کا تفصیلی مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید مشکوک آدمی تھا اس لئے شادی کے وقت اس سے اس قسم کی تحریر لی گئی تھی تحریر حسب ذیل ہے:

''میں مسماۃ فلانہ کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کروں گا، البتہ بصورت نہ ہونے اولاد برضا مندی والد یا برادر یا زوجہ ام، نکاح ثانی یعنی دوسری شادی کرسکوں گا، اگر صورت بالا کے بغیر دوسری شادی کروں تو دوسری جتنی شادیاں کروں مجھ پر طلاق ثلاثہ پڑ جاویں گی، اور شرعی طور پر مجھ پر حرام ہوں گی، مزید تحریر کردیتا ہوں کہ جب بھی دوسری شادی کروں گا تو وہ مجھ پر بروئے شرع حرام ہوگی''۔

کیا زید اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے کر دوسری شادی کرسکتا ہے یا اس کی دوسری شادی بمطابق آخری قول (کہ جب بھی دوسری شادی الخ) حرام متصور ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: بشیر احمد ایم اے دندہ شاہ بلال میانوالی......۱۹۷۰/۹/۱۳

الجواب: بظاہر آخری قول کی مراد بھی یہ ہے کہ مسماۃ فلانہ کی موجودگی میں جب بھی الخ، لہٰذا فلانہ کے مطلقہ ہونے کے بعد دوسری شادی میں کوئی حرج نہیں ہے ﴿۱﴾ یعنی دوسری بیوی مطلقہ نہیں ہوتی ہے مزید احتیاط کیلئے زید سے استفسار کیا جائے کہ آخری کلام سے آپ کی کیا مراد تھی تقیید مراد تھی یا اطلاق مراد تھا ﴿۲﴾

﴿۱﴾ وفي الهندية: واذا اضافه (الطلاق) الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱ : ۴۲۰ الفصل الثالث في تعليق الطلاق)

﴿۲﴾ وفي الهندية: ان من قال لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق يتعلق الطلاق بالدخول ولو قال ان دخلت الدار انت طالق يقع الطلاق للحال الا اذا قال عنيت به التعليق فحينئذ يدين فيما بينه وبين الله تعالىٰ.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱ : ۴۲۰ الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان الخ)

توثیق ثانی کی بناپر یہ خاوند دوسری شادی کسی وقت بھی نہیں کرسکتا ہے﴿۱﴾۔وھو الموفق

''اگر میری شادی سنت کے مطابق نہ ہوتو بیوی کو طلاق ہے'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک شخص یہ کہہ دے کہ ''اگر میری شادی سنت کے مطابق نہ ہوتو بیوی کو طلاق ہے'' اگر بالفرض اس کی شادی میں فائرنگ ہو یا پالنگ پر چڑھنا ہو یا نشانہ مارے یا سہرابندی کرائے یا ڈول وغیرہ، تو اس کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: زبیر جان افریدی......۱۹۹۰ء/۱۲/۱۲

الجواب: اگر اس شخص نے نیت اضافت کی ہو اور نکاح قبل از بناء یعنی شادی کیا ہوتو اس کی منکوحہ پر ایک طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں۔

تنبیہ:......درو طنے کہ ایجاب وقبول سہ بار مکرر کردہ مے شوند، بہ مرت دوم وسوم نکاح عقد خواہد شد، فافہم۔وھو الموفق

جس بیوی نے سرکو دروازے سے باہر کیا ہے اس کو سہ طلاق'' گھر میں دو بیویاں تھیں کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی گھر آرہا تھا کہ اس کی دو بیویوں میں سے ایک نے دروازے سے سر باہر کیا تھا، وہ گھر آکر کہنے لگا کہ جس نے سر باہر کیا ہے اس کو تین طلاق ہے، گھر میں دونوں عورتیں سر باہر کرنے سے منکر ہوگئیں اب اس آدمی کیلئے ان بیویوں کے حق میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مفتی محمد سردار دارالعلوم ٹل......۱۹۸۶ء/۷/۲۹

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: كلما على التزوج نحو كلما تزوجت فانت كذا لدخولها على سبب الملك وهو غير متناه. قال ابن عابدين: (قوله لدخولها على سبب الملك)اى التزوج فكلما وجد هذا الشرط وجد ملك الثلاث فيتبعه جزاؤه بحر. (الدر المختار مع هامش ردالمحتار ۲ :۵۴۳ مطلب المنعقد بكلمة كلما ايمان منعقدة للمحال)

الجواب: اگر اس گھر میں صرف یہ دو عورتیں تھیں دیگر زنانہ نہ تھیں تو دونوں بیویاں اس پر حرام ہیں مطلقہ نہیں ہیں ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

ایک لڑکے کو بیٹی، بہن دینے پر طلاق کی قسم کی پھر وہ اس کے ساتھ بھاگ گئی" کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی لڑکی اور خالد کی بہن ہے برادری کے اکابر نے زید اور خالد پر تحریری طور پر یہ شرط لگائی کہ اگر اس لڑکی نے اکابر برادری کی مرضی کے خلاف عارف سے نکاح کیا تو زید اور خالد دونوں پر اپنی بیویاں طلاق ثلاثہ سے حرام ہوں گی اب وہ لڑکی عارف سے نکاح پر مصر ہے اور اس کے ساتھ چلی گئی ہے، کیا اس لڑکی کا عارف کے ساتھ چلے جانے سے زید اور خالد پر بیویاں مطلقہ ہوں گی؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اسرائیل کوہ مری راولپنڈی.....۱۹۷۵ء/۱۲/۲۵

الجواب: اگر اس باپ بیٹے نے یہ تحریری قسم (طلاق معلق) **هزلا یا اکراها** کی ہو تو ان پر بیویاں مطلقات نہ ہوں گی، **کما یشیر الیه ما نقله العلامة الشامی عن البحر: فلو اکره علی ان یکتب طلاق امراء ته فکتب لا تطلق لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة (ای حاجة التلطلیق) ولا حاجة ههنا کذا فی الخانیة. ردالمحتار ۲: ۵۷۹** ﴿۲﴾ اور اگر

﴿۱﴾ **وفی الهندیة: ولو طلق احدی نسائه الاربع ثلاثا ثم اشتبهت وانکرت کل واحدة ان تکون هی المطلقة لا یقرب واحدة منهن لانه حرمت علیه احداهن ویجوز ان تکون کل واحدة وقد قال اصحابنا رحمهم الله تعالیٰ کل ما لا یباح عند الضرورة لا یجوز التحری فیه والفروج من هذا الباب.**

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۶۴ قبیل الفصل الثانی فی اضافة الطلاق الی الزمان)

﴿۲﴾ **(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۷۴ مطلب فی الاکراه علی التوکیل بالطلاق والنکاح)**

طیب خاطر سے کی ہو تو مطلقات مغلظات ہوں گی (ای بشرط الحمل) ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

اگر ہمشیرہ کو فلاں کے نکاح میں دیا تو طلاق پھر وہ لڑکی ازخود اس کے ساتھ چلی گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کہا کہ میرے والد نے اگر میری ہمشیرہ کو فلاں کے عقد نکاح میں دیا تو میری بیوی مجھ پر طلاق ہو اب وہ ہمشیرہ ازخود اس فلاں کے ساتھ چلی گئی اور نکاح کیا گیا، اب طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد روشن کوہالہ مری......۵/ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ

الجواب: اگر الفاظ یہی ہیں کہ اگر میرے والد نے اس لڑکی کو فلاں الخ تو طلاق واقع نہیں ہے اور اگر یہ الفاظ ہیں کہ اگر فلاں کے نکاح میں آئی تو الخ تو اس صورت میں ایک طلاق رجعی ہے ﴿۲﴾ پس عدت کے اندر اندر زبانی واپسی ہے، تجدید نکاح یا تحلیل کی ضرورت نہیں ہے ﴿۳﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة المرغيناني: واذا اضافه الى شرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالاتفاق لان الملك قائم في الحال والظاهر بقاؤه الى وقت وجود الشرط.

(هداية على صدر فتح القدير ۳: ۴۴۳ باب الايمان في الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة عبد الغني الغنيمي: واذا اضاف الطلاق الى النكاح وقع الطلاق عقيب النكاح...... واذا اضافه اى الطلاق الى وجود شرط وقع عقيب وجود الشرط وذلك مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالاتفاق لان الملك قائم في الحال والظاهر بقاؤه الى وقت الشرط ويصير عند وجود الشرط كالمتكلم بالطلاق في ذلك الوقت.

(اللباب في شرح الكتاب ۲: ۱۷۴ كتاب الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامة المرغيناني: واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك اولم ترض. (هداية ۲: ۳۷۳ باب الرجعة)

’’اگر آٹھ دن کے اندر تم سے طلاق نامہ نہ لوں تو میری بیوی مجھ پر طلاق ہے‘‘ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کو چند آدمیوں کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ اپنی بیٹی کے ساتھ برائی کرے اور اپنے داماد کو یہ کہا کہ اگر آٹھ دن کے اندر تم سے طلاق نامہ نہ لوں تو میری بیوی مجھ پر طلاق ہے، اب سسر کے کہنے کے مطابق آٹھ دن گزر جائیں اور داماد سے طلاق نہ لے، تو اب اس کے کہنے کا کیا بنے گا؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد رحمان سواڑگلی......۱۹۷۵ء/۴/۱۲

الجواب: بشرط صدق وثبوت اس سسر پر بیوی ایک طلاق رجعی سے طلاق ہوئی ہے﴿۱﴾ جس میں زبانی مراجعت کافی ہے، تجدید نکاح کی ضرورت نہیں﴿۲﴾۔ وھو الموفق

داڑھی نہ رکھی نماز روزہ نہ رکھا تو میرا نکاح باطل وفسخ ہوگا‘‘ خلاف ورزی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی لڑکی کا جس کی عمر دو تین سال تھی بکر سے نکاح کر دیا نکاح سے قبل بکر سے اقرار لیا تحریری وزبانی بایں شرط کہ اگر مطابق شرع داڑھی نہ رکھی نماز نہ پڑھی روزہ نہ رکھا تو میرا نکاح باطل ہوگا فسخ ہوگا، بکر نے یہ شرائط قبول کیں، بعد ازاں بکر اپنے اقرار سے منحرف ہوا نہ صوم وصلاۃ کا پابند ہے اور نہ مطابق شرع داڑھی رکھی جبکہ منکوحہ نوافل وتہجد

﴿۱﴾ وفی الھندیة: اذا اضافه (الطلاق) الی الشرط وقع عقیب الشرط.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۴۲۰ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة المرغینانی: واذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها رضیت بذلک او لم ترض.

(ھدایة ۲: ۳۷۳ باب الرجعة)

بھی قضاءنہیں کرتی، اب از روئے شرع اس اقرار کے بعد بکر کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرؤف قریشی مسکین پور شریف مظفر گڑھ......۱۹۶۹ء/۱۱/۲۵

الجواب: چونکہ یہ لفظ کہ میرا نکاح باطل ہوگا یا فسخ ہوگا، کنایات سے ہے لہٰذا شرط کے تحقق کی وجہ سے اس شخص پر عورت مطلقہ ہوگی اور تجدید نکاح کافی ہوگی، لان الظاهر ارادة الطلاق، في الدر المختار: كنايته عند الفقهاء ما لم يوضع له واحتمله وغيره ﴿۱﴾ وفي الهندية: ولو قال فسخت النكاح ونوى الطلاق يقع (۱: ۴۰۰) ﴿۲﴾ وفي الدر المختار: وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا لكن ان وجد في الملك طلقت وعتق والا لا، انتهىٰ ﴿۳﴾ قلت: هذا تعليق الطلاق بفعل الزوج وليس هذا تفويض الطلاق الى الزوجة وايضا لا يجرى فيه خيار البلوغ لان العاقد هو الاب. وهو الموفق

''اگر میں نے فلاں سے باتیں کیں تو میری بیوی طلاق ہے'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کہا کہ اگر میں نے عمرو سے باتیں کیں تو میری بیوی طلاق ہے، اب زید نے عمرو سے گفتگو کی ہے زید سعودی عرب میں ہے اور اس کی بیوی افغانستان میں ہے شرعی لحاظ سے بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں، زید نے ارادہ سے رجوع بھی کیا ہے اس کی بیوی طلاق ہوئی یا نہیں اور کونسی طلاق واقع ہوئی؟ بینوا توجروا

المستفتی: عطاء محمد طائف سعود عرب......۱۹۸۵ء/۱۱/۳۰

﴿۱﴾ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۰۱ باب الكنايات)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۷۵ الفصل الخامس في الكنايات)

﴿۳﴾ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۴۴ مطلب زوال الملك لا يبطل اليمين)

الجواب: صورت مسئولہ میں حنث کی تقدیر پر یہ بیوی ایک طلاق رجعی سے مطلقہ ہوگی ﴿۱﴾ اوراس میں عدت کے اندراندر زبانی مراجعت کافی ہوگی، اگر عدت کے اندر مراجعت نہ کی تو تجدید نکاح ضروری ہوگا، (قرآن ﴿۲﴾ حدیث ﴿۳﴾ معتبرات فقہ) ﴿۴﴾۔وهو الموفق

”اس امام کے پیچھے نماز پڑھی تو میری بیوی طلاق ہے“ میں رجوع کافی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی محلہ کے امام کے ساتھ رنجیدگی پیدا ہوئی اور کہا کہ اگر میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو میری بیوی طلاق ہو، ایک دفعہ یہ کہا ہے اب اس کا کیا حل ہے کیونکہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا بھی ضروری ہے اور امام کو خفہ نہیں کرنا چاہئے؟ بینوا توجروا

المستفتی: سعید الرحمٰن رستم مردان......۲۲/۴/۱۴۰۱ھ

﴿۱﴾ وفي الهندية: واذا اضاف الطلاق الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا.

(فتاویٰ عالمگيرية ۱ : ۴۲۰ الفصل الثالث في تعليق الطلاق)

﴿۲﴾ قال الله تعالىٰ: الطلاق مرتٰن فامساک بمعروف او تسريح باحسان، فان طلقها فلا جناح عليهما ان يتراجعا ان ظنا ان يقيما حدودا لله. (سورة البقرة آيت: ۲۲۹، ۲۳۰ رکوع:۱۳ پاره:۲)

﴿۳﴾ عن ركانة بن عبد يزيد انه طلق امرأته سهيمة البتة فاخبر بذلک النبیﷺ وقال والله ما اردت الا واحدة فقال رسول اللهﷺ والله ما اردت الا واحدة فقال ركانة والله ما اردت الا واحدة فردها اليه رسول اللهﷺ فطلقها الثانية في زمان عمر والثالثة في زمان عثمان رواه ابوداؤد والترمذي وابن ماجة والدارمي الا انهم لم يذكروا والثانية والثالثة.

(مشكواة المصابيح ۲ : ۳۰۶ باب الخلع والطلاق)

﴿۴﴾ قال العلامة المرغيناني: واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلک اولم ترض لقوله تعالىٰ فامسكوهن بمعروف من غير فصل. (هداية ۲ : ۳۷۳ باب الرجعة)

الجواب: یہ شخص اس امام کے پیچھے نماز پڑھے اور نماز پڑھنے کے بعد عدت کے اندر یہ الفاظ کہدے کہ میں نے اپنی بیوی کو مراجعت کیا اور طلاق سے واپس ہوا ﴿۱﴾ قال اللہ تعالیٰ: الطلاق مرتٰن فامساک بمعروف او تسریح باحسان (الآیۃ)﴿۲﴾. وھو الموفق

میری اجازت کے بغیر اگر تو ماں باپ کے گھر چلی گئی تو تین طلاق ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو میری اجازت کے بغیر اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی تو تو مجھ پر تین طلاق کے ساتھ طلاق ہے، چنانچہ ایک ماہ بعد جب یہ شخص گھر میں موجود نہیں تھا تو اس کی بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی، اب اس مسئلہ کا کیا حکم ہے، جبکہ بیوی حاملہ بھی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد سعید عباسی......۱۹۷۴ء/۱۲/۱۶

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے، لوجود الشرط ﴿۳﴾، اب بغیر حلالہ کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ وھو الموفق

مقررہ مدت میں میں واپس نہیں ہوا تو میرے اور منکوحہ کے درمیان نکاح فسخ ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے بالغ لڑکی کے ساتھ

﴿۱﴾ قال العلامۃ السغدی: والفاظ الرجعی عند ابی حنیفۃ واصحابہ اربعۃ احداھا انت طالق وھذا منصوص...... والرجعۃ نوعان قولیۃ وفعلیۃ...... والرجعۃ القولیہ ان یقول راجعتک الخ. (النتف فی الفتاویٰ ۱:۲۰۵،۲۰۷ الطلاق الرجعی)

﴿۲﴾ (سورۃ البقرۃ آیت: ۲۲۹، رکوع:۱۳ پارہ:۲)

﴿۳﴾ قال العلامۃ عبد الغنی المیدانی: واذا اضافہ ای الطلاق الی وجود شرط وقع عقیب وجود الشرط وذلک مثل ان یقول لامرأتہ ان دخلت الدار فانت طالق وھذا بالاتفاق.

(اللباب فی شرح الکتاب ۲:۱۷۴ کتاب الطلاق)

نکاح کیا لڑکا صوبہ سندھ حیدرآباد میں رہتا ہے جبکہ لڑکی گاؤں میں والدین کے پاس ہے لڑکی کے والدین نے داماد کو خطوط لکھ کر کہا کہ آکر شادی کرلو، جب زید آگیا تو لڑکی کے ورثاء کے ساتھ یہ شرائط طے کرلیں کہ (۱) مہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ ادا کروں گا۔ (۲) ایک مکان تعمیر کروں گا۔ (۳) رہائش اپنے گاؤں میں اختیار کروں گا، ان شرائط کیلئے چھ مہینے کی مدت مقرر ہوئی اور اگر کہا کہ اگر اس مقررہ مدت میں میں واپس نہیں ہوا تو میرے اور میری منکوحہ کے درمیان نکاح فسخ ہوگا، وروہ مجھ سے آزاد ہوجائے گی، اوران کے پاس جو کچھ میرا سامان ہے وہ مجھے واپس کرے گا، ان شرائط کی تحریر بھی کی گئی نیز گواہوں کے دستخط اور انگوٹھے کے نشان لگائے گئے، اب ناکح (زید) عرصہ ڈیڑھ سال سے تکمیل شرائط کیلئے نہیں آیا اور نہ کسی خط وکتابت کا جواب دیتا ہے تو کیا مذکورہ تحریر اور شرائط موجود نہ ہونے کی وجہ سے نکاح فسخ ہوگا یا نہیں؟ جبکہ آخری دو شرائط نکاح کے بعد لگائی گئی ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: شرین c/o مولوی محمد عاشق سرخ ڈھیری صوابی......۱۹۷۲ء/۴/۳

الجواب: صورت مذکورہ میں اس شخص پر بیوی (منکوحہ) مطلقہ ہوئی ہے، لان المعلق عند وجود الشرط کالمنجز﴿۱﴾ وفی الهندیة ۱ : ۴۰۰ ولو قال فسخت النکاح ونوی الطلاق یقع﴿۲﴾. وهو الموفق

”اگر فلاں کام کیا تو میری بیوی سو پتھر کے ساتھ طلاق ہو“ طلاق مغلظہ ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں نے

﴿۱﴾ قال العلامة القهستانی: والفاظ الشرط ان واذا واذا ما...... ان وجد الشرط مرة فی الملک ینحل الی جزاء ای ینتهی التعلیق الی وقوع الطلاق فیجری مجری النظیر.

(جامع الرموز ۱ : ۵۳۲ فصل فی التعلیق)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱ : ۳۷۵ الفصل الخامس فی الکنایات)

فلاں کام کیا تو مجھ پر میری بیوی سو پتھر کے ساتھ طلاق ہو، پھر زید نے وہ کام کرلیا، تو کیا زید پر تین طلاق پڑجاتی ہیں یا ایک؟ بینوا توجروا

المستفتی: گلزار مقام سیرئے......۱۹۷۵ء/۹/۱۹

الجواب: اس شخص کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے اور باقی لغو ہیں، وھو قول الائمة الاربعة﴿۱﴾ خلافا للطائفة السلفية النجدية﴿۲﴾ ولنا روايات كثيرة مذكورة

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث قال في الفتح بعد سوق الاحاديث الدالة عليه وهذا يعارض ما تقدم واما امضاء عمر الثلاث عليهم مع عدم مخالفة الصحابة له وعلمه بانها كانت واحدة فلا يمكن الا وقد اطلعوا في الزمان المتأخر على وجود ناسخ...... واما ثانيا فالعبرة في نقل الاجماع نقل ما عن المجتهدين والمائة الف لا يبلغ عدة المجتهدين الفقهاء منهم اكثر من عشرين كالخلفاء والعبادلة وزيد بن ثابت ومعاذ بن جبل وانس وابى هريرة والباقون يرجعون اليهم ويستفتون منهم وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحاً بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الاالضلال. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۵ كتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال الشيخ البسام السلفي: وذهب جماعة من العلماء الى ان موقع الطلاق الثلاث بكلمة واحدة...... لا يقع عليهما الا طلقة واحدة...... منهم المجد عبد السلام بن تيمية وكان يفتي بها سرا وحفيده شيخ الاسلام ابن تيمية يجهر بها ويفتي بها في مجالسه...... ومنهم ابن القيم الذي نصر هذا القول نصرا مؤزراً في كتابيه الهدىٰ واغاثة اللهفان فقد اطال البحث فيها...... قال مجلس هيئة كبار العلماء: بحث مسئلة الطلاق الثلاثة بلفظ واحد وبعد الدراسة وتداول الرأى واستعراض الاقوال التى قبلت فيها ومناقشة ماعلى كل قول، توصل المجلس بالاكثرية الى اختيار القول بوقوع الطلاق الثلاث بلفظ واحد ثلاثا وخالف من اعضاء المجلس خمسة الخ. (التعليق على بلوغ المرام ۳۶۲، ۳۶۳ كتاب الطلاق)

فی مصنف عبد الرزاق﴿۱﴾. وھوالموفق

''اگر میری بیوی بدچلن رہ چکی ہوتو طلاق ہو'' یا اگر طلاق نہ دی تو'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہہ دے کہ اگر میری بیوی شادی سے قبل بدچلن رہ چکی ہوتو وہ طلاق ہے، (اس کی شہادت یا ثبوت نہ ہو اور نہ کوئی اور دلیل ہو صرف شک کی بنا پر کہہ دے) تو کیا اس سے کچھ واقع ہوتا ہے؟ جبکہ شریعت میں شک کی بنا پر اس کہی ہوئی بات کو مبہم اور غیر واضح کہا جا سکتا ہے جبکہ ساتھ اس کی بیوی پاک دامن بھی ہو؟ نیز اگر ایک شخص یہ کہہ دے کہ اگر میں نے اس کو طلاق نہ دی تو --اور اسی طرح ادھوری بات کہہ دی، اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: امان اللہ شمسی روڈ مردان......۵/صفر ۱۴۰۳ھ

﴿۱﴾ ......☆ عن هارون بن عنزة عن ابيه قال كنت جالسا عند ابن عباس فاتاه رجل فقال يا ابن عباس انه طلق امرأته مائة مرة وانما قلتها مرة واحدة فتبين منى بثلاث ام هي واحدة؟ فقال بانت بثلاث وعليک وزر سبعة وتسعين. (مصنف ابن ابی شيبة ۵:۱۳)

☆ حدثنا سعيد المقبری قال جاء رجل الى عبد الله بن عمر وانا عنده فقال يا ابا عبد الرحمن انه طلق امرأته مائة مرة قال بانت منک بثلاث وسبعة وتسعون يحاسبک الله بها يوم القيامة. (مصنف عبد الرزاق ۵:۱۴)

☆ عن الحكم ان عليا وابن مسعود وزيد بن ثابت رضي الله عنهم اجمعين قالوا اذا طلق البكر ثلاثا فجمعها لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره. (مصنف عبد الرزاق ۶:۳۳۶)

☆ عن عبادة بن الصامت قال طلق جدی امرأته الف تطليقة فانطلق ابی الی رسول اللهﷺ فذكر ذلک له فقال النبیﷺ اما اتقى الله جدک، اما ثلاث فله واما تسع مأة وسبعة وتسعون فعدوان وظلم، ان شاء الله تعالیٰ عذبه وان شاء غفر له.

(مصنف عبد الرزاق ۶:۳۹۳)

الجواب: بیوی پر تہمت لگانے اور ارادہ طلاق ظاہر کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی اس میں انشاء طلاق کا لفظ نہیں ہے نہ صریح اور نہ کنایہ۔ وھو الموفق

''اگر میں پشاور کو سبق کیلئے نہیں گیا تو بیوی کو تین طلاق'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک طالب علم نے اپنے والد کو لکھا کہ اگر میں مثلاً پشاور کو سبق کیلئے نہیں گیا تو مجھ پر اپنی بیوی تین طلاق سے مطلقہ ہوگی، اب اس طالب علم کیلئے فوراً پشاور جانا ضروری ہے یا جب بھی چلا جائے تو طلاق ختم ہوگی، نیز صرف جانے پر سبق کیلئے یہ حکم تعلیق ختم ہوگا یا وہاں کچھ مدت تک مقیم ہونا ضروری ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مفتی محمد سردار دارالعلوم عربیہ ٹل کوہاٹ......۱۹۸۳ء/۱۱/۱۰

الجواب: اگر اس حالف نے فوراً جانے کی نیت نہ کی ہو تو قبل از موت جب بھی سبق کیلئے جائے تو حنث سے بچ جائے گا، خواہ پشاور میں اقامت کرے یا نہ کرے، ونظیرہ الحلف علی الفعل کما فی ردالمحتار ۳: ۱۸۶ فلیراجع ﴿۱﴾. وھوالموفق

اگر زید کے گھر گیا تو ہزار روپیہ صدقہ کروں گا اگر صدقہ نہیں کیا تو بیوی طلاق ہوگی'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے قسم کھالی کہ اگر میں زید کے گھر گیا تو ایک ہزار روپیہ خدا کے نام پر صدقہ دوں گا، اگر صدقہ نہیں کیا تو پھر میری بیوی مجھ پر طلاق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ان رأيته لا ضربنه فعلى التراخي ما لو ينوا الفور...... وبعد صفحتين...... ولو حلف ليفعلنه بربمرة. قال ابن عابدين: واذا لم يفعل لا يحكم بوقوع الحنث حتى يقع اليأس عن الفعل وذلك بموت الحالف قبل الفعل فيجب عليه ان يوصى بالكفارة...... وهذا اذا كانت اليمين مطلقة.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۳: ۱۴۵، ۱۴۸ مطلب حلف ليفعلنه بربمرة)

ہوگی،اب اگر یہ آدمی زید کے گھر میں داخل ہو جائے تو کیا یہ ایک ہزار روپیہ دے گا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلائے گا،اگر ایک ہزار روپیہ نہ دے اور دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے تو کیا پھر بھی طلاق واقع ہوتی ہے؟بینوا توجروا

المستفتی: مثل خان سانگڑھ......۲۶/ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: چونکہ اس شخص نے حنث کی صورت میں ایک ہزار روپیہ نہ دینے پر طلاق معلق کی ہے لہٰذا اس پر حنث کی صورت میں ایک ہزار روپیہ نہ دینے سے بیوی مطلقہ ہوگی ﴿۱﴾۔وھو الموفق

والد نے کہا"اگر تجھے شوہر کے حوالہ کیا تو مجھ پر اپنی عورت ایک دو تین اور بہن ماں ہوگی"

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی شوہر کے گھر سے والدین کے گھر آ گئی اس شوہر سے بال بچے بھی ہیں لیکن جھگڑے اور فساد کی وجہ سے کچھ ناچاقی آ گئی تھی، والد نے لڑکی کو کہا کہ اگر میں نے اب دوبارہ تجھے شوہر کے حوالہ کیا تو مجھ پر اپنی بیوی ایک دو تین پتھر اور ماں بہن ہوگی،اب رشتہ داروں نے اس لڑکی کو مصالحت کے بعد شوہر کے حوالہ کیا جبکہ والد اس پر راضی بھی نہیں ہے،اب الفاظ مذکورہ کا کیا حکم ہے؟بینوا توجروا

المستفتی: مولوی گلفر از مدرسہ عالیہ زرگری کوہاٹ......۲۴/محرم ۱۴۰۱ھ

الجواب: ان الفاظ مسطورہ سے وقوع طلاق میں تأمل ہے ﴿۱﴾ البتہ احتیاط یہ ہے کہ یہ

﴿۱﴾ قال العلامة عبد الله الموصلي: فاذا علق الطلاق بشرط وقع عقيبه وانحلت اليمين وانتهت لان الفعل اذا وجد ثم الشرط فلا تبقى اليمين.

(الاختيار لتعليل المختار ۲: ۱۸۱ فصل كنايات الطلاق)

﴿۱﴾ چونکہ ایک دو تین نہ صریح ہے اور نہ کنایہ ہے بلکہ محض عدد اور شمارہ ہے اور جب اس کے ساتھ الفاظ طلاق ذکر نہ ہوں تو صرف نیت اور ارادہ ناکافی ہوتا ہے،قال العلامة الشامي: ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ينوي الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه كما افتى به الخير الرملي وغيره وكذا ما يفعله بعض سكان البوادي من امرها......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عورت والد کی اجازت کے بغیر اور والدہ وغیرہا کی اجازت سے خاوند کے گھر جائے تو حنث سے بچ جائے گا ﴿۱﴾۔وھو الموفق

”اگر میں فیصلہ سے انحراف کروں تو مجھ پر تمام حلال حرام ہوں گے“ سے طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کسی تنازعہ کی بابت جرگہ میں یہ تحریر لکھ کر دی کہ جرگہ نے جو فیصلہ کیا وہ مجھے منظور ہوگا اگر میں اس فیصلہ سے انحراف کروں تو مجھ پر تمام حلال حرام ہوں گے، اب اگر زید جرگہ کے فیصلہ سے منحرف ہوکر بھاگ جائے تو کیا زید پر طلاق بھی عائد ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: قاضی محمد اکبر پھگواڑی راولپنڈی......۱۹۷۰ء/۵/۳

الجواب: یہ لفظ ہمارے بلاد اور ہماری زبان میں طلاق میں متعارف نہیں ہے، اسی وجہ سے غیر شادی شدہ بھی اس لفظ کو مستعمل کرتا ہے پس اس شخص یعنی زید سے پوچھا جائے کہ اس لفظ سے تیری کیا مراد ہے، صرف طلاق مراد تھی یا صرف ماکول و مشروب، یا ماکول و مشروب اور جماع وغیرہ سب مراد تھے

(بقیہ حاشیہ) بحلق شعرها لا یقع به طلاق وان نواه. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۳ کتاب الطلاق) البتہ بعض علماء اس میں اختلاف رکھتے ہیں کہ ان الفاظ سے یعنی صرف ایک دو تین سے بیوی مبانہ ہوجاتی ہے جس میں تجدید نکاح کافی ہوجاتی ہے، اور دوسرا لفظ ”بہن ماں“ ہوگی سے طلاق کا حکم دینا ہے بے قاعدہ امر ہے کیونکہ اس میں حرف التشبیہ نہیں ہے، کما قال الحصکفی: والا ینوشیئا او حذف الکاف لغا وتعین الادنی: قال ابن عابدین: والذی فی الفتح وفی انت امی لا یکون مظاهرا وینبغی ان یکون مکروها. (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۶۲۶ باب الظهار)......ازمرتب

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: ان لم تجیئ بفلان او ان لم تردی ثوبی الساعة فانت طالق فجاء فلان من جانب آخر بنفسه واخذ الثوب قبل دفعها لا یحنث.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۶۲ قبیل باب طلاق المریض)

پس جو مراد ہوگا وہ منظور ہوگا یعنی صورت اول میں طلاق واقع ہوگی، صورت ثانیہ میں قسم ہوگی اور صورت ثالثہ میں قسم اور طلاق دونوں متحقق ہوں گی، یدل علیه ما فی الفتح: ۴:۲۶ والحاصل ان المعتبر فی انصراف هذه الالفاظ عربیة او فارسیة الی معنی بلا نیة التعارف فیه فان لم یتعارف سئل عن نیته فقط﴿۱﴾. وهو الموفق

''اگر دختر کو نہ بھیجوں تو میری بیوی طلاق بائن ہوگی'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنی دختر شادی شدہ جان بوجھ کر اپنے گھر غیر آباد رکھی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ فلاں تاریخ اور فلاں وقت اپنی دختر کو سسرال بھیج دوں گا، اگر نہ بھیجوں تو میری بیوی طلاق بائن ہوگی، اب اس تاریخ اور وقت پر دو دن اور گزر گئے لیکن اس نے اپنی دختر نہیں بھیجی، اب طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: سیدا خان کوہالہ مری......۱۹۶۹ء/۳/۲۰

الجواب: اگر تین طلاق مراد نہ ہوں تو تجدید نکاح کافی ہے﴿۲﴾ کیونکہ تحقق شرط کی وجہ سے طلاق واقع ہوئی ہے﴿۳﴾ تحلیل کی ضرورت نہیں ہے﴿۴﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتح القدیر ۴: ۳۷۴ فصل فی الکفارة قبیل باب الیمین فی الدخول والسکنیٰ)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: ویقع بقوله انت طالق بائن او البتة...... واحدة بائنة فی الکل لانه وصف الطلاق بما یحتمله ان لم ینو ثلاثا.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۸۷ فرع باب الصریح)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن نجیم: (قوله فیقع بعده) ای یقع الطلاق بعد وجود الشرط فی المسئلتین سواء کان التعلیق فی الملک او مضافا الیه. (البحر الرائق ۴:۸ باب التعلیق)

﴿۴﴾ قال العلامة الموصلی: وله ان یتزوج مطلقته المبانة بدون الثلاث فی العدة وبعدها لان حل المحلیة باق اذ زواله بالثالثة ولم توجد وانما لا یجوز لغیره فی العدة تحرزا عن اشتباه الانساب. (الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۹۳ باب الرجعة)

''میں نے اپنے سسرال پر سلام کیا تو میری بیوی طلاق ہوگی'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے دو دفعہ یوں قسم کھائی کہ اگر میں نے سسرال پر سلام کیا تو میری بیوی طلاق ہوگی، اس سے کونسی طلاق واقع ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: سید اغیار شاہ......۱۹۷۵ء/۱۰/۱۰

الجواب: صرف سلام کرنے کی صورت میں دو طلاق رجعی واقع ہوں گی، کما فی الھندیۃ ۲:۳۶۵ اذا اضافہ (الطلاق) الی الشرط وقع عقیب الشرط ﴿۱﴾ وقالوا الصریح ما لم یستعمل الا فیہ ولو بالفارسیۃ کطلقتک الخ کما فی شرح التنویر علی ھامش ردالمحتار ۲:۵۹۰﴿۲﴾. وھو الموفق

''اگر تم سب کو قتل نہیں کیا تو مجھ پر بیوی طلاق ہو'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے دوسرے آدمی کو غصے کی حالت میں کہا کہ اگر میں نے تم سب کو قتل نہیں کیا تو مجھ پر میری بیوی طلاق ہو، اسی مجلس میں یہی الفاظ دوبارہ کہے، اب اگر یہ آدمی قتل نہ کرے تو عورت طلاق ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: مکرم خان صالح خانہ نوشہرہ......۱۹۷۲ء/۷/۱

الجواب: اس شخص پر فی الحال بیوی طلاق نہیں ہے جس وقت یہ شخص قریب الموت ہو جائے اور مر جائے تو اس وقت اس پر بیوی ایک طلاق سے مطلقہ ہو جائے گی یا جب ان اشخاص (جن کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے) میں سے ایک شخص مر جائے تو اس شخص (زید) پر بیوی ایک طلاق سے مطلقہ ہو جائے گی، جس

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریۃ ۱:۴۲۰ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان واذا)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۲:۴۶۵ باب الصریح)

میں زبانی رجوع کافی ہے تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے،فی الدرالمختار: ولو حلف لیفعلنہ بربمرۃ، وفی ردالمحتار ۳: ۱۸۹ واذا لم یفعل لا یحکم بوقوع الحنث حتی یقع الیأس عن الفعل وذلک بموت الحالف قبل الفعل...... او بفوت محل الفعل﴿۱﴾. وھو الموفق

''میری بستی میں آ کر تمہیں قتل نہ کروں تو میری بیوی طلاق ہے'' تین دفعہ کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید عمر کا بہنوئی ہے دونوں میں اس بات پر جھگڑا ہوا کہ زید اپنی چھوٹی لڑکی کو پیدل اپنی بستی لے جانا چاہتا ہے لیکن عمر جو کہ زید کی بیوی کا بھائی ہے انکار کرتا ہے کہ میں اس کو پیدل نہیں جانے دیتا بلکہ موٹر سائیکل پر پہنچادوں گا،لیکن زید فوری طور پر لڑکی کو لے جانا چاہتا تھا، زید یکدم جوش میں آ کر قسم اٹھانے لگا کہ اگر تم میری بستی میں آ گئے اور میں تمہیں قتل نہ کروں تو میری بیوی طلاق ہے تین مرتبہ یہ الفاظ دہرالئے ، زید چلا گیا مگر سالہ اور سسر پریشان ہوگئے ،شام کو عمر کسی اور شخص کے ہمراہ زید کی بستی چلے گئے دونوں نے اکٹھا کھانا کھایا اور رات بھی وہاں گزاری، زید نے کہا کہ میں نے غصہ میں یہ الفاظ کہے تھے اب ان الفاظ کا کیا حکم ہے؟بینوا توجروا

المستفتی: مولانا غلام رسول مدرسہ عربیہ نظامیہ تربت مکران......۱۹۸۴ء/۸/۱۱

الجواب: اگر زید کی تین دفعہ تکرار سے تین طلاق مراد نہ تھے بلکہ اصرار اور تاکید مراد تھی یا خالی الذہن تھا،تو اس پر بیوی مطلقہ مغلظہ نہ ہوگی، کما فی ردالمحتار ۲: ۶۳۲ قبیل الکنایات﴿۲﴾ اور اگر تین طلاق مراد تھے تو بیوی مغلظہ ہوگئی ہے،اما حالا عند ارادۃ الفور وھو المتبادر واما عند

﴿۱﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۳: ۱۴۸ مطلب حلف لیفعلنہ برّبمرۃ کتاب الایمان)

﴿۲﴾قال العلامۃ الحصکفی: کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین، قال ابن عابدین: ای ووقع الکل قضاء وکذا اذا طلق اشباہ ای بان لم ینو استینافا ولا تاکیداً لان الاصل عدم التاکید. (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۹۹ فروع قبیل باب الکنایات)

الموت ﴿۱﴾. وهو الموفق

''اگر حقوق زوجیت اور نان ونفقہ میں کوتاہی کروں تو تین طلاق'' کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری ہمشیرہ کی شادی ماموں زاد سے ہوئی ہے، شادی کے وقت اس نے لکھ کر دیا تھا کہ ''اگر میں اپنی اس بیوی کی حقوق زوجیت اور نان ونفقہ میں کوتاہی کروں تو یہ مجھ پر حرام ہوگی اور تین طلاق پر طلاق ہوگی'' شادی کے بعد لڑکا گھر سے غائب رہتا تھا جس کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہوگیا اور بیوی کو گھر سے نکال دیا کچھ مدت بعد برادری والوں نے مصالحت کرادی اور ہمشیرہ ان کے گھر چلی گئی، کچھ مدت بعد پھر جھگڑا ہوگیا اور پھر بیوی کو گھر سے نکال دیا لیکن برادری والے پھر اتفاق کرکے بیوی کو ان کے گھر لے گئے، تیسری دفعہ اس نے پھر بیوی سے جھگڑا کرکے گھر سے نکال دیا، آٹھ مہینے ہوگئے نہ کوئی خرچہ دیتا ہے اب برادری والے پھر صلح کی بات کرتے ہیں اب طلاق اور حرام ہونے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: کبیر خان اسلام آباد......۲۷/شعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: اگر اس بیوی کو اس شوہر نے گھر سے نکالا ہو اور حقوق مسکنت سے محروم کیا ہو ﴿۲﴾

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ولو حلف ليفعلنه بربمرة لان النكرة في الاثبات تخص والواحد هو المتيقن ولو قيدها بوقت فمضى قبل الفعل حنث ان بقي الامكان والا بان وقع اليأس بموته او بفوت المحل بطلت يمينه كما مر في مسئلة الكوز.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۳: ۱۴۸ مطلب حلف ليفعلنه بربمرة)

﴿۲﴾ وفي الهندية: تجب السكنى لها عليه في بيت خال عن اهله واهلها الا ان تختار ذلك كذا في العيني.

(فتاوىٰ عالمگيرية ۱: ۵۵۶ الفصل الثاني في السكنىٰ)

تو یہ بیوی اس خاوند پر مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے﴿۱﴾ اور اگر مار پیٹ کے بعد یہ عورت بلا مرضی اور بلا اخراج خاوند کے گھر سے آئی ہو تو مطلقہ نہیں ہوئی ہے اس خاوند کے پاس رہ سکتی ہے، لعدم وجود الشرط﴿۲﴾. وھوالموفق

"اگر فلاں فلاں کے ساتھ راضی نامہ کروں تو مجھ پر ایک طلاق دو طلاق تین طلاق الخ"

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے برادری سے کسی نجی رنجش کی بنا پر دوسرے ساتھیوں سے وعدہ کیا کہ اگر میں آپ لوگوں سے الگ ہو کر فلاں فلاں حضرات کے ساتھ کھانا پینا کروں اور لگا تار تین مرتبہ ایک ایک کنکری اٹھا کر زمین پر پھینکی کہ مجھ پر میری بیوی ایک طلاق پھر دوسری مرتبہ دوسری کنکری پھینک کر کہا کہ دو طلاق پھر تیسری مرتبہ کر کے کہا تین طلاق، میری بیوی مجھ پر طلاق ہو کہ میں آپ کو چھوڑ کر ان لوگوں سے راضی نامہ کروں تقریباً دو سال بعد پھر اسی طرح اپنے بھائی کی شادی کے موقع پر ان لوگوں کے سامنے یکے بعد دیگرے تین دفعہ کہا کہ میری بیوی مجھ پر ایک طلاق دو طلاق تین طلاق ہے کہ میں آپ سے الگ ہو کر فلاں فلاں کے ساتھ راضی نامہ کروں، پھر ایک سال بعد اس نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار کے کہنے پر ان ساتھیوں کی رضامندی کے بغیر راضی نامہ ان ہی افراد سے کیا جن کے متعلق اس نے طلاق کی تھی لہٰذا کیا اس کی بیوی اس کیلئے جائز ہے؟ یا دوبارہ تجدید نکاح کرے؟ نیز جو لوگ اس کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں ان کیلئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: الطاف حسین ملکوٹ ایبٹ آباد......۱۹۷۵ء/۴/۱/۱

﴿۱﴾ قال الحداد الیمنی: واذا اضاف الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول ان دخلت الدار فانت طالق هذا بالاتفاق لان الملک قائم فی الحال والظاهر بقاؤه الی وقت الشرط ولانه اذا علقه بالشرط صار عند وجود الشرط کالمتکلم بالطلاق فی ذلک الوقت. (الجوهرة النیرة ۲: ۱۱۰ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ المعلق بالشرط یجب ثبوته عند ثبوت الشرط. (شرح المجلة ۱: ۲۳۲ مادة: ۸۲)

الجواب: بہ ظاہر اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے ﴿۱﴾ بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے ﴿۲﴾ تحلیل سے قبل اس کیلئے جماع حرام ہے ﴿۳﴾ اور اس کے ساتھ دیدہ دانستہ غیر ضروری تعلقات رکھنے والا بھی گنہگار ہے ﴿۴﴾۔ وهو الموفق

طلاق معلق کی ایک صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کا اپنے سسر کے ساتھ اختلاف پیدا ہوا کچھ عرصہ بعد سسرال کے گھر پر شادی کا پروگرام تھا، سسرال نے اسے راضی کرنے کیلئے

﴿۱﴾ قال العلامة الموصلي: فاذا علق الطلاق بشرط وقع عقيبه وانحلت اليمين وانتهت لان الفعل اذا وجدتم الشرط فلا تبقى اليمين.

(الاختيار لتعليل المختار ۲: ۱۸۱ فصل كنايات الطلاق)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية.

(فتاویٰ عالمگيرية ۱: ۴۷۳ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

﴿۳﴾ وفي الهندية: اذا طلقها ثلاثا او واحدة بائنة وليس له الا بيت واحد فينبغي له ان يجعل بينه وبينها حجابا حتى لا تقع الخلوة بينه وبين الاجنبية.

(فتاویٰ عالمگيرية ۱: ۵۳۵ الباب الرابع عشر في الحداد)

﴿۴﴾ قال العلامة الطرابلسي: والتعزير تأديب استصلاح وزجره عن ذنوب لم تشرع فيها حدود ولا كفارات...... والتعزير لا يختص بفعل معين ولا قول معين فقد عزر رسول اللهﷺ بالهجر وذلك في حق الثلاثة الذين ذكرهم الله تعالىٰ في القرآن العظيم فهجروا خمسين يوما لا يكلمهم احدبهم وقصتهم مشهورة في الصحاح وعزر رسول اللهﷺ بالنفي فامر باخراج المخنثين من المدينة ونفاهم وكذلك الصحابة من بعده.

(معين الحكام ۱۹۵ فصل من الزواجر الشرعية والتعزير)

جرگہ بھیجا کہ شادی میں شرکت کرے، اس نے جرگہ واپس کر کے کہا کہ میں نے قسم بالطلاق کی ہے کہ میں سسرال والوں کے گھر نہیں جاؤں گا، جرگہ والوں نے کہا کہ یہ قسم غلط ہے قسم اللہ تعالیٰ کے نام پر ہوتی ہے، طلاق پر نہیں ہوتی، یہ رواجی قسم ہے، اس نے پھر کہا کہ اگر میں نے سسرال والوں کے ساتھ غمی شادی میں شرکت کی تو مجھ پر بیوی طلاق ہو، اس نے یہ الفاظ کہے اور صبح کو شادی ہوئی، اس وقت یہ آدمی سسرال کے گھر بیمار پرسی کیلئے گیا آٹھ نو دن بعد اس نے اپنی بیوی رخصت کی کہ مجھ پر طلاق ہے، پھر اس نے گفتگو کے بعد اپنی والدہ سے کہا کہ اگر آپ کا شک ہو تو میں پھر کہتا ہوں کہ فلانہ مجھ پر تین پتھر طلاق ہے اور دوبارہ بھی اسی طرح کہا، اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد ضمیر استاد گمبت مردان......۱۹۷۲ء/ ۷/ ۳۱

الجواب: بشرط صدق مستفتی اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے ﴿۱﴾ تحلیل کی کیفیت مقامی علماء سے معلوم کی جائے۔ وھو الموفق

دکانداری نہ کرنے پر طلاق معلق کر دینا جبکہ مراد شرکت دکانداری ہو، کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے کہا کہ میں یہ دکان نہیں کروں گا اگر میں نے دکان کیا تو مجھ پر اپنی بیوی تین طلاق سے مطلقہ ہو، یہ قسم اس نے بوجہ شرکت کے کھائی ہے، کہ اگر شرکت ہو تو میں دکانداری نہیں کروں گا، اب اگر علیحدگی کے ساتھ دکانداری کا کام کرے تو کیا طلاق واقع ہوگی؟ جبکہ وہ کہتا ہے کہ میری نیت طلاق کی نہیں تھی؟ بینوا توجروا

المستفتی: زاہد علی باچا حقانی......۱۹۸۵ء/۱۲/۱۲

﴿۱﴾ قال العلامة عبد الغني الغنيمي: واذا كان الطلاق ثلاثا في الحرة او اثنتين في الامة ولو قبل الدخول لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها اى يطأها لم يطلقها او يموت عنها وتنقضي عدتها منه. (اللباب في شرح الكتاب ۲: ۱۸۳ كتاب الرجعة)

الجواب: اگر اس نے شرکت کرنے سے قسم کھائی ہے تو بلا شرکت دکان کرنے سے اس پر بیوی مطلقہ نہ ہوگی، اور اگر مطلق دکانداری سے قسم کی ہے ﴿۱﴾ تو بغیر حیلہ کے دکانداری کرنا موجب تغلیظ یعنی موجب طلاق مغلظہ ہے ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

مشت زنی کرنے کی وجہ سے طلاق معلق ڈالے اور پھر تفخیذ کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کو مشت زنی کی عادت ہے، اس سے نجات پانے کیلئے اس نے یہ کہا کہ اگر آئندہ میں نے مشت زنی کی تو ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اسے طلاق ہے، اس کے بعد اس نے شہوت سے مغلوب ہو کر تفخیذ شروع کیا اور تکیہ وغیرہ سے، اب وہ طلاق کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ مشت زنی میں داخل نہیں ہے، کیونکہ اس نے صرف ہاتھ سے مشت زنی کی صورت میں طلاق کہا ہے، کیا تفخیذ وغیرہ سے تین طلاق واقع ہوں گی یا بائن؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالخالق شادمان لاہور......۲۹/۶/۱۴۰۱ھ

الجواب: یہ تفخیذ وغیرہ مشت زنی نہیں ہے اگر چہ مقصد میں مشت زنی جیسی ہے اور حرام ہے ﴿۳﴾ پس اس شخص حالف پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے البتہ مشت زنی کرنے کی صورت میں اس پر بیوی

﴿۱﴾ وفی الهندية: واذا اضافه (ای الطلاق) الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا.

(فتاویٰ عالمگيرية ۱ : ۴۲۰ الفصل الثالث فی تعليق الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفی: وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا لكن ان وجد فی الملك طلقت وعتق والا لا فحيلة من علق الثلاث بدخول الدار ان يطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخلها فتنحل اليمين فينكحها.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲ : ۵۴۵ مطلب زوال الملك لا يبطل اليمين)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدين: ان علة الاثم هل هی كون ذلك استمتاعا بالجزء كما يفيده الحديث وتقييدهم كونه بالكف ويلحق به ما لو ادخل ذكره.....(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ایک طلاق سے مطلقہ ہوگی ﴿۱﴾۔وهو الموفق

مالی جرمانہ ادانہ کرنے کی صورت میں طلاق معلق کا تفصیلی مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے چند امور لکھے کہ اگر اس کو پورا نہ کروں گا تو مجھ پر ایک ہزار روپیہ مالی جرمانہ لازم ہوگا، اور اگر مالی جرمانہ ادانہیں کیا تو مجھ پر میری عورت طلاق ہوگی، اب اگر اس آدمی نے شروط ایفاء نہیں کئے اور نقض عہد کیا تو کیا مالی جرمانہ ادانہ کرنے سے تین طلاق ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلام عباس نقوی پشاور......۱۶/ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

الجواب: مالی جرمانہ لینا یا دینا امور محرمہ میں سے ہے ﴿۲﴾ لیکن باوجود حرمت کے اس کے

(بقیہ حاشیہ) بین فخذیه مثلا حتی امنی ام هی سفح الماء وتهییج الشهوة فی غیر محلها بغیر عذر كما يفيده قوله واما اذا فعله لاستجلاب الشهوة الخ لم ارمن صرح بشیئ من ذلک والظاهر الاخیر لان فعله بید زوجته ونحوها فیه سفح الماء لکن بالاستمتاع بجزء مباح كما لو انزل بتفخيذ او تبطين بخلاف ما اذا كان بكفه ونحوه وعلى هذا فلو ادخل ذكره في حائط او نحوه حتی امنى او استمنى بكفه بحائل يمنع الحرارة يأثم ايضا ويدل ايضا على ما قلنا ما في الزيلعي حيث استدل على عدم حله بالكف بقوله تعالىٰ والذين هم لفروجهم حافظون، الآية الخ. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۱۰۹ مطلب فی حکم الاستمناء بالکف)

﴿۱﴾ قال العلامة المرغيناني: واذا اضافه (ای الطلاق) الی شرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالاتفاق لان الملک قائم فی الحال والظاهر بقاؤه الى وقت وجود الشرط فيصح يمينا او ايقاعا. (هداية ۲: ۳۶۴ باب الایمان فی الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله لاباخذ مال فی المذهب) قال فی الفتح وعن ابیّ یوسف يجوز التعزير للسلطان باخذ المال وعندهما وباقي الائمة لا يجوز ومثله في المعراج وظاهره ان ذلک رواية ضعيفة عن ابی یوسف قال فی الشرنبلالية......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ساتھ طلاق معلق کرنا درست اور نافذ ہے، بخلاف النذر ﴿۱﴾ اور چونکہ یہ ادائیگی مطلق ہے موقت نہیں ہے لہٰذا یہ عہد کنندہ آخری لمحات زندگی میں حانث ہوگا، کما فی ردالمحتار ۱۸۶:۳ واذا لم یفعل لا یحکم بوقوع الحنث حتی یقع الیأس عن الفعل ﴿۲﴾. وھوالموفق

اگر افیون کھائی تو بیوی طلاق ہوگی، پھر افیون سے مرکب دوا کھائی تو......؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں نے افیون کھائی تو مجھ پر بیوی طلاق ہوگی، اچانک یہ شخص بیمار ہوا طبیب نے اسے جو دوائی دی اس میں افیون

(بقیہ حاشیۃ) ولا یفتی بھٰذا لما فیہ من تسلیط الظلمۃ علی اخذ مال الناس فیأکلونہ...... وافاد فی البزازیۃ ان معنی التعزیر باخذ المال علی القول بہ امساک شیئ من مالہ عنہ مدۃ لینزجر ثم یعیدہ الحاکم الیہ لا ان یأخذہ الحاکم لنفسہ او لبیت المال کما یتوھمہ الظلمۃ اذلا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی...... وفی شرح الآثار التعزیر بالمال کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ والحاصل ان المذھب عدم التعزیر باخذ المال.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۱۹۵:۳، ۱۹۶ مطلب فی التعزیر باخذ المال)

﴿۱﴾ قال العلامۃ ابن عابدین: (قولہ ان لا یکون معصیۃ لذاتہ) قال فی الفتح واما کون المنذور معصیۃ یمنع انعقاد النذر فیجب ان یکون معناہ اذا کان حراما لعینہ او لیس فیہ جھۃ قربۃ فان المذھب ان نذر صوم یوم العید ینعقد ویجب الوفاء بصوم یوم غیرہ ولو صامہ خرج عن العھدۃ ثم قال بعد ذلک قال الطحاوی اذا اضاف النذر الی المعاصی کللہ علی ان اقتل فلانا کان یمینا ولزمتہ الکفارۃ بالحنث.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۷۴:۳ مطلب فی احکام النذر)

﴿۲﴾(ردالمحتار ۱۴۸:۳ مطلب حلف لیفعلنہ بربمرۃ کتاب الایمان)

بھی ڈالی تھی یعنی افیون سے مرکب دوائی تھی تو اس صورت میں اس پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: صاحبزادہ اکبر دارالعلوم مردان......۵/ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

الجواب: اس مرکب دوائی کی خوراک میں حنث نہیں ہے، الا ان یرید الحالف، ماخوذ از ہندیة ۲: ۸۵ وعبارتها، سئل شیخ الاسلام الزاهد رحمة الله علیه عمن حلف لا یأکل لحما وحلف الآخر لا یأکل بصلاً وآخر لا یأکل فلفلاً فاتخذ محشوا جعل فیه هذه الاشیاء کلها فاکلها الحالفون کلهم لم یحنث احد الا صاحب الفلفل لان الفلفل لا یؤکل الا هکذا فانصرفت یمینه الیه﴿۱﴾. وهو الموفق

"اگر میں بیٹے کے گھر جاؤں تو بیوی طلاق ہے" سے مراد سکونت کا گھر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں اپنے بیٹے کے گھر جاؤں تو میری بیوی کو طلاق ہے یا اگر میرے بیٹے کی بیوی میرے گھر آ گئی تو بھی میری بیوی کو طلاق ہے، پس اگر زید اپنے گھر کو ہبہ کر کے ان کے نام منتقل کردے، اور پھر زید کا بیٹا اپنے بیٹے (زید کے پوتے) کو ہبہ کردے، اب اگر زید اس گھر کو چلا جائے تو طلاق پڑ جائے گی یا نہیں؟ جبکہ زید کا بیٹا بھی اس میں رہتا ہے اور اگر زید کی بہو زید کے رہائشی گھر جو کہ اب زید کے دو بیٹوں کے نام موہوب ہے آ جائے تو زید کی بیوی کو طلاق ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: روح الامین گڑھی کپورہ مردان......۱۹۸۵ء/۱۱/۱۲

الجواب: جو شخص یہ الفاظ بولے " که زه دفلانی کره لاړم نو په ما الخ" که ماکره فلانکے راغے نو په ما الخ" تو عرف کی بنا پر اس سے مراد سکونت کا گھر اور مکان ہوتا ہے نہ مملوکہ گھر، ومدار الایمان علی العرف، پس اس بنا پر صورت اول میں طلاق واقع نہ ہوگی، البتہ اگر اس شخص

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۲: ۸۵، ۸۶ الباب الخامس فی الیمین علی الاکل والشرب وغیرهما)

(زید) نے دار مملوکہ مراد لیا ہے تو دونوں صورتوں میں طلاق واقع نہ ہوگی ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

طلاق معلق کا ایک تفصیلی مسئلہ اور متعدد استفسارات

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عبداللہ ایک ملازم پیشہ آدمی ہے گھر آیا ہوا ہے، اس کی دو بہنیں ہیں، ہمشیرہ کی شادی کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں، کسی بات پر والد اور عبداللہ کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی، والد نے اس سے کہا کہ میری لڑکی ہے تمہارا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اس پر عبداللہ کو غصہ آیا کہ میں بہنوں کا بڑا بھائی ہوں اگر میرا حق نہیں تو میری بیوی ایک دو تین پر طلاق ہوگی، اگر میں نے بہنوں کا پوچھا بھی: (۱) اب وہ کیا حالات ہیں جن سے طلاق واقع ہو جائے گی عبداللہ کیلئے کیا کرنا ممنوع ہوا جبکہ دونوں بہنوں کی منگنی ہو چکی ہے؟ (۲) اگر طلاق واقع ہو جائے تو اس کا آگے کیا حل ہے؟ (۳) کیا غصے کی حالت میں اس کو یمین متصور کر کے کفارہ ہو سکتا ہے اور کیا کفارہ ہوگا؟ (۴) وقوع طلاق کی صورت میں خاوند ملازم پیشہ اور گھر سے تین مہینے باہر رہنے کی وجہ سے بیوی کا گھر میں رہنا جائز ہے؟ یا والدین کے گھر جانا پڑے گا؟ (۵) بیوی اس کی پھوپھی زاد ہے شادی سے پہلے بھی پردہ نہیں تھا کیا اب

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله الایمان مبنیة عندنا علی العرف) لان المتکلم انما یتکلم بالکلام العرفی اعنی الالفاظ التی یراد بها معانیها التی وضعت لها فی العرف کما ان العربی حال کونه بین اهل اللغة انما یتکلم بالحقائق اللغویة فوجب صرف الفاظ المتکلم الی ما عهد انه المراد بها...... نعم ما وقع مشترکا بین اللغة والعرف تعتبر فیه اللغة علی انها العرف فاما الفرع المذکور فالوجه فیه ان کان نواه فی عموم قوله بیتا حنث وان لم یحظر له فلا لانصراف الکلام الی المتعارف عند اطلاق لفظ بیت فظهر ان مرادنا بانصراف الکلام الی العرف اذا لم تکن له نیة وان کان له نیة شیئ واللفظ یحتمله انعقد الیمین باعتباره۔

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳:۷۸ مطلب الایمان مبنیة علی العرف کتاب الایمان)

بیوی کوشوہر سے پردہ کرنا ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: حوالدار کلرک رحمان گل کوئٹہ......۱۹۶۹ء/۵/۹

الجواب: (۱) بہنوں کی متعلق پوچھنے اوران کے ساتھ تعلقات رکھنے سے طلاق واقع ہوگی ﴿۱﴾ اسی وجہ سے پوچھنا اور تعلقات رکھنا اس کیلئے موجب طلاق ہے اور نہ پوچھنا اور تعلقات نہ رکھنا گناہ ہے﴿۲﴾۔ (۲) اس کا علاج تحلیل ہے جس کی تفصیل مقامی علماء سے معلوم کی جائے ﴿۳﴾۔ (۳) غصے کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوتی ہے﴿۴﴾ اور چونکہ یہاں طلاق مغلظہ واقع ہوگی لہٰذا تحلیل کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ (۴) بیوی کا والدین کے گھر جانا ضروری نہیں ہے اسی گھر میں بھی رہ سکتی ہے۔ (۵) جب طلاق واقع ہوجائے تو اجانب کی طرح پردہ کرنا ضروری ہے﴿۵﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الموصلي: فاذا علق الطلاق بشرط وقع عقيبه وانحلت اليمين وانتهت.
(الاختيار لتعليل المختار ۲: ۱۸۱ فصل كنايات الطلاق)

﴿۲﴾ عن ابى ايوب رضى الله عنه ان رسول اللهﷺ قال لا يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلاث ليال يلتقيان فيعرض هذا و يعرض هذا و خيرهما الذى يبدأ بالسلام متفق عليه.
(بلوغ المرام ۴۸۰ باب البر والصلة)

﴿۳﴾ وفى الهندية: وان كان الطلاق ثلاثا فى الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا فى الهداية.
(فتاویٰ عالمگيرية ۱: ۴۷۳ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

﴿۴﴾ قال العلامة ابن عابدين: والذى يظهر لى ان كلا من المدهوش والغضبان لا يلزم فيه ان يكون بحيث لا يعلم ما يقول بل يكتفى فيه بغلبة الهذيان واختلاط الجد بالهزل كما هو المفتى به فى السكران. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۲۳ مطلب فى طلاق المدهوش)

﴿۵﴾ قال العلامة الحصكفى: ولا بد من سترة بينهما فى البائن لئلا يختلى بالاجنبية ومفاده ان الحائل يمنع الخلوة المحرمة...... قال ولهما ان يسكنا بعد الثلاث فى بيت واحد اذا لم يلتقيا التقاء الازواج ولم يكن فيه خوف فتنة انتهىٰ.
(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۶۷۵ قبيل فصل فى ثبوت النسب)،

اس جواب پر دوبارہ استفسار

سوال: آپ کا جواب موصول ہوااور معاملہ کا آپ کو پورا پتہ چل گیا ہے، مزید یہ کہ:

(۱) بہنوں کے ساتھ تعلق رکھنے سے کون سی طلاق واقع ہوں گی کیونکہ آپ نے صاف نہیں بتایا ہے۔ (۲) اگر طلاق مغلظہ ہوئی جیسا کہ آپ نے لکھا ہے تو بیوی گھر میں کیسے رہ سکتی ہے، اگر اس کو دوسرے شخص سے نکاح کرنا پڑے حالانکہ آپ نے لکھا ہے کہ بیوی اس گھر میں رہ سکتی ہے کہیں جانے کی ضرورت نہیں؟ (۳) آپ نے لکھا ہے کہ اگر بیوی چاہے تو دوسرے آدمی سے نکاح کرے اگر بیوی نہ چاہے اور وہ عدت پوری ہونے کے بعد اپنے خاوند سے نکاح کرنا چاہتی ہے؟ (۴) چونکہ قسم کرتے وقت زیر بحث مسئلہ بہنوں کی شادی تھی یہاں کے ایک معزز عالم صاحب جو کوئٹہ میں پیش امام اور خطیب ہیں انہوں نے فرمایا تھا کہ عبداللہ کو چاہئے کہ بہنوں کی شادی کے معاملہ میں بالکل دخل نہ دے، اور جب بہنوں کی شادی ہو جائے تو پھر عبداللہ بہنوں کے ساتھ تعلقات رکھ سکتا ہے، طلاق واقع نہ ہوگی، برائے مہربانی یہ بھی ذرا صاف کردیں کہ اگر بہنوں کی شادی میں عبداللہ بالکل غیر جانبدار رہے اور شادی کے بعد تعلقات رکھے تو خیر ہے کیونکہ اس کا والد صاحب اس بات پر غصہ ہوا تھا کہ تم بہنوں کی شادی کے جوابدہ نہیں ہو یہ میرا کام ہے، اور عبداللہ بہنوں کے رشتہ سے مجبور تھا مگر غلطی سے بات نکل گئی۔ (۵) ان تعلقات نہ رکھنے میں کون کونسی باتیں شامل ہیں کیونکہ گھر میں رہتے ہوئے کئی باتیں ہو جاتی ہیں یا صرف شادی سے متعلق باتیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: حوالدار کلرک رحمان گل کوئٹہ کینٹ......۱۹۶۹ء/۶/۱۷

الجواب: (۱) بہنوں کے ساتھ تعلقات رکھنے سے تین طلاق (طلاق مغلظ) واقع ہوں گی کیونکہ عبداللہ نے بولا ہے ''اگر میرا حق نہیں تو میری بیوی ایک دو تین پر طلاق ہوگی اگر میں نے بہنوں کا

پوچھا بھی'' ﴿۱﴾۔(۲) شریعت کا حکم یہ ہے کہ ایام عدت میں خاوند کے گھر سکونت ضروری ہے لیکن خاوند سے پردہ ضرور کرے گی، (فی الهداية ۲:۴۰۸) وعلى المعتدة ان تعتد فی المنزل الذی يضاف اليها بالسكنى حال وقوع الفرقة والموت لقوله تعالىٰ: ولا تخرجوهن الآية...... ثم ان وقعت الفرقة بطلاق بائن او ثلث لا بد من سترة بينهما ثم لا بأس لانه معترف بالحرمة الا ان يكون فاسقا﴿۲﴾. (۳) عدت پوری ہونے کے بعد اپنے خاوند کے ساتھ ہرگز نکاح نہیں کرسکتی ہے تاوقتیکہ تحلیل نہ ہوئی ہو، یعنی دوسرے خاوند کے جماع کے بعد اگر وہ چاہے طلاق دے دے اور طلاق کے بعد جب عدت گزر جائے تو پہلے خاوند کے ساتھ تجدید نکاح کرے﴿۳﴾۔(۴) اگر عبداللہ کی مراد ان الفاظ سے ''اگر میں نے بہنوں کا پوچھا بھی'' صرف شادی کے متعلق امور کا پوچھنا ہو تو باقی تعلقات رکھ سکتا ہے لیکن یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے جھوٹ نہ بولنا ضروری ہے کیونکہ بظاہر ان الفاظ سے تمام تعلقات اخوت کی قطع مراد ہے﴿۴﴾۔(۵) یہ سوال عبداللہ سے کیا جائے کہ اس کا ان الفاظ سے کیا مراد تھی مطلق تعلقات مراد تھے یا شادی کے متعلق۔وھو الموفق

﴿۱﴾ وفى الهندية: واذا اضافه (اى الطلاق) الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا.
(فتاوىٰ عالمگيرية ۱:۴۲۰ الفصل الثالث فى تعليق الطلاق بكلمة ان)

﴿۲﴾ (هداية ۲:۴۰۷،۴۰۸ قبيل باب ثبوت النسب كتاب الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامة الغينمى الميدانى: واذا كان الطلاق ثلاثا فى الحرة...... ولو قبل الدخول لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها اى يطأها ثم يطلقها او يموت عنها وتنقضى عدتها منه. (اللباب فى شرح الكتاب ۲:۱۸۳ كتاب الرجعة)

﴿۴﴾ قال العلامة الحصكفى: الايمان مبنية...... عندنا على العرف مالم ينو ما يحتمله اللفظ فلا حنث فى لا يهدم الا بالنية فتح.
(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۳:۷۸ مطلب الايمان مبنية على العرف)

سہ بارہ استفسار

سوال: جواب موصول ہوگیا ہے لیکن ایک اشکال باقی ہے کہ شادی کے متعلق تو عبداللہ والدین سے یا کسی بہن سے کوئی غرض نہیں رکھے گا، لیکن پھر بھی اخوت اور بھائی بہن کا رشتہ ہے اس لئے اگر بہن کو شادی پر تحفہ دینا چاہے مثلاً کپڑوں کا جوڑا بکس زیور وغیرہ؟ بینوا توجروا

المستفتی: رحمٰن گل کلرک حولدار کوئٹہ

الجواب: عبداللہ براہ راست بہن کو کوئی تحفہ نہیں دے سکتا ہے، دیگر کوئی شخص اگر اس کی طرف سے (بغیر اس کے امر کے) اگر کوئی تحفہ دے دے تو عبداللہ پر کوئی حرج نہیں ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

چہار بارہ استفسار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسئلہ آپ کو خوب معلوم ہوا ہوگا کہ اب میرے لئے بہنوں کے ساتھ تعلق رکھنا موجب طلاق مغلظ ہے لیکن بہنوں کے ساتھ رشتہ ناطہ نہ رکھنا بھی گناہ ہے اس لئے اگر میں کسی ایک بہن کیلئے ایک جوڑا کپڑے ارسال کروں تو طلاق واقع ہوجائے گی، اس لئے اب آگے میرے لئے کیا کرنا پڑے گا، تین مہینے بعد دوبارہ نکاح کرنا ہوگا یا جو حل میرے لئے مطابق شرع محمدی ہو آپ کے فیصلہ کا منتظر رہوں گا؟ بینوا توجروا

المستفتی: رحمٰن گل حوالدار کلرک

الجواب: اگر تم نے اپنی بہن سے کوئی تعلق لینے دینے وغیرہ کا قائم کیا تو آپ کی بیوی آپ پر

﴿۱﴾ قال العلامة التمرتاشی: ویحنث بفعله وفعل مأموره فی النکاح والطلاق والعتاق والخلع...... والهبة والصدقة الخ.

(الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۳: ۱۲۹ مطلب حلف لا یتزوج)

حرام ہو جائے گی ﴿۱﴾ اورعدت (تین حیض) گزرنے کے بعد بیوی اگر چاہے تو دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرے گی اور یہ شخص اس کے ساتھ جماع کرے گا، اور جماع کے بعد اگر یہ شخص چاہے تو عورت کو طلاق دے اور طلاق دینے کے بعد جب عدت گزر جائے تو عورت اگر چاہے تو آپ سے دوبارہ نکاح کرے ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

''جس عورت سے میں نکاح کروں وہ مجھ پر مطلقہ ثلاثہ ہو'' کا حکم اور فضولی کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) ایک شخص نے کہا کہ جس عورت سے میں نکاح کروں تو خدا کی قسم اگر میں اس کو نزدیک ہو جاؤں تو وہ مجھ پر حرام ہو۔ (۲) یا یہ کہا کہ جو عورت میں نے کی وہ مجھ پر تین بار طلاق سے طلاق ہو، اب اگر اس آدمی کیلئے نکاح فضولی کیا جائے تو طلاق واقع ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالواسع اکبر پورہ......۱۹۷۵ء/۹/۷

الجواب: جب فضولی عقد نکاح کرے اور یہ شخص قبول بالفعل کرے یعنی مہر معجّل دے دے وغیرہ تو طلاق کے وقوع سے بچ جائے گا، کما فی ردالمحتار ۲: ۶۸۱ اذا قال کل امرأۃ اتزوجھا طالق، والحیلۃ فیہ ما فی البحر من انہ یزوجہ فضولی ویجیز بالفعل کسوق

﴿۱﴾ قال الحداد الیمنی: واذا اضاف الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول ان دخلت الدار فانت طالق ھذا بالاتفاق. (الجوھرۃ النیرۃ ۲: ۱۱۰ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامۃ المرغینانی: وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بھا ثم یطلقھا او یموت عنھا والاصل فیہ قولہ تعالیٰ فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ.

(ھدایۃ ۲: ۳۷۸ فصل فیما تحل بہ المطلقۃ)

الواجب الیھا او یتزوجھا بعد ما وقع الطلاق علیھا﴿۱﴾ اورسوال اول کی صورت میں بھی ایلاء یاطلاق سے بچنے کا یہی حیلہ ہےاور بینونت خفیفہ کی صورت میں تجدید نکاح بھی مخرج اور حیلہ ہے ، کما مر﴿۲﴾. وھوالموفق

عرفی کلما طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے عمروکوکہا کہ اگرتو نے وضوء نہ کیا ہوتو تم پر اپنی بیوی کلما طلاق ہو یعنی طلاق کے ساتھ لفظ کلما کہا، جبکہ عمرو نے وضوء کرتے کے باوجوداس کی بات پرصرف ہاں کہا یعنی لفظ طلاق وغیرہ ذکرنہیں کیاان الفاظ کاشرعی حکم کیا ہے؟بینوا توجروا

المستفتی :روح الامین تورڈھیر صوابی......۱۹۹۰ء/۵/۴

الجواب: عمرو پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے کیونکہ یہ یمین عرفی کلما ہے شرعاً ایں طریقہ ہے کلما تزوجت امرأۃ فھی طالق ، کما فی الشامیۃ ۲۴۷:۳ باب الصریح طبع حلبی، انه قد اشتھر فی رساتیق شروان ان من قال جعلت کلما او علی کلما انه طلاق ثلاث معلق وھذا باطل ومن ھذیانات العوام ﴿۳﴾انتھیٰ. وھوالموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲:۵۳۷ باب التعلیق)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: ان لفظ حرام معناہ عدم حل الوطء وداوعیه وذلک یکون بالایلاء مع بقاء العقد وھو غیر متعارف ویکون بالطلاق الرافع للعقد وھو قسمان بائن ورجعی لکن الرجعی لا یحرم الوطء فتعین البائن وکونه التحق بالصریح للعرف لا ینافی وقوع البائن به فان الصریح قد یقع به البائن کتطلیقة شدیدة ونحوہ الخ.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲:۵۰۴ قبیل مطلب لااعتبار بالاعراب ھنا)

﴿۳﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲:۴۶۵ اول باب الصریح)

عوامی طلاق کلما لغواور بے اثر ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اس طرح قسم کھالی کہ ''میں طلاق کلما اوراللہ پرقسم کرتاہوں اورقرآن پرقسم ہوکہ کسی شخصی تنظیم اورشخصی پالیسی کےتحت کسی تحریک میں حصہ نہیں لوں گااوربطورنفاق اس جبہ میں شمولیت نہیں کروں گا''، یہ واقعہ ایک اتحاد کی صورت میں ہواتھا کہ افغانی طلبہ نے بغرض اتحادوتاکید یہ الفاظ لکھے تھےاب مخالفت کرنے سے طلاق کلما واقع ہوگی؟بینوا توجروا

المستفتی: قاری غلام فاروق افغانی دارالعلوم رحمانیہ پشاور......۱۲/۱۰/۱۹۸۵ء

الجواب: صورت مسئولہ میں صرف ایک کفارہ یمین برتقدیرحنث واجب ہوجائے گا﴿۱﴾ اور یہ طلاق کلما شرعی طلاق کلمانہیں ہے، بلکہ عوامی طلاق کلما ہے جوکہ لغواور بلااثر ہے، کما فی ردالمحتار ۲:۵۹۰ باب الصریح قد اشتهر فی رساتیق شروان ان من قال جعلت کلما او علی کلما انه طلاق ثلاث معلق وهذا باطل ومن هذیانات العوام﴿۲﴾. وهو الموفق

''میری کلما طلاق ہو'' سےصرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دوفریق میں قتل کا معاملہ تھاپھر مقتول اور قاتل دونوں فریق کے درمیان فیصلہ ہوچکاتھالیکن مقتول کی جانب سے ایک آدمی نے جب قاتل کوعلیحدگی میں پایاتو قاتل پردو فائر کئے لیکن بندوق خراب ہوکروہ بچ گیا، پھراس فائر کرنے والے نے قاتل سے کہاکہ میں آپ کوصرف اس شرط پرچھوڑتاہوں کہ آپ کلماطلاق کرلیں، قاتل نے تین مرتبہ مٹی

﴿۱﴾ قال العلامة المرغینانی: والمنعقدة مایحلف علی امر فی المستقبل ان یفعله او لا یفعله واذا حنث فی ذلک لزمته الکفارة.

(هدایة ۲:۴۵۷ کتاب الایمان)

﴿۲﴾ (ردالمحتارهامش الدرالمختار ۲:۴۶۵ اول باب الصریح)

کے ڈھیلے پھینکے اور کہا کہ میری کلما طلاق ہو، جبکہ یہ شخص قاتل کلما طلاق کچھ نہ جانتا تھا اب اس طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی نعیم اللہ ساوتھ وزیرستان ۱۹۸۴ء/۸/۸

الجواب: اس قاتل پر باقاعدہ ایک طلاق رجعی عائد ہوگی، جس میں عدت گزرنے سے قبل زبانی رجوع کافی ہے﴿۱﴾ اور اس میں دیگر خطرات نہیں ہیں، **کما فی ردالمحتار ۲: ۵۹۰ باب الصریح قد اشتهر فی رساتیق شروان ان من قال جعلت کلما او علی کلما انه طلاق ثلاث معلق وهذا باطل ومن هذیانات العوام انتهیٰ**﴿۲﴾ بہر حال یہ شرعی طلاق کلما نہیں ہے بلکہ عوامی طلاق کلما ہے۔ **وهو الموفق**

طلاق کلما کے حنث میں عمد ونسیان اور حیلہ ومخرج کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے قسم کی کہ میں یہ کام نہیں کروں گا اور اگر کیا تو جس عورت سے میں نکاح کروں وہ طلاق ہو، اس کے بعد اس سے وہ کام بھول کر صادر ہوا تو اس نے اپنے آپ کو حانث سمجھ کر دوبارہ قصداً وعمداً وہ کام کرلیا، اب اس کا کیا حکم ہے کیا اس پر ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہوا یا مخلص کیلئے کوئی حیلہ شرعیہ ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالقادر ہزاروی

الجواب: حنث میں عمد ونسیان کا ایک حکم ہے، **قال صاحب الهدایة: من فعل المحلوف**

﴿۱﴾ **قال العلامة القهستانی: وصریحه ما استعمل فیه دون غیره مثل انت طالق ومطلقة وطلقتک...... ویقع به ای بمثل ما ذکر طلقة رجعیة لا یحتاج الی تجدید النکاح ولا رضاء المرأة الخ. (جامع الرموز ۱: ۵۵۸ کتاب الطلاق)**

﴿۲﴾ **(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۵ اول باب الصریح)**

علیہ مکرھا او ناسیا فھو سواء ﴿۱﴾ (وھکذا فی جمیع کتب الفروع)﴿۲﴾ اورحیلہ جو فقہاء نے کتب فروع میں ذکر کیا ہے واکتفی بعبارۃ الاشباہ والنظائر ۴۲۰ قولہ فالحیلۃ ان یزوجہ فضولی ویجیزہ بالفعل﴿۳﴾ ھذا ھو المختار کما فی الزیلعی وعلیہ الفتویٰ کما فی منح الغفار نقلا عن الخانیۃ﴿۴﴾. وھو الموفق

الفاظ طلاق کلما میں حیلہ اوراجازت بالوطی کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) ایک طالب علم نے کہا کہ اگر میں اس کمرہ میں داخل ہوگیا تو مجھ پر کلما تزوجت طلاق ہوگی، پھر یہ طالب علم کمرہ کو داخل ہوگیا بعدازاں یہ طالب علم کسی مفتی صاحب کے پاس تشریف لے گیا مفتی صاحب نے کہا کہ آپ فضولی کے ذریعہ نکاح کرسکتے ہیں بعدازاں یہ طالب علم گھر آیا اور والد کو ذکر کیا کہ میں نے اس طرح طلاق ڈالی ہے اور نکاح فضولی کے بغیر چارہ نہیں ہے پھر والد نے بیٹے کیلئے نکاح فضولی کردیا اور مسئلہ بیان کرنے کے بعد یہ بھی کہا کہ آپ میرے وکیل نہیں ہیں اور آپ کو اجازت ہے اس کا کیا حکم ہے؟ (۲) ہمارے علاقہ میں نکاح فضولی کے بعد دوسال تک شادی نہیں کرسکتا اور زوج اپنی بیوی سے بھی نہیں مل سکتا، اگر کسی طریقہ سے مل جائے تو وطی کے دوران عزل کرتا

﴿۱﴾ (ھدایۃ ۲:۴۵۷ کتاب الایمان)

﴿۲﴾ قال العلامۃ الحصکفی: ولو الحالف مکرھا او مخطئا او ذاھلا او ساھیا او ناسیا.
(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۳:۵۳ مطلب فی الفرق بین السھو والنسیان)

﴿۳﴾(الاشباہ والنظائر ۳۹۸ الفن الخامس فی الحیل السادس فی النکاح)

﴿۴﴾ قال العلامۃ الشامی: ھذا ھو المختار کما فی التبیین وعلیہ اکثر المشائخ والفتویٰ علیہ کما فی الخانیۃ.
(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۳:۱۵۰ مطلب حلف لا یتزوج فزوجہ فضولی)

ہے یا منصوبہ بندی کا کوئی طریقہ اختیار کرتا ہے اس کے متعلق وضاحت فرمائیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالصمد بلوچستانی.....۱۹۸۹ء/۹/۱۳

الجواب: (۱) بظاہر یہ الفاظ موجب طلاق نہیں ہیں کیونکہ ان میں شرط و جزاء متحقق نہیں ہے ﴿۱﴾ اور قسم اور طلاق میں صرف نیت ناکافی ہوتی ہے، الا اذا تلفظ بھذا "اگر میں نے فلاں کام کیا تو ہر دفعہ جب میں نکاح کروں تو مجھ پر بیوی مطلقہ ہوگی، فیبتلی بما ھو شاق ویحتال بما ھو مسطور فی السوال کما فی الھندیۃ ﴿۲﴾ والشامیۃ ﴿۳﴾. (۲) جس وقت اس شخص کو اطلاع ہو جائے کہ میرا فلانہ سے عقد فضولی ہوا ہے تو اس شخص پر فی الحال اجازت دینی ضروری نہیں ہے پس جب یہ شخص اجازت بالوطی کرے تو اس کے بعد اس فلانہ کو زوجہ کہنا ضرر رساں نہیں ہے، وھو واضح ﴿۴﴾. وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامۃ الشامی: قلت لکن قال فی نور العین الظاھر انہ لا یصح الیمین لما فی البزازیۃ من کتاب الفاظ الکفر انہ قد اشتھر فی رساتیق شروان ان من قال جعلت کلما او علی کلما انہ طلاق ثلاث معلق وھذا باطل ومن ھذیانات العوام فتأمل.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۴۶۵ باب الصریح)

﴿۲﴾ وفی الھندیۃ: اذا قال کل امرأۃ اتزوجھا فھی طالق فزوجہ فضولی واجاز بالفعل بان ساق المھر ونحوہ لا تطلق بخلاف ما اذا وکل بہ لانتقال العبارۃ الیہ.

(فتاویٰ عالمگیریۃ ۱: ۴۱۹ الفصل الثانی فی تعلیق الطلاق بکلمۃ کل وکلما)

﴿۳﴾ قال العلامۃ ابن عابدین: اذا قال کل امرأۃ اتزوجھا طالق والحیلۃ فیہ ما فی البحر من انہ یزوجہ فضولی ویجیز بالفعل کسوق الواجب الیھا.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۵۳۷ باب التعلیق)

﴿۴﴾ قال العلامۃ محمد امین: (قولہ وبالفعل) کبعث المھر او بعضہ بشرط ان یصل الیھا وقیل الوصول لیس بشرط نھر وکتقبیلھا بشھوۃ وجماعھا لکن یکرہ تحریما لقرب نفوذ العقد من المحرم بحر قلت فلو بعث المھر اولا لم یکرہ التقبیل والجماع لحصول الاجازۃ قبلہ. (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۳: ۱۵۰ مطلب حلف لا یتزوج فزوجہ فضولی)

طلاق کلما میں حیلہ اور مذہب غیر پر فتویٰ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک شخص کہہ دے کہ اگر میں "لوفعلت هذا الفعل الحرام فکلما تزوجت امرأة فهي علی طالق ثلاثا" اور بعد میں وہ حرام فعل اس سے صادر ہو جائے تو کیا شرعاً اس کیلئے کوئی طریقہ نکاح کرنے کا ہے یا نہیں؟ نیز اس بارے میں مذہب غیر پر فتویٰ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد انور حقانی کوئٹہ شہر......۲/ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ

الجواب: جو شخص طلاق کلما سے قسم کرے مثل ان یقول: ان فعلت کذا فکلما تزوجت امرأة فهي علی طالق ثلاثا، تو اس کیلئے توسط فضولی کا حیلہ بہرحال جائز ہے، لما فی ردالمحتار ۲: ۶۱۱ والحیلة فیه ما فی البحر من انه یزوجه فضولی ویجیز بالفعل کسوق الواجب الیها انتهیٰ﴿۱﴾ قلت لا یلزم القبول بالفعل فی مجلس النکاح نعم یلزم الایجاب والقبول فی ذلک المجلس، اور یہ شخص ضرورت کے وقت یعنی جب لواطت، زنا، استمناء بالکف وغیرہ میں واقع ہونا متیقن یا مظنون ہو تو مذہب شوافع پر عمل کرسکتا ہے مگر مفتی عدل کے فتویٰ کے بعد، لما فی شرح التنویر علی هامش ردالمحتار ۲: ۶۱۳ بل افتاء عدل﴿۲﴾ . نوٹ: جب ایک حنفی، مذہب غیر پر بوقت ضرورت فتویٰ دے دے تو اس کو حنفی شمار کیا جائے گا، کما فی الحیلة الناجزة﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۳۷ باب التعلیق)

﴿۲﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۳۹ مطلب فی معنی قولهم لیس للمقلد الرجوع عن مذهبه)

﴿۳﴾ قال الشیخ اشرف علی التهانوی: مذہب غیر کو لینے کیلئے یہ شرط ہے کہ اتباع ہویٰ کی بنا پر نہ ہو بلکہ ضرورت داعیہ کی وجہ سے ہو اور ضرورت وہی معتبر ہے جس کو علماء اہل بصیرت ضرورت سمجھیں و نیز یہ بھی ضروری ہے کہ فتویٰ دینے والا ایسا شخص ہو جس نے کسی ماہر استاذ سے فن کو حاصل کیا...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

معلق بالشرط طلاق کی عجیب صورت اور دوسری شادی کیلئے حیلہ اور تدبیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بوقت نکاح الفاظ ذیل تحریر کر کے دے دی، کہ فلانہ منکوحہ ام کی حین حیات میں اگر کسی دوسری عورت سے نکاح حقیقی یا غیر حقیقی، فضولی یا غیر فضولی، وکالۃً یا اصالۃً یا دلالۃً خواہ کسی طریقہ سے مذاہب اربعہ میں جائز ہو کروں تو زوجہ ثانی مسماۃ فلانہ کی موجودگی میں مذکورۃ الصدر وصف سے نکاح میں لاؤں تو وہ مثلثہ طلاق سے طلاق ہوگی، یعنی تین شرائط سے طلاق طلاق، طلاق ہوگی، اب وہ شخص اس بیوی کی موجودگی اور زندگی میں ہی دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے جبکہ بیوی نے بھی اجازت دی ہے، اب مذکورہ بالا تحریر کی موجودگی میں دوسری شادی کیلئے کیا طریقہ ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: قاری محمد اکبر شاہ گیلانی مری ہزارہ.....۱۹۷۵ء/۳/ ۱۷

الجواب: اس شخص کیلئے بغیر اس کے کوئی تدبیر اور حیلہ نہیں ہے کہ اولاً کسی غیر مرغوبہ عورت کے ساتھ نکاح کرے تو وہ مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی اور اس کے بعد مرغوبہ عورت کے ساتھ نکاح کرے اس میں کوئی خطرہ نہ ہوگا، کیونکہ اس نے کلمایا اس کا مرادف لفظ استعمال نہیں کیا ہے، کما فی الدر المختار: **وفیها کلها تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرة الا فی کلما الخ، هامش ردالمحتار ۲ :۲۸۸ ﴿۱﴾. وهو الموفق**

”تیرے بیٹے کو رشتہ دیا تو مجھ پر اپنی بیوی طلاق ہے“ سے مخلص اور حیلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی سالی کو دوران جھگڑا

(بقیہ حاشیہ) ہو اور اہل بصیرت اس کو فقہ میں مہارت تامہ حاصل ہونے پر شہادت دیتے ہو، لما قال الشامی فی عقود رسم المفتی الخ. (حیلہ ناجزہ.....۳۴، ۳۵ مذہب غیر کو اختیار کرنے پر اشکال اور جواب)

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۴۲ مطلب ما یکون فی حکم الشرط باب التعلیق)

کہا کہ اگر میں نے تیرے بیٹے کو اپنی لڑکی کا رشتہ دیا تو مجھ پر اپنی بیوی طلاق ہے، اب وہ رشتہ دینا چاہتے ہیں کیونکہ بصورت دیگر برادری میں فساد کا خطرہ ہے اس کے حل کے متعلق ایک مولوی صاحب نے کہا کہ لڑکی کا والد زید اس مجلس انعقاد نکاح میں شریک نہ ہو اور وہ لڑکی خود بالغہ ہے لہٰذا کسی دوسرے کو وکیل بنا دے تو اس صورت میں نکاح بھی ہو جائے گا اور والد یعنی زید یمین طلاق سے بھی بچ جائے گا، کیا از روئے شرع یہ طریقہ درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: صوفی محمد دین کوٹ فتح خان.....۶ ۱۹۷ء/۹/۹

الجواب: یہ تدبیر اور حیلہ درست ہے ﴿۱﴾ اور اگر اس شخص نے بالا کلام پر زیادت نہ کی ہو تو رشتہ دینے کی صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی ﴿۲﴾ جس میں زبانی مراجعت کافی ہے، تجدید نکاح یا تحلیل کی ضرورت نہیں ہے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ويحنث بفعله وفعل مأموره في النكاح لا الانكاح، قال ابن عابدين: اى التزويج فلا يحنث به الا بمباشرته وهذا في الولد الكبير او الاجنبي لما في المختار وشرحه حلف لا يزوج عبده او امته يحنث بالتوكيل والاجازة لان ذلك مضاف اليه متوقف على ارادته لملكه وولايته وكذا في ابنه وبنته الصغيرين لولايته عليهما وفي الكبيرين لا يحنث الا بالمباشرة لعدم ولايته عليهما فهو كالاجنبي عنهما فيتعلق بحقيقة الفعل. (ردالمحتار مع الدرالمختار ۳: ۱۲۹ مطلب حلف لا يزوج عبده كتاب الايمان)

﴿۲﴾ قال العلامة الحداد اليمني: واذا اضاف الى شرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول ان دخلت الدار فانت طالق هذا بالاتفاق لان الملك قائم في الحال والظاهر بقاؤه الى وقت الشرط ولانه اذا علقه بالشرط صار عند وجود الشرط كالمتكلم بالطلاق في ذلك الوقت. (الجوهرة النيرة ۲: ۱۱۰ كتاب الطلاق)

﴿۳﴾ وفي الهندية: الرجعة ابقاء النكاح على ما كان مادامت في العدة...... ان يراجعها بالقول...... وان راجعها بالفعل مثل ان يطأها او يقبلها بشهوة الخ.

(فتاوىٰ عالمگيرية ۲: ۴۶۸ الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

مطلقہ مغلظہ سے دوبارہ نکاح پر طلاق معلق سے نکلنے کیلئے حیلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کو جبراً طلاق ثلاثہ دلوائی گئی، اور پھر یہ شرط بھی جبراً اس سے لگائی گئی کہ اگر تو نے دوبارہ اس عورت سے نکاح کی خواہش کی اور نکاح پر لے لی تو یہ عورت پھر تم پر طلاق ہو طلاق ثلاثہ کے ساتھ، اب ہر دو قول میں طلاق ثلاثہ ہیں اور ایک وقت اور ایک مجلس میں ہوئی ہے اور دونوں قولوں پر یہ آدمی اقرار کرتا ہے کہ مجھ پر طلاق ہے، اب شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟ اور اس مشکل سے نکلنے کی کیا سبیل ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: قاری محمد خان بانڈہ پیران بفہ مانسہرہ

الجواب: صورت مسئولہ میں اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے ﴿۱﴾ اور تحلیل کے بعد اگر اس شخص نے اس عورت کے ساتھ اصالۃً یا وکالۃً عقد نکاح کیا تو وجود شرط کی وجہ سے دوبارہ مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی ﴿۲﴾ لہٰذا تحلیل کے بعد کوئی فضولی یعنی ایسا شخص جس کو اس خاوند نے وکیل نہیں بنایا ہو اس کیلئے عقد نکاح کرے اور یہ شخص (خاوند) قبول بالقول نہ کرے بلکہ قبول بالجماع

﴿۱﴾ قال العلامة احمد بن محمد القدوری: وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة...... لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحاصحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها.

(القدوری علی صدر اللباب فی شرح الکتاب ۲: ۱۸۳ کتاب الرجعة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: ویحنث بفعله وفعل ماموره لم یقل وکیله لان من هذا النوع الاستقراض والتوکیل به غیر صحیح فی النکاح، قال العلامة الشامی: فلو حلف لا یتزوج فعقده بنفسه او وکل فعقد الوکیل حنث.

(الدر المختار مع ردالمحتار ۳: ۱۲۹ مطلب حلف لا یتزوج)

وغیرہ کرے، صرح بهذه الحيلة فی ردالمحتار ﴿۱﴾ والاشباه والنظائر ﴿۲﴾ وغيره.

نوٹ:......فسخ یمین کرنے کی نسبت یہ حیلہ بہتر ہے، صرح به الشامی ﴿۳﴾. وهو الموفق

اگر میں نے اس شخص سے دوسرے اور تیسرے نکاح کے بعد بھی باتیں کیں تو تین طلاق'' سے مخلص اور حیلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں نے

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: حلف لا يتزوج فزوجه فضولي فاجاز بالقول حنث وبالفعل لا يحنث به يفتى خانية. (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۳:۱۵۰ مطلب حلف لا يتزوج فزوجه فضولي)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن نجيم: حلف لا يتزوج فالحيلة ان يزوجه فضولي ويجيزه بالفعل.
(الاشباه والنظائر ۳۹۸ الفن الخامس، الحيل فی النكاح)

﴿۳﴾قال العلامة ابن عابدين: (قوله وللحنفي تقليده الخ) ای تقليد الشافعي قال في البحر وللحنفي ان يرفع الامر الى شافعي يفسخ اليمين المضافة فلو قال ان تزوجت فلانة فهي طالق ثلاثا فتزوجها فخاصمته الى قاض شافعي وادعت الطلاق فحكم بانها امرأته وان الطلاق ليس بشيئ حل له ذلك الخ...... وليس للمفتي الافتاء بالرواية الضعيفة وكونها افتى بها كثير من ائمة خوارزم لا ينفي ضعفها ولذا تقدم عن الصدر انه لا يحل لاحد ان يفعل ذلك وكذا ما تقدم عن الحلواني من انه يعلم ولا يفتى به فلو ثبتت هذه الرواية عن محمد او كانت صحيحة لبنوا الحكم عليها ولم يحتاجوا الى بنائه على مذهب الشافعي فهذا يدل على انها رواية شاذة كما يشير اليه كلام المجتبىٰ المار فافهم هذا وفي البحر عن البزازية والتزوج فعلا اولیٰ من فسخ اليمين في زماننا وينبغي ان يجئ الى عالم ويقول له ما حلف واحتياجه الى نكاح الفضولي فيزوجه العالم امرأة ويجيز بالفعل فلا يحنث وكذا اذا قال لجماعة لي حاجة الى نكاح الفضولي فزوجه واحد منهم. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲:۵۳۸، ۵۳۹ مطلب في فسخ اليمين المضافة الى الملك)

فلاں آدمی سے باتیں کیں تو میری عورت پر تین طلاق ہو اور اگر دوسرے اور تیسرے نکاح کے بعد بھی بات کی تو تین طلاق، اب اگر اس نے اس کے ساتھ باتیں کیں تو طلاق کے بعد حلالہ کرے گا اور پھر نکاح کرے گا اب اگر دوسرے نکاح کے بعد باتیں کیں تو کیا پہلے حلالہ سے یہ پہلی تعلیق باطل ہوگئی ہے یا نہیں؟ اگر باطل نہیں تو پھر باتیں کرنا بھی ضروری ہے کس طریقہ سے دوبارہ طلاق سے بچ سکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: لطف اللہ حقانی شبقدر قلعہ چارسدہ......۶/رمضان ۱۴۰۹ھ

الجواب: یہ شخص اس دوسرے نکاح کے بعد اس آدمی سے باتیں نہ کرے اور بیوی کو ایک طلاق دے دے اور جب عدت گزر جائے تو تیسری دفعہ نکاح کرے اور اس کے بعد ایک طلاق اس بیوی کو جماع اور خلوت سے قبل دے دے تو اس چہارم نکاح کے بعد یہ شخص اس آدمی سے باتیں کر سکتا ہے البتہ اس شخص کا اپنی بیوی پر ایک طلاق کا حق باقی ہے۔ وھو الموفق

تین طلاق تعلیقی سے بچنے کیلئے فقہاء کا ذکر کردہ حیلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تین بھائی ہیں ایک بوجہ گھریلو ناراضگی اپنے اسباب دوسری سرائے لے گیا، سسر اس کے پیچھے گیا اور دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ اتنے ناراض ہوگئے واپس اپنے بھائیوں کے ہاں گھر لے جاؤ، آپ تو مشترک خوشی سے زندگی گزار رہے تھے، اس نے غصہ میں یہ الفاظ کہے کہ اگر میں ساری زندگی ان بھائیوں کے ساتھ خیر و شر یعنی غمی و خوشی میں شرکت کروں اور تعلق استوار کروں تو میری بیوی ثلاثہ طلاق سے طلاق ہے، یعنی میں تا موت ساری زندگی ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں رکھوں گا، اب صلہ رحمی کے پیش نظر اور برادرانہ چارہ جوئی کے پیش نظر اس کے علاوہ دشواری زندگی بوجہ غربت اور گھر کی نگہداشت بوقت عدم موجودگی وقت تعلق رکھنے سے چارہ نہیں ہے، اب اس کا شرعی حل کیا ہے؟ کیا اس طرح درست ہے کہ یہ شخص اپنے آپ کو حانث کرے، پھر حلالہ کیا جائے،

جبکہ بعض علماء نے یہ تدبیر بتائی ہے کہ آپ رجعی طلاق دے دیں اور عدت گزارے، اس کے بعد تعلقات استوار کرے یعنی واپس اکٹھے ہو جائیں، اور پھر تجدید نکاح کریں تو طلاق مغلظ سے بھی بچ جاؤ گے اور صلہ رحمی کے گناہ سے بھی بچ جاؤ گے، کیا یہ حیلہ درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا عمادالدین قریشی فورٹ سنڈیمن بلوچستان.....۱۹۷۹ء/۷/۸

الجواب: فقہاء کرام نے اس تدبیر کو اپنی عبارات میں لکھا ہے لہٰذا اس کو زیر عمل لایا جائے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

مقررہ تاریخ پر رقم ادا کرنے کی طلاق کی یمین کی پھر چیک کے ذریعہ بنک نے بعد میں رقم ادا کی......؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کہا کہ فلاں تاریخ کو تمہاری اتنی رقم ادا نہ کروں تو میری بیوی تین طلاق ہوگی، مقررہ تاریخ پر زید نے عمرو کو چیک دے دیا کہ اسے بینک سے کیش کرالو، عمرو اسی دن چیک لے کر بینک گیا، منیجر نے اسے کہا کہ زید کی رقم تو ہمارے پاس نہیں ہے، البتہ ہم تم کو دے دیں گے، دوسرے دن بینک میں چھٹی تھی، اس کے بعد بینک منیجر نے عمرو کو مطلوبہ رقم دے دی آیا صورت مذکورہ کے مطابق زید کی منکوحہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ بینک منیجر کی ادائیگی رقم کی صورت

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: فحيلة من علق الثلاث بدخول الدار ان يطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخلها فتنحل اليمين فينكحها. (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۴۵ قبيل مطلب اختلاف الزوجين في وجود الشرط)

وقال العلامة ابوبكر الحداد اليمني: (قوله ولم يقع شيء) لانعدام المحلية مثل ان يقول ان دخلت الدار فانت طالق ثم طلقها قبل دخول الدار فدخلت بعد الطلاق و انقضاء العدة ثم يستأنف العقد عليها وتدخل لا يقع شيء لانحلال اليمين. (الجوهرة النيرة ۲: ۱۱۲ كتاب الطلاق)

میں وکالت ہوئی یا کفالت یا حوالہ؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالمتین مفتی ضلع پونچھ آزاد کشمیر.....۱۹۷۳ء/۴/۱۰

الجواب: چونکہ زید نے مقررہ تاریخ کو رقم ادا نہیں کی نہ اصالۃ اور نہ وکالۃ، لہٰذا اس پر بیوی مطلقہ ہوئی ہے، لان المعلق بالشرط یجب ثبوته عند ثبوت الشرط کما فی شرح المجلة ۵۴ وغیرہ ﴿۱﴾ اور منیجر وکیل ہوتا ہے یعنی مالکان بینک کا اور ان کی طرف سے بعض لوگوں کو قرضہ دینے کا مجاز ہوتا ہے پس بظاہر یہ معاملہ حوالہ ہے۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ (شرح المجلة ۱: ۲۳۲ القاعدة: ۸۲)

فصل فی عد الطلاق والقاء الاحجار وغیرھما

صرف ''ایک دو تین'' کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی منگنی ہوگئی، نکاح بھی ہوا، رخصتی سے قبل ناچاقی کی وجہ سے اس شخص نے صرف ایک دو تین کہا ہے، طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا مفتی سید قمر صاحب دار العلوم سرحد پشاور......۱۵/ ۷/ ۱۴۰۱ھ

الجواب: یہ الفاظ عد طلاق کیلئے موضوع ہیں نہ کہ انشاء طلاق کیلئے ﴿۱﴾ نیز اس میں کسی قسم کی اضافت اور حکم بھی نہیں ہے ﴿۲﴾ پس ان الفاظ کے کہنے سے طلاق واقع ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية...... وبه ظهران من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ينوى الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه...... وكذا ما يفعله بعض سكان البوادى من امرها بحلق شعرها لا يقع به طلاق وان نواه.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۳ بعيد مطلب طلاق الدور كتاب الطلاق)

﴿۲﴾ اگر اس گنتی کو عرفاً طلاق سمجھا جائے اور اس میں حکم طلاق فرض کیا جائے تو پھر بھی طلاق واقع نہیں ہوگی، ہندیہ میں ہے: سئل الامام احمد القلانسی: عمن وكز امرأته وقال اينک يک طلاق ثم وكزها ثانيا وقال اينک دو طلاق وكذا الثالث ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کنکریاں پھینکنے اور ایک دو تین بولنے وغیرہ کے بارے میں مفصل فتویٰ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) اگر ایک خاوند اپنی بیوی کو طلاق کی نیت سے تین کنکریاں پھینکے۔ (۲) یا کنکریاں پھینکے اور ایک دو تین بولے۔ (۳) اور یا یہ الفاظ کہے ایک دو تین تم مجھ پر طلاق ہو اور یا یہ الفاظ بولے تم مجھ پر طلاق ہو ایک دو تین، ان صورتوں کا حکم شرعی کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: نامعلوم......۱۹۸۸ء/۱/۷

الجواب: واضح رہے کہ طلاق کا دارمدار لفظ پر ہے یا قائم مقام لفظ پر، کما فی ردالمحتار ۱: ۳۰۶ لان الطلاق او العتق لا یتعلق بالنیة بل بالقول حتی لو نوی طلاقها او عتقه لا یصح بدون لفظ ﴿۱﴾ وفی ردالمحتار ۲: ۵۷۴ (قوله: ورکنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریح او کنایة فخرج الفسوخ علی ما مر. واراد اللفظ ولو حکما لیدخل الکتابة المستبینة واشارة الاخرس واشارة الی العدد فی قوله انت طالق هکذا﴿۲﴾.

(بقیہ حاشیہ) قال تطلق ثلثا فشیخ الاسلام یقول سمی الضرب طلاقا فیبطل والامام احمد یقول سمی الطلاق فیقع.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۸۲ الفصل السابع فی الطلاق بالفارسیة) فنقول: وفی الصورة المذکورة لم یسم الطلاق فلا وجه للوقوع عند القلانسی ایضا، نیز ان الفاظ میں اضافت بھی نہیں ہے، وقال ابن عابدین: ولکن لا بد فی وقوعه قضاء ودیانة من قصد اضافة لفظ الطلاق الیها عالما بمعناه. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۲۷ مطلب ان الصریح لا یحتاج فی وقوعه الی النیة). (از مرتب)

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۱: ۳۲۲ فروع فی النیة قبیل باب صفة الصلاة)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۳ اول کتاب الطلاق)

پس اس قاعدہ کی بنا پر کنکریاں پھینکنا ایک لغو کام ہے اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی، کما فی ردالمحتار ۲: ۵۷۴ وبہ ظھر ان من تشاجر مع زوجتہ فاعطاھا ثلاثۃ احجار ینوی الطلاق ولم یذکر لفظا لا صریحا ولا کنایۃ لا یقع علیہ کما افتی بہ الخیر الرملی وغیرہ وکذا ما یفعلہ بعض سکان البوادی من امرھا بحلق شعرھا (احلقی راسک) لا یقع بہ طلاق وان نواہ﴿۱﴾. وفی ۲: ۵۹۰ فلا یقع بالقاء ثلاثۃ احجار الیھا او بامرھابحلق شعرھا وان اعتقد الالقاء والحلق طلاقا کما قدمناہ﴿۲﴾ اور اس قاعدہ کی بنا پر ایک دو تین کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ یہ لفظ نہ صریح ہے اور نہ کنایہ اور نہ اس میں نفی یا اثبات موجود ہے اور نہ اس میں زوجہ کی طرف اضافت موجود ہے۔

اور صورت ثالثہ میں ایک طلاق واقع ہوتی ہے کیونکہ اگر ''ایک دو تین'' کے لفظ سے کنکریوں کا شمار مقصود ہو تو معاملہ واضح ہے، اور اگر طلاق کا شمار مقصود ہو تو چونکہ اس کلام میں ثلاثا یا اس کے مساوی لفظ کا ذکر نہیں ہے تو بالضرورۃ خاوند کے منوی کا شمار مقصود ہوگا یعنی خاوند نے اس صریح لفظ سے تین طلاق دینے کا قصد اور ارادہ کیا تھا تو اس کو شمار کرتا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ صریح میں یہ نیت درست نہیں ہوتی، کما فی شرح التنویر وغیرہ ﴿۳﴾، پس رکن طلاق صرف باقی ماندہ لفظ ہوگا۔

واضح رہے کہ ایک دو تین کا لفظ مابعد سے مربوط نہیں ہے، نہ مفعول مطلق ہے اور نہ مفعول بہ وغیرہ ہے، کما لا یخفی علی من راجع الی المحاورۃ، پس اگر اس سے طلاق کا شمارہ مراد لیا جائے تو

﴿۱﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۴۵۳ بعید مطلب طلاق الدور)

﴿۲﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۴۶۵ باب الصریح)

﴿۳﴾ قال العلامۃ الحصکفی: ویقع بھا ای بھذہ الالفاظ وما بمعناھا من الصریح...... واحدۃ رجعیۃ وان نوی خلافھا من البائن او اکثر...... اولم ینو شیئا.

(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۴۶۶ باب الصریح)

پھر بھی مؤثر نہیں ہے،ونظیرہ مافی ردالمحتار ۲:۶۲۷ فلو قال انت طالق وسکت ثم قال ثلاثا فواحدۃ﴿۱﴾ کیونکہ اس صورت میں ثلاثا سے تین مراد ہیں لیکن جب جملہ سابقہ سے مربوط نہیں رہا تو لغو ہوا، نہ صریح ہے اور نہ کنایہ، تو اسی طرح جب کلام کے اول میں ہو لیکن مربوط نہ ہو تو لغو ہوگا۔ اور صورت رابعہ کا حکم بھی ثالثہ کی طرح ہے﴿۲﴾۔وھو الموفق

''یو دوہ درے پہ ما طلاقہ دہ'' کے متعلق استفسار پر تفصیلی جواب

سوال: ریکارڈ میں سوال موجود نہیں ہے صرف مسئلہ کی اہمیت اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب بانی ومہتمم جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک رحمہ اللہ کی من جملہ تصحیح وتصویب کی وجہ سے جواب پیش کرنے پر اکتفاء کر کے شامل فتاویٰ کیا جاتا ہے۔

استفتاء نمبر ۵۹۵۷.....۱۹۷۲ء/۳/۱۱

الجواب: محترم المقام جناب قاضی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ مسمی فلاں اور ان کے رشتہ داروں کا بیان یہ ہے کہ اس

﴿۱﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲:۴۹۵ مطلب الطلاق یقع بعدد قرن بہ لا بہ)

﴿۲﴾ وقد رأیت ما افادہ سیدی وشیخی ومولائی المحدث الکبیر والفقیہ النبیل المفتی الاعظم العارف باللہ مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتھم علی ھامش ردالمحتار بقلمہ حیث قال: اعلم انہ اذا قال الزوج ''(پہ ما طلاقہ ئے یو دوہ درے)'' مجھ پر طلاق ہوا یک دو تین، والقی ثلثۃ احجار فقیل انھا تصیر مغلظۃ وقیل لا لانہ یعد القاء الاحجار ظانا انہ یقع بہ الطلاق وقیل اراد عد التطلیقات، قلت: فلا یقع الطلاق بالشک مع ان العرف علی الاول ای عد القاء الاحجار.

(ھذا من افادات حضرت مفتی اعظم علی ھامش ردالمحتار ۲:۴۵۳ بحث ورکنہ لفظ مخصوص)

نے تین پتھر وغیرہ پھینک کر یہ الفاظ کہے ہیں "یو دوه درے په ما طلاقه ده" تو اس کے متعلق باوجود کافی تتبع کے صریح جزئیہ نہیں ملا اس وجہ سے میں نے عرف اور قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک طلاق رجعی کے وقوع کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ "یو دوہ درے" عد اور شمار کرنے کیلئے مستعمل ہوتے ہیں تو اگر خاوند کہے کہ "په ما په درے شرطه طلاقه ده یو دوه درے" تو یہاں تغلیظ میں کوئی شک وشبہ نہیں خواہ طلاق کا شمار مراد ہو یا پتھر کا، لیکن جب یہ بولے "چه په ما طلاقه ده یو دوه درے" یا یہ بولے "یو دوه درے په ما طلاقه ده" تو خاوند کی مراد اگر پتھر کا شمار ہو تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، لعدم کونه من الفاظ التطليق لا من الصريح ولا من الكناية، اور اگر دل میں منوی تین طلاق کا شمار مراد ہو تو صریح میں یہ نیت نامقبول ہے، فی الدرالمختار: ويقع بها اى بهذه الالفاظ وما بمعناها من الصريح...... واحدة رجعية وان نوى خلافها من البائن او اكثر. (هامش الرد ۲: ۴۴۲)﴿۱﴾ اور اگر ان الفاظ "یو دوه درے" سے طلاق دینا مراد ہو تو یہ لفظ عد (شمارہ) کیلئے موضوع اور مستعمل ہے نہ کہ انشاء طلاق کیلئے، لہٰذا اس سے طلاق واقع ہونا خلاف قاعدہ امر ہوگا، ونظیره ما في ردالمحتار: وكذا ما يفعله بعض سكان البوادى من امرها بحلق شعرها لا يقع به الطلاق وان نواه (اى لعدم ذكره لفظ الطلاق لا صريحا ولا كناية) (ردالمحتار ۲: ۴۲۸)﴿۲﴾ پس باقی رہا یہ لفظ "په ما طلاقه ده" تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، اس فتویٰ کے بعد میں نے حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ (رحمہ اللہ) سے بھی مشورہ کیا آپ نے فرمایا کہ صرف تجدید نکاح کافی ہے، شاید انہوں نے اس بنا پر یہ جواب دیا ہے کہ یہ مجموعہ تین کلمات بغیر کمی وبیشی کے طلاق کیلئے مستعمل ہوتے ہیں تو مجموعہ سے ایک طلاق بائن واقع ہوگی، لعدم كونها صريحة، اور

﴿۱﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۴۲۶ باب الصريح)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۳ كتاب الطلاق بعد مطلب طلاق الدور)

اس کے بعد صریح بھی بائن ہوگی، لہٰذا تجدید نکاح کافی ہوگی، یہ فتویٰ میں نے کافی تتبع کے بعد لکھا ہے اس پر میرا انشراح صدر ہے آپ اس کو مکرر تنقیدی نظر سے مطالعہ کریں اگر آپ کا انشراح صدر نہ ہوا تو ہمیں غلطی سے مطلع کریں تاکہ ہم تدارک کریں۔ وھو الموفق

ایک دو تین تم ہم پر ماں بہن اور تین کنکر بھی پھینکے" کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو جنگ وجدال کی وجہ سے غصہ میں آکر کہہ دے کہ ایک دو تین تو ہم پر ماں بہن بلا حرف تشبیہ اور یہ الفاظ کہنے کے ساتھ تین کنکر بھی پھینکے زوجہ کی طرف، لیکن صراحتہً لفظ طلاق نہیں کہا ہے، فتاویٰ دیوبند ۵: ۸ مفتی عزیز الرحمٰن فرماتے ہیں کہ لفظ ماں بہن اگر نیت طلاق سے بھی کہے تو طلاق واقع نہیں ہوتی ہے کیونکہ یہ الفاظ نہ تو کنایات طلاق میں سے ہیں اور نہ الفاظ ظہار میں سے ہیں اور نہ ایلاء ہے، اور فرماتے ہیں کہ شامی میں ہے کہ، ویدل علیہ ما نذکرہ عن الفتح من انه لا بد من التصریح بالارادة الخ، وفیه ایضا والذی فی الفتح وفی انت امی لا یکون مظاهرا وینبغی ان یکون مکروها الخ، ومثله ان یقول لها یا بنتی او یا اختی ونحوه الخ لیکن ہم کو اشکال اس صورت میں پیدا ہوتا ہے کہ ایک دو تین کہہ کر کنکر بھی پھینک دیئے ہیں اور پٹھان لوگ اکثر طلاق کے وقت کنکر پھینکتے ہیں اور علاوہ ازیں غصہ کی جو حالت ہے یہ بھی طلاق پر دلالت کرتی ہے آپ صاحبان شرعی رائے سے آگاہ فرمائیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: سید احمد سرڈھیری پایاں

الجواب: لا شک فی ان المراد من هذا اللفظ عد الطلاق کانه قال: " یو طلاق دوه طلاقه دریے طلاقه" (ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق) لکن لیس فی هذه الکلمات الحکم ولا الاضافة الیها والطلاق لا یقع بدونها کما صرحوا به ویشیر الیه

کلامھم ایضا کما فی ردالمحتار ۲: ۴۲۷ فلو قال انت طالق وسکت ثم قال ثلثا فواحدہ فافهم﴿۱﴾ وفیه ۲: ۵۹۳ ولکن لا بد فی وقوعه قضاء ودیانة من قصد اضافة لفظ الطلاق الیها عالما بمعناہ﴿۲﴾. وهو الموفق

''ایک دو تین چار پتھروں سے......طلاق ہے'' کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ خاوند نے خانگی جھگڑے میں غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہا کہ تو ایک دو تین چار پتھروں سے جو کہ ہمارے ہاں عام عرف ہے طلاق ہے اور تو مجھ پر میری ماں اور میری بہن ہے اس سے کونسی طلاق واقع ہوئی؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا عبدالقادر رزمک شمالی وزیرستان......۱۹۷۳ء/ ۸/ ۴

الجواب: چونکہ عرف کی بناء پر پتھر بطور تعداد ذکر ہوتے ہیں لہٰذا اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے۔ وهو الموفق

ایک دو تین تجھے رکھوں تو ماں کو رکھوں'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی شخص کسی ناچاقی وغیرہ کی بناء پر اپنی بیوی کو کہہ دے ایک دو تین تجھے رکھوں تو ماں کو رکھوں، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: بابو راجہ خان راولپنڈی......۱۹۷۳ء/۲/ ۱۷

الجواب: واضح رہے کہ صرف ایک دو تین نہ صریح ہے اور نہ کنایہ ہے بلکہ عدد اور شمارہ ہے اور جب الفاظ طلاق موجود نہ ہوں تو صرف نیت اور ارادہ ناکافی ہوتی ہے، قال العلامة الشامی فی

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۹۵ مطلب الطلاق یقع بعدد قرن به لابه)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۶۷ مطلب الصریح نوعان رجعی وبائن)

ردالمحتار ۲: ۴۲۸ وکذا ما یفعله بعض سکان البوادی من امرها بحلق شعرها لا یقع به طلاق وان نواه﴿۱﴾ البتہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کے کہنے سے بیوی مبانہ ہو جاتی ہے﴿۲﴾ اور صرف تجدید نکاح کافی ہے اور واضح رہے کہ یہ الفاظ کہ "تجھ کو رکھوں تو ماں کو رکھوں" ظہار نہیں ہے، والذی فی الفتح وفی انت امی لا یکون مظاهرا، ردالمحتار ۲: ۵۹۲﴿۳﴾ اور اگر اس آخری لفظ کو تشبیہ پر محمول کیا جائے تو نیت کے موافق یہ لفظ ظہار یا طلاق بنے گا اور طلاق کی نیت کے وقت تجدید نکاح کافی ہوگی﴿۴﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۳ کتاب الطلاق بعید مطلب طلاق الدور)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن البزاز الکردری: تراسه ذکر الصدر انه لا یقع لانه لا اضمار فی الفارسیة والمختار الوقوع اذا نوی وقد ذکرنا عن صاحب المنظومة جریان الاضمار فی الفارسیه ولفظه یحتمل الطلاق وغیره فاذا نوی تعین وفی موضع آخر قال الصدر یقع وقال ابو القاسم لا وقال غیره ان فی المذاکرة او الغضب یقع والا لا.

(فتاویٰ بزازیة علی هامش الهندیة ۴: ۱۷۹ مسائل الایقاع بلا قصد واضافة)

وقال العلامة طاهر الانصاری: رجل قال لامرأته ترایکی وتراسه اوقال تویکی سه، قال ابو القاسم الصفار لا یقع شیئ وقال صدر الشهید یقع اذا نوی وبه یفتیٰ.

(خلاصة الفتاویٰ ۲: ۹۸ الفصل الثانی فی الکنایات جنس: ۴)

﴿۳﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۶۲۲ باب الظهار)

﴿۴﴾ قال العلامة الحصکفی: وان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لو حذف علی خانیة برا او ظهارا او طلاقا صحت نیته ووقع ما نواه لانه کنایة، قال ابن عابدین: ای من کنایات الظهار والطلاق قال فی البحر واذا نوی به الطلاق کان بائنا کلفظ الحرام الخ.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۶۲۲ باب الظهار)

"زه زما درته اجازت دے یو دوه درے" اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میاں بیوی میں ناچاقی آئی ایک دو لات مارنے کے ساتھ شوہر نے کہا کہ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ، بیوی نے جواب میں کہا کہ مجھے جانے کی اجازت دو، شوہر نے جواب میں کہا "زه زما درته اجازت دے یو دوه درے" پتھر بھی نہیں پھینکے ہیں اور لفظ طلاق نہیں کہا ہے اور نہ ارادہ طلاق تھا، اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا سخی بادشاہ تعلیم القرآن کرک ......۲۹/ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ

الجواب: صورت مسئولہ میں یہ بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے ﴿۱﴾ کیونکہ اس خاوند نے عد طلاق (شمارہ) کیا ہے اور محض عدد اور عد سے طلاق واقع نہیں ہوتی، کما یفهم من مافی الشامیة ۲ :۷ ۲۲ فلو قال انت طالق وسكت ثم قال ثلاثا فواحدة انتهیٰ ﴿۲﴾ والوجه المراد من الثلاث ههنا الطلقات الثلث لكنه لما انقطع عن الفعل بقی عددا محضا ﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ یہاں شوہر نے جو پہلا جملہ استعمال کیا ہے کہ "جاؤ میری تم کو اجازت ہے" یہ الفاظ کنائی ہیں اور اذهبی کے مساوی ہیں اور چونکہ یہاں شوہر کی نیت طلاق کی نہیں تھی اس لئے طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، قال فی الشامية: فی شرح الجامع الصغير لقاضی خان ولو قال اذهبی فتزوجی وقال لم انو الطلاق لا يقع شيئ لان معناه ان امكنک...... بحر على ان تزوجی كناية مثل اذهبی فيحتاج الى النية...... ويؤيده ما فی الذخيرة اذهبی وتزوجی لا يقع الا بالنية وان نوى فهی واحدة بائنة.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۱۴ قبيل باب تفويض الطلاق)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۹۵ مطلب الطلاق يقع بعدد قرن به لابه)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفی: والطلاق يقع بعدد قرن به لابه نفسه عند ذكر العدد وعند عدمه الوقوع بالصيغة.

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۴۹۴ مطلب الطلاق يقع بعدد قرن به)

''ایک دو تین مجھ پر بیوی طلاق ہوگی'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک صاحب نے انگلیاں گنتے ہوئے کہا ایک دو تین مجھ پر بیوی طلاق ہوگی اگر میں نے آئندہ اپنے بھائی کو کوئی نصیحت کی، کیا اس صورت میں طلاق واحد رجعی واقع ہوگی یا مغلظہ؟ بظاہر یہ مغلظہ کی صورت معلوم ہوتی ہے لیکن بعض مفتی صاحبان اس گنجائش کی بنا پر کہ خود ایک دو تین الفاظ طلاق نہیں ہیں اور لفظ طلاق منفرداً ایک ہے اس لئے طلاق رجعی کا فتویٰ دیتے ہیں، مولانا عزیز الرحمٰن صاحب عزیز الفتاویٰ ۲: ۶۰۵ پر یہ فرماتے ہیں کہ اگر طلاق دینے والے نے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی اور زبان سے کچھ کہے بغیر زمین پر تین لکیریں کھینچ دیں اور ارادہ تین طلاقوں کا ہو تو مغلظہ واقع ہوگی از راہ کرم جواب دے کر مشکور فرمادیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا عبدالقدوس صدر شعبہ اسلامیات اسلامیہ کالج پشاور.....۱۹۷۲ء/۹/۱۲

الجواب: باوجود کافی تتبع کے صریح جزئیہ نہیں ملا لہٰذا نظائر وشواہد کی بنا پر جواب لکھا جاتا ہے، وہ یہ کہ صورت مسئولہ میں ایک طلاق واقع ہوگی کیونکہ ایک دو تین عدد اور شمارہ کیلئے موضوع ہے نہ کہ انشاء طلاق کیلئے، **لعدم الحکم فی الاسماء المعدودۃ فلا یکون صریحا ولا کنایۃ ونظیرہ ما اذا قال لھا احلقی شعرک لا یقع بہ طلاق وان نواہ صرح بہ العلامۃ الشامی فی ردالمحتار** ۲: ۵۷۳ ﴿۱﴾ نیز عوام کے نزدیک یہ معروف ہے کہ وہ پتھر وغیرہ کی گنتی کو طلاق سمجھتے ہیں تو اگر اس میں حکم بھی مفروض کیا جائے تو پھر بھی طلاق واقع نہیں ہوتی، **ونظیرہ ما فی الھندیۃ: سئل الامام احمد القلانسی رحمہ اللہ عمن وکز امرأتہ وقال اینک یک طلاق ثم وکزھا ثانیا وقال اینک**

﴿۱﴾ قال العلامۃ ابن عابدین: وکذا ما یفعلہ بعض سکان البوادی من امرھا بحلق شعرھا لا یقع بہ طلاق وان نواہ.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۴۵۳ بعید مطلب طلاق الدور)

دو طلاق وکذا الثالث قال تطلق ثلثا فشیخ الاسلام یقول سمی الضرب طلاقا فیبطل والامام احمد یقول سمی الطلاق فیقع، (۱:۸۰۴)﴿۱﴾ قلت وفی الصورۃ المسئولۃ ام یسم الطلاق فلا وجہ للوقوع عند القلانسی ایضا، پس صرف ان الفاظ سے کہ ''مجھ پر طلاق ہوگی'' طلاق رجعی واقع ہوگی، وقلت واما ما نسب الی عزیز الفتاویٰ فلم اجدہ ومع ذلک فھو مخالف، لما فی الخانیۃ: قال انت طالق واشار بثلاث اصابع ونوی الثلث ولم یذکر بلسانہ فانھا تطلق واحدۃ. (بحوالہ شامی ۲:۶۱۲)﴿۲﴾ ھذا ما عندی ولعل عند غیری احسن منہ.

نوٹ:.....تجدید نکاح کرنا بہتر ہے۔ وھو الموفق

صرف تین لکیریں کھینچنا، چلی جا کہنا وغیرہ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گھر میں جھگڑا ہوا اتنے میں میرا چچا میرے صحن میں آیا اس کو دیکھتے ہی میں نے غصہ میں زمین پر تین لکیریں جلدی جلدی کھینچ لیں اس دوران میں نے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکالا اس کے بعد عورت کو بولا کہ چلی جا، یہ دیکھتے ہی میرے چچا کا مطلب تھا کہ عورت گھر سے نہ جائے اور مجھے غصہ کرنے لگا، میں نے پھر کہا کہ تو میرے گھر نہیں رہ سکتی میں نے اس کو طلاق دے دی ہے، میرا چاچا مجھے کہنے لگا کہ یہ تم نے کیا کیا؟ اس طرح طلاق نہیں ہوتی، میں نے کہا کہ اب اس عورت کو رکھوں تو اپنے باپ کا بیٹا نہیں ہوں، یہ تمام الفاظ اتفاقاً منہ سے نکلے ہیں طلاق کی

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریۃ ۱:۳۸۲ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ)

﴿۲﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲:۴۸۶ مطلب فی قول الامام ایمانی کایمان جبریل)

وفی الھندیۃ: ولو قالت لزوجھا طلقنی فاشار بثلاث اصابع واراد بذلک ثلاث تطلیقات لا یقع ما لم یقل بلسانہ.

(فتاویٰ عالمگیریۃ ۱:۳۵۷ الفصل الاول فی الطلاق الصریح)

کوئی نیت نہیں تھی، اب ان الفاظ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: خادم حسین.....۴؍۱۱؍۱۹۷۴ء

الجواب: واضح رہے کہ تین لکیریں کھینچنا یا تین کنکریاں پھینکنا ایک لغو کام ہے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، لعدم الرکن وهو اللفظ او ما یقوم مقامه من الخط ﴿۱﴾ اور یہ لفظ "چلی جا" کنایات سے ہے اس سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے جبکہ ارادہ طلاق سے کہا گیا ہو وهو المصرح فی ردالمحتار ۲:۶۳۶ (قوله قضاء) قید به لانه لا یقع دیانة بدون النیة ولو وجدت دلالة الحال ﴿۲﴾ اور یہ لفظ کہ "میں نے اس کو طلاق دی ہے" تعلیل اور اخبار ہے انشا نہیں ہے، لانه ذکره تعلیلا ﴿۳﴾ اور یہ لفظ کہ اب اگر اس عورت کو رکھوں تو باپ کا بیٹا نہیں ہوں طلاق نہیں ہے قسم عرفی ہے ﴿۴﴾ پس مختصر یہ کہ نیت طلاق کی صورت

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (ورکنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریح او کنایة..... واراد اللفظ ولو حکما لیدخل الکتابة المستبینة..... وبه ظهر ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ینوی الطلاق ولم یذکر لفظا لاصریحا ولا کنایة لا یقع علیه کما افتی به الخیر الرملی وغیره.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲:۴۵۳ کتاب الطلاق مطلب طلاق الدور)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲:۵۰۲ باب الکنایات)

﴿۳﴾ وفی الهندیة: ولو قال لامرأته انت طالق فقال له رجل ما قلت فقال طلقتها او قال قلت هی طالق فهی واحدة فی القضاء کذا فی البدائع.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱:۳۵۵ مطلب اذا کرر الطلاق..... ونوی الاخبار)

وفی الشامیة: لو اخبر بالطلاق کاذبا لایقع دیانة.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲:۴۶۶ مطلب من الصریح الالفاظ المصحفة)

﴿۴﴾ یہ الفاظ قسم شرعی اور حلف میں سے نہیں ہیں بلکہ عموماً لوگ اس قسم کے الفاظ بطور توثیق وتاکید یا بطور تزئین کلام استعمال کرتے ہیں جس میں حقیقت قسم اور حلف مراد نہیں ہوتی،..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

میں نکاح کی تجدید کافی ہے﴿۱﴾ بشرطیکہ سوال میں کمی بیشی نہ ہو۔ وھو الموفق

عدّ اور عدد طلاق میں فرق

سوال: محترم جناب مفتی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں نے ایک فتویٰ دیکھا جس میں آپ نے لکھا ہے حاصل یہ ہے کہ قائل کا اپنی زوجہ کو یہ کہنا ایک دو تین یہ اسم عدد محض بلا اضافت کے ہے پس یہ لغو ہے، بحوالہ ردالمحتار ۲: ۶۲۷ لیکن میں نے اس کو کتاب مذکور صفحہ مذکورہ میں نہیں پایا شاید اختلاف نسخہ کی وجہ سے نہ پایا ہو، ہاں میں نے ۲:۴۹۴ میں یہ پایا ہے والطلاق یقع بعدد قرن به لا به، لکنه لا یفی

(بقیہ حاشیہ) قال العلامة ابن عابدین: وما روی من النهی محمول علی الحلف بغیر الله تعالیٰ لا علی وجه الوثیقة کقولهم وابیک ولعمری، ونحوه فی الفتح وحاصله ان الیمین بغیره تعالیٰ تارة یحصل بها الوثیقة ای ائتاق الخصم بصدق الحالف کالتعلیق بالطلاق والعتاق مما لیس فیه حرف القسم وتارة لا یحصل مثل وابیک ولعمری فانه لا یلزمه بالحنث فیه شیء فلا تحصل به الوثیقة بخلاف التعلیق المذکور.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۵۰ مطلب فی حکم الحلف بغیره تعالیٰ)

اور مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے، سوال: اگر یہ کہہ دے کہ اگر میں آپ کے گھر جاؤں تو اپنے باپ سے نہیں، پھر اگر چلا جاوے تو کفارہ لازم ہے یا نہ؟ الجواب: اس میں کچھ کفارہ نہیں جانا درست ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ۱: ۵۷۲ کتاب الایمان)۔ از مرتب

﴿۱﴾ قال العلامة الموذود الموصلی: وله ان یتزوج مطلقته المبانة بدون الثلاث فی العدة وبعدها لان حل المحلیة باق اذ زواله بالثالثة ولم توجد وانما لا یجوز لغیره فی العدة تحرزا عن اشتباه الانساب وهو معدوم فی حقه.

(الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۹۳ باب الرجعة)

بالمقصود فان المجرور المتصل فی لابه عائد علی صفة الطلاق لا علی العدد کما اوضحه فی ردالمحتار ومجمع الانهر، فان کان عندکم غیر هذه یکفی فی الباب فعلی الرأس والعین وایضا قول القائل الموصوف"پاسه مور کره زه"(ماں کے گھر جاؤ) لیس بمنفصل بل هو متصل مثبت للاضافة بانه نسب قوله یو دوه درے الیها، وایضا ان لم یقع الطلاق باسم العدد فکیف یقع بانت واحدة مع ان الواحد داخل فی العدد ههنا ویدخل فی العدد اصله وهو الواحد، ردالمحتار ۲: ۴۹۴؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولوی عبدالستار نوشہرہ.....۱۹۷۵ء/۱۱/۳۰

الجواب: اعلم ان الکلام المعروف یو دوه درے ته په ما طلاقه ئے (ایک دو تین تم مجھ پر طلاق ہو) لا یوجب التغلیظ والتحلیل لان کلمة "یو دوه درے" لا تعلق لها بما بعدها من کونها مفعولا مطلقا او غیره کما لا یخفیٰ علی من تأمل ادنیٰ تامل بل معناها عدّ الشیئ وتعداده من غیر اضافة لفظیة ولا معنویة وکذا لیست فیها معنی الانشاء والعدد المحض لا یقع به الطلاق کما فی ردالمحتار ۲: ۴۲۷ فلو قال انت طالق وسکت ثم قال ثلثا فواحدة﴿۱﴾ ای لما فات الاتصال فبقی عددا محضا فکما لفظ الثلث لا یؤثر فکذا کلمته یو دوه درے (ایک دو تین) فافهم وللتفصیل مقام آخر.

تنبیہ:...... انت واحده من الفاظ الطلاق معناه انت طالق تطلیقة واحدة فیشمل علی الاضافة والحکم. وهو الموفق

بلا ارادہ اپنی بیوی کو یکدم "طلاق طلاق طلاق" کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی بغیر کسی ارادہ کے

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۹۵ قبیل مطلب فی قبل ما بعد قبله رمضان)

سمجھتے ہوئے اپنی بیوی کو یکدم طلاق طلاق طلاق کہہ دیتا ہے بغیر کسی واقعہ کے، کیا اس سے طلاق پڑ جاتی ہے؟ اور کونسی؟ جبکہ تین دفعہ کہنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد ایوب لاہور کینٹ......۱۹۷۶ء/۸/۳۱

الجواب: اگر اس خاوند نے تاسیس کے ارادہ سے یہ الفاظ بولے ہوں وھذا ھو الظاھر اذا کان الزوج عالما باحکام الطلاق ونتیجته، تو تغلیظ کی وجہ سے بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے اور اگر تاکید اور اصرار کے ارادہ سے بولے ہوں یا کوئی نیت مستحضر نہ ہو تو صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، کما فی الدر المختار: کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین، وفی ردالمحتار ۲: ۲۴۲ ای ووقع الکل قضاء وکذا اذا طلق اشباه ای بان لم ینو استینافا ولا تاکیدا لان الاصل عدم التاکید انتھیٰ﴿۱﴾ قلت والفتویٰ علی الدیانة دون القضاء فافھم﴿۲﴾. وھو الموفق

بیوی کو صرف ”ایک طلاق دو طلاق تین طلاق“ کہنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو غصہ کی

﴿۱﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۴۹۹ فروع قبیل باب الکنایات)

وقال العلامة الاوزجندی: رجل قال لامرأته انت طالق انت طالق انت طالق وقال عنیت بالاولیٰ الطلاق وبالثانیة والثالثة افھامھا صدق دیانة وفی القضاء طلقت ثلاثا. (فتاویٰ قاضی خان علی ھامش الھندیة ۱: ۴۶۱ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة محمد امین ابن عابدین: المراد من قولھم یدین دیانة لاقضاء انه اذا استفتی فقیھا یجیبه علی وفق مانوی ولکن القاضی یحکم علیه بوفق کلامه ولا یلتفت الی نیته اذا کان فیما نوی تخفیف علیه.

(تنقیح الفتاویٰ الحامدیة ۱: ۳ فوائد بآداب المفتی)

حالت میں ایک سانس میں یہ الفاظ بولے ''ایک طلاق دوطلاق تین طلاق'' اوراس سے آگے کوئی لفظ زبان سے نہیں کہا، اس واقعہ کے بعد دوماہ اور سات دن تک اس شخص نے اس کو طلاق مغلظہ سمجھتے ہوئے اپنی بیوی سے قطع تعلق کیا، پھر ایک مولوی صاحب نے آکر کہا کہ طلاق مغلظہ اس سے واقع نہیں ہوتی ہے، بلکہ طلاق بائن ہے، اورتجدید نکاح کرادیا، براہ مہربانی اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ یہ طلاق بائن ہے یا مغلظ، نیز اس مولوی صاحب کا کیا حکم ہے جس نے بغیر حلالہ کے تجدید نکاح کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی عبدالوحید مدرس مدرسہ ریالہ.....۱۹۷۴ء/۱۲/۱۶

الجواب: بظاہران الفاظ سے کسی قسم کی طلاق واقع نہیں ہوتی، لانہ عد، وتعداد الطلاق لیس بالانشاء، ولعدم الاضافة الی المرأة لا لفظا ولا معنی﴿۱﴾ ومحض نیة الاضافة لا یفید﴿۲﴾ کما فی الھندیة ۱:۴۰۸ رجل قال لامرأته اگر توزن منی سه طلاق مع حذف الیاء لا یقع اذا قال لم انو الطلاق لانه لما حذف لم یکن مضیفا الیها، وفیها ایضا ولو قالت: طلقنی فضربها وقال لها اینک طلاق لا یقع ولو قال اینکت طلاق یقع﴿۳﴾ هذا ما عندی ولعل عند غیری احسن منه. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: ان الصریح لا یحتاج الی النیة ولکن لا بد فی وقوعه قضاء ودیانة من قصد اضافة لفظ الطلاق الیها عالما بمعناه ولم یصرفه الی ما یحتمله کما افاده فی الفتح، وحققه فی النهر.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲:۴٦۷ مطلب ان الصریح لا یحتاج فی وقوعه دیانة الی النیة)

﴿۲﴾ یدل علیه ما فی الشامیة: فلو قال انت طالق وسکت ثم قال ثلاثا فواحدة.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲:۴۹۵ مطلب الطلاق یقع بعدد قرن به لابه)

﴿۳﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱:۳۸۲ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة)

''تم کوایک طلاق دوطلاق تین طلاق ہوا گرتم کورکھوں تو ماں کورکھوں'' کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مختار نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک گواہ مستری فلاں جواس کا مکان بنارہا تھا بیان کرتا ہے کہ مختار جنگل سے لکڑیاں لے کر آیا اس کی بیوی اور والدہ میں سخت کلامی اور تکرار ہورہی تھی، بیوی نو تعمیر مکان کی لپائی کر رہی تھی کہ مختار اس کو مارنے لگا میں اس کی والدہ اور بہن کو پکڑ کر باہر لایا اس غصہ کے دوران وہ اپنی بیوی کو بولتا ہے کہ میرے گھر سے چلی جا مگر اس نے جانے سے انکار کیا کہ میں اس طرح ہرگز نہیں جاتی اتنے میں مختار نے کہا کہ تم کوایک طلاق دوطلاق تین طلاق ہوا گرتم کو گھر میں رکھوں تو اپنی اس ماں کو رکھوں جو سامنے کھڑی تھی، دوسرا گواہ ایک چرواہا ہے بولتا ہے کہ میں تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلہ پر بکری چرارہا تھا کہ ان کا آپس میں جھگڑا ہوا اور مختار نے بولا کہ تم کوایک طلاق دوطلاق تین طلاق ہوا گرتم کورکھوں تو ماں کا نام پکارا کہ اس کو رکھوں، اب مختار کا بیان یہ ہے کہ میں لکڑیاں لے کر آیا میری ماں اور بیوی کے درمیان جھگڑا تھا میں نے بیوی کو مارا جس پر مستری میری والدہ اور بہن کو پکڑ کر باہر لائے اب مجھے علم نہیں کہ میں نے کون سے الفاظ استعمال کئے ہیں بعد میں لوگوں نے مجھے اس طرح بولنا شروع کیا کہ تم نے تین طلاقیں دے دی ہیں لیکن میں اپنی بیوی کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا نیز یہ بھی بیان کرتا ہے کہ دوسرا گواہ وہاں نہیں تھا اور ایک گواہ کی گواہی قبول نہیں، اب مختار کی بیوی کا بیان یہ ہے کہ میں نو تعمیر مکان کی لپائی کر رہی تھی میری اور میری ساس کے درمیان گھریلو بات چیت پر زبانی جھگڑا تھا کہ میرے شوہر نے مجھے مارنا شروع کیا کہ تم میرے گھر سے چلی جاؤ، میں نے صاف جواب دیا کہ میں نہیں جاتی، اتنے میں فوراً اس نے یہ الفاظ کہے کہ تم کوایک طلاق، دوطلاق، تین طلاق، اگر تم کو رکھوں تو اپنی ماں کو رکھوں'' پھر میں اپنے میکے چلی آئی۔

اب سوال یہ ہے کہ صورت بالا میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ گواہوں کی کیا حیثیت ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی عبدالشکور داخلی گھمبیر لوری ہزارہ......۱۹۶۹ء/۱/۸

الجواب: اگر مسمی مختار نے یہ طلاق غصہ کی وجہ سے بے ہوش ہو کر دیئے ہوں اور مختار کی غصہ کی وجہ سے بے ہوشی مقامی لوگوں پر مخفی نہ ہو تو اس تقدیر پر کوئی طلاق واقع نہیں ہے، صرح بہ فی ردالمحتار: ۲:۵۸۷ ﴿۱﴾ اور اگر مختار کا غصہ کے وقت اس حالت کو پہنچنا ثابت اور معروف نہ ہو تو دوسرا گواہ اگر سماع اور ابصار بلا اشتباہ کی بنا پر گواہی حکم یا حاکم کے سامنے ادا کرے ﴿۲﴾ تو عورت کے مطلقہ اور مغلظہ ہونے کا فیصلہ خلاف شرع نہ ہوگا، لتحقق شھادۃ الاثنین ﴿۳﴾. وھو الموفق

"ایک طلاق دو طلاق تین طلاق" کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص غصہ کی حالت

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: فالذی ينبغی التعويل عليه فی المدھوش ونحوه اناطة الحکم بغلبة الخلل فی اقواله وافعاله الخارجة عن عادته وکذا يقال فيمن اختل عقله لکبر او لمرض او لمصيبة فاجأته فمادام فی حال غلبة الخلل فی الاقوال والافعال لا تعتبر اقواله وان کان يعلمها ويريدها لان هذه المعرفة والارادة غير معتبرة لعدم حصولها عن ادراک صحيح کما لا تعتبر من الصبی العاقل الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲:۴۶۳ مطلب فی طلاق المدھوش)

﴿۲﴾ قال العلامة شمس الحق الافغانی: يلزم ان يکون الشهود قدعا ينوا بالذات المشهود به وان يشهدوا بذلک الوجه...... والامور التی يتعذر علی کثير من الناس مشاهدتها ويبقی احکامها ممر الدهور يجوز الشهادة بها بالتسامع وهی النسب والنکاح والدخول بالزوجة وولاية القاضی والموت واصل الوقف (معين القضاة والمفتيين ۲۸ الفصل الثانی فی کيفية اداء الشهادة)

﴿۳﴾قال العلامة الحصکفی: ونصابها لغيرها من الحقوق...... ما لا او غيره کنکاح وطلاق...... رجلان...... او رجل وامرأتان.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۴:۴۱۳ کتاب الشهادات)

میں اپنی بیوی کو کہتا ہے ایک طلاق دوطلاق تین طلاق، اور کوئی بات اس کے منہ سے نہیں نکلی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرزاق راولپنڈی......۱۶/ستمبر۱۹۷۹ء

الجواب: بشرط صدق وثبوت اس شخص پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے یہ الفاظ عد اور شمارہ کیلئے موضوع ہیں نہ کہ حکم اور انشاء کیلئے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

''ایک دو تین طلاق ہو'' پر نظام الفتاویٰ'' کی نقد اور حضرت مفتی صاحب کا جواب

سوال: بحضور جناب سیدی وشیخی ومولائی حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم

ام المدارس جامعہ دارالعلوم دیوبند انڈیا کے حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمی صاحب مدظلہ العالی کے جدید مسائل ومعاملات کے بارے میں منتخب فتاوٰں کا مجموعہ بنام ''منتخبات نظام الفتاویٰ'' حال ہی میں شائع ہوا ہے اس میں آپ صاحبان کا ایک فتویٰ بھی شامل اشاعت ہے جس کے بارے میں حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمی صاحب مدظلہ نے کچھ نقد کر کے اپنی جانب سے تفصیلی جواب لکھا ہے، ذیل میں

﴿۱﴾ اگر کوئی شخص صرف یہ الفاظ ادا کریں ''ایک طلاق دوطلاق تین طلاق'' تو یہ طلاق کا شمارہ ہے اس میں ہست یا نیست کا حکم نہیں لگایا گیا ہے، فلیراجع الی محاورة السلیمانیین.

وقال العلامة الشامی: ان الصریح لا یحتاج الی النیة ولکن لا بد فی وقوعه قضاء ودیانة من قصد اضافة لفظ الطلاق الیها عالما بمعناه ولم یصرفه الی ما یحتمله کما افاده فی الفتح. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۷ مطلب ان الصریح لا یحتاج فی وقوعه دیانة الی النیة)

وهکذا یشیر الیه کلام الفقهاء ایضا کما فی الشامیة: فلو قال انت طالق وسکت ثم قال ثلاثا فواحدة.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۹۵ مطلب الطلاق یقع بعدد قرن به لا به)

من وعن نقل کیا جاتا ہے، آپ صاحبان ملاحظہ فرما کر اپنے رائے سے نوازیں تاکہ بندہ فقیر کی تشفی ہو سکے۔

نظام الفتاویٰ صفحہ: ۲۱۹ جلد: ۲ میں عبارت یہ ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے یہ الفاظ کہے ایک دو تین طلاق ہو مجھ پر اپنی بیوی منکوحہ زینب سے اگر وہ میرے گھر واپس آ گئی لیکن آدھ گھنٹے کے بعد زینب گھر آ گئی آیا یہ طلاق مغلظہ ہوئی؟

الجواب: وباللہ التوفیق: اس میں حرمت مغلظہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے، **لانہ عد الطلاق اولا وعد الطلاق لیس بطلاق فبقی لفظ الصریح وھو یوجب الرجعة کما فی الشامی. وھو الموفق**

واللہ اعلم بالصواب............... مفتی محمد فرید عفی عنہ

اس جواب پر سوال:

اس میں مدخول بہا اور غیر مدخول بہا کیا برابر ہیں؟ نیز یہ عبارت شامی صفحہ مذکورہ میں نہیں ہے، شرط مقدم اور مؤخر ہونے میں مسئلہ یہی ہے؟

الجواب: جناب ایک دو تین نہ صریح ہے نہ کنایہ ہے صرف عدد طلاق ہے، نیز اس میں حکم بھی نہیں ہے اور خبر یہ محولہ کی بنا پر ایسے عدد سے طلاق واقع نہیں ہوتی، اس میں عدد کا مجھ پر طلاق ہونے سے کوئی تعلق ظرفیت یا مصدریت کا نہیں ہے، پس صرف ایک طلاق مجھ پر طلاق ہونے کی بنا پر واقع ہوگی، اس میں مدخول بہا غیر مدخول بہا کا یکساں حکم ہے۔

الجواب: از مفتی نظام الدین الاعظمی صاحب:

یہ جملہ (ایک دو تین) مختلف خطوں میں مختلف محاوروں کے مطابق بولا جاتا ہے لہٰذا اس خطہ میں اس خطہ کے محاورہ کے مطابق حکم ہوگا، بتقاضائے آیت کریمہ **وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه.**

(الآیۃ) پس جس خطہ ودیار میں عرف عام ومشہور ہو کہ مذکورہ جملہ محض اپنی مستعدی ظاہر کرنے کیلئے اور مخاطب کو اپنے ارادہ سے آگاہ کرنے کیلئے بولتے ہیں اور اس کا تعلق اس کے بعد کے لفظ سے نہیں ہوتا تو اس خطہ میں اس سوال میں اس ذکر کردہ جملہ سے فقط ایک طلاق واقع ہونے کا حکم ہوگا۔ اور جس خطہ ودیار میں یہ عرف عام مشہور ہو کہ یہ مذکورہ جملہ (ایک دو تین) اس کے مابعد والے لفظ کے شمار کیلئے بولتے ہیں تو اس کے بعد والا لفظ معدود ہوگا اور مفہوم یہ ہوگا (ایک طلاق دو طلاق تین طلاق) پس اس خطہ ودیار میں اس سوال میں مذکورہ جملہ سے تین طلاق واقع ہو کر حرمت مغلظہ ہو جائے گی اور جس خطہ ودیار میں ان دونوں عرف میں سے کوئی عرف نہ ہو وہاں شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا جس کو وہ بحلف بیان کرے گا لہٰذا یہ دونوں مذکورہ جواب ادھورے ہیں۔ **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: الاحقر نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند......۲۹/۵/۹۹ھ

المستفتی: محمد وہاب عفی عنہ مرتب فتاوی فریدیہ......۲۰۰۱ء/۷/۲۵

الجواب: (۱) (ایک دو تین تم مجھ پر مطلقہ ہو) تغلیظ کے ارادہ سے یہ استعمال غلط ہے، اس سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے کیونکہ (یو دوہ درے) کسی چیز کا شمارہ ہوتا ہے نہ کہ انشاء، اور اگر یہ مراد ہو کہ (ایک طلاق دو طلاق تین طلاق) تو یہ طلاق کا شمارہ ہوا لیکن اس میں حکم نہیں ہے نہ ہست نہ نیست، اور اگر آئندہ جملہ (مجھ پر مطلقہ ہو) کا خیال کیا جائے تو اس جملہ سے کوئی ربط نہیں ہے نہ مفعول مطلق کا اور نہ تمیز وغیرہ کا، یہ اپنے زعم فاسد کا شمارہ ہے، **فلیراجع الی محاورۃ السلیمانیین. وھو الموفق**

محمد فرید عفی عنہ

(۲) کچھ دنوں بعد حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے اس بارے میں ایک دوسرا جواب بھی لکھا اور بندہ کو عنایت فرمایا، برائے استفادہ وہ جواب بھی یہاں لکھا جاتا ہے:

''پٹھانوں میں جو یہ دستور ہے کہ جب کوئی اپنی بیوی کو بولے (تہ طلاقہ ئے یو دوہ درے) تجھ کو

طلاق ہے ایک دو تین، تو اس سے طلاق مغلظہ نہیں ہوتی، کیونکہ (۱) ان الفاظ سے مراد عدّ یعنی شمارہ ہوتا ہے نہ کہ انشاء طلاق۔ (۲) نیز یہ اسماء معدودہ ہیں ان میں حکم ''ہے'' یا ''نہیں'' نہیں ہوتا ہے (یعنی ہست یا نیست)۔ (۳) اگر ان میں حکم مانا جائے کہ ان کا معنی (ایک طلاق ہے دو طلاق ہیں تین طلاق ہیں) تو محاورہ کی بنا پر ''پہ'' کا لفظ ضروری ہے ''تہ پہ یو طلاق طلاقه ئے تہ پہ دوہ تہ پہ درے'' حالانکہ ''پہ'' کا لفظ نہیں ہوتا ہے۔ (۴) اور اگر یہ شخص تین طلاق کی نیت کرے اور یہ الفاظ ایک دو تین اس منوی کی تفصیل ہوں تو صریح میں تین کی نیت غیر صحیح ہے۔ **وھو الموفق**

کتبہ محمد فرید عفی عنہ

(۳) اس کے بعد بندہ فقیر نے حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کے ذاتی نسخہ شامی پر حضرت صاحب کے ہاتھوں لکھا ہوا ایک حاشیہ دیکھا، مسئلہ کی مناسبت سے اسے یہاں نقل کرنا مناسب ہے:

''اعلم انه اذا قال الزوج ''(پہ ما طلاقه ئے یو دوہ درے)'' والقی ثلاثة احجار، فقیل انها تصیر مغلظة، وقیل لا، لانه یعد القاء الاحجار ظانا انه یقع به الطلاق، وقیل اراد عد التطلیقات، قلت: فلا یقع الطلاق بالشک مع ان العرف علی الاول ای عد القاء الاحجار''. (هذا ما حرره الشیخ علی هامش الشامیة بقلمه)......(ازمرتب)

صرف پتھر پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں جوا کھیلتا تھا اور ایک آدمی کے پاس مزدوری بھی کیا کرتا تھا ایک دن میں نے اس سے رقم مانگی اس نے میرے ہاتھ میں تین پتھر دیئے اور کچھ نہیں بولا اور نہ میں نے کچھ بولا ہے، پھر اس نے کہا کہ یہ پتھر پھینکو اور بولو کہ میں جوا نہیں کھیلوں گا، میں نے ہاتھ میں لے کر وہ پتھر پھینک دیئے اور زبانی کچھ نہیں کہا ہے، کیا اس سے طلاق واقع ہوگئی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اسحاق عرب امارات......۱۲/ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

الجواب: صرف کنکریوں کے پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے طلاق کیلئے الفاظ طلاق پر تلفظ یا تحریر ضروری ہے، کما فی ردالمحتار ۲: ۵۹۰: فلا یقع بالقاء ثلاثة احجار الیها او بامرها بحلق شعرها وان اعتقد الالقاء والحلق طلاقا کما قدمناه لان رکن الطلاق اللفظ او ما یقوم مقامه مما ذکر کمامر﴿۱﴾. وهو الموفق

تین پتھر لیکر ایک دو تین کہنے اور لفظ طلاق نہ کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کو کہا کہ مجھے طلاق دو، بہت اصرار کے بعد شوہر نے تین پتھر لیکر عورت کو کہا، ایک دو تین، اور طلاق کا لفظ نہیں کہا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: فضل مولیٰ......۶/۲/۱۹۷۶ء

الجواب: صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، کیونکہ یہ کلمات عد یعنی شمارہ کیلئے استعمال ہوتے ہیں دون الانشاء، والعدد المحض من دون الحکم لا یقع به الطلاق ونظیره ما فی ردالمحتار ۲: ۶۲۷ فلو قال انت طالق وسکت ثم قال ثلثا فواحدة انتهیٰ﴿۲﴾ فلفظ الثلث یرید به الطلاق جزما ولکن لما انقطع عن قوله انت طالق فبقی عدد محض من غیر حکم. وهو المصوب

"بیوی کے ہاتھ میں متفرق پتھر دے کر کہہ دے تو مجھ سے آزاد ہے" کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی عورت کو ایک پتھر

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۵ اول باب الصریح)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۹۵ مطلب الطلاق یقع بعدد قرن به لابه)

ہاتھ میں دے دے اور کہہ دے کہ ایک پھر دوسرا پھر تیسرا اور آخر میں کہہ دیا کہ تو مجھ سے آزاد ہے، یعنی تین طلاق مراد تھی، جبکہ بیوی کی بھی خواہش یہ تھی کہ میں اس سے آزاد ہو جاؤں تو یہ صورت طلاق بائن کی ہے یا مغلظہ کی؟ بینوا توجروا

المستفتی: حافظ رحمت اللہ کندیاں شریف

الجواب: پتھر دینا اور پتھر شمار کرنا لغو امور ہیں اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، لعدم کونهما من الفاظ الصریح والکنایات، صرح العلامة الشامی بالاول والثانی فی حکم الاول ﴿۱﴾ اور یہ الفاظ کہ تم مجھ سے آزاد ہو صریح ہے اور عرف کی رو سے وہ صریح جس سے طلاق واقع ہوتی ہے وہ بائن واقع ہوتی ہے، کما حققه العلامة الشامی فی لفظ الحرام فلیراجع الی ردالمحتار ۲: ۳۰۰ ﴿۲،۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة محمد امین ابن عابدین: ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ینوی الطلاق ولم یذکر لفظا لا صریحا ولا کنایة لا یقع علیه کما افتی به الخیر الرملی وغیره.
(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۵۳ کتاب الطلاق بحث رکنه لفظ مخصوص)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: والحاصل ان المتأخرین خالفوا المتقدمین فی وقوع البائن بالحرام بلا نیة حتی لا یصدق اذا قال لم انو لاجل العرف الحادث فی زمان المتأخرین فیتوقف الآن وقوع البائن به علی وجود العرف کما فی زمانهم واما اذا تعورف استعماله فی مجرد الطلاق لا بقید کونه بائنا یتعین وقوع الرجعی به کما فی فارسیة سرحتک ومثله ما قدمناه فی اول باب الصریح الخ. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۰۴ قبیل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا)

﴿۳﴾ وقد رأیت علی هامش نسخة الشامیة من قلم سیدی وشیخی ومولائی المحدث الکبیر والمفتی الاعظم مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتهم انه قد کتب وعلق علی الشامیة فی باب الصریح مطلب سن بوش یقع به الرجعی حیث قال: اعلم ان قول السلیمانیین "پرے مے خودہ "چھوڑ دیا" ای ترکتها ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

"تم مجھ پر تین پتھروں سے طلاق ہو" میں دو معنی کا احتمال ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت اپنی ساس سے جھگڑا کر رہی تھی دوران جھگڑا شوہر حاضر ہوا اور اپنی زوجہ کو مارنا شروع کردیا اور بایں الفاظ طلاق دیئے "تہ پہ ما پہ درے کانڑو طلاقہ ئے" تم مجھ پر تین پتھروں سے طلاق ہو، بیوی اپنے گھر چلی گئی تقریباً مہینہ بعد شوہر نے جرگہ کیا اور کہا کہ میں بحلف کہتا ہوں کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے جبکہ بیوی باقاعدہ مصر ہے کہ مجھے خوب معلوم ہے کہ اس نے مجھے طلاق دی ہے جبکہ عورت کے پاس گواہ نہیں ہیں، اب ان الفاظ سے کونسی طلاق واقع ہوئی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: فضل سبحان چارسدہ......۱۹۸۴ء/۸/۸

الجواب: واضح رہے کہ یہ کلام "چہ پہ ما پہ درے کانڑو طلاقہ ئے" (مجھ پر تین پتھروں سے طلاق ہو) دو معنی رکھتے ہیں (۱) اول یہ کہ تم مجھ پر ایسی مطلقہ ہو جیسا کہ خاوند تین کنکریاں پھینکے اور بولے یو دوہ درے تہ پہ ما طلاقہ ئے، (ایک دو تین تم مجھ پر طلاق ہو) اور اس معنی کی تقدیر پر صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ (۲) دوم یہ کہ تو مجھ پر تین طلاق سے مطلقہ ہے اور کنکریوں کو طلاق سے تعبیر کرے تو یہ شیخ الاسلام کے نزدیک باطل ہوتا ہے اور احمد قلانسی کے نزدیک تین طلاق واقع ہوتی ہیں،

(بقیہ حاشیہ) ومثلہ کنایۃ فی العربیۃ کذا فی السلیمانیۃ لانہ یستعمل شائعا فی غیر الطلاق ویراد بہ الطلاق عند القرائن الخارجیۃ فالظاھر انہ کنایۃ فی السلیمانیۃ ایضا فاذا کررہ فیقع بہ الواحدۃ لان البائن لا یلحق البائن ولو سلم انہ صریح فالمتعارف بہ وقوع البائن لانھم یقصدون ذلک فافھم.

(ھذا من افادات شیخی دامت برکاتھم) ......(از مرتب)

کما فی الھندیة ۱ : ۴۰۸ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة﴿۱﴾. پس اگر صورت مسئولہ میں خاوند منکر ہے اور بیوی کے پاس شہادت نہیں ہے تو خاوند حلف اٹھائے اور زبانی مراجعت بھی کرے تاکہ متیقن پر عمل تحقق ہو۔ وھو الموفق

تین انگلیوں پر اشارہ اور ایک دفعہ طلاق کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تھانیدار نے ایک آدمی کو کہا کہ کہو کہ مجھ پر بیوی طلاق ہوگی اگر میں نے یہ کام کیا ہو، اور ساتھ ہی ہاتھ کی تین انگلیوں پر اشارہ بھی کرے اور یہ آدمی اس کی تین انگلیوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑے اور صرف اتنا کہے کہ مجھ پر طلاق ہو اگر میں نے یہ کام کیا ہو جبکہ حقیقت میں اس نے یہ کام کیا ہے، تو اس سے کونسی طلاق واقع ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا محمد امیر بجلی گھر رام داس پشاور...... ۱۹۸۶ء/۶/۲۵

الجواب: اگر صورت مسطورہ میں اتنی (ھکذا) کا لفظ نہیں کہا گیا ہو تو حنث کی صورت میں صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، کما فی ردالمحتار ۲ : ۶۱۶ باب الصریح، قوله ولو لم یقل ھکذا ای بان قال انت طالق واشار بثلاث اصابع ونوی الثلث ولم یذکر بلسانه فانها تطلق واحدة، خانیة﴿۲﴾. وھو الموفق

﴿۱﴾ وفی الھندیة: وفی مجموع النوازل سئل شیخ الاسلام عمن ضرب امرأته فقال دار طلاق (خذی الطلاق) قال لا تطلق وسئل الامام احمد القلانسی رحمه الله تعالیٰ عمن وکز امرأته وقال اینک یک طلاق (ھاک طلقة) ثم وکزھا ثانیا وقال اینک دو طلاق (ھاک طلقتین) وکذا الثالث قال تطلق ثلاثا فشیخ الاسلام یقول سمی الضرب طلاقا فیبطل والامام احمد یقول سمی الطلاق فیقع.

(فتاوی عالمگیریة ۱ : ۳۸۲ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة)

﴿۲﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲ : ۴۸۶ بعید مطلب فی قول الامام ایمانی کایمان جبریل)

ایک سوال پر دوبارہ استفسار اور دار العلوم کراچی کا فتویٰ

سوال: محترم مفتی صاحب! اس استفتاء اور جواب کی ایک نقل دار العلوم کراچی نمبر۱۴ کو بھی ارسال کی تھی، ان کا جواب حرف بحرف ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

الجواب: فی الدر المختار فی ایمان الفتح ما لفظه وقد عرف فی الطلاق انه لو قال ان دخلت الدار فانت طالق ان دخلت الدار فانت طالق ان دخلت الدار فانت طالق وقع الثلاث فتح اقره المصنف ثم رده. (بحواله امداد الفتاویٰ ۲: ۳۵۴) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر زید نے تین بار یہ کہا ہے کہ میری بیوی ہندہ اپنے بھائی بکر کے گھر گئی تو وہ مجھ سے طلاق ہوگی، اب ہندہ اگر اپنے بھائی بکر کے ہاں چلی گئی تو اس پر تین طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ الفاظ اسی طرح کہے ہوں جو سوال میں درج ہیں۔ واللہ اعلم

رفیع اللہ خادم

دار الافتاء دار العلوم کراچی نمبر۱۴......۵۲/۳۱۴

الجواب صحیح

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

المستفتی: محمد اختر داجل براستہ بھکر میانوالی......۱۹۶۹ء/۴/۱۶

الجواب: محترم المقام السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ فتاویٰ ہندیہ مصری ۱: ۴۶۱ ﴿۱﴾ میں

﴿۱﴾ وفی الهندية: ولو خلل الشرط فقال انت طالق ان دخلت الدار انت طالق ان دخلت الدار انت طالق ان دخلت الدار او قدم الشرط مالم تدخل لا يقع الطلاق فاذا دخلت وقعت ثلاث تطليقات بالاتفاق كذا فی الخلاصة.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۴۳۰ الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بكلمة ان واذا)

بحوالہ خلاصہ اور ردالمحتار ۲: ۷۰۹ میں یہ جزئیہ مسطور ہے اور علامہ شامی نے اس کے بعد لکھا ہے: والظاھر انہ ان نوی التاکید دین انتھیٰ ﴿۱﴾ اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بھی امداد الفتاویٰ میں اس عبارت کے بعد لکھا ہے: اور اگر سائل کی کچھ اور نیت تھی تو مکرر دریافت کیا جائے ﴿۲﴾ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ تغلیظ اور تخفیف کا دارومدار نیت پر ہے اگر تاکید اور اپنے اول کلام کے پختہ اور مضبوط کرنے کے ارادہ سے تکرار کیا جائے تو ایک طلاق واقع ہوگی اور ہمارے تمام علاقہ میں یہ معروف ہے کہ جب طلاق وغیرہ وقفہ وقفہ کے بعد مکرر کرے تو تاکید ہی مراد ہوتی ہے لہٰذا ہم نے تخفیف کا فتویٰ دیا ہے اور مزید احتیاط کیلئے اس شخص (زید) کی نیت اور ارادہ کو معلوم کریں کہ اس نے تکرار تاکید کے ارادہ سے کی تھی یا تکثیر کے ارادہ سے، اور نیت کے معلوم نہ ہونے کے وقت ہم عرف کو نظر انداز نہیں کر سکتے اور تغلیظ کا فتویٰ نہیں دے سکتے ﴿۳﴾۔ وھو الموفق

بارہ بار طلاق کہنے میں تاسیس اور تاکید کا مسئلہ اور غیر مقلدین کے فتویٰ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو ان گنت مرتبہ تقریباً بارہ بار طلاق دی ہے اس صورت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ اور اگر کوئی غیر مقلد عالم کوئی فتویٰ

﴿۱﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۵۵۹ فروع بعید مطلب فیما لو تعدد الاستثناء)

﴿۲﴾ (امداد الفتاویٰ ۲: ۴۱۱ رقم سوال: ۴۹۳ لا یلحق البائن البائن کتاب الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامة الشامی: فللمفتی اتباع عرفه الحادث فی الالفاظ العرفیه وکذا فی الاحکام التی بناھا المجتھد علی ماکان فی عرف زمانه وتغیر عرفه الی عرف آخر...... وفی القنیة لیس للمفتی ولا للقاضی ان یحکما علی ظاھر المذھب ویترکا العرف...... فقد ظھر لک ان جمود المفتی او القاضی علی ظاھر المنقول مع ترک العرف والقرائن الواضحة والجھل باحوال الناس یلزم منه تضییع حقوق کثیرة وظلم خلق کثیرین.

(شرح عقود رسم المفتی ۳۸، ۳۹، ۴۰ والعرف فی الشرع له اعتبار)

دے تو اس بارے میں کیا رائے ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: حاجی محمد دین حافظ آباد گجرانوالہ......۱۹۸۸ء/۶/۶

الجواب: جو خاوند متعدد بار بیوی کو طلاق دے دے تو اگر اس خاوند نے تاکید اور اصرار کی نیت سے یہ تکرار کی ہو تو صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر تاسیس اور استیناف کی نیت سے یہ تکرار کی ہو تو یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوگی ﴿۱﴾ سلفیہ اور اہل حدیث کے مذہب پر عمل کرنے سے کام نہیں بنے گا ﴿۲﴾

﴿۱﴾ وفی الهندية: ولو قال لها انت طالق طالق او انت طالق انت طالق او قال قد طلقتک قد طلقتک او قال انت طالق وقد طلقتک تقع ثنتان اذا كانت المرأة مدخولا بها ولو قال عنيت بالثاني الاخبار عن الاول لم يصدق في القضاء ويصدق فيما بينه وبين الله تعالىٰ.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۵۵ الباب الثاني في ايقاع الطلاق الفصل الاول في الصريح)

﴿۲﴾ قال شيخ الاسلام الحافظ ابن تيمية: فيمن نكح عند شهود فسقة ثم طلقها ثلاثا فاراد التخلص من الحرمة بان النكاح كان فاسدا في الاصل على مذهب الشافعي فلم يقع الطلاق ما نصه وهذا القول يخالف اجماع المسلمين فانهم متفقون على ان من اعتقد حل الشيء كان عليه ان يعتقد ذلک سواء وافق غرضه او خالف ومن اعتقد تحريمه كان عليه ان يعتقد ذلک في الحالين وهؤلاء المطلقون لا يقولون بفساد النكاح بفسق الولي الا عند الطلاق الثلاث لا عند الاستمتاع والتوارث يكونون في وقت يقلدون من يفسده وفي وقت يقلدون من يصححه بحسب الغرض والهوىٰ ومثل هذا لا يجوز باتفاق الامة...... وكذا من بنى على صحة ولاية الفاسق في حال نكاحه وبنى على فساد ولايته حال طلاقه لم يجز ذلک باجماع المسلمين ولو قال المستفتي المعين انا لم اكن اعرف ذلک وانا اليوم التزم ذلک لم يكن من ذلک له لان ذلک يفتح باب التلاعب بالدين ويفتح الذريعة الى ان يكون التحليل والتحريم بحسب الاهواء. (فتاویٰ ابن تيمية ۲: ۲۴۰)

وقال العلامة ابن عابدين: وان من يكتفي......(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

اوراگر یہ خاوند خالی الذہن ہو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی (شامی ۲: ۶۳۲ باب طلاق غیر مدخول بھا)﴿۱﴾. وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ) بان یکون فتواہ او عملہ موافقا لقول اووجہ فی المسئلۃویعمل بما شاء من الاقوال والوجوہ من غیر نظر فی الترجیح فقد جھل وخرق الاجماع...... وبعد الورقین...... واما اتباع الھوی فی الحکم والفتیا فحرام اجماعا واما الحکم والفتیابما ھو مرجوح فخلاف الاجماع. (شرح عقود رسم المفتی ۱۰۰،۱۰۰۴ آخر النظم)

﴿۱﴾ قال العلامۃ الحصکفی: کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین، قال ابن عابدین: ای ووقع الکل قضاء وکذا اذا طلق اشباہ ای بان لم ینو استینافا ولا تاکیدا لان الاصل عدم التاکید.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۹۹ فروع باب طلاق غیر المدخول بھا)

فصل فی طلاق المکرہ والصبی والمجنون والسکران وغیرھم

زبردستی طلاق لکھنے لکھوانے میں جبراورزبردستی کی نوعیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر زبردستی خاوند سے طلاق نامہ لکھوایا گیا ہو یا دستخط یا انگوٹھا چسپاں کرایا گیا ہو اور خاوند دل سے طلاق نہ دیتا ہو یعنی مجبور کیا گیا ہو تو یہ درست ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اب گزارش یہ ہے کہ طلاق کوئی کھیل تو نہیں جو خوشی سے کھیلا جاتا ہو یا کھیلا گیا ہو ایسے کام مجبوریاں ہی کراتی ہیں اس مجبوری، جبر اور زبردستی کی شریعت میں کیا تعریف ہے، براہ مہربانی زبردستی کی شرعی نوعیت سے مطلع کریں؟ بینوا توجروا

المستفتی: مسٹر محمد بشیر اختر نمک منڈی راولپنڈی......۱۳/ رمضان ۱۳۸۸ھ

الجواب: اس جبر اور زبردستی کی شرعی نوعیت یہ ہے کہ اگر یہ خاوند طلاق نہ لکھتا ہو اور نہ لکھواتا ہو تو یہ زبردستی کرنے والا اس کو قتل کرتا ہے یا کوئی اندام کاٹتا ہے یا اس کو محبوس اور بند کرتا ہے یا اس کو باندھتا ہے، قال فی الھندیۃ ۵: ۳۹ فالاکراہ الملجیٔ ھو الاکراہ بوعید تلف النفس او بوعید تلف عضو من الاعضاء والاکراہ الذی ھو غیر ملجیٔ ھو الاکراہ بالحبس والتقیید ﴿۱﴾ اور اسی طرح جب ضرب شدید کا قوی اندیشہ ہو تو یہ بھی زبردستی ہے، صرح بہ العلامۃ

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریۃ ۵: ۳۵ کتاب الاکراہ الفصل الاول)

الشامی ۵: ۸۳﴿۱﴾. وھو الموفق

جبراً طلاق لکھنے یا لکھوانے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اس طرح طلاق تحریر کر کے دی ہے کہ میں فلاں ولد فلاں بہ ہوش وحواس خمسہ بلا اکراہ وجبر اپنی زوجہ کو تین طلاق دیتا ہوں جہاں چاہے شادی کر سکتی ہے میرا کوئی عذر وحق نہیں ہے، کچھ دنوں بعد یہ بات ظاہر ہوئی کہ اس لڑکے سے جبراً طلاق دلوائی گئی ہے. بہر حال ہر دو طریق سے تحریر فرمائیں کہ آیا جبراً یا شراب پلا کر طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد طاہر مدرس پرائمری سکول بیروٹ مری......۱۹۷۲ء/۱۲/ ۱۷

الجواب: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ خاوند نے جبراً اور کرہاً طلاق لکھی ہے اور یا جبراً اور کرہاً شراب پلانے کے بعد طلاق لکھی ہے تو اس خاوند پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے، یدل علیہ ما فی ردالمحتار ۲: ۵۷۹ وفی البحر ان المراد الاکراہ علی التلفظ بالطلاق فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرأتہ فکتب لا تطلق﴿۲﴾ وفیہ ایضا ۲: ۵۸۳ قولہ: (واختلف التصحیح الخ) فصحح فی التحفۃ وغیرھا عدم الوقوع وجزم فی الخلاصۃ بالوقوع قال فی الفتح والاول احسن لان موجب الوقوع عند زوال العقل لیس الا التسبب فی زوالہ بسبب محظور وھو منتف وفی النھر عن تصحیح القدوری انہ التحقیق﴿۳﴾. وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامۃ ابن عابدین: وعبر فی الشرنبلالیۃ عن البرھان بقولہ او ضرب یخاف منہ علی نفسہ او عضو من اعضائہ. (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۸۹ کتاب الاکراہ)

﴿۲﴾ (ردالمحتار ھامش الدر المختار ۲: ۴۵۷ مطلب فی الاکراہ علی التوکیل بالطلاق)

﴿۳﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۴۶۰ مطلب فی الحشیشۃ والافیون والبنج)

نکاح سے پہلے اور بعد میں زبردستی طلاق لینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) کیا زبردستی طلاق ہو سکتی ہے؟ (۲) اگر کوئی منگنی میں زبردستی طلاق لے لے تو کیا حکم ہے؟ (۳) اگر کوئی آدمی کسی سے زبردستی یہ کہہ دے کہ تم پر طلاق اگر تم نے فلاں کام کیا تو کیا طلاق واقع ہوگی جبکہ وہ بدستور اس کام کو کرتا رہتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالباری دمام سعودی عرب......۲۰/صفر۱۴۰۳ھ

الجواب: (۱) زبردستی سے طلاق واقع ہوتی ہے البتہ زبردستی سے تحریری طلاق بغیر نیت کے واقع نہیں ہوتی ﴿۱﴾۔ (۲) اگر منگنی کی صورت میں نکاح نہ ہوا ہو تو طلاق باطل اور لغو ہوتی ہے اور اگر نکاح ہوا ہو تو طلاق واقع ہوتی ہے ﴿۲﴾۔ (۳) اس صورت میں طلاق واقع ہوگی ﴿۳﴾ (ماخوذ از شامی وبحر ومشکوٰۃ). وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: وفي البحر ان المراد الاكراه على التلفظ بالطلاق فلو اكره على ان يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق لان الكتابة اقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا كذا في الخانية. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲:۴۵۷ مطلب في الاكراه على التوكيل بالطلاق)

﴿۲﴾ عن على عن النبي ﷺ قال لا طلاق قبل نكاح ولا عتاق الا بعد ملك...... وعن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال: قال رسول الله ﷺ: لا نذر لابن آدم فيما لا يملك ولا عتق فيما لا يملك ولا طلاق فيما لا يملك رواه الترمذي وزاد ابوداؤد ولا بيع الا فيما يملك. (مشكوٰة المصابيح ۲:۲۰۶ باب الخلع والطلاق الفصل الثاني)

وقال العلامة ابن نجيم: فلو قال لاجنبية ان زرت زيدا فانت طالق فنكحها فزارت لم تطلق لانه حين صدر لا يصح جعله ايقاعا لعدم المحل.

(البحر الرائق ۴:۸ باب التعليق تحت قوله فلو قال لاجنبية)

﴿۳﴾ وفي الهندية: واذا اضافه (اى الطلاق) الى الشرط وقع عقيبه اتفاقا.

(فتاوىٰ عالمگيرية ۱:۴۲۰ الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا)

مکرہ کی طلاق بالکتابت منظور نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں جو کہ ذیل کے بیانات سے واضح ہوتا ہے:

(۱) بیان قیوم خان: اشھد میں بیان کرتا ہوں کہ تقریبا تین ماہ قبل مجھے بیوی نے کہا کہ کیا تم میرے ساتھ برا کرو گے یعنی طلاق دو گے؟ باتیں کرتے کرتے آخر قرآن مجید پر میں نے ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں تجھے طلاق نہیں کردوں گا، اور اس نے میری اس قسم پر اعتبار کرلیا، کچھ مدت بعد میرے سسر غلام خان نے مجھ سے بالجبر طلاق لینا چاہی، اس وقت حیدر خان نے میری بیوی کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ طلاق ہونا چاہتی ہے؟ اس نے کہا کہ میں طلاق ہونا نہیں چاہتی، اس کے بعد حیدر خان نے مجھے کہا کہ آپ طلاق کریں گے میں نے کہا کہ طلاق نہیں کرتا، اس بات پر کافی تکرار کی، اس کے بعد حیدر خان چلا گیا، اس کے بعد امام خان اور اجمل نے کہا کہ طلاق کرنی ہے اور کافی تکرار ہوئی کہ میں طلاق نہیں کرتا، اس کے بعد میں گھر سے نکل گیا پھر مجھے دو آدمی واپس لے آئے اس کے بعد مجھے علم نہیں، نہ میں نے طلاق نامہ دیکھا ہے نہ مجھے دستخط کرنا یاد ہے، کس نے دستخط کرایا اور کسی نے کیا کچھ کیا مجھے معلوم نہیں......دستخط قیوم خان

(۲) بیان گواہ عمر خان: اشھد میں بیان کرتا ہوں کہ قیوم خان کو میں نے کہا کہ غلام خان اپنی لڑکی کی طلاق مانگتا ہے تیرا کیا ارادہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ مجھے قتل کر ڈالو میں طلاق نہیں دیتا، اس رات حیدر خان بھی موجود تھے تو قیوم خان ہم سے باہر نکل گیا، اس کی غیر موجودگی میں طلاق نامہ لکھا گیا اور گواہوں کے دستخط بھی پہلے سے کر دیئے گئے، پھر قیوم خان کو تلاش کرتے رہے کافی دیر کے بعد اسے لایا گیا اور وہ بے ہوشی کی حالت میں تھا اس کی بیوی نے بہت سارے آدمیوں کو منت سماجت کی اس نے میرے پاؤں پر بھی چنی ڈالی اور کہا کہ میں طلاق لینا نہیں چاہتی اور فریاد کرتی رہی میں نے اس کے والد غلام

خان کو منت کی لیکن اس نے جواب میں کہا کہ اگر یہ مر جائے تو اس کی لاش میں یہاں سے ضرور لے جاؤں گا، عورت کی اس فریاد کے دوران قیوم خان کو لا کر ایک چھوٹے کمرہ میں لے جایا گیا، رات کا وقت تھا، اس کو کہا گیا کہ کاغذ کو دیکھا ہے اس نے کہا کہ ہاں پھر اس کو کہا گیا کہ اس پر دستخط کرو، اس نے اس پر دستخط کئے اس کے بعد اس کو وہاں سے واپس لایا گیا اور وہ بے ہوشی کی حالت میں تھا اور پھر آٹھ دس دن وہ اس بے ہوشی کی حالت میں تھا۔......دستخط عمر خان

(۳) بیان گواہ حاجی اللہ خان: اشہد میں بیان کرتا ہوں کہ طلاق نامہ پہلے تحریر کیا گیا تھا، اور قیوم خان نکلا ہوا تھا پھر اس کو باہر سے لایا گیا اور کہتا تھا کہ میں طلاق نہیں کرتا اگر چہ مجھے قتل کیا جائے اور مارا جائے، کئی مرتبہ نکل گیا تھا اور آدمی بھیج کر واپس لاتے رہے آخر میں قیوم خان نے کہا کہ طلاق کا اختیار میری عورت کو ہے وہ مختار ہے، اس کے بعد قیوم خان کے سامنے طلاق نامہ لایا گیا اور اسے کہا گیا کہ اسے دیکھ لو، تو قیوم خان نے کہا کہ بس دیکھا ہے اور ان سے دستخط لیا گیا اور زبان سے کچھ نہ کہا، جبکہ قیوم خان کی عورت کہتی رہی کہ میں خاوند کے پاس رہتی ہوں میں طلاق نہیں چاہتی ہر ایک کی منت سماجت کرتی رہی اور فریاد کرتی رہی اور اپنے والد کے پاؤں پر سر کا کپڑا ڈالتی رہی کہ مجھے مردہ سمجھو، اور اللہ کا واسطہ ڈالتی رہی اور موجود اشخاص میں ہر ایک کو منت سماجت کرتی رہی، جبکہ اس وقت قیوم خان کی حالت بے ہوشی، آنکھیں سرخ اور چہرہ بدلا ہوا تھا۔......دستخط: حاجی اللہ خان

ان حالات میں اس طلاق نامہ اور طلاق کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: قیوم خان مقام............۱۳۹۵/۵/۶ھ

الجواب: چونکہ صورت مسئولہ میں مسمی قیوم خان نے نہ طلاق نامہ لکھا ہے اور نہ لکھوایا ہے اور نہ دیدہ دانستہ طلاق کی نیت اور ارادہ سے دستخط کی ہے لہٰذا اس پر بیوی مطلقہ نہ ہوگی، لان الطلاق بالکتابۃ لا یقع بالاکراہ کما فی ردالمحتار ۲: ۵۷۹ لو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرأتہ فکتب

لا تطلق لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ھنا کما فی الخانیة، انتھیٰ﴿۱﴾ قلت: حکم الاکراہ والھزل واحد کما صرحوا بہ﴿۲﴾. وھو الموفق

طلاق مکرہ میں مذہب غیر پرفتویٰ جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی زورآوری سے دوسرے آدمی کو قتل کی دھمکی دے کر طلاق دلوادے تو کیا طلاق مکرہ واقع ہوسکتی ہے؟ اور ضرورت کی وجہ سے اس میں مذہب غیر پرفتویٰ دینے کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:......نامعلوم

الجواب: چونکہ طلاق بالاکراہ میں عموم بلویٰ نہیں ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں مذہب غیر پر فتویٰ دینا بے قاعدہ اور غلط امر ہے۔فی ردالمحتار: ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو تقدیرا (بدائع) لیدخل السکران ولو عبدا او مکرھا فان طلاقہ صحیح، درمختار

﴿۱﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۴۵۷ مطلب فی الاکراہ علی التوکیل بالطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة الشامی: واما ما فی اکراہ الخانیة لو اکرہ علی ان یقر بالطلاق فاقر لا یقع کما لو اقر بالطلاق ھازلا او کاذبا فقال فی البحر ان مرادہ لعدم الوقوع فی المشبہ بہ عدمہ دیانة ثم نقل عن البزازیة والقنیة لو اراد بہ الخبر عن الماضی کذبا لا یقع دیانة وان اشھد قبل ذلک لایقع قضاء ایضا، ویمکن حمل ما فی الخانیة علی ما اذا اشھد علی انہ یقربالطلاق ھازلا ثم لا یخفی ان ما مر عن الخلاصة انما ھو فیما لو انشأ الطلاق ھازلا وما فی الخانیة فیما لو اقربہ ھازلا فلا منافاة بینھما قال فی التلویح وکما انہ یبطل الاقرار بالطلاق والعتاق مکرھا کذلک یبطل الاقرار بھما ھازلا لان الھزل دلیل الکذب کالاکراہ الخ۔

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۴۵۹ قبیل مطلب فی تعریف السکران وحکمہ)

۲: ۵۷۹﴿۱﴾ ومسئلة جواز الافتاء بمذهب الغير عند الضرورة وعدم الجواز عند عدمها في رسالة رسم المفتي ۵۰ فليراجع ﴿۲﴾. وهو الموفق

نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ کسی کو وکیل طلاق بنا سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نابالغ لڑکے کا نکاح ایک بالغ لڑکی سے ہو گیا اب یہ لڑکی طلاق لینا چاہتی ہے اب یہ لڑکا بذات خود طلاق دے تو واقع ہوگی یا نہیں؟ یا والد کا طلاق دینا کافی ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: حافظ عبدالاکبر زریاب ہنگو......۱۹۸۷ء/۱/۲۴

الجواب: نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے اور نہ کسی کو وکیل بنا سکتا ہے اور نہ والد وغیرہ اس کی طرف سے خلع کر سکتا ہے، کما في الهندية ۱: ۳۷۶ ولا يقع طلاق الصبي وان كان يعقل﴿۳﴾ وفي ردالمحتار ۲: ۵۷۹ ثم كلامه شامل لما اذا وكل به او اجازه من الفضولي نهر﴿۴﴾ وفي الهندية ۱: ۵۲۹ اذا خالع الاب على ابنه الصغير لا يصح ولا يتوقف على اجازته﴿۵﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۴۵۶ كتاب الطلاق)

﴿۲﴾قال العلامة الشامي: وقولي لكنما القاضي به لا يقضي الخ اى لا يقضي بالضعيف من مذهبه وكذا بمذهب الغير. (شرح عقود رسم المفتي ۴۴ ولا يجوز بالضعيف العمل)

﴿۳﴾ (فتاوىٰ عالمگيريه ۱: ۳۵۳ فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه)

﴿۴﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۶ قبيل مطلب الاكراه على التوكيل بالطلاق الخ)

﴿۵﴾ (فتاوىٰ عالمگيرية ۱: ۵۰۴ قبيل الباب التاسع في الظهار)

نابالغ لڑکا اپنی بیوی یا اس کا والد اس کی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور بکر دو سگے بھائی ہیں زید نے دو لڑکیاں بکر کے دو نابالغ لڑکوں کو دے کر روبروئے گواہان ایجاب وقبول ہوگیا، زید اور بکر کا ایک تنازعہ شروع ہوا بکر زید کو کہتا تھا کہ شرعی پردے کی پابندی لازمی ہے لیکن زید شہر کے اکثر معتبرین سے پردہ نہیں کرتا تھا، کسی کو اپنا بھائی کسی کو عورت کا بھائی کہہ کر گھر میں آنا جانا ہوتا تھا جبکہ بکر شرعی پردے پر قائم تھا، زید کی ایک لڑکی بالغہ ہوئی اور شادی ہوئی لیکن پردے کی بات پھر درمیان میں آگئی اور ناراضگی نے طلاق کی صورت اختیار کر لی، پھر زید نے مطالبہ کیا کہ بکر میری چھوٹی لڑکی کو بھی طلاق دے لیکن بکر نے انکار کیا کہ "الطلاق لمن باخذ بالساق" کے مطابق میرا لڑکا ابھی نابالغ ہے طلاق نہیں دے سکتا اور نہ مجھے شرعاً حق حاصل ہے کہ میں طلاق دوں، جھگڑا ختم کرنے کی نیت سے اور فریق زید کی شورش پر بکر نے یہ تحریر لکھوائی کہ میرا چھوٹی لڑکی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں میں بیزار ہوں میرا لڑکا جوان ہوکر جیسے مرضی ہو وہ کرے شریعت کے آگے میرا سر خم ہے، زید اب اس تحریر کو ضد بازی کی بنیاد پر طلاق گردانتا ہے اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کر دینا چاہتا ہے جبکہ بکر کہتا ہے کہ جب تک میرا لڑکا بالغ ہوکر طلاق نہ دے تم کسی جگہ اس لڑکی کو مطابق فقہ حنفی نہیں دے سکتے، اصول فقہ وحدیث کی رو سے ان میں سے کس کی بات صحیح ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد تاج الدین امام مسجد کنجور کیمل پور......۱۹۶۹ء/۱۰/۱

الجواب: بکر کے بیٹے کے بغیر کوئی شخص اس لڑکی کو طلاق نہیں دے سکتا اور بکر کا لڑکا بھی اس وقت طلاق دینے کا مختار ہے جب وہ بالغ ہوجائے اس سے پہلے طلاق دینا نامنظور ہے، قال رسول اللہ ﷺ: الطلاق لمن اخذ بالساق، رواہ ابن ماجة ﴿۱﴾ وفی الھندیة ۱: ۳۷۶ یقع

﴿۱﴾ الطلاق لمن اخذ بالساق رواہ ابن ماجة: رواہ عن ابن عباس من طریق فیھا ابن لھیعة رواہ الدارقطنی ایضا من غیرھا کما فی الفتح ومراد تقویة الحدیث لان ابن لھیعة متکلم فیه فقد اختلف المحدثون فی جرحه وتوثیقه. (ردالمحتار ھامش الدر المختار ۲: ۴۶۲ قبیل مطلب فی طلاق المدھوش)

طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا وفیها ایضا لا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل انتھیٰ﴿۱﴾ قلت: والاب لیس بزوج. وھو الموفق

صحت طلاق کیلئے شوہر کا بالغ ہونا شرط ہے بخلاف بیوی کے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لڑکا کس عمر میں طلاق دے سکتا ہے؟ نیز بیوی کی بلوغت طلاق کیلئے شرط ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: صوبیدار عبدالکریم مینگورہ سوات

الجواب: صحت طلاق کیلئے خاوند کا بالغ ہونا شرط ہے، کما فی شرح التنویر: ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل (ھامش ردالمحتار ۲: ۵۷۹)﴿۲﴾ وفی الھندیة: ولا یقع طلاق الصبی (۱: ۳۷۶)﴿۳﴾ اور بلوغ احتلام یا پندرہ سال پورے ہونے سے معلوم کیا جائے گا﴿۴﴾ واضح رہے کہ صحت طلاق کیلئے بیوی کی بلوغت شرط نہیں ہے۔ وھو الموفق

بالغ شوہر کا نابالغہ کو قبل الدخول ایک طلاق دینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکا بالغ ہے اور لڑکی کم سن

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۵۳ فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع طلاقه)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۴۵۶ کتاب الطلاق)

﴿۳﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۵۳ فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع طلاقه)

﴿۴﴾ قال العلامة الحصکفی: بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والاصل ھو الانزال والجاریة بالاحتلام والحیض والحبل ولم یذکر الانزال صریحا لانه قلما یعلم منها فان لم یوجد فیھما شیئ فحتی یتم لکل منھما خمس عشرة سنة به یفتی لقصر اعمار اھل زماننا وادنی مدته له اثنتا عشرة سنة وھو االمختار کما فی احکام الصغار.

(الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۵: ۱۰۷ فصل بلوغ الغلام بالاحتلام)

بچی ہے اور اس نے اس لڑکی کو نکاح پر لیا ہے لڑکے نے غصہ کی حالت میں ایک طلاق کا لفظ منہ سے نکالا ہے اپنے رشتہ داروں کے ہاں یا ہم عمر لڑکوں کے سامنے، اس بالغ کا اس لفظ سے اس نابالغہ پر کونسی طلاق پڑ جاتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: خلیل الرحمٰن.....۶/۵/۱۹۷۴ء

الجواب: اگر یہ لڑکی غیر شادی شدہ ہو تو بینونت کی وجہ سے تجدید نکاح ضروری ہے ﴿۱﴾ اور اگر شادی شدہ ہو اور اس کے ساتھ مجامعت یا خلوت ہو چکی ہو تو مراجعت کافی ہے، جبکہ ایام عدت باقی ہوں ﴿۲﴾ ورنہ تجدید نکاح ضروری ہوگی ﴿۳﴾ صرح به فی الھندیة وردالمحتار. وھو الموفق

مدہوش اور مغلوب العقل کی طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے مدہوشی اور مغلوب العقل ہونے کی حالت میں بیوی کو دو مرتبہ کہا ہے کہ تو طلاق ہے، طلاق دیتے وقت چند گواہ بھی موجود تھے جنہوں نے حلفا کہا ہے کہ اس نے مدہوشی کی کیفیت میں طلاق دی ہے اب صورت مسئولہ میں طلاق رجعی واقع ہوگی یا بائن؟ نیز اس مدہوشی کی حالت میں تین طلاق دینے کا کیا حکم ہے؟ کتب احناف میں معتوہ کی

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: وان فرق بوصف او خبر او جمل بعطف او غیرہ بانت بالاولیٰ لا الی عدة.

(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۴۹۴ باب طلاق غیر المدخول بھا)

﴿۲﴾ وفی الھندیة: الرجعة ابقاء النکاح علی ما کان ما دامت فی العدة کذا فی التبیین.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۴۶۸ الباب السادس فی الرجعة وفی ما تحل الخ)

﴿۳﴾ قال العلامة المرغینانی: واذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجھا فی العدة وبعد انقضائھا لان حل المحلیة باق.

(ھدایة ۲: ۳۷۸ باب الرجعة کتاب الطلاق)

طلاق کو غیر موثر قرار دیا گیا ہے مذکورہ صورت میں اس آدمی کی کیفیت معتوہ کی سی تھی؟ بینوا بسند الکتاب توجروا من اللہ یوم الحساب

المستفتی: قاضی محمد مشتاق مانسہرہ

الجواب: اگر اس خاوند کا مدہوش ہونا معروف یا مبرہن ہو تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی خواہ دو ہوں یا تین، کما فی ردالمحتار ۲:۵۸۷ فلیراجع ﴿۱﴾ اور غیر مدہوش کی دو دفعہ طلاق بولنے سے دو طلاق رجعی واقع ہوتی ہیں ﴿۲﴾ قال اللہ تبارک وتعالیٰ: الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان (الآیۃ) ﴿۳﴾ لیکن بشرطیکہ اس سے قبل کوئی طلاق (اس بیوی کو) نہ دی ہو۔ وھو الموفق

مدہوش اور پاگل کی طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی چند ظاہری عادات واطوار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخبوط الحواس ہے جبکہ وہ باقاعدگی سے مزدوری کرتا ہے، چند دن پہلے اس نے اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دے دی اور اس کا بار بار اعادہ کیا، حتیٰ کہ یہاں تک کہہ دیا کہ اگر میں اپنی بیوی کو دوبارہ بیوی کی طرح بساؤں تو اپنی ماں کے ساتھ رشتہ زوجیت کے مترادف ہوگا، باوجود طلاق کے وہ بدستور

﴿۱﴾ قال العلامۃ ابن عابدین: وسئل نظما فیمن طلق زوجتہ ثلاثا فی مجلس القاضی وھو مغتاظ مدھوش فاجاب نظما ایضا بان الدھش من اقسام الجنون فلا یقع واذا کان یعتادہ بان عرف منہ الدھش مرۃ یصدق بلا برھان.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲:۴۶۳ مطلب فی طلاق المدھوش)

﴿۲﴾ قال العلامۃ الزیلعی: کقولہ انت طالق انت طالق فیقع رجعیتان اذا کانت مدخولا بھا.

(تبیین الحقائق شرح کنز ۲:۱۹۹ کتاب الطلاق)

﴿۳﴾ (سورۃ البقرۃ آیت: ۲۲۹ پارہ: ۲ رکوع: ۱۳)

بیوی کے ساتھ رہتا ہے، اگر ڈاکٹری معائنہ کے بعد اس کی دماغی خرابی کا پتہ چل جائے تو پھر اس کا کیا حکم ہے اور اگر دماغی توازن صحیح ہو تو پھر کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: شبیر حسین شاہ ہوتر تیڑھی مری راولپنڈی......۲۷/شوال ۱۳۹۹ھ

الجواب: اگر یہ شخص مدہوش یا پاگل نہ ہو﴿۱﴾ تو اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے﴿۲﴾۔ وھو الموفق

فسادِ عقل کے وقت طلاق لکھنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے بعد میں اس سے دریافت کیا گیا کہ اگر واقعی تم نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہو تو تحریر لکھو، اس نے کہا صحیح ہے، ایک بولنے والے نے اس کو مضمون بتایا اور اس نے لکھا، یعنی لکھنے والا وہ خود ہے اور بولنے والا اور آدمی ہے کہ مضمون بول رہا ہے اور وہ لکھ رہا ہے، مضمون یہ ہے:

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله والمجنون) قال فی التلویح الجنون اختلال القوة الممیزة بین الامور الحسنة والقبیحة المدرکة للعواقب بان لا تظهر آثارها وتتعطل افعالها امالنقصان جبل علیه دماغه فی اصل الخلقة واما لخروج مزاج الدماغ عن الاعتدال بسبب خلط او آفة...... (قوله والمدهوش)...... فی القاموس قال بعده او ذهب عقله من ذهل او وله بل اقتصر علی هذا فی المصباح فقال دهش دهشا...... ذهب عقله حیاء او خوفا وهذا هو المراد هنا ولذا جعله فی البحر داخلا فی المجنون الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۲، ۴۶۳ قبیل مطلب فی طلاق المدهوش)

﴿۲﴾ قال العلامة المودود الموصلی: (ویقع طلاق کل زوج عاقل بالغ مستیقظ) لقوله علیه السلام: کل طلاق واقع الا طلاق الصبی والمعتوه (اخرجه الترمذی) وفی روایة "الاطلاق الصبی والمجنون" ولایقع طلاق الصبی والمجنون لما روینا ولانهما عدیما العقل والتمییز والاهلیة بهما. (الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۶۲ کتاب الطلاق)

''میں نے اپنی بیوی مسماۃ فلانہ کو طلاق ثلاثہ دیدی ہے وہ مجھ سے مہر کا مطالبہ نہ کرے اور میں اس کے جہیز کے سامان کے ساتھ چھیڑ نہ کروں گا''۔

یہ طلاق صرف ایک ہی تحریر میں ہے اور ایک ہی وقت میں تحریر کی گئی ہے، البتہ ایک بات یہ ہے کہ یہ آدمی دماغی خرابی کی وجہ سے سولہ دن ایک بڑے ہسپتال میں داخل رہا ہے اور علاج پر تقریبا تین سو روپیہ صرف کر چکا ہے، اور ہسپتال کا سرٹیفکیٹ بھی اس کے پاس ہے، کیا یہ طلاق ہو سکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا الطاف الرحمٰن ماڑی شرقی توٹیال ہزارہ......۱۰/محرم ۱۳۹۲ھ

الجواب: اگر اس شخص نے فساد عقل کے وقت طلاق دیئے ہوں یا لکھے ہوں تو بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے ورنہ مطلقہ مغلظہ ہوگی، **فی الدر المختار: والمجنون والمعتوہ والمغمی علیہ والمدھوش مختصرا (ھامش ردالمحتار ۱:۵۸۶)﴿۱﴾. وھو الموفق**

مدہوشی اور غضب کی حالت میں طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے چرس نوشی کی جس سے شرعی نشہ نہیں ہوتا، لیکن طبیعت میں حدث اور عدم تحمل کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اسی حالت میں وہ گھر آیا جہاں بیوی سے روپیہ پیسہ کے معاملہ میں اس کا جھگڑا ہو گیا جس سے وہ سخت مشتعل ہو گیا اور دماغ چکرا گیا، اس وارفتگی کی حالت میں اس نے گھر کے سامان کو نذر آتش کیا، اور اول حلول واہی تباہی بلا قصد بکنے لگا، اسی حالت میں اس نے بیوی کو تین طلاقیں زبانی بھی دیں اور ایک شخص کے کہنے پر تحریراً بھی تین طلاقیں دیں، جب اس کے ہوش ٹھکانے لگے تو اس کو بتایا گیا کہ تم نے گھر کا سامان بھی جلا دیا ہے اور بیوی کو طلاق بھی دے چکے ہو، اب زید کو اتنا شعور ہے کہ اس نے بیوی کو بھی کچھ کہا ہے اور دوسری حرکتیں بھی کی ہیں، لیکن جو کچھ ہوا ہے عالم مدہوشی میں ہوا ہے کیا اس سے طلاق ثلاثہ واقع ہو گئی ہیں؟

﴿۱﴾ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۲:۴۶۲ مطلب فی طلاق المدھوش)

نوٹ:...... چرس نوشی کا تذکرہ سوال میں اس لئے ضروری ہے کہ یہ ایک امر واقعہ ہے اگر سوال میں اس کا تذکرہ نہ ہوتو کچھ لوگ اس کو طلاق سکران بنا رہے ہیں اس لئے سوال نامکمل رہے گا، ورنہ اصل مسئلہ تو مدہوش وغضبان کا ہے؟بینوا توجروا

المستفتی: سید فقیر ملک پشاور

الجواب: بشرط صدق زید کی بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے کیونکہ یہ الفاظ زید سے اختلال عقل کے وقت صادر ہوئے ہیں، **فی ردالمحتار ۲: ۵۸۷: فالذی ینبغی التعویل علیه فی المدهوش ونحوه اناطة الحکم بغلبة الخلل فی اقواله وافعاله الخارجة عن عادته وکذا یقال فیمن اختل عقله لکبر او لمرض او لمصیبة فاجأته فما دام فی حال غلبة الخلل فی الاقوال والافعال لا تعتبر اقواله وان کان یعلمها ویریدها لان هذه المعرفة والارادة غیر معتبرة لعدم حصولها عن ادراک صحیح** ﴿۱﴾. وهو الموفق

مار پڑنے کی وجہ سے بے ہوش ہوکر ''طلاق دے دی'' کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے والدہ کو برا بھلا کہا اور والدہ کی وجہ سے بیوی کو بھی دو تین تھپڑ مارے اور اپنے والد کو بھی گالیاں دیں والد نے غصہ ہوکر لاٹھی سے دو دفعہ اس کو مارا، پہلی لاٹھی اس کی شہہ رگ پر لگی وہ بے ہوش ہوکر گر پڑا، تیسرے آدمی نے آکر اسے اٹھا کر بٹھالیا، اس کی زبان سے تین چار دفعہ طلاق دے دی کے الفاظ نکلے، جوکہ والدین نے سنے اور دوسروں نے بھی، بعد میں لوگوں نے اسے کہا کہ تم نے کیوں بلاوجہ بیوی کو طلاق دے دی، وہ کہنے لگا کہ مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں کہ میں نے کیا کہا ہے وہ حلفیہ قرآن پر ہاتھ رکھ کر بھی کہتا ہے کہ مجھے کوئی علم نہیں، ترغیب اور تخویف کے تمام طریقے اپنائے گئے لیکن وہ پھر بھی کہتا ہے کہ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں نے کیا کہا ہے،

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۳ مطلب فی طلاق المدهوش)

والدین کہتے ہیں کہ ہاں اس نے طلاق کے الفاظ کہے ہیں اور یہ خدا ہی جانتا ہے کہ بے ہوش تھا یا نہیں، البتہ اس کی رنگت زرد پڑی ہوئی تھی، نیز مقامی طور پر جب اس کے حالات معلوم کئے گئے کہ وہ کیسا آدمی ہے کہ بددیانت، جھوٹا اور معاملات میں کیسا ہے تو علاقہ کے معزز لوگ اس کی صفائی پیش کرتے ہیں کہ نیک آدمی ہے لہٰذا طلاق واقع ہوئی یا نہ؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اقبال کنز العلوم مظفر گڑھ......۱۹۷۵ء/۹/۳

الجواب: بشرط صدق وثبوت اس شخص پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے ﴿۱﴾ لکونہ مغمیٰ علیہ وعلیٰ انہ ترک الاضافۃ الی الزوجۃ ﴿۲﴾ فلیراجع الی ردالمحتار ۲: ۵۸۶ ﴿۳﴾ والھندیۃ ۱: ۴۰۸ ﴿۴﴾. وھو الموفق

﴿۱﴾ وفی الھندیۃ: ولو زال عقلہ بالضرب او ضرب ھو علی رأسہ حتی زال عقلہ وطلق لا یقع طلاقہ کذا فی فتاویٰ قاضی خان.

(فتاویٰ عالمگیریۃ ۱: ۳۵۳ فصل فیمن یقع طلاقہ الخ)

﴿۲﴾ قال العلامۃ محمد امین: ان الصریح لا یحتاج الی النیۃ ولکن لا بد فی وقوعہ قضاء ودیانۃ من قصد اضافۃ لفظ الطلاق الیھا عالما بمعناہ ولم یصرفہ الی ما یحتملہ.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۴۶۷ مطلب ان الصریح لا یحتاج فی وقوعہ الخ)

﴿۳﴾ قال العلامۃ ابن عابدین: (قولہ المغمیٰ علیہ ای المغشی) قال فی التحریر الاغماء آفۃ فی القلب او الدماغ تعطل القوی المدرکۃ والمحرکۃ عن افعالھا مع بقاء العقل مغلوبا...... وھو فوق النوم فلزمہ مالزمہ.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۴۶۳ قبیل مطلب فی طلاق المدھوش)

﴿۴﴾ وفی الھندیۃ: ولا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم والمبرسم والمغمیٰ علیہ والمدھوش ھکذا فی فتح القدیر.

(فتاویٰ عالمگیریۃ ۱: ۳۵۳ فصل فیمن یقع طلاقہ وفیمن لا یقع طلاقہ)

مسحور شخص کی طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی کچھ مدت بعد زید نے کہا کہ مجھ پر بعض انسی شیطانوں نے طلاق دینے پر جبر کیا، اور خوف قتل کی وجہ سے میں نے طلاق دی تھی اور علاوہ ازیں مجھ پر سحر بھی کیا گیا تھا جس کی وجہ سے میرا عقل وہوش اڑ گیا تھا وہ اس طرح کہ ہمارے دروازے کے نیچے سے کچھ تعویذات دریافت ہوئے جس میں سوئی، انسانی بال، مرغی کے ناخن، کنگھی اور کچھ مٹی کاغذ وغیرہ میں تھے اس سحر کی وجہ سے میں بالکل معتوہ بن گیا تھا اور ہموم وغموم مجھ پر حاوی تھے اس دوران مجھ سے یہی طلاق کے الفاظ صادر ہوئے تھے، تو کیا مسحور اور مجنون کا ایک حکم ہے؟ اور اس صورت میں اس طلاق کا کیا مسئلہ ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا بہادر خان C/O امام خواجہ اسرار الدین کریم پورہ پشاور......۲۷/شوال ۱۳۸۹ھ

الجواب: ہمارے نزدیک طلاق مکرہ واقع ہوتی ہے، فی الدر المختار: ویقع طلاق کل زوج ولو عبدا او مکرها فان طلاقه صحیح﴿۱﴾ واما المسحور فان کان هو مغلوب العقل بحیث اختل اکثر کلامه او کل کلامه فلا یقع طلاقه، قال العلامة الشامی: فالذی ینبغی التعویل علیه فی المدهوش ونحوه اناطة الحکم بغلبة الخلل فی اقواله وافعاله الخارجة عن عادته وکذا یقال فی من اختل عقله لکبر او لمرض او لمصیبة فاجأته فما دام فی حال غلبة الخلل فی الاقوال والافعال لا تعتبر اقواله وان کان یعلمها ویریدها الخ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۶۲ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۶۶۳ مطلب فی طلاق المدهوش)

وسوسہ اور وہم میں مبتلا آدمی کی طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک سودائی (وسواسی وہمی) آدمی کو ایک آسان کام پیش آئے اور کہا کہ اگر میں یہ کام نہ کروں تو مجھ پر اپنی بیوی طلاق ہے، اب اسے اس کے کہنے نہ کہنے کا شک ہے، طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: ارشد علی خان مردان......۱۸/شعبان ۱۴۱۰ھ

الجواب: جو شخص وسواس اور وہم کی بیماری میں مبتلا ہو﴿۱﴾ اور غیر ارادی طور سے یا مشکوک طور سے اس کی زبان سے طلاق کے الفاظ سرزد ہو جائیں تو اس پر طلاق عائد نہیں ہوتی ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

وسوسہ کی صورت میں کہنا کہ ''بیوی پر منحوس الفاظ'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی نے کہا کہ میں نے فلاں گھر جانا ہے، تو میں کہتا ہوں کہ اگر گئی تو اس پر منحوس الفاظ، پھر جب اس کی والدہ کہتی ہے کہ اس نے

﴿۱﴾ عن ابی هریرة قال قال رسول اللهﷺ ان الله تجاوز عن امتی ما وسوست به صدورها ما لم تعمل به او تتکلم متفق علیه. قال الملا علی قاری: الخواطر ان کانت تدعو الی الرذائل فهی وسوسة...... ما وسوست صدورها ای ماخطر فی قلوبهم من الخواطر الردیئة...... (مالم تعمل به) ای ما دام لم یتعلق به العمل ان کان فعلیا، (او تتکلم به) ای ما لم یتکلم به ان کان قولیا کذا فی الازهار الخ.

(مرقاة المفاتیح شرح المشکواة ۱:۲۳۸ باب فی الوسوسة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: علم انه حلف ولم یدر بطلاق او غیره لغا کما لو شک اطلق ام لا ولو شک اطلق واحدة او اکثر بنی علی الاقل.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲:۴۹۲ قبیل باب طلاق غیر المدخول بها)

جاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر گئی تو اس پر منحوس الفاظ، اب ان الفاظ کہنے میں مجھے آواز کا پتہ نہیں مگر منہ اور زبان ہلتی ہے پھر اس دوران میرے دماغ میں خلل پڑ جاتا ہے کہ آواز نکلی ہے یا نہیں تو میں اس طرح منہ اور زبان ہلاتا ہوں اور کئی دفعہ دہرانے کی نیت نہیں کرتا، وغیرہ وغیرہ، میں چونکہ وہم کی بیماری کا مریض ہوں اس صورت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: ماسٹر محمد حسین چکوال جہلم

الجواب صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، لعدم الرکن وھو اللفظ ولکون الزوج موسوسا ﴿۱﴾ فلیراجع الی ردالمحتار ۲:۵۷۸﴿۲﴾ و ۲:۵۸۷﴿۳﴾. وھوالموفق

﴿۱﴾ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تجاوز عنی امتی ما وسوست بہ صدورھا مالم تعمل بہ او تتکلم متفق علیہ. قال الملا علی بن سلطان محمد القاری: (مالم تعمل بہ) ای مادام لم یتعلق بہ العمل ان کان فعلیا (او تتکلم) بہ ای مالم یتکلم بہ ان کان قولیا کذا فی الازھار.

(مرقاۃ المفاتیح شرح المشکواۃ ۱:۲۳۸ باب فی الوسوسۃ)

وقال العلامۃ ابن عابدین: وعن اللیث لا یجوز طلاق الموسوس قال یعنی المغلوب فی عقلہ وعن الحاکم ھو المصاب فی عقلہ اذا تکلم یتکلم بغیر نظام کذا فی المغرب.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۳:۳۱۲ باب المرتد)

﴿۲﴾قال العلامۃ ابن عابدین: (قولہ ورکنہ لفظ مخصوص) ھو ما جعل دلالۃ علی معنی الطلاق من صریح او کنایۃ فخرج الفسوخ علی ما مر واراد اللفظ ولو حکما لیدخل الکتابۃ المستبینۃ. (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲:۴۵۳ کتاب الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامۃ محمد امین: وعرفہ فی التحریر بما یثبت حکمہ الشرعی بلا نیۃ واراد بھااللفظ او ما یقوم مقامہ...... لان رکن الطلاق اللفظ او ما یقوم مقامہ مما ذکر کما مر.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲:۴۶۵ باب الصریح)

مرض سرسام میں دی گئی طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کو سرسام کا مرض لاحق ہوا ہے بعض اوقات اس پر دیوانوں کی سی حرکات کی کیفیت آجاتی ہے بے ہودہ اور بے ربط باتیں کرتا رہتا ہے کیا اس شخص کی طلاق واقع ہوجاتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: گل زمین بنوں......۱۹۷۸ء/۳/۲۹

الجواب: اگر یہ مرض اختلال عقل کی حد تک پہنچا ہو﴿۱﴾ اور اس صورت میں یعنی اختلال عقل کے وقت اس سے طلاق صادر ہوئی ہو تو طلاق واقع نہیں ہوتی، فی شرح التنویر: والمبرسم من البرسام بالکسر علة کالجنون﴿۲﴾ البتہ متوازن کلام کرنے والے کو مجنون قرار دینا نا قابل تسلیم ہے۔وھو الموفق

مالیخولیا میں مبتلا شخص کی طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو حافظ قرآن اور حکیم حاذق ہے عرصہ ڈیڑھ سال سے بلاوجہ اس پر خوف وہراس کا غلبہ ہے اور ہر شخص کو مشکوک خیال کرتا ہے کہ شاید یہ مخالف ہے اس سے میری جان کو خطرہ ہے حالانکہ کسی شخص سے ذاتی مخالفت نہیں لیکن یہ احساسات ہر وقت دماغ پر مسلط رہتے ہیں، کسی رشتہ دار پر اعتماد نہیں کرتا، اس کی ساس بیمار تھی جب اس نے دیکھا تو

﴿۱﴾ قال الجغمینی: السرسام...... دموی وصفراوی، اما الدموی فعلامته حمرة الوجه وعظم النبض وحمرة لون البول واختلاط العقل والسهر...... واما الصفراوی فعلامته صفرة الوجه وسواد اللسان وحدة النبض ونارية البول والحمی الحادة وشدة العطش واختلاط العقل والسهر والهذیان. (قانونچه (طب) ۱۲۰ الفصل الثانی فی السرسام)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۶۲ قبیل مطلب فی طلاق المدهوش)

کہنا شروع کیا کہ یہ بیمار نہیں بلکہ اپنی لڑکی مجھ سے چھڑانے کا منصوبہ بنا رکھا ہے حالانکہ مرض اتنا شدید تھا کہ اس مرض میں فوت ہوگئی پھر بیوی کے متعلق یہ کہنا شروع کیا کہ مجھ سے طلاق لینا چاہتی ہے حالانکہ بیس سال میں ان میں سے کسی کو طلاق کا تصور تک بھی نہیں رہا ہے بالآخر اس شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دے دی کچھ دنوں بعد طلاق مغلظہ دے دی، شخص مذکور کا اصرار ہے کہ میں اس گاؤں سے کسی اور جگہ منتقل ہو جاؤں کیونکہ گاؤں والے لوگ اس کے مخالف ہیں حالانکہ یہ خاندان عرصہ پینتالیس سال سے اس گاؤں میں رہائش پذیر ہے اور گاؤں کے تمام لوگ اس کو دل وجان سے چاہتے ہیں اس دوران میں اس شخص نے نماز پڑھانی (امامت) بھی چھوڑ دی مگر خود اپنی نماز با قاعدہ پڑھتا ہے بلکہ جمعہ میں تقریر بھی کرتا ہے اور لوگوں سے کلام بھی صحیح کرتا ہے مگر اس کے باوجود دشمنوں سے جان کا خطرہ محسوس کرتا ہے جب دشمن کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو صرف یہ کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں، اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ کیفیات کی روشنی میں طلاق نافذ ہوگی یا نہیں جبکہ ڈاکٹر نے اسے مجنون قرار دیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی عبدالغفور قاضی محمد حمید فضلی مانسہرہ ہزارہ

الجواب: بلاشک مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے ﴿۱﴾ لیکن باوجود متوازن کلام کرنے والے شخص کو مجنون قرار دینا ناقابل تسلیم ہے ﴿۲﴾ البتہ یہ شخص مالیخولیا اور سودا میں گرفتار معلوم ہوتا ہے لیکن

﴿۱﴾ قال العلامة صدر الشريعة: لا طلاق صبی ومجنون ونائم.

(شرح الوقاية ۲: ۷۱ باب ایقاع الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: الجنون اختلال القوة المميزة بين الامور الحسنة والقبيحة المدركة للعواقب بان لا تظهر آثارها وتتعطل افعالها اما لنقصان جبل عليه دماغه فی اصل الخلقة واما لخروج مزاج الدماغ عن الاعتدال بسبب خلط او آفة واما لاستيلاء الشيطان عليه والقاء الخيالات الفاسدة اليه بحيث يفرح ويفزع من غير ما يصلح سببا.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۲ قبيل مطلب فی طلاق المدهوش)

مالیخولیا کو جنون میں داخل کرنا مطلقاً غیر صحیح ہے﴿۱﴾لہٰذا یہ طلاق نافذ ہے۔ وھو الموفق

حالت نیند میں طلاق دینا معتبر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نیند کے دوران باتیں کرتا ہے ایک دفعہ اس نے نیند کے دوران (جب کہ وہ گہرا سویا ہوا تھا) اچانک باتیں شروع کیں اور کہنے لگا کہ فلاں (بیوی) کو طلاق طلاق طلاق ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: سید کمال صنوبر کلے مردان......۱۹۷۷ء/۳/۲۶

الجواب: نیند کی حالت میں طلاق کے الفاظ بولنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی جس طرح کہ دوسری باتیں لغو ہوتی ہے طلاق بھی لغو ہوگی، فی الدر المختار: والنائم لانتفاء الارادة﴿۲﴾. وھو الموفق

نشہ، غصہ اور جبر کی صورت میں طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل کے بارے میں کہ (۱) نشہ کی حالت میں طلاق کا کیا حکم

﴿۱﴾ ڈاکٹر کیپٹن اختر از لکھتے ہیں: مالی خولیا کا مریض بالکل ے نیا کے مریض کی ضد ہوتا ہے چپکا پڑا رہتا ہے، بہت کم باتیں کرتا ہے کھانا پینا بھی کم کر دیتا ہے یا بعض اوقات بالکل ہی چھوڑ دیتا ہے بھوک ختم ہو جاتی ہے، بھوک پیاس، رفع حاجت، نہانے دھونے یا کپڑے بدلنے کا دنوں تک خیال نہیں آتا سست پڑا رہتا ہے پریشانی کی باتیں کرتا ہے اور بات بات پر رونے لگتا ہے اپنے آپ کو گنہگار سمجھتا ہے اور خودکشی پر آمادہ رہتا ہے، ے نیا اور ڈی پریشن (مالی خولیا) دراصل ایک ہی مرض کی دو حالتیں ہیں جو کہ آپس میں بدلتی رہتی ہیں یہ بیماری ایک سائی کوسز کی قسم ہے جسے مینک ڈیسپر یسو سائی کوسز کہا جاتا ہے۔ (ایلو پیتھک پریکٹس آف میڈیسن ۳۱۳ مالی خولیا یعنی ڈی پریشن)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۴۶۳ مطلب فی طلاق المدھوش)

ہے؟(۲) غصہ کی حالت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ (۳) جبری طور پر طلاق لینے کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا شوکت علی اسماعیلہ مردان......۲۹/صفر ۱۴۰۲ھ

الجواب: (۱) نشہ کی حالت میں طلاق واقع اور نافذ ہے تغلیظاً (شامیہ) ﴿۱﴾۔ (۲) غیر معمولی غصہ کی حالت میں (جبکہ اس شخص کا اس حالت میں تمام یا اکثر کلام بے ہودہ ہو جاتا ہے اور یا غیر ارادی طور سے اس کے زبان سے کلام صادر ہوتا ہو) طلاق واقع نہیں ہوتی (شامی) ﴿۲﴾۔ (۳) جبری طور سے طلاق واقع اور نافذ ہوتی ہے ﴿۳﴾۔ وھو الموفق

نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی بازار سے گاؤں آیا اور چرس پی لی، دریں اثنا پڑوس کی ایک عورت اور مردان کے گھر لونڈی مانگنے آئے گھر کی عورت نے لونڈی دے

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: او سکران ولو بنبیذ او حشیش او افیون او بنج زجراً به یفتیٰ.
(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۴۶۰ مطلب فی تعریف السکران وحکمه)

﴿۲﴾ قال العلامة الشامی: فالذی ینبغی التعویل علیه فی المدھوش ونحوه اناطة الحکم بغلبة الخلل فی اقواله وافعاله الخارجة عن عادته وکذا یقال فیمن اختل عقله لکبر او لمرض او لمصیبة فاجأته فما دام فی حال غلبة الخلل فی الاقوال والافعال لا تعتبر اقواله وان کان یعلمها ویریدھا لان ھذه المعرفة والارادة غیر معتبرة لعدم حصولها عن ادراک صحیح کما لا تعتبر من الصبی العاقل.
(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۴۶۳ مطلب فی طلاق المدھوش)

﴿۳﴾ وفی الھندیة: یقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلاسواء کان حرا او عبدا طائعا او مکرھا کذا فی الجوھرة النیرة.
(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۵۳ فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع طلاقه)

دی اس وقت باہر سے آنے والے آدمی نشے نے میں دھت ہوکر اپنی عورت کوخوب مارا کیونکہ دوسری عورت کے ساتھ گھر سے باہر مرد کو دیکھ کر اسے خیال آیا کہ شائد وہ اس کی بیوی سے خراب تعلقات رکھتے ہیں، بیوی کو مارنے کے بعد طلاق دے دی اس کے بعد گھر سے اس آدمی کے پاس چلا گیا جو دوسری عورت کے ساتھ لونڈی مانگنے ان کے گھر سے باہر کھڑا تھا، اسے کہا چونکہ تمہارے میری بیوی کے ساتھ خراب تعلقات تھے اس لئے میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، لہٰذا اسے اپنے گھر لاؤ اور مجھے اس کے بدلے میں اپنی بہن دے دو، بعد میں جب چرس کا نشہ جاتا رہا تو اس نے قرآن اٹھا کر لوگوں کو کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے جب کہ موقع پر جب وہ طلاق دے رہا تھا اس آدمی کی بیوی کی ماں موجود تھی جو کہ وہ خود بھی گواہ ہے کہ میری بیٹی کو طلاق دی ہے، اب عرض یہ ہے کہ کیا نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ مسئلہ مذکورہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد رفیق......۱۹۷۴ء/۲/۲۰

الجواب: بظاہر اس شخص پر بیوی مطلقہ ہوئی ہے، لما فی الدر المختار: او سکران ولو بنبیذ او حشیش الخ﴿۱﴾ وبمعناه فی جمیع الفتاویٰ﴿۲﴾. وهو الموفق

نشہ کی حالت میں ''تجھے چھوڑا ہے'' تین دفعہ کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص چرس کو بطور نشہ پیتا ہے

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۵۹ مطلب فی تعریف السکران وحکمه)

﴿۲﴾ وفی الهندية: وطلاق السكران واقع اذا سكر من الخمر او النبيذ وهو مذهب اصحابنا كذا فی المحيط...... ومن سكر من البنج يقع طلاقه ويحد لفشو هذا الفعل بين الناس وعليه الفتویٰ فی زماننا كذا فی جواهر الاخلاطی.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۵۳ فصل فيمن يقع طلاق وفيمن لا يقع طلاقه)

حسب عادت چرس پی لی جس کی وجہ سے اس کے دماغ پر برا اثر ہوا اس نے آ کر نوکر کو بھی مارا پیٹا، جب گھر گیا تو بیوی کے ساتھ جھگڑا شروع کیا مارا بھی، والدہ نے آ کر چھڑانے کی کوشش کی اسے بھی مارا اس وقت گھر میں صرف عورتیں موجود تھیں، اب عورتیں کہتی ہیں کہ اس نے بیوی کو تین دفعہ کہا کہ تجھے چھوڑا ہے چھوڑا ہے چھوڑا ہے جبکہ یہ شخص قسمیہ کہتا ہے کہ مجھے کوئی علم نہیں، اب طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: الطاف حسن خان.....۱۴۰۴ھ/۱۱/۹

الجواب صورت مسئولہ میں تجدید نکاح کافی ہے، کیونکہ ''چھوڑا ہے'' محاورہ میں طلاق اور غیر طلاق دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے، فیکون من الکنایات ویکون الواقع به بائنا والاصل ان البائن لا یلحق البائن ﴿۱﴾ وحکم البائن الواحد تجدید النکاح ﴿۲﴾ اور اگر اس لفظ کو صریح مانا جائے تو چونکہ اہل عرف اس کو قطع نکاح اور بینونت کے ارادہ سے بولتے ہیں لہٰذا اس صریح سے بھی بائن واقع ہوگی، کما حققه العلامة الشامی فی ردالمحتار ۲: ۶۳۹ فی اوائل الکنایات ﴿۳، ۴﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: وعلی المشهور لا یلحق البائن البائن. (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۱۰ باب الکنایات)

﴿۲﴾ قال فی شرح التنویر: وینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالاجماع ومنع غیره فیها لاشتباه النسب. (شرح التنویر علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۸۲ مطلب فی العقد علی المبانة)

﴿۳﴾ قال العلامة محمد امین: او حلال الله علیه حرام لا حاجة الی النیة وهو الصحیح المفتی به للعرف وانه یقع به البائن لانه المتعارف لم فرق بینه وبین سرحتک فان سرحتک کنایة لکنه فی عرف الفرس غلب استعماله فی الصریح فاذا قال رها کردم ای سرحتک یقع به الرجعی مع ان اصله کنایة ایضا...... والحاصل ان المتأخرین خالفوا المتقدمین فی وقوع البائن بالحرام بلا نیة حتی لا یصدق اذا قال لم انو لاجل العرف الحادث فی زمان المتأخرین فیتوقف الآن وقوع البائن به علی وجود العرف کما فی زمانهم واما اذا تعورف استعماله فی مجرد الطلاق لا بقید کونه بائنا یتعین وقوع الرجعی به کما فی فارسیة سرحتک...... وکونه التحقق بالصریح للعرف لا ینافی وقوع البائن به فان الصریح قد یقع به البائن کتطلیقة شدیدة الخ. (فتاویٰ شامیة ۲: ۵۰۴ قبیل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا)

﴿۴﴾ وقد رأیت علی هامش نسخة الشامیة حیث کتب......(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

نشہ کی حالت میں طلاق اور بیوی کا تین طلاق کا دعویٰ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے چرس پی کر نشے کی حالت میں گھر آکر سوتیلی ماں سے جھگڑا کیا، اسی دوران اس کی بیوی آ گئی بیوی کے بیان کے مطابق اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو میرے والد کے گھر آ گئی تو تو مجھ پر تین شرطوں سے طلاق ہے، مرد کا بیان یہ ہے کہ میں نے شرطیں یاد نہیں کی ہیں بلکہ صرف اتنا کہا ہے کہ اگر تو میرے والد کے گھر چلی گئی تو تو مجھ پر طلاق ہے، اب چونکہ بیوی والد کے گھر چلی گئی محلہ کے لوگ جھگڑا سن کر آ گئے تھے وہ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے تین دفعہ سے بھی زائد کہے ہیں اب بیوی اور شوہر کے بیان میں فرق ہے اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالحیٔ.....۱۹۷۴ء/۳/۲۵

الجواب: اگر بیوی کو جزوی طور سے یاد ہو کہ خاوند نے تین طلاقیں دی ہیں تو اس کیلئے خاوند کے پاس رہنا جائز نہیں ہے، کما یدل علیه ما فی الهندیة ۵: ۳۴۶﴿۱﴾ لان طلاق

(بقیہ حاشیہ) سیدی وشیخی ومولائی المحدث الکبیر والفقیه النبیل المفتی الاعظم العارف بالله مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتهم بقلمه: فقال: اعلم ان قول السلیمانیین (پٹھان) "پرے مے خودہ" ای ترکتها ومثله کنایة فی العربیة کذا فی السلیمانیة لانه یستعمل شائعا فی غیر الطلاق ویراد به الطلاق عند القرائن الخارجیة فالظاهر انه کنایة فی السلیمانیة ایضا فاذا کرره فیقع به الواحدة لان البائن لا یلحق البائن ولو سلم انه صریح فالمتعارف به وقوع البائن لانهم یقصدون ذلک فافهم. (من افادات حضرت مفتی اعظم دامت برکاتهم)

﴿۱﴾ وفی الهندیة: وکذلک ان سمعت انه طلقها ثلاثا وجحد الزوج ذلک وحلف فردها علیه القاضی لم یسعها المقام معه وینبغی لها ان تفتدی بما لها او تهرب منه وان لم تقدر علی ذلک قتلته. (فتاویٰ عالمگیریة ۵: ۳۱۳ الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات)

السکران واقع﴿۱﴾. وهو الموفق

نشہ کی حالت میں طلاق اور عدد طلاق میں شک کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے نشہ کی حالت میں عورت کو طلاق دے دی، دو آدمی اس کے مسلوب العقل ہونے کی گواہی دیتے ہیں پھر اس نے نشہ کرنا چھوڑ دیا دو سال بعد اس نے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے از روئے شرع اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: امیر محمد ہرنائی بلوچستان......۱۹۷۹ء/۷/۱۹

الجواب: نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوتی ہے، کما فی طلاق شرح التنویر﴿۲﴾ وغیرہ﴿۳﴾ البتہ عدد میں شک کی وجہ سے تغلیظ کا حکم نافذ نہ ہوگا، ایک طلاق واقع ہوگی، کما فی الهندیة ۱ :۳٦۳ اذا شک فی انه طلق واحدة او ثلثا فهی واحدة حتی یستیقن او یکون اکبر ظنه علی خلافه﴿۴﴾. وهو الموفق

بیوی کو تین طلاق تعلیقی دیئے پھر نشہ کی حالت میں طلاق کا اقرار کیا اس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اپنی بیوی کو دو دن پہلے کہا

﴿۱﴾ قال العلامة ابن الهمام: وطلاق السکران واقع.
(فتح القدیر ۳: ۳۴۵ فصل ویقع طلاق کل زوج الخ)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: او سکران ولو بنبیذ او حشیش او افیون او بنج زجرا به یفتی.
(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴٦۰ مطلب فی تعریف السکران)

﴿۳﴾ وفی الهندیة: ومن سکر من البنج یقع طلاقه ویحد لفشو هذا الفعل بین الناس وعلیه الفتویٰ فی زماننا کذا فی جواهر الاخلاطی.
(فتاویٰ عالمگیریة ۱ :۳۵۳ فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع)

﴿۴﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱ :۳٦۳ مطلب اذا شک انه مطلق واحدة او ثلاثا)

تھا کہ اگر تو خاموش نہ ہوئی تو میں تم کو تین طلاق سے چھوڑ دوں گا، اس کے بعد میری بیوی رونے لگی اتنے میں میری بڑی بہن حویلی میں داخل ہوئی، میں گھر سے نکل گیا جب شام کو گھر آیا بیوی گھر میں نہ تھی، اس وقت میں نشہ میں تھا، اس کے بعد مجھے مولوی صاحب کے پاس لے جایا گیا حالت نشہ میں، میں نے مولوی صاحب کو بیان دیا جس پر مولوی صاحب نے تین طلاق مغلظہ کا حکم جاری کیا اب میں حلفیہ بیان دے رہا ہوں کہ میں نے صرف بالا کلمات استعمال کئے تھے کیا اس سے واقعی طلاق مغلظہ پڑگئی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: ابوالخیر عبدالقدوس خطیب جامع مسجد ڈی آئی خان......۹/ رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت اس خاوند پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے کیونکہ اس نے تعلیق بالشرط کی ہے، تنجیز نہیں کی ہے، والاصل ان المعلق بالشرط یجب ثبوته عند ثبوت شرطه لاقبله﴿۱﴾ والاقرار بالطلاق وبالاطلاق، فان الاول راجع قضاء و دیانة عند الشامی والثانی یعتبر قضاء لا دیانة کما صرحوا به فی الاقرار بالطلاق هاذلا او کاذبا﴿۲﴾ فالظاهر ان السکر لا یفوق الهزل فافهم ولا تعجل فی الرد والقبول فانی لم اجد التصریح به. وهو الموفق

﴿۱﴾قال العلامة الآتاسی: المعلق بالشرط یجب ثبوته عند ثبوت الشرط.
(شرح المجلة للآتاسی ۱: ۲۳۲ ماده: ۸۲)

﴿۲﴾ قال العلامة محمد امین: (قوله او هازلا) ای فیقع قضاء ودیانة کما یذکره الشارح وبه صرح فی الخلاصة معللا بانه مکابر باللفظ فیستحق التغلیظ وکذا فی البزازیة واما ما فی اکراه الخانیة لو اکره علی ان یقر بالطلاق فاقر لا یقع کما لو اقربالطلاق هازلا او کاذبا فقال فی البحر ان مراده لعدم الوقوع فی المشبه به عدمه دیانة ثم نقل عن البزازیة والقنیة لو اراد به الخبر عن الماضی کذبا لا یقع دیانة وان اشهد قبل ذلک لا یقع قضاء ایضا، ویمکن حمل ما فی الخانیة علی ما اذا اشهد علی انه یقربالطلاق هازل......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ) ثم لا یخفی ان ما مر عن الخلاصة انما هو فیما لو انشأ الطلاق هازلا وما فی الخانیة فیما لو اقر به هازلا فلا منافاة بینهما قال فی التلویح وکما انه یبطل الاقرار بالطلاق والعتاق مکرها کذلک یبطل الاقرار بهما هازلا لان الهزل دلیل الکذب کالاکراه حتی لو اجاز ذلک لم یجز لان الاجازة انما تلحق سببا منعقدا یحتمل الصحة والبطلان و بالاجازة لا یصیر الکذب صدقا وهذا بخلاف انشاء الطلاق والعتاق ونحوهما مما لا یحتمل الفسخ فانه لا اثر فیه للهزل.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۵۹ قبیل مطلب فی تعریف السکران وحکمه)

باب ما لا یقع به الطلاق

معصیت سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ مشہور ہے کہ جب کوئی عورت صرف ایک آدھا گانا بھی گاوے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالحمید ہائی سکول لدھا وزیرستان......۲۴/ شعبان ۱۳۹۵ھ

الجواب: معصیت سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا، والمسئلة من الواضحات ﴿۱﴾. وهو الموفق

''اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں'' یہ انشاء طلاق نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص پردیس میں ہے اس نے اپنے والد کو لکھا کہ میں اپنی زوجہ کو طلاق دینا چاہتا ہوں لیکن والد نے طلاق کی یہ بات بہو کو نہیں بتائی، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: حاجی فضل شاہ کرم ایجنسی......۱۹۷۶ء/۹/۱

﴿۱﴾ قال العلامة محمد عبد العزيز الفرهاري: ان الكبيرة التى هى غير الكفر لا تخرج العبد المؤمن من الايمان لبقاء التصديق الذى هو حقيقة الايمان...... ان حقيقة الايمان هو التصديق القلبى فلا يخرج العبد المؤمن عن الاتصاف به الا بما ينافيه وهو التكذيب.

(النبراس شرح شرح العقائد ٢٢٦ بحث الكبيرة لا تخرج عن الايمان)

الجواب: یہ الفاظ انشاء طلاق کے الفاظ نہیں ہیں ﴿۱﴾ اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی خواہ زوجہ کو پہنچائے جائیں یا نہ پہنچائے جائیں۔ وھو الموفق

بیوی کو زدوکوب کرنے اور غیر محرم کے ساتھ اکیلی چھوڑنے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کی شادی کے تقریباً چھ ماہ ہو گئے ہیں دونوں کے درمیان فساد اور ناچاقی شروع ہوگئی، ایک دن شوہر نے اپنی بیوی کو بہت زیادہ مارا پھر اس پر بھی بس نہیں کیا بلکہ ہمہ روز زدوکوب کرتا رہا، ایک دن ایک غیر محرم آدمی کو بلا کر اکیلے اندر اپنی بیوی کے ہمراہ چھوڑا، اس نے بھی اس کی بیوی کو مارا اور اس کے کپڑے اتار کر اس کی بے حرمتی کی، کیا اس قسم حالات سے طلاق واقع نہیں ہوتی کہ غیر محرم کے ساتھ اکیلی چھوڑی؟ بینوا توجروا

المستفتی: صوفی قائم دین راولپنڈی......۱۹۷۳ء/۲/۱۴

الجواب: بشرط صدق مستفتی یہ خاوند ظالم اور بے غیرت ہے ﴿۲﴾ اس کیلئے ضروری ہے کہ امساک بالمعروف یا تسریح بالاحسان کرے ﴿۳﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامۃ الحصکفی: ورکنہ لفظ مخصوص، قال ابن عابدین: ھو ما جعل دلالۃ علی معنی الطلاق من صریح او کنایۃ...... واراد اللفظ ولو حکما.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲:۴۵۳ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامۃ ابن عابدین: (قولہ یا قرطبان مرادف دیوث) قال الزیلعی ھو الذی یری مع امرأتہ او محرمہ رجلا فیدعہ خالیا بھا وقیل ھو المتسبب للجمع بین الثنین لمعنی غیر ممدوح وقیل ھو الذی یبعث امرأتہ مع غلام بالغ او مع مزارعہ الی الضیعۃ او یأذن لھما بالدخول علیھا فی غیبتہ. (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۳:۲۰۲ قبیل فروع باب التعزیر)

﴿۳﴾ قال اللہ تبارک وتعالیٰ: الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان.

(سورۃ البقرۃ پارہ:۲ رکوع:۱۳ آیت:۲۲۹)

طلاق رجعی میں عدت گزرنے کے بعد طلاق واقع نہیں ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دی عدت ختم ہونے کے بعد اس کے ساتھ نکاح کرلیا، عرصہ بعد دوران گفتگو اس کی بیوی کے منہ سے نکلا کہ فلاں بزرگ میرا خدا ہے، اس کہنے کے چھ مہینے بعد زید نے احتیاطاً تجدید نکاح کرلیا، حالات اچھے نہ ہونے کی وجہ سے زید نے اس کو دوبارہ طلاق رجعی دے دی لڑکی ماں کے گھر چلی گئی اور عدت بھی گزر گئی، اس کے بعد لڑکی والوں نے جب دوبارہ نکاح کا تقاضا کیا تو زید نے ان کے اس مطالبہ پر اس لڑکی کو تین طلاقیں اور دے دیں، اب لڑکی والے کہتے ہیں کہ یہ تین طلاق عدت کے بعد واقع ہوئی ہیں اس لئے یہ لغو ہوگئیں، زید کی بیوی مغلظہ نہیں ہوئی ہے، لڑکے والے کہتے ہیں کہ دو رجعی طلاق پہلے پڑگئیں تھیں تین اور مزید پڑگئیں، اس لئے نکاح بغیر حلالہ کے جائز نہیں ہوگا، اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد عبداللہ ادارہ تعلیم القرآن باغ محلہ جہلم شہر......۱۹۷۰ء/۴/۴

الجواب: بشرط صدق یہ عورت مطلقہ مغلظہ نہیں ہے کیونکہ یہ تین طلاق جو کہ یکمشت دی گئیں ہیں عدت کے گزرنے کی وجہ سے نامنظور ہیں، لہٰذا صورت مسئولہ میں بیوی کی رضامندی سے تجدید نکاح جائز اور کافی ہے، لانہ یشترط لصحۃ النکاح او العدۃ فقط، قال فی الدر المختار مع ردالمحتار: ومحلہ المنکوحۃ ای ولو معتدۃ عن طلاق رجعی الخ﴿۱﴾. وھو الموفق

زوجہ کو خوف زدہ کرنے کیلئے طلاق کا نوٹس لکھوانے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے گھریلو نا چاقی کی وجہ سے زوجہ کو خوف زدہ کرنے کیلئے فوری طور پر کچہری جا کر عرائض نویس کو کہا کہ میری زوجہ کو طلاق کا نوٹس لکھدو،

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۵۲ مطلب طلاق الدور)

عرائض نویس نے نوٹس طلاق سہ بار شرع محمدی لکھ دیا، فی الوقت زید نے بھی بغیر پڑھے نوٹس پر دستخط کر دیے، زید نے حالت حمل میں نوٹس دیا، اس کے بعد دوسرا نوٹس نہیں دیا ہے، کیا زید میعاد کے اندر رجوع کر سکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلام جان کیمل پور......۱۹۸۳ء/۱۰/۹

الجواب: اگر خاوند نے یہ الفاظ ''طلاق سہ بار شرع محمدی'' نہ لکھے ہوں نہ لکھوائے ہوں اور نہ اس نے اس تحریر کو پڑھا ہو اور یا شوہر کا یہ زعم اور خیال ہو کہ بیوی کی وصولی کے بعد یہ طلاق موثر ہوں گے، تو ان صورتوں میں یہ خاوند عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے، ونظیرہ ما فی الھندیۃ: ۳:۲۶۹ رجل قال لغیرہ طلق امرأتی فطلقھا الوکیل ثلاثا فان کان الزوج نوی الثلاث یقع الثلاث والا لم یقع شیئ فی قول ابی حنیفۃ وفی قول صاحبیہ تقع واحدۃ﴿۱﴾. وھو الموفق

طلاق نامہ لکھواتے وقت ارادہ طلاق تبدیل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کر لیا اس غرض سے کچہری چلا گیا اور سٹامپ نویس کو طلاق نامہ لکھنے کا کہا، اس نے لکھنا شروع کر دیا مگر اس وقت اس کا ارادہ تبدیل ہوا اور خط دیکھنے سے منہ پھیر دیا، بہر حال اس نے طلاق ثلاثہ لکھ دیئے اس نے سٹامپ نویس کو کہا کہ میں ایسا نہیں کرتا، سٹامپ نویس نے اسے کہا کہ دستخط کر واور جب تک یہ بیوی کو وصول نہ ہو طلاق واقع نہیں ہوتی اس نے دستخط کر دی، کیا طلاق ثلاثہ واقع ہوئی ہیں جبکہ بیوی کو یہ نہیں دیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: گل شمروز چترال......۱۹۸۶/۸/۱۱

الجواب: صورت مسئولہ میں تجدید نکاح کافی ہے کیونکہ اس خاوند نے طلاق لکھواتے وقت

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریۃ ۳: ۱۱۶ الفصل الثانی فی الوکالۃ بالطلاق والخلع)

طلاق دینے کا ارادہ منقطع کیا تھا، نیز اس نے اپنے زعم میں طلاق کے موثر ہونے کو بیوی کو وصول ہونے پر موقوف کیا تھا۔ وھو الموفق

بیوی کا یہ کہنا کہ تیری بیوی نہیں ہوں موجب طلاق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ خاوند بیوی کو کہہ دے کہ مجھے یہ چیز دے دو بیوی انکار کرے، خاوند پیار کے لہجے میں کہے کہ کیا تو میری پیاری بیوی نہیں؟ بیوی کہہ دے کہ پیاری تو چھوڑ تیری بیوی نہیں ہوں، اس سے کونسی طلاق واقع ہوتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عزیز الرحمٰن رابغ سعودی عرب......۵/ ۷/ ۱۴۰۱ھ

الجواب: بیوی کا یہ کلام (خوش طبعی کے طور سے) کہ میں تیری بیوی نہیں ہوں ضرر رسان نہیں ہے اگر چہ یہ کلام جھوٹ ہے یا ہزل، اگر ارادہ طلاق سے کہے تب بھی طلاق نہیں ہے، لحدیث الطلاق لمن اخذ بالساق (ابن ماجة)﴿۱﴾. وھو الموفق

شک کی صورت میں تعلیق طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ نے ایک کام کرنے کا مکمل ارادہ کیا تھا مگر نا کام ہوا، اب شک میں ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ میں نے اس کے ساتھ یہ کہا ہو کہ اگر یہ کام مکمل نہ کیا تو مجھ پر بیوی طلاق ہے کیا شک کے ساتھ طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: الف، س، ع، گوجر گڑھی مردان......۱۶/ رمضان ۱۴۰۹ھ

الجواب: شک کی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی ہے (حموی) ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ (سنن ابن ماجة ۱۵۱ باب طلاق العبد)

﴿۲﴾ قال العلامة الحموی: فحلفه باطل ای فلا شيئ علیه قیل اما الطلاق والعتاق فانهما لا یقعان بالشک. (غمز عیون البصائر علی الاشباه ۱:۱۹۸ القاعدة الثالثة)

شک سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی اس کلام میں مشکوک ہے کہ میں نے انت طالق یا طلقتھا پر تلفظ کیا ہے یا نہیں، جیسا کہ آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے ذہن میں کسی واقعہ کا تصور آجائے پھر اس کو خطرہ آجائے کہ ایسا نہ ہو کہ میں نے اس واقعہ پر تلفظ کیا ہو اور اس کو نماز فاسد ہونے کا خطرہ آجائے، اور اس آدمی کو یہ شک نماز میں عارض ہوا ہو یا بغیر نماز کے، اب طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا عبدالرشید حقانی ڈیرہ اسماعیل خان

الجواب: چونکہ نکاح یقیناً موجود ہے لیکن طلاق میں شک واقع ہوا ہے لہٰذا اس امر مشکوک سے امر متیقن زائل نہ ہوگا ﴿۱﴾ قال فی الاشباہ والنظائر القاعدۃ الثالثۃ: القین لا یزول بالشک ﴿۲﴾. وھو الموفق

باپ نابالغ بیٹے کی بیوی کو طلاق نہیں کرسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر باپ اپنے نابالغ بیٹے کی طرف سے اس کی بیوی کو طلاق دے دے تو یہ طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ جس طرح نکاح میں نابالغ اولاد کیلئے باپ کی ولایت صحیح ہوتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالودود معلم دینیات پائمال شریف ہزارہ......۱۹۷۲ء/۸/۲۰

﴿۱﴾ قال العلامۃ ابن نجیم: ومنھا شک ھل طلق ام لا؟ لم یقع، شک انہ طلق واحدۃ او اکثر؟ بنی علی الاقل کما ذکرہ الاسبیجابی.

(الاشباہ والنظائر ۶۴ قاعدۃ من شک ھل فعل ام لا)

﴿۲﴾ الاشباہ والنظائر فی الفقہ الحنفی ۶۰ القاعدۃ الثالثۃ)

الجواب: باپ بیٹے کی بیوی کو نہ طلاق دے سکتا ہے اور نہ بیٹے کی طرف سے خلع کر سکتا ہے، لحدیث ابن ماجة: الطلاق لمن اخذ بالساق ﴿۱﴾ قال الشامی: کنایة عن ملک المتعة ﴿۲﴾ فی الهندیة ۱: ۵۲۹ باب الخلع: اذا خالع الاب علی ابنه الصغیر لا یصح ولا یتوقف علی اجازته وفیها: خلع الصبی باطل ﴿۳﴾. وهو الموفق

''مجھ پر حلال دنیا حرام ہے'' کہنے سے طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنے افسر کو تحریر کر دیا کہ میں فلاں تاریخ کو گھر آؤں گا اگر نہ آؤں تو مجھ پر حلال دنیا حرام ہے اس تحریر پر تحریر کنندہ اور دو گواہوں کے دستخط ہیں لیکن مقررہ تاریخ تک شخص مذکور گھر نہیں گیا بلکہ اس وقت تک نہیں گیا، کیا مذکورہ شخص پر بیوی مطلقہ ہوگی؟ حالانکہ اس شخص کا لکھتے وقت یہ وہم وگمان بھی نہ تھا کہ ''حلال دنیا حرام ہے'' سے بھی طلاق واقع ہوتی ہے اب اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد فاروق خطیب ملکوٹ مری......۱۴/۶/۸۸

الجواب: چونکہ ایمان (قسم) کا دارومدار عرف پر ہوتا ہے اور ہمارے دیار کے عرف میں یہ لفظ جماع کے متعلق معروف نہیں ہے اور یہ حالف بھی جماع کے متعلق خالی الذہن تھا، لہٰذا اس حالف پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے نہ قضاء اور نہ دیانۃً، والتفصیل فی کتاب ایمان ردالمحتار ۳: ۸۹ ﴿۴﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (سنن ابن ماجة ۱۵۱ باب طلاق العبد)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۶۲ قبیل مطلب فی طلاق المدهوش)

﴿۳﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۵۰۴ قبیل الباب التاسع فی الظهار)

﴿۴﴾ قال العلامة ابن عابدین: قال فی الهدایة: ولو قال کل حل علی حرام فهو علی الطعام والشراب الا ان ینوی غیر ذلک والقیاس ان یحنث ......(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

اپنی لڑکی کو گالی گلوچ کرنے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اپنی لڑکی کو بے ہودہ گالیاں نکالنا حتی کہ یہ کہہ دینا کہ میں تیرے ساتھ زنا کروں اس سے طلاق تو واقع نہیں ہوتی؟ بینوا توجروا

المستفتی: اسماعیل شاہ مرزا کیمل پور

الجواب: یہ گالی گلوچ حرام ہے ﴿۱﴾ نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ وهو الموفق

الیکشن کے دوران شوہر کا نام غلط بتانے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ الیکشن کے دوران ووٹ پول کرتے وقت ایک عورت اپنے خاوند کا دوسرا نام لے لے، یعنی جھوٹ بولے جبکہ اس کا خاوند دوسرا آدمی ہے تو اس سے نکاح میں کوئی فرق آتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: بادشاہ نور ناظم جمعیت علماء

(بقیہ حاشیہ) کما فرغ لانه باشر فعلا مباحا وهو التنفس ونحوه وهذا قول زفر وجه الاستحسان ان المقصود وهو البر لا يحصل مع اعتبار العموم فينصرف الى الطعام والشراب للعرف فانه يستعمل فيما يتناول عادة ولا يتناول المرأة الا بالنيه لاسقاط اعتبار العموم واذا نواها كان ايلاء ولا يصرف اليمين عن المأكول والمشروب وهذا كله جواب ظاهر الرواية الخ. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۳: ۷۱ مطلب كل حل على حرام)

﴿۱﴾ عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله ﷺ سباب المسلم فسوق، قال النووى: السب فى اللغة الشتم والتكلم فى عرض الانسان بما يعيبه والفسق فى اللغة الخروج والمراد به فى الشرع الخروج عن الطاعة، واما معنى الحديث فسب المسلم بغير حق حرام باجماع الامة وفاعله فاسق كما اخبر به النبى ﷺ.

(مسلم شريف مع شرحه النواوى ۱: ۵۸ باب سباب المسلم فسوق)

الجواب: جھوٹ بولنے سے ﴿۱﴾ نکاح پر اثر نہیں پڑتا ہے۔ وھو الموفق

صرف خیال وتصور کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک آدمی صرف خیال اور تصور میں یہ تلفظ کرے کہ جب میں اس لڑکی سے نکاح کروں تو مجھ پر طلاق ہو، یا میں اسے طلاق کروں گا، اب والدنے وہ لڑکی اس کیلئے نکاح میں لائی، تو وہ تصور اور خیال والی بات کا کیا حکم ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: فریق اللہ عرف حبیب اللہ......۴/۵/۱۹۷۴ء

الجواب: صرف تصور اور نیت سے نہ کسی قسم کی طلاق واقع ہوتی ہے اور نہ تعلیق درست ہے ﴿۲﴾ ردالمحتار ۱: ۴۰۶ ﴿۳﴾. وھو الموفق

طلاق میں جھوٹ دھوکہ اور ہزل کا فرق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی دو بیویاں ہیں دونوں آپس

﴿۱﴾ عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول اللهﷺ: آية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان.

(مشكواة المصابيح ۱: ۱۸ كتاب الايمان في الكبائر)

﴿۲﴾ عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول اللهﷺ: ان الله تجاوز عن امتی ما وسوست به صدورها مالم تعمل به او تتكلم بها، متفق عليه.

(مشكواة المصابيح ۱: ۱۸ باب الوسوسة الفصل الاول)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفی: بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق...... وركنه لفظ مخصوص، قال ابن عابدين: هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية...... واراد اللفظ ولو حكما ليدخل الكتابة.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۵۳ كتاب الطلاق)

میں اکثر لڑتی جھگڑتی ہیں، ایک بار زید نے ایک بیوی کو خاموش کرنے کیلئے یہ ڈرامہ رچایا کہ دوسری بیوی کا حقیقی نام ترک کر کے فرضی نام لکھ کر ایک تحریر بصورت طلاق نامہ تیار کی، اول الذکر بیوی کو کہا کہ دیکھو میں نے دوسری کو فارغ کردیا ہے دوسری بیوی اس پر مطمئن ہوگئی، اب زید شک میں ہے کہ میں نے نہ تو اپنی منکوحہ کو طلاق دی ہے اور نہ ارادہ تھا، اور نہ اصلی نام لکھا ہے، اس صورت میں یہ بیوی طلاق ہوئی یا نہ؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمود الحسن شنکیاری مانسہرہ......۱۰/ رمضان ۱۴۰۹ھ

الجواب: زید کا یہ کلام جھوٹ، دھوکہ یا تدبیر ہے ہزل نہیں ہے، حکایت ہے انشاء نہیں ہے، لہٰذا زید پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے نہ اول نہ دوم ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

"دخر طلاق زویه" گالی ہے طلاق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے غصہ کی حالت میں اپنے بیٹے کو کہا "دخر طلاق زویه" یعنی گدھے طلاقی کے بچے" ان کلمات سے زید پر طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: فضل مولا بابوزئی مردان......۱۹/۷/۱۹۷۲ء

﴿۱﴾ وفی الھندیة ولو قال امرأته الحبشية طالق ولا نيه له فی طلاق امرأته وامرأته ليست بحبشية لايقع عليها وعلى هذا اذا سمی بغير اسمها ولا نية له فی طلاق امرأته فان نوى طلاق امرأته فی هذه الوجوه طلقت امرأته كذا فی الذخيرة.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱:۳۵۸ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق الفصل الاول)

وقال العلامة ابن نجيم: لو قال امرأته الحبشية طالق وامرأته ليست بحبشية لا يقع...... وفی المحيط الاصل انه متى وجدت النسبة وغير اسمها بغيره لا يقع لان التعريف لا يحصل بالتسمية متى بدل اسمها لان بذلک الاسم تكون امرأة اجنبية.

(البحر الرائق ۳:۲۷۳ باب طلاق الصريح)

الجواب: چونکہ یہ لفظ (سبّ) گالی کیلئے استعمال ہوتا ہے نہ کہ انشاء طلاق کیلئے، لعدم الاضافة الی المرأة، لہٰذا اس شخص پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے﴿۱﴾ والدلیل علی السب ان هذا اللفظ یستعمله الایم ایضا، فافهم. وهو الموفق

مختلف احتمالات کی وجہ سے طلاق کا حکم لگانا بے قاعدہ امر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں اپنے گھر کے زیورات بڑی احتیاط سے اپنی تحویل میں رکھتا ہے پھر وہی زیورات گم کر دکھاتا ہے اس کے گھٹیا اخلاق اور گھناونے کردار وسیرت کی بنا پر برادری سمیت گاؤں کے سب لوگ اس گمشدگی کے واقعہ کو اس شخص کا کھلا فریب قرار دیتے ہیں وہ بضد ہے کہ زیورات گم شدہ ہیں، جبکہ لوگ ماننے کیلئے تیار نہیں تو وہ اپنی صفائی ان الفاظ سے کرتا ہے کہ ''اگر میرے زیورات گم نہ ہو چکے ہوں تو مجھ پر اپنی بیویاں ہر سہ طلاق کے ساتھ حرام ہیں یا مجھے اس کا کوئی علم ہو یا میں نے خود کسی اور کے حوالے کئے ہوں'' حلف اٹھانے کے بعد وہ اپنی دونوں بیویوں کو بغیر کسی ثبوت کے مجرم قرار دے دیتا ہے، بیویاں حلف اٹھانے کیلئے تیار ہیں لیکن وہ حلف لینے کی بجائے بدستور انہیں ملزم بنائے رکھے ہے، چند دنوں بعد اس کی دوسری (نئی) بیوی کے ساتھ معمولی بات پر تنازعہ ہو جاتا ہے، غصہ میں وہ دونوں کو بالکل خالی ہاتھ گھر سے نکال دیتا ہے اور وہ اپنے اپنے میکے چلی جاتی ہیں اس کے بعد اس شخص نے اپنی ایک بیوی کے نام نوٹس جاری کیا جس میں الزام لگایا ہے کہ تم میری عدم موجودگی میں گھر سے زیورات اور نقدی اٹھا کر والدین کے پاس چلی گئی ہو، نوٹس ملنے پر

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفي: والکنایات ثلاث ما یحتمل الرد او ما یصلح للسب اولا ولا، قال ابن عابدین: (قوله خلیة) ای خالیة اما عن النکاح او عن الخیر ای فهو علی الاول جواب وعلی الثانی سب وشتم ومثله ما یأتی.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۵۰۲،۵۰۳ باب الکنایات)

تمام سامان کے ساتھ واپس گھر آ جاؤ ورنہ میں دیوانی دعویٰ دائر کروں گا اس پر اس شخص کا نشان انگوٹھا اور عرائض نویس کے دستخط اور مہر بھی ثبت ہے، نوٹس میں زیورات کا اندراج ہے جو اس کے بقول اس سے پہلے گم ہو گئے تھے دوسری طرف وہ دونوں بیویوں کو طلاق دے کر یہ اعلان کرتا ہے کہ زیورات گم ہو چکے ہیں اور آج زبانی طور پر رٹ لگائے ہوئے ہے کہ بیوی کے پاس ہیں یعنی تحریری طور پر گمشدہ زیورات کی موجودگی (اپنے گھر میں) تسلیم کر کے دوبارہ بیوی کے سر تھوپ دیتا ہے، حالانکہ بیوی کو اس نے دھکے دے کر خالی ہاتھ گھر سے نکال دیا تھا تو اس تضاد بیانی کی وجہ سے اس کی طلاق واقع ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلام رسول کانجو ڈیرہ اسماعیل خان......۱۹۷۵ء/۸/۲۵

الجواب: چونکہ طلاق اٹھانے کے بعد زیورات کے پانے کا احتمال موجود ہے نیز دیگر زیورات بنانے کا احتمال بھی موجود ہے اور دروغ بیانی (جیسا کہ عام طور سے نوٹسوں میں کیا جاتا ہے) کا بھی احتمال موجود ہے لہٰذا ان احتمالات کی موجودگی میں بیویوں کا مطلقہ ہونا بے قاعدہ امر ہے ﴿۱﴾۔

وهو الموفق

”فلاں کی تقریر سنوں تو بیوی کو طلاق“ پھر ٹیپ ریکارڈ سے سننے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کہا کہ اگر فلاں کی تقریر سنوں تو میری بیوی کو طلاق، پھر اس نے اچانک ٹیپ ریکارڈ لگا دی تو اس میں اس شخص کی تقریر تھی اور کچھ الفاظ سن کر فوراً اسے بند کر دیا، کیا طلاق واقع ہو گئی؟ بینوا توجروا

المستفتی: احمد علی حقانی جنوبی وزیرستان......۱۹۸۷ء/۹/۱۴

﴿۱﴾ صدق الزوج فی الشرط کی صورت میں یہ احتمالات مفید اور کذب کی صورت میں بے سود ہیں۔
(سیف اللہ حقانی)

الجواب: یہ شخص حانث نہ ہوگا کیونکہ اس نے تقریر نہیں سنی ہے بلکہ تقریر کا عکس سنا ہے﴿۱﴾۔وھو الموفق

"داکار ما او کڑو نو زہ بہ طلاقی یم" کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک شخص کہہ دے جیسا کہ عام رواج ہے "چہ کہ دا کار ما او کڑو نو زہ بہ طلاقی یم" یعنی اگر میں نے یہ کام کیا تو میں طلاق ہوں گا، تو کیا وہ کام کرنے کے بعد طلاق واقع ہوتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا سراج الدین حقانی خطیب سفید مسجد بدرشی نوشہرہ......۶/۳/۱۹۸۴ء

الجواب: اس شخص پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے عرف میں یہ الفاظ سب (گالی) کے طور پر استعمال ہوتے ہیں نہ کہ انشاء طلاق کے ارادہ سے﴿۲﴾ نیز اس میں اضافت بھی موجود نہیں ہے﴿۳﴾۔وھو الموفق

﴿۱﴾قال العلامة ابن نجیم: ولو حلف لا یتکلم...... ولو کتب الیه کتابا او ارسل الیه رسولا لا یحنث لانه لایسمی کلاما عرفا...... واعلم ان الکلام لا یکون الا باللسان فلا یکون بالاشارة ولا بالکتابة والاخبار والاقرار والبشارة تکون بالکتابة لا بالاشارة والایماء والاظهار والافشاء والاعلام یکون بالاشارة ایضا الخ.

(البحر الرائق ۴:۳۳۳ باب الیمین فی الاکل والشرب واللبس والکلام)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن نجیم لو قال لها یا مطلقة ان لم یکن لها زوج طلقها قبله او کان لها زوج لکن مات وقع الطلاق علیها وان کان لها زوج طلقها قبله ان لم ینو الاخبار طلقت، وان نوی به الاخبار صدق دیانة وقضاء علی الصحیح ولو نوی به الشتم دین.

(الاشباه والنظائر ۱۵ التاسع بیان محل النیة)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدین: ان الصریح لا یحتاج ......(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

اپنی بیوی کی بجائے دوسری کسی عورت کا نام لے کر طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کا نکاح صاحبزادگی سے ہوا پھر برادری میں اختلاف کی وجہ سے بعض نے اسے مجبور کیا کہ اس لڑکی کو طلاق دو، سخت مجبوری کی وجہ سے اس نے یہ حیلہ اپنایا کہ اس کی بیوی کی بہن کا نام نواب زادگی ہے اس نے انہیں کہا کہ اس کی بیوی کا نام کیا ہے؟ اس وقت لڑکی کے رشتہ دار موجود نہیں تھے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کا نام نہیں آتا تھا، تو رشتہ داروں نے اس سے پوچھا کہ تمہاری بیوی کا کیا نام ہے؟ اس نے نواب زادگی قصدا کہا، انہوں نے اسے طلاق دینے کا مطالبہ کیا تو اس شخص نے کہا میں نے نواب زادگی کو چھوڑا ہے تین دفعہ کہا، تو کیا اس کے اس غلط نام لینے سے طلاق واقع ہوگی جبکہ اپنی بیوی صاحبزادگی کو طلاق دینے کا ارادہ نہیں تھا؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی محمد امین مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام قائد آباد سرگودھا......۱۹۷۷ء

الجواب: صورت مسئولہ میں اس خاوند پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے، کما فی الهندية ۱: ۳۸۲ قال امرأته عمرة بنت صبيح طالق وامرأته عمرة بن حفص ولانية له لا تطلق امرأته (الى ان قال) ولو قال امرأته الحبشية طالق ولا نية له فی طلاق امرأته وامرأته ليست بحبشية

(بقیہ حاشیہ) الى النية ولكن لابد فی وقوعه قضاء وديانة من قصد اضافة لفظ الطلاق اليها عالما بمعناه ولم يصرفه الى ما يحتمله كما افاده فی الفتح وحققه فی النهر.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۷ مطلب ان الصريح يحتاج فی وقوعه ديانة الى النية)

وفی الهندية: وفی الفتاوىٰ رجل قال لامرأته اگر تو زن منی سه طلاق (ان كنت امرأتی طالق ثلاثا) مع حذف الياء لا يقع اذا قال لم انو الطلاق لانه لما حذف لم يكن مضيفا اليها.

(فتاوىٰ عالمگیرية ۱: ۳۸۲ الفصل السابع فی الطلاق بالفارسية)

لایقع علیها وعلی هذا اذا سمی بغیر اسمها ولا نیة له فی طلاق امرأته﴿۱﴾. وهو الموفق

اپنی بیوی کے متعلق بیٹے کو یہ کہنا کہ ''یہ میری بیوی ہے یا تمہاری'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے لڑکے کو جو اس کے پہلے خاوند سے تھا سے کہا کہ ''یہ میری بیوی ہے یا تمہاری'' یعنی اس کی حقیقی والدہ کو بیوی کی نسبت سے اسے منسوب کیا، کیا اس بات سے حرمت واقع ہوتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد فاضل ہزارہ......۱۹۷۷ء/۹/۳

الجواب: یہ جاہلانہ کلام ہے اس سے آدمی گنہگار ہوتا ہے لیکن طلاق اور حرمت واقع نہیں ہوتی ہے۔ وهو الموفق

بغیر اضافت اور حکم کے ''سات طلاق'' کہنا لغو ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے کہا کہ ''سات طلاق'' یعنی صرف یہی کہہ دیا اور کچھ نہیں کہا ہے بعد میں کہا کہ قسم ہے اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: طالب جان حقانی......یکم ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

الجواب: اس میں نہ اضافت الی الزوجہ موجود ہے اور نہ حکم، پس یہ لفظ لغو ہے﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۵۸ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق الفصل الاول)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: صریحه مال لم یستعمل الا فیه کطلقتک وانت طالق ومطلقة قید بخطابها لانه لو قال ان خرجت یقع الطلاق او لا تخرجی الا باذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت لم یقع لترکه الاضافة الیها، قال ابن عابدین: لترکه الاضافة ای المعنویة فانها الشرط والخطاب من الاضافة المعنویة وکذا الاشارة نحو هذه طالق.

(الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۴۶۲ باب الصریح)

''اے طلاق دی کہ ئے او خورو'' یعنی طلاق ہے اگر کھالیا'' کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگوں کے پاس مہمان آتے ہیں میزبان نے ان کیلئے بھیڑ ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو ایک مہمان نے کہا کہ ہم یہ بھیڑ نہیں کھائیں گے اور الفاظ طلاق اسی طرح پشتو میں استعمال کئے ''اے طلاق دی کہ ئے او خورو'' یعنی طلاق ہے اگر کھالیا، اس صورت میں اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا محمد ہاشم حقانی......۲۷/دسمبر۱۹۸۷ء

الجواب: بظاہر یہ لفظ لغو ہے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی کیونکہ اس میں طلاق کی اضافت زوجہ کو نہ لفظاً موجود ہے اور نہ معنیً، اول تو ظاہر ہے ﴿۱﴾ اور دوم اس لئے کہ یہ الفاظ غیر شادی شدہ لوگ بھی استعمال کرتے ہیں۔ وھو الموفق

بیوی کو ماں کی غلیظ گالیاں دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص بیوی کو ماں کی غلیظ گالیاں دیتا ہے کیا اس سے نکاح پر طلاق وغیرہ کا اثر پڑتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: فضل رازق امان کوٹ پشاور......۱۹۷۶ء/۱/۲

الجواب: چونکہ ماں کی غلیظ گالیاں الفاظ طلاق سے نہیں ہیں نہ صریح ہیں اور نہ کنایہ ہیں، لہٰذا

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: لو قال ان خرجت يقع الطلاق او لا تخرجي الا باذني فاني حلفت بالطلاق فخرجت لم يقع لتركه الاضافة اليها. قال ابن عابدين: اى المعنوية فانها الشرط.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۶۶ قبيل مطلب من الصريح الالفاظ المصحفة)

اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی ﴿ا﴾۔وهو الموفق

﴿ ا ﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله مالم يستعمل الا فيه) اى غالبا كما يفيده كلام البحر وعرفه في التحرير بما يثبت حكمه الشرعى بلا نية واراد بما اللفظ او ما يقوم مقامه من الكتابة المستبينة او الاشارة المفهومة...... لان ركن الطلاق اللفظ او ما يقوم مقامه.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۲۵ باب الصريح)

باب القضاء ودعوی الطلاق والنکاح

عورت طلاق ثلاثہ کا دعویٰ کرے اور شوہر منکر ہو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا بیان ہے کہ میرے شوہر نے مجھے تین طلاق بیک وقت دے دی جبکہ واقعہ کی گواہی اس عورت کا پندرہ سالہ بیٹا دیتا ہے کہ میرے والد نے طلاق دیئے ہیں اور تین طلاق اکٹھی دیدی ہیں، جبکہ خاوند منکر ہے اور کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہیں بلکہ میں نے کہا ہے کہ میں تیرے والد کو بلا کر اس کے سامنے تجھے طلاق دوں گا اور فارغ کروں گا، علاوہ ازیں یہ خاوند بات کا کچا ہے جھوٹ بھی بولتا ہے اپنی بات پر قائم نہیں رہتا جبکہ بیوی نیک چلن اور بات کی پکی اور سچی عورت ہے، لہٰذا اس طلاق کا حکم واضح فرما کر ممنون فرمائیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالخالق جامع مسجد حاجیہ ابیٹ آباد......۲۱/شوال ۱۴۰۲ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ عورت اس خاوند پر حرام ہوئی ہے اس عورت اور اس کے اولیاء پر ضروری ہے کہ اس خاوند کو جماع وغیرہ پر قدرت نہ دیویں، کما فی الھندیۃ ۵:۲۴۶ **وکذلک ان سمعت انہ طلقھا ثلاثا وجحد الزوج ذلک وحلف فردھا علیہ القاضی لم یسعھا المقام معہ وینبغی لھا ان تفتدی لھا بمالھا او تھرب منہ وان لم تقدر علی ذلک قتلتہ الخ**﴿۱﴾. وھو الموفق

عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے اور زوج طلاق رجعی کا مدعی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی زید نے اپنی بیوی ہندہ کو

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریۃ ۵:۳۱۳ الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات)

طلاق دی ہے عمر حلفیہ گواہی دیتا ہے کہ زید نے تین طلاق دی ہیں اور بکر یہ گواہی دیتا ہے کہ زید نے طلاق رجعی دی ہے، زید خود بھی کہتا ہے کہ میں نے طلاق رجعی دی ہے اور ہندہ کہتی ہے کہ مجھے تین طلاق سے طلاق کیا ہے، اب فیصلہ کس طرح ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: فضل واحد......۱۹۷۷ء/۵/۸

الجواب: صورت مسئولہ میں اگر بیوی نے تین طلاق بذات خود سنی ہوں تو یہ بیوی اس خاوند کیلئے حلال نہیں ہوسکتی ہے اگر چہ خاوند مکمل نصاب شہادت پیش کرے، وفی الھندیۃ: ۵: ۳۴۶ وکذلک ان سمعت انہ طلقھا ثلاثا وجحد الزوج ذلک وحلف فردھا علیہ القاضی لم یسعھا المقام معہ﴿۱﴾ انتھیٰ بقدر الضرورۃ واما شھادۃ بینۃ الزوج فھی علی النفی فتکون رداً ﴿۲﴾. وھو الموفق

خاوند تین طلاق دے کر منکر ہوجائے اور بیوی قسم کرے طلاق پر......؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی اپنی عورت کو تین طلاق دے دے اور پھر منکر ہوجائے اور عورت قسم کرے کہ اس نے مجھے تین طلاق دی ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: شوکت علی اسماعیلہ مردان......۱۹۸۴ء/۹/۲۷

الجواب: اگر واقعی طلاق ثلاثہ دی ہو تو پھر اس آدمی کیلئے یہ عورت رکھنا یا عورت کیلئے اس

﴿۱﴾(فتاویٰ عالمگیریۃ ۵:۳۱۳ قبیل الباب الثانی فی العمل بغالب الرأی)

﴿۲﴾وفی الھندیۃ: شاھد ان شھدا علی رجل بقول او بفعل یلزمہ بذلک اجارۃ او کتابۃ او بیع او قصاص او مال او طلاق او عتاق فی موضع وصفاہ او فی یوم سمیاہ فاقام المشھود علیہ بینۃ انہ لم یکن فی ذلک الموضع اولا فی ذلک الیوم فی الموضع الذی وصفاہ لم تقبل منہ البینۃ علی ذلک. (فتاویٰ عالمگیریۃ ۳:۵۱۲ الباب التاسع فی الشھادۃ علی النفی)

خاوند کے پاس وقت گزارنا ناجائز ہے﴿۱﴾ہاں اگر حلالہ کرے تو جائز ہوگا﴿۲﴾۔

نوٹ:...... یہ عورت اس خاوند سے بھاگ سکتی ہے﴿۳﴾۔وھو الموفق

میاں بیوی کا طلاق کی تعداد میں اختلاف کی صورت میں فیصلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی کہتی ہے کہ مجھے میرے شوہر نے دو دفعہ طلاق تو کچھ عرصہ قبل دی تھی پھر اس کے بعد یک دم تین طلاقیں دے دیں، گویا کل پانچ طلاقیں دی ہیں، اس کے جواب میں لڑکا پہلی دو دفعہ کا اقرار کرتا ہے مگر اس نے جن کلمات پر تلفظ کا اقرار کیا ہے اس کو وہ طلاق کے الفاظ سمجھتا ہی نہیں، اس کے خیال میں وہ محض دھمکی تھی یا مستقبل میں طلاق دینے کا ارادہ ہے اور بعد میں دو دفعہ طلاق کہنا مانتا ہے، تیسری طلاق کا وہ اقرار نہیں کرتا، لڑکی کے والد کو اس واقعہ کا

﴿۱﴾ وفي الهندية: واما حكم (الطلاق) فوقوع الفرقة بانقضاء العدة في الرجعي وبدونه في البائن وزوال حل المناكحة متى تم ثلاثا كذا في محيط السرخسي.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱:۳۴۸ كتاب الطلاق الباب الاول)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية.

(فتاویٰ عالمگیرية ۱:۴۷۳ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

﴿۳﴾ وفي الهندية: وكذلك ان سمعت انه طلقها ثلاثا وجحد الزوج ذلك وحلف فردها عليه القاضي لم يسعها المقام معه وينبغي لها ان تفتدي بمالها او تهرب منه وان لم تقدر على ذلك قتلته واذا هربت منه لم يسعها ان تعتد وتتزوج بزوج آخر قال شمس الائمة السرخسي رحمه الله تعالىٰ ما ذكر انها اذا هربت ليس لها ان تعتد وتتزوج بزوج آخر جواب القضاء اما فيما بينها وبين الله تعالىٰ فلها ان تتزوج بزوج آخر بعد ما اعتدت كذا في المحيط. (فتاویٰ عالمگیرية ۵:۳۱۳ الفصل الثاني في العمل بخبر الواحد في المعاملات)

علم ہوا چونکہ وہ پابند صوم وصلاۃ اور دین دار آدمی ہے وہ کہتا ہے کہ طبعاً تو مجھے یہی پسند ہے کہ نکاح نہ ٹوٹے اور یہ رشتہ قائم رہے لیکن شریعت کا حکم اگر کچھ اور ہے تو میں اسے تسلیم کروں گا، لہٰذا اس نے دونوں کے بیانات خود ان سے لکھوائے اور ایک عالم دین کے حوالہ کردیئے کہ ان بیانات کی روشنی میں آپ فیصلہ کر کے شرعی حکم واضح فرمائیں کہ آیا حرمت مغلظہ ثابت ہوتی ہے یا طلاق رجعی ہے؟

تفریق کے بعد بہت سے مفاسد ہیں اور نکاح برحال خود رہنے میں لڑکی کا اصرار ہے کہ مجھے جب خود یقین ہے میں نے خود اپنے کانوں سے پانچ دفعہ طلاق کے یہی الفاظ سنے ہیں اور میں قسم کھا کر کہتی ہو مجھے تفسیر قرآن اور بہشتی زیور سے اب مسئلہ بھی معلوم ہوگیا ہے کہ میرے لئے اس کے پاس رہنا حرام ہے، تو میں کیسے ایسے مرد کے ہاں بیوی بن کر رہوں، اس صورت حال میں آپ کی خدمت میں یہ استفتاء روانہ کیا جارہا ہے آپ دونوں کے ملفوف بیان غور سے ملاحظہ کر کے ان کے متعلق شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

(۱) لڑکے کے وہ الفاظ جو دو دفعہ پہلے کہے گئے تھے ''طلاق لے لو'' کیا موجب طلاق ہیں۔

(۲) لڑکی پوچھتی ہے کہ اگر گواہ نہیں تو کیا خود اس کی تحریر سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے مجھے دو مرتبہ طلاق تو پہلے دی ہے اور بعد کے دو مرتبہ کا بھی وہ اقرار کر رہا ہے تو میں پانچ دفعہ کی کہتی ہوں اور وہ چار دفعہ کو مان رہا ہے اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) اگر وہ دو دفعہ پر قسم کھاتا ہے تو میں تین مرتبہ بلکہ پانچ مرتبہ پر قسم کھانے کیلئے تیار ہوں۔

(۴) وہ عالم دین اس بارہ میں کیا فیصلہ صادر کرے تا کہ لڑکی کے والد کو وہ بات بتلادی جائے اور وہ لڑکی کو اس پر آمادہ کر کے عمل کرادے خواہ وہ فصل ہو یا وصل؟ بینوا توجروا

المستفتی: نامعلوم......

الجواب: اگر چار والا واقعہ سابقہ واقعے سے بمقدار عدت گزرنے کے بعد ہوا ہو تو یہ عورت اس خاوند کو بغیر تحلیل کے واپس ہوسکتی ہے، بشرطیکہ رجعت قولی یا عملی موجود نہ ہوئی ہو، لان کلمة ''جا''

يتكلم بها عادة لا على نية الطلاق، وكلمة "طلاق لےلو" يقع بها الطلاق كما في الهندية ۱:۴۰۸ ولو قال لها خذى طلاقک يقع من غير نية﴿۱﴾ اوراگر چاروالا واقعہ عدت گزرنے سے قبل یا رجعت کے بعد ہوا ہو تو خاوند کو قسم دی جائے گی، لکونہ منکراً، اور قسم کرنے کی صورت میں فیصلہ بظاہر خاوند کے حق میں ہوگا، لیکن فتویٰ کی رو سے یہ عورت آزاد ہوگی، کما في الهندية ۵:۳۴۶ وكذلک ان سمعت انه طلقها ثلاثا وجحد الزوج ذلک وحلف فردها عليه القاضي لم يسعها المقام معه وينبغي لها ان تفتدى بمالها او تهرب منه وان لم تقدر على ذلک قتلته واذا هربت منه لم يسعها ان تعتد وتتزوج بزوج آخر قال شمس الائمة السرخسي ما ذكر انها اذا هربت ليس لها ان تعتد وتتزوج بزوج آخر جواب القضاء اما فيما بينها وبين الله تعالىٰ فلها ان تتزوج بزوج آخر بعد ما اعتدت كذا في المحيط﴿۲﴾. وهو الموفق

شوہر طلاق دینے کے باوجود انکار کرے اور بیوی اقرار تو......؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر م نے بحالت جھگڑا مجھے یکے بعد دیگرے دو دفعہ کہا ہے کہ تجھے تین طلاقوں سے طلاق کیا ہے، شوہر نے جواب میں کہا کہ زوجہ ام کا دعویٰ غلط اور جھوٹ ہے درمیان میں کوئی شہادت نہیں ہے، بنا بریں شوہر کو حلف دلائی گئی، شوہر نے حلفیہ کہا کہ میں نے مدعیہ کے بیان کردہ الفاظ سے طلاق وغیرہ کوئی نہیں دی، اندریں حالت مدعیہ اپنے بیان پر مصر ہے تو اس صورت میں وہ اپنے خاوند کے پاس رہ سکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد عبدالحیٰ ماہڑہ ڈی آئی خان......۱۹۷۵ء/۳/۳۰

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیرية ۱:۳۸۳ الفصل السابع في الطلاق بالالفاظ الفارسية)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیرية ۵:۳۱۳ قبيل الباب الثاني في العمل بغالب الرأى كتاب الكراهية)

الجواب: اگراس زوجہ کواس تغلیظ کا جزم اور یقین ہواور خاوند منکر ہوتو اگر یہ عورت خلع یا فرار پر قدرت نہ رکھتی ہوتو حاکم یا محکم کے پاس مرافعہ کیا جائے پس اگر خاوند نے حلف لیا تو اس تقدیر پر اس عورت کیلئے اس خاوند کے پاس رہنے میں گناہ نہ ہوگا، کما فی الدرالمختار : ترفع الامر للقاضی فان حلف ولابینة فالاثم علیه وان قتلته فلا شیئ علیها، وفی ردالمحتار ۲: ۷۴۸ وینبغی تقییده بما اذا لم تقدر علی الافتداء او الهرب ﴿۱﴾. وهو الموفق

اگر گواہ عادل ہوں تو طلاق سے انکار غیر معتبر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو آدمیوں نے گواہی دی کہ زید نے ہمارے سامنے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے جبکہ شوہر منکر ہے اس صورت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: پرویز احمد گوجر خان پنڈی......۱۹۸۵ء/۶/۲۶

الجواب: اگر دونوں گواہ عادل ہوں تو خاوند کا انکار غیر معتبر اور طلاق واقع ہوگی، کما فی الدرالمختار ۴: ۵۱۵ ونصابها لغیرها من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیره کنکاح وطلاق ووکالة الخ رجلان الخ اورجل وامرأتان ﴿۲﴾. وهو الموفق

طلاق میں مختلف اور مضطرب شہادت اور الفاظ طلاق میں اختلاف کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اپنی بیوی کو با اجازت خود اس کے والدین کے گھر بھیجا، آٹھ ماہ بعد اس کو لینے کیلئے گیا، ساس کو میں نے کہا کہ لڑکی کو میرے ساتھ روانہ کردو، اس پر ہمارے درمیان تلخ کلامی ہوئی، اس اثناء میں شدت غضب کی حالت میں میرے منہ سے

﴿۱﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۵۹۰، ۵۹۱ قبیل باب الایلاء)

﴿۲﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۴: ۴۱۳ کتاب الشهادات)

تین مرتبہ یہ الفاظ نکلے، کہ اگر تم اس کو میرے ساتھ نہ بھیجوگی تو میں طلاق دوں گا، الفاظ تو یاد ہیں البتہ قصد وارادہ نہ تھا، میں کچھ اور کہنا چاہتا تھا مگر یہ الفاظ میرے منہ سے نکلے، ڈھائی ماہ بعد سسرال نے طلاق ہونے کا دعویٰ کیا، میں نے رد کیا کہ میں نے مستقبل کے الفاظ بولے ہیں پھر میرے سسر نے دریافت کیا چونکہ وہ اس مجلس میں نہیں تھا کہ اس داماد نے کیا کہا تھا، عورتوں نے مندرجہ ذیل شہادتیں دی ہیں، ایک زنانہ نے کہا کہ خدا حاضر وناظر جان کر حلفیہ بیان دیتی ہوں کہ اس نے گھر سے نکلتے وقت صرف طلاق کا لفظ تین مرتبہ کہا ہے اس سے پہلے یا بعد میں کچھ نہیں کہا، دوسری نے یہ شہادت دی کہ اس نے تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے ہیں میں طلاق دیتا ہوں، دو مرتبہ بیٹھ کر اور ایک مرتبہ کھڑے ہوکر، ایک لڑکے نے یہ گواہی دی کہ ایک مرتبہ چارپائی پر بیٹھے ہوئے اور دو مرتبہ کھڑے ہوکر یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں نے طلاق دی، منور نے کہا کہ تقریباً رات گیارہ بجے وقفہ وقفہ کے بعد تین مرتبہ یہ الفاظ استعمال کئے کہ میں نے طلاق دی، اب جبکہ گواہوں کے بیانات بھی مختلف ہیں نیز یہ بھی یقین ہے کہ یہ پانچ مرد وعورتیں جو گواہ ہیں ہمارے اور ان کے درمیان دنیاوی عداوت بھی ہے، یہاں تک کہ ہمارے اور ان کے درمیان زبانی لڑائیاں بھی ہوئی ہیں اس صورت میں طلاق کے وقوع کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرشید حیدرآباد سندھ......۱۹۷۶ء/ ۸/ ۲۴

الجواب: صورت مسئولہ میں یہ بیوی مطلقہ مغلظہ نہیں ہے کیونکہ اختلاف اور اضطراب کی وجہ سے یہ شہادت کالعدم اور ناقابل سماعت ہوگی ﴿۱﴾ البتہ اگر بیوی نے بذات خود طلاق کے الفاظ (یعنی

﴿۱﴾ قال العلامة ابن الشحنة: وفی المنبع الموافقة كما تشترط بين الشهادة والدعویٰ فكذلك تشترط بين شهادة الشاهدين فيما يشترط فيه العدد حتى لو وقع الاختلاف بين شهادتهما لم تقبل شهادتهما وهذا لان اختلافهما اختلاف بين الدعویٰ والشهادة.
(لسان الحكام الملحقة بمعين الحكام ۲۴۷ نوع فی الاختلاف فی الشهادة)

طلاق ہے طلاق ہوگی وغیرہ) سنے ہوں تو اس کیلئے اس خاوند کے پاس رہنا حرام ہے، **كمافي الهندية ۵: ۳۴۶ وكذلك ان سمعت انه طلقها ثلاثا وجحد الزوج ذلك وحلف فردها عليه القاضي لم يسعها المقام معه وينبغي لها ان تفتدى بمالها او تهرب منه وان لم تقدر على ذك قتلته﴿۱﴾. وهو الموفق**

طلاق میں مدعیہ مطلقہ کے گواہ منظور اور ناکح منکر کے نامنظور ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کے پاس روپے نہیں تھے صرف اعتبار جمانے کیلئے یہ الفاظ دہرائے کہ اگر میں کل اس وقت تک روپیہ نہ دوں تو مجھ پر بیوی طلاق ہے تین دفعہ یہ الفاظ دہرائے اور اس واقعہ کے گواہ موجود ہیں اب وہ آدمی انکار کر رہا ہے اب ان کا فیصلہ کس طرح ہوسکتا ہے کس کے گواہ معتبر ہوں گے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عتیق اللہ......۱۳۹۱/۶/۳ھ

الجواب: صورت مسئولہ میں منکوحہ مدعیہ طلاق ثلاثہ ہے اور ناکح منکر ہے پس مدعیہ کے گواہ منظور ہیں، **لان البينة للمدعى واليمين على من انكر﴿۲﴾** اور ناکح کے گواہ نامنظور ہیں **لانها**

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۵: ۳۴۳ الفصل الثاني في العمل بخبر الواحد في المعاملات)

﴿۲﴾ قال الشيخ محمد خالد الآتاسي: البينة على المدعى واليمين على من انكر...... وهذه القاعدة بعينها لفظ حديث مشهور تلقته الائمة بالقبول، منقول في شرح العناية بهذا اللفظ، وفي رواية: البينة على المدعى واليمين على المدعى عليه وفي رواية مسلم واحمد: لو اعطى الناس بدعواهم لا دعى ناس دماء رجال واموالهم لكن البينة على المدعى الخ.

(شرح المجلة ۱: ۲۱۴ مادة: ۷۶)

شهادة علی النفي، کمافی ردالمحتار ۳:۳۸۸﴿۱﴾ وغیره فلیراجع. هوالموفق

طلاق میں پانچ گواہوں کے بیان میں اختلاف کی صورت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بہن کہا اور طلاق دی، اس پر گواہ موجود ہیں، ایک گواہ سے عدد بھول گیا ہے اور دو کہتے ہیں کہ تین دفعہ بہن اور طلاق بولا ہے اور باقی دو گواہ بولتے ہیں کہ صرف دو دفعہ بولا ہے، اب اس صورت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلام جیلانی ناظم مدرسہ تدریس القرآن فتح جنگ......۱۹۷۳ء/۷/۱۸

الجواب: واضح رہے کہ صورت مسئولہ میں اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ نہیں ہوئی ہے، اس کیلئے زبانی مراجعت کافی ہے، البتہ ایک خاص وجہ سے تجدید نکاح کرنا بہتر ہے، والدلیل علی المرام ان اطلاق الاخت علی الزوجة وان کان یکره لکن لا یقع به الطلاق لما فی الدرالمختار ۲:۳۹ والا ینوشیئا او حذف الکاف لغا وتعین الادنی ای البر ویکره قوله انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوه انتهی﴿۲﴾ وراجع الی ردالمحتار، وکذا الشاهد الواحد لا یخبر عن العدد والاثنان یخبر ان عن التغلیظ وآخر ان عن غیر التغلیظ ای عن طلقتین فتهاترت البینتان لما فی الدرالمختار ۳:۲۲ ولو شهد احدهما بالف والآخر بالفین او

﴿۱﴾قال العلامة ابن عابدین: (قوله لم تقبل) ای عندهما لانها قامت علی النفی...... وحاصله انه لا یفصل فی النفی بین ان یحیط به علم الشاهد فتقبل الشهادة به اولا فلا بل لا تقبل علی النفی مطلقا نعم تقبل علی النفی فی الشروط حتی لو قال لعبده ان لم تدخل الدار الیوم فانت حر فشهدا انه لم یدخلها قبلت ویقضی بعتقه کما فی المبسوط. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳:۱۳۷ باب الیمین فی البیع مطلب شهادة النفی لا تقبل فی الشروط)

﴿۲﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲:۶۲۲ باب الظهار)

ماة ومائتین او طلقة وطلقتین او ثلاث ردت لاختلاف المعنیین، انتہیٰ﴿۱﴾ پس چونکہ یہ چار گواہ دو طلاق پر متفق ہیں اور تیسری میں مختلف ہیں لہٰذا یہ دو واقع ہوں گی اور چونکہ یہ دونوں صریح ہیں لہٰذا عدت کے اندر رجوع درست ہوگا۔ وھو الموفق

محکم کے پاس باقاعدہ ثبوت لے جانے کے بغیر بیوی مطلقہ نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں اپنی بیوی کو پڑوس کے گھروں میں جانے سے ممانعت کرتا رہا، بیوی کی اس حرکت سے باز نہ آنے پر ہمارے درمیان تنازعہ پیدا ہوا، میرے سسرال کی خواہش ہے کہ میری بیوی مجھ سے علیحدہ ہو کر دوسرے قبیلہ میں عقد کر دیں، رات کے وقت ہمارا بحث ومباحثہ اور تکرار جاری تھی حتیٰ کہ مجھ پر دباؤ ڈالا گیا بلکہ قتل کی دھمکی دی گئی کہ اپنی بیوی کو پڑوس کے گھروں میں جانے سے نہ روکا جائے، چنانچہ میں نے صرف یہ کہا کہ یہ میری کوئی ماں یا بہن نہیں ہے میں ہرگز اس کو پڑوس میں نہیں جانے دوں گا لڑکی کے والدین کے طرفداروں کے علاوہ دوسرے افراد بھی موقع پر موجود تھے، صبح کے وقت ان افراد میں سے ایک نے چار اور افراد لے کر جمع کئے اور ان کے روبرو یہی کہانی بیان کی تو کفارہ لگایا گیا میں نے ادا کیا، اب بیوی کے والدین اور طرفداری کرنے والے چند آدمی میرے خلاف بیان کر رہے ہیں کہ میں نے بیک وقت طلاق ثلاثہ کہا ہے اور بیوی کو خود مجھ سے علیحدہ کر رہے ہیں، اب آپ وضاحت فرماویں؟ بینوا توجروا

المستفتی: بشیر روشن کوہالہ ہری پور ہزارہ......۱۹۷۵ء/۴/۸

الجواب: حسب بیان مستفتی اس خاوند پر نہ کوئی کفارہ واجب ہے اور نہ بیوی طلاق ہوئی ہے

﴿۱﴾ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ۴: ۴۳۳ باب الاختلاف فی الشھادۃ)

البتہ محکم کے پاس باقاعدہ ثبوت لانے کے بعد بیوی مطلقہ ہوگی ﴿۱﴾۔وھو الموفق

طلاق مغلظہ اوراس پرشہادت کی موجودگی میں زوجیت کا دعویٰ مردود ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی منکوحہ بیوی کو طلاق ثلاثہ دے کر علیحدہ کردیا اوراس کے گواہ بھی موجود ہیں عورت نے عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ شادی کرلی جس کے بطن سے سات بچے پیدا ہوئے، آج بیس سال بعد وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی تھی اور منکوحہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ بیس سال تک وہ خاموش رہا، کیا دو گواہوں کے سامنے زبانی طلاق ہوجاتی ہے؟ کیا بیس سال گزرنے کے بعد وہ یہ حق رکھتا ہے کہ محض عناد کی وجہ سے وہ اپنی سابقہ بیوی کو بدنام کرے؟ بینوا توجروا

المستفتی: نامعلوم......۱۹۷۳ء/۲/۱۴

الجواب: بشرط صدق مستفتی اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے اور شہادت طلاق کے موجودگی میں اس کا دعویٰ مردود کیا جائے گا ﴿۲﴾ فی الدرالمختار: ورکنہ لفظ مخصوص خال عن الاستثناء (ھامش ردالمحتار ۲:۵۷۴)﴿۳﴾. وھو الموفق

بعدالوفات طلاق کی خبر کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے والد ماجد نے ایک شادی

﴿۱﴾ وفی الھندیۃ: وشرط فیھا شھادۃ رجلین او رجل وامرأتین سواء کان الحق مالا او غیر مال کالنکاح والطلاق. (فتاویٰ عالمگیریۃ ۳: ۴۵۱ کتاب الشھادات الباب الاول)

﴿۲﴾ قال العلامۃ الحصکفی: ونصابھا لغیرھا من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیرہ کنکاح وطلاق ووکالۃ...... رجلان...... او رجل وامرأتان. (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۴:۳۱۴ کتاب الشھادات)

﴿۳﴾ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۴۵۳ کتاب الطلاق)

کر کے پھر دوسری شادی کرلی، دوسری شادی سے کچھ اولاد تھی جس میں بڑا بھائی بھی تھا، بڑے بھائی نے والد کو تیسری شادی سے منع کرنا چاہا کہ تیسری شادی نہ کریں لیکن باپ نے تیسری شادی کرلی، جس سے کچھ اولاد پیدا ہوئی، اب والد صاحب وفات پا گئے ہیں مال موروثہ کی تقسیم کا مسئلہ ہے، اب بڑا بھائی کہتا ہے کہ مال متروکہ میں تیسری شادی کی اولاد کا حصہ نہیں ہے کیونکہ جب والد صاحب تیسری شادی کرنے لگے تو میرے منع کرنے کی وجہ سے اس نے کہا تھا کہ اگر میں تیسری شادی کرلوں تو وہ مجھ پر طلاق ہوگی، لیکن اس کے باوجود فعل حرام کا مرتکب ہوا لہٰذا وہ اولاد جو تیسری شادی سے ہے ان کا اس میں کوئی حق نہیں ہے، اور بڑا بھائی مزید برآں یہ بھی کہتا ہے کہ مجھے یہ حق ہے کہ میں اس کا اظہار کروں ورنہ عنداللہ میں مجرم ہوں گا، کیا یہ دعویٰ (بڑے بھائی کا) صحیح ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالستار بلوچستان......۱۹۷۷ء/۱۰/۲۶

الجواب: جب مدعی اور گواہ تاحین وفات ساکت رہیں ﴿۱﴾ تو فسق نیز تہمت کی وجہ سے ان کی خبر واجب القبول نہیں ہوگی ﴿۲﴾ خصوصاً جبکہ تین الفاظ سے تین طلاق دینے اور حسب العرف تجدید

﴿۱﴾ **قال الشیخ الافغانی:** والدعویٰ تندفع بمرور الزمان ایضا اذا کان الترک بلا عذر من کون المدعی غائبا او صبیا او مجنونا ولیس لهما ولی او کون المدعی علیه امیرا جائراً یخاف منه الخ.

(معین القضاة والمفتیین ۲۴ الفصل الخامس فی دفع الدعاوی)

﴿۲﴾ **قال العلامة الطرابلسی:** ومنه ما حکاه عن شرح الزیادات: مات عن امرأة وورثة فشهد الشهود انه کان اقر بحرمتها حال صحته ولم یشهدوا بذلک حال حیاته لا تقبل اذا کانت هذه المرأة مع هذا الرجل وسکوته لانهم فسقوا وشهادة الفاسق لاتقبل.

(معین الحکام ۲۷ فصل حد العدالة الخ)

نکاح کا احتمال ﴿۱﴾ اور تحلیل ﴿۲﴾ یا قبول بالفعل ﴿۳﴾ یا امام محمد کے قول پر عمل کرنے کا احتمال موجود ہے﴿۴﴾۔وھو الموفق

نکاح کے ثبوت کیلئے نکاح خواں کی بجائے دوسرے امام کی گواہی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا نکاح تقریباً دس سال ہو گئے ہیں ایک آدمی کے ساتھ ہوا تھا حقوق زوجیت ادا کرتے تھے، اب یہ عورت ایک دوسرے آدمی کے ساتھ بھاگ گئی اور حکومت میں دعویٰ کیا کہ میرا نکاح اس سابق شخص کے ساتھ نہیں ہوا ہے، اب وہ امام

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجیم: ولو کرر لفظ الطلاق فان قصد الاستئناف وقع الکل او التاکید فواحدة دیانة والکل قضاء وکذا اذا اطلق. (الاشباه والنظائر ۵۷ قبیل القاعدة الثالثة) چونکہ ہمارے عرف میں تکرار طلاق تاکید کیلئے ہوتی ہے اور بغیر نیت کے حسب العرف بھی تاکید مراد لی جائے گی، اسلئے اس صورت میں ہمارے شیخ دامت برکاتہم طلاق رجعی کا حکم فرماتے ہیں جبکہ بعض علماء اس تکرار کو بائن پر محمول کرتے ہیں اس لئے تجدید نکاح کا بھی فرماتے ہیں(فلیراجع الی فصل عد الطلاق والقاء الاحجار من ھذه الفتاویٰ)

﴿۲﴾ مثلاً طلاق مغلظہ دی ہو اور پھر حلالہ کے بعد دوبارہ اس کے نکاح میں آئی ہو، کما فی الھدایة: وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها. (الھدایة ۲: ۳۹۹ باب الرجعة کتاب الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامة الشامی: اذا قال کل امرأة اتزوجها طالق والحیلة فیه ما فی البحر من انه یزوجه فضولی ویجیز بالفعل کسوق الواجب الیها.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲ :۵۳۷ مطلب فسخ الیمین المضافة الی الملک)

﴿۴﴾ قال العلامة الحصکفی: وفی المجتبیٰ عن محمد فی المضافة لا یقع وبه افتی ائمة خوارزم انتهی وهو قول الشافعی وللحنفی تقلیده بفسخ قاض بل محکم بل افتاء عدل ویفتوتین فی حادثتین وهذا یعلم ولا یفتی به بزازیة. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۳۸، ۵۳۹ مطلب فی فسخ الیمین المضافة الی الملک)

جس نے نکاح پڑھا ہے حکومت میں دعویٰ نہیں کرتا کیونکہ مدعیٰ علیہ اور امام ایک قوم کا ہے، اب اگر اس امام کی بجائے دوسرا امام نکاح کرنے کی گواہی دے تو یہ حیلہ بنانا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: نظام الدین احاطہ مدنیہ دارالعلوم حقانیہ

الجواب: اگر عرف سے معلوم ہو کہ یہ خاوند وغیرہ مقدمہ جیتنے کے بعد اس عورت کو قتل کریں گے تو اس امام دوم کیلئے قتل کا سبب بننا اشد ہے بنسبت زناکاری پر مطلع ہونے سے، کیونکہ یہ امام دوم اس زنا کا سبب نہیں بنا ہے۔ وھو الموفق

شوہر کو طلاق پر مجبور کرنے کی وجوہات اور خنثیٰ مشکل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بیوی اپنے خاوند کو کس وقت طلاق دینے پر مجبور کر سکتی ہے؟ نیز خنثیٰ مشکل فاعل یا مفعول بن سکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: بخت خان سعودی عرب.....۲/ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

الجواب: خاوند کو ماسوائے ظہار ﴿۱﴾ لعان ﴿۲﴾ اور عنیت ﴿۳﴾ کے دیگر صورتوں میں طلاق دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے، اور خنثیٰ مشکل نہ فاعل ہو سکتا ہے اور نہ مفعول یعنی نہ خاوند اور نہ بیوی

﴿۱﴾ وفی الھندیة: المظاهر اذا لم یکفر ورفع امره الی القاضی یحبسه القاضی حتی یکفر او یطلق کذا فی الظهیریة. (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۵۰۷ الباب التاسع فی الظهار)

﴿۲﴾ وفی الھندیة: اذا التعنا فرق الحاکم بینهما ولا تقع الفرقة حتی یقضی بالفرقة علی الزوج فیفارقها بالطلاق فان امتنع فرق القاضی بینهما.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۵۱۶ الباب الحادی عشر فی اللعان)

﴿۳﴾ وفی الھندیة: ان اختارت الفرقة امر القاضی ان یطلقها طلقة بائنة فان ابی فرق بینهما هکذا ذکر محمد رحمه الله فی الاصل کذا فی التبیین والفرقة تطلیقة بائنة کذا فی الکافی.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۵۲۴ الباب الثانی عشر فی العنین)

(ردالمحتار)﴿۱﴾. وھوالموفق

شوہر نے طلاق معلق دی تھی سات سال بعد عورت نے انکار کیا اب کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک خاوند اپنی بیوی کو کہہ دے کہ اگر تو میری اجازت کے بغیر اپنے ماں باپ کے گھر گئی تو تجھے تین طلاق ہیں وہ عورت چلی گئی، اب سات سال بعد عورت کہتی ہے کہ مجھے شوہر نے اجازت دی تھی تب میں گئی، اور شوہر کہہ دے کہ مجھے صحیح طور پر یاد نہیں کہ میں نے اجازت دی تھی یا نہیں؟ اب شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: دستی خان......۱۷/ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: صورت مسئولہ میں اگر اس عورت نے شہادت عادلہ سے اجازت ثابت کی تو مطلقہ مغلظہ نہیں ہے، اگر عورت کے پاس شہادت عادلہ بابت اجازت زوج نہ ہو﴿۲﴾ اور خاوند کو اجازت دینے اور نہ دینے کے متعلق معلومات نہ ہوں تو صرف شک کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی البتہ اگر خاوند اجازت دینے سے انکار علی وجہ الجزم کر رہا ہو تو اس خاوند کو قسم دی جائے اور اگر قسم سے انکار کیا

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله فخرج الذكر والخنثى المشكل) اى ان يراد العقد عليهما لا يفيد ملك استمتاع الرجل بهما لعدم محليتهما له وكذا على الخنثى لامرأة او لمثله ففى البحر عن الزيلعى فى كتاب الخنثى لو زوجه ابوه او مولاه امرأة او رجلا لا يحكم بصحته حتى يتبين حاله انه رجل او امرأة فاذا ظهر انه خلاف ما زوج به تبين ان العقد كان صحيحا والافباطل لعدم مصادفة المحل وكذا اذا زوج خنثى من خنثى آخر لا يحكم بصحة النكاح حتى يظهر ان احدهما ذكر والآخر انثى.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۸۱ كتاب النكاح)

﴿۲﴾ وفى الهندية: وشرط فيها شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال كالنكاح والطلاق. (فتاوىٰ عالمگيرية ۳: ۴۵۱ كتاب الشهادات الباب الاول)

تو بیوی مطلقہ مغلظہ نہ ہوگی اور اگر قسم کی تو بیوی مطلقہ مغلظہ ہوگی ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

خیار بلوغ کی وجہ سے تنسیخ نکاح کی صورت میں صحیح فیصلہ کی صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کا نکاح شرعی طور پر ایک لڑکی کے ساتھ ہوا، جبکہ لڑکی نابالغہ تھی اور یہ کام اس کی ماں کی سرپرستی میں ہوا، پھر اس کی ماں وفات پائی اور بھائی اس کا سرپرست بن گیا، لڑکی کے بلوغ کے پانچ سال بعد کسی کی شرارت پر اس لڑکی نے دعویٰ کیا ہے کہ میں نے سن بلوغ میں ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور نکاح فسخ کیا ہے، قاضی کے سامنے فیصلہ پیش ہوا، قاضی صاحب نے اس لڑکی سے اس دعویٰ پر گواہ طلب کئے وہ گواہ پیش نہ کر سکی، قاضی صاحب نے اس سے روبہ پردہ حلف اٹھایا، یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ وہی لڑکی تھی یا دیگر، پھر قاضی صاحب نے زوج سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کیا کیونکہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ بلوغ کے وقت اس لڑکی نے سکوت اختیار کیا تھا اور اس بات پر گواہ بھی موجود ہیں، اب سوال یہ ہے کہ قاضی کا یہ فیصلہ درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اسحاق میاں مایار تیمر گرہ دیر......۱۹/ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ

الجواب: اس قاضی کا یہ فیصلہ غلط ہے کیونکہ عورت کو اس وقت قسم دی جاتی ہے جبکہ اصل نکاح کے رد اور سکوت میں اختلاف ہو، زوج کہتا ہو کہ تم نے نکاح کے رد سے سکوت کیا ہے اور عورت بالغہ کہتی ہو کہ میں نے رد کیا ہے اور یہی مسئلہ بحر الرائق ۳:۷ا۱ میں مسطور ہے ﴿۲﴾ لیکن یہاں خیار بلوغ کی وجہ سے

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: فان اختلفا فی وجود الشرط ای ثبوته لیعم العدمی فالقول له مع الیمین...... الا اذا برهنت فان البینة تقبل علی الشرط وان کان نفیا کان لم تجئ صهرتی اللیلة فامرأتی کذا فشهد انها لم تجئه قبلت وصلقت. (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۴۵، ۵۴۶ مطلب اختلاف الزوجین فی وجود الشرط)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن نجیم: ای لو قال الزوج بلغک النکاح فسکت وقال رددت ولا بینة لهما ولم یکن دخل بها فالقول قولها الخ. (البحر الرائق ۳:۷ ۱ ۱ باب الاولیاء والاکفاء)

رداور سکوت کا مسئلہ ہے جس میں عورت فسخ کی مدعیہ ہے اور خاوند منکر ہے لہٰذا گواہ عورت کے منظور ہوں گے اور قسم خاوند کو دی جائے گی، (فی الھندیۃ ۱: ۳۰۴) **ولو وقع الاختلاف فی خیار البلوغ فقالت المرأۃ اخترت نفسی ورددت النکاح کما بلغت، وقال الزوج بل سکت وسقط خیارک فالقول قول الزوج کذا فی المحیط انتھیٰ**﴿۱﴾، لہٰذا قاضی مذکور نے دو واضح غلطیاں کی ہیں۔ **وھو الموفق**

شرعی نکاح ہو چکا ہے شوہر منکر ہے اس صورت میں عدالتی ڈگری کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا شرعی نکاح روبرو گواہان ہو چکا ہے لیکن زید جس کا نکاح اس عورت کے ساتھ ہوا ہے نے عدالت میں حلفاً بیان دیا ہے کہ میرا نکاح اس کے ساتھ نہیں ہوا ہے، عدالت نے بھی حکم جاری کیا ہے کہ یہ عورت زید کی بیوی نہیں ہے کیا شرعاً یہ نکاح قائم ہے؟ **بینوا توجروا**

المستفتی: عبدالعزیز کالا باغ ہزارہ......۱۷/ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ

الجواب: اگر نکاح کے وقت یہ عورت نابالغہ تھی یا بالغہ ہونے کی صورت میں والد نے اس عورت کی مرضی سے نکاح کیا تھا تو اس عدالتی کارروائی کے بعد بھی یہ نکاح قانونی طور سے تو کالعدم لیکن شرعی طور سے لازم اور نافذ ہے، **لعدم وجود رافع النکاح. وھو الموفق**

بلا قاعدہ عدالتی طلاق قانونی ہو سکتی ہے شرعی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اپنی بیٹی جو کہ کم عمر اور نابالغہ تھی، امیر گل کو نکاح پر دی تھی جبکہ نہ میری لڑکی اس نکاح پر راضی تھی اور نہ لڑکا اس وقت بالغ تھا، بادل

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریۃ ۱: ۲۸۶ الباب الرابع فی الاولیاء)،

ناخواستہ اس وقت نکاح ہوگیا، پھر لڑکے نے دوسری شادی کی، بعد میں میں نے لڑکے کے والدین سے کہا کہ میری لڑکی کی شادی کرلو، لیکن وہ نہ شادی کرنے پر تیار تھے اور نہ طلاق دینے پر، پھر میں نے فیملی کورٹ کو رجوع کیا، عدالت میں لڑکا حاضر ہوکر میری لڑکی کے ساتھ شادی کرنے پر تیار تھا اور راضی تھا لیکن لڑکی راضی نہیں تھی پھر عدالت نے فیصلہ سنادیا کہ چونکہ لڑکی راضی نہیں ہے اس لئے عدالت نے طلاق دے دی ہے، ازروئے شرع اس طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: پیر غلام درہ پیزو بنوں......۱۹۹۰ء/۸/۸

الجواب: اگر یہ لڑکا شادی کرنا چاہتا تھا اور حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر تھا یعنی مستقل کمرہ اور نفقہ دے سکتا تھا تو یہ عدالتی طلاق صرف عدالتی اور قانونی طلاق ہوگی نہ کہ اسلامی اور شرعی طلاق ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

ارتداد اور الفاظ کفریہ کے بعد بلا طلاق دوسرے شوہر سے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسلمان شادی شدہ عورت نے لفظاً یہ اقرار کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) خدا کا بیٹا ہے اور دل سے اس کی تصدیق کی اور

﴿۱﴾ قال الشيخ شمس الحق الافغاني: حكم القاضي على خلاف النص كالحكم بحل متروك التسمية عمداً او على خلاف السنة المشهورة كالحكم بتحليل المطلقة ثلاثا بمجرد عقد المحلل بلا دخول او على خلاف الاجماع كالحكم بصحة نكاح المتعة باطل ولكل قاض نقضه اذا رفع اليه...... الخطاء الذى قضى به القاضى اما ان يختلف الفقهاء فى كونه خطاء اولا يختلفوا الثانى يرجع عنه ويرده لا محالة...... الثانية اذا قضىٰ ثم ظهر له خطأه فى القضاء بان ظهر ان الشهود كانوا عبيدا او محدودين فى قذف ينقض قضائه الثالثة اذا قضىٰ بخلاف مذهبه على طبق ما مر سابقا.

(معين القضاة والمفتيين ۲۸، ۷۰ اقسام القضاء وما يرد منها ومالا يرد)

اس پر اپنا عقیدہ جمایا چونکہ یہ عقیدہ رکھنے سے وہ مرتد ہوئی اور وہ اپنا شہر چھوڑ کر دوسرے شہر چلی گئی، اور وہاں دوبارہ مسلمان ہوئی اور وہاں مسلمان ہونے کے بعد دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کیا، تو اب ان دونوں میاں بیوی کا جماع وغیرہ جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرب حیدرآباد سندھ.....۱۹۷۹ء/۹/۲۹

الجواب: بنابرقول مفتی بہ (وھو قول مشائخ بلخ) یہ عورت پہلے خاوند کے نکاح میں ہے﴿۱﴾ اس دوسرے خاوند کیلئے اس عورت کے ساتھ جماع وغیرہ کرنا حرام ہے، جیسا کہ پہلے خاوند کیلئے تجدید نکاح سے قبل استمتاع حرام ہے، والتفصیل فی الحیلۃ الناجزۃ ۱۵۸ ﴿۲﴾.........

﴿۱﴾ قال العلامۃ الحصکفی: لو ارتدت لمجیء الفرقۃ منھا..... وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجرا لھا بمھر یسیر..... وافتی مشایخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتھا زجرا وتیسیرا لا سیما التی تقع فی المکفر ثم تنکر قال فی النھر والافتاء بھذا اولی من الافتاء بما فی النوادر. (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۴۲۶ باب نکاح الکافر)

﴿۲﴾ قال الشاہ اشرف علی التھانوی: حاصل یہ ہے کہ اگر عورت مرتد ہو جائے تو اس کے نکاح کے بارہ میں حنفیہ کے تین قول ہوئے، ایک یہ کہ نکاح فسخ ہو جاتا ہے لیکن بعد تجدید اسلام اس کو تجدید نکاح پر مجبور کیا جائے گا اور کسی دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہ دیا جائے گا، وھو ظاھر الروایۃ، دوسرا یہ کہ نکاح فسخ ہی نہ ہوگا بلکہ وہ دونوں بدستور زن وشوہر ہی رہیں گے، تیسرا یہ کہ عورت کو کنیز بنا کر رکھا جائے گا۔

ان تینوں اقوال میں اگرچہ کچھ اختلاف ہے لیکن اتنی بات پر تینوں متفق ہیں کہ عورت کو کسی طرح یہ حق نہ دیا جائے گا کہ وہ اپنے پہلے خاوند کے نکاح سے علیحدہ ہو کر دوسری جگہ نکاح کرلے، اس میں یہ بات متفق علیہ ہوگئی کہ عورت کو دوسری جگہ نکاح کا ہرگز اختیار نہ ہوگا، اب ہندوستان میں بحالت موجودہ اس متفق علیہ پر عمل کرنا غیر ممکن ہے.....اور نوادر کی روایت پر عمل کرنا تو ظاہر الروایت سے بھی زیادہ مشکل بلکہ بحالت موجودہ غیر ممکن ہے اس لئے اب بجز اس کے کہ مشائخ بلخ وسمرقند کے قول کو اختیار کرکے اسی پر فتویٰ دیا جائے کوئی چارہ نہ رہا۔

مشائخ بلخ کے قول کے موافق جبکہ بقاء نکاح کا فتویٰ دیا جائے تو ساتھ ہی ..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کفایت ۱۶۷۱ ﴿۱﴾. وهو الموفق

مرتد اور کافر بننے والے کا نکاح خود بخود ختم ہو جاتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ انیس سال ہوئے ہیں کہ میری شادی ایک شخص سے ہوئی ہے اس وقت میرے دو بچے ہیں میرا خاوند عرصہ آٹھ سال سے مجھے اسلامی رکنیت سے منع کرتا ہے حتی کہ نماز، روزہ، تلاوت کلام پاک اور کلمہ شریف نہیں پڑھنے دیتا، اگر میری زبان سے کلمہ نکلتا ہے تو مجھے مارتا پیٹتا ہے، میں نے ایک دفعہ تلاوت کلام پاک شروع کی تو قرآن کو پھینک دیا، میں چپکے چوری نماز پڑھ رہی تھی تو دیکھ کر مجھے اتنا مارا کہ بے ہوش ہوگئی، رمضان شریف میں میں نے

(بقیہ حاشیہ) اس امر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ تجدید اسلام کے قبل شوہر کیلئے اس مرتدہ سے استمتاع یعنی جماع اور اس کے دواعی مثلاً تقبیل ولمس بالشہوۃ وغیرہ کو جائز نہ کہا جائے کیونکہ آیت کریمہ **لا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن** سے کافر عورتوں کے ساتھ نکاح اور استمتاع کا حرام ہونا ظاہر ہے اور اس پر اجماع بھی ہے،......اس مجموعہ سے خلاصہ اس فتویٰ کا یہ حاصل ہوا کہ عورت بدستور سابق اسی خاوند کے قبضہ اور نکاح میں رہے گی کسی دوسرے شخص سے ہرگز نکاح جائز نہیں لیکن جب تک تجدید اسلام کر کے تجدید نکاح نہ کر لے اس وقت تک اس کے ساتھ جماع اور دواعی جماع کو جائز نہ کہا جاوے گا۔
(حیلہ ناجزہ ۱۸۲ تا ۱۸۵ حکم ارتداد زوجہ)

﴿۱﴾ **قال المفتی الاعظم مولانا کفایت الله الدهلوی:** مرتد ہو جانے سے پہلا نکاح جاتا رہا لیکن مسلمان ہو کر کسی دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی بلکہ قاضی مجاز جبراً پہلے خاوند کے ساتھ اس کا نکاح کر دے گا، **وارتداد احدهما فسخ عاجل فللموطوءة كل مهرها ولغيرها نصفه لو ارتد، ولاشيئ لو ارتدت وتجبر على الاسلام وعلى تجديد النكاح زجرا لها بمهر يسير كدينار وعليه الفتوىٰ والوالجية(درمختار مختصراً).**

(کفایت المفتی ۶ : ۱۳۹ چوتھا باب مرتدہ اور مرتد)

نماز شروع کی تو اس نے دن کو میرا روزہ توڑوانے کی کوشش کی بلکہ میرے ہاتھ کی روٹی بھی نہیں کھائی، میرا شوہر نہ غسل جنابت کرتا ہے نہ مجھے کرنے دیتا ہے نہ وہ اسلام کا قائل ہے میں نے یہ تمام روداد چیئر مین پیپلز پارٹی حلقہ کراں کو بیان کی، اس نے کہا کہ اس بارے میں علماء سے مشورہ کرنا لازمی ہے، انہوں نے میرا یہ بیان قلمبند کر کے کہا کہ مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک والے جو فیصلہ کریں گے وہ ہمیں منظور ہوگا، وہ ہم سب کا بڑا مذہبی پیشوا ہے تو اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے کیا میرا نکاح اس شخص کے ساتھ رہ سکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: شاہ زبیر کراں.....۱۹۷۳ء/۶/۲۵

الجواب: بشرط صدق وثبوت اس شخص کا نکاح باطل اور کالعدم ہے اس کی بیوی عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے ﴿۱﴾ کیونکہ یہ شخص اہانت قرآن اور انکار شریعت وغیرہ کی وجہ سے کافر اور مرتد ہوا ہے ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

محمد فرید عفی عنہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ...... عاجل بلا قضاء، قال ابن عابدين: اى بلا توقف على قضاء القاضي وكذا بلا توقف على مضي عدة في المدخول بها...... وافاد وجوب العدة سواء ارتد او ارتدت بالحيض او بالاشهر لو صغيرة او آئسة او بوضع الحمل كما في البحر. (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۴۲۵ باب نكاح الكافر)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: ان الشارع جعل بعض المعاصي امارة على عدم وجود التصديق كالهزل المذكور وكما لو سجد لصنم او وضع مصحفا في قاذورة فانه يكفر وان كان مصدقا لان ذلك في حكم التكذيب...... فان فعل ذلك استخفاف واستهانةبالدين فهو امارة عدم التصديق ولذا قال في المسايرة وبالجملة فقد ضم الى التصديق بالقلب او بالقلب واللسان في تحقيق الايمان امور الاخلال بها اخلال بالايمان اتفاقا كترك السجود لصنم وقتل نبي والاستخفاف به وبالمصحف والكعبة وكذا مخالفة او انكار ما اجمع عليه بعد العلم به لان ذلك دليل على ان التصديق مفقود. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۳۱۰ باب المرتد)

فصل فی تنسیخ النکاح

موجودہ عدالتوں کے تنسیخ نکاح کے فیصلے اگر باقاعدہ ہوں تسلیم کریں گے ورنہ نہیں

سوال: محترمی ومکرمی جناب مولانا مفتی محمد فرید صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ صاحبان کی خیریت نیک مطلوب ہے اور دعاؤں کی خصوصی اپیل ہے، دیگر یہ ایک مسئلہ مجھے درپیش ہے کہ موجودہ گورنمنٹ شریعت کے یمین ویسار سے لاعلمی کے باوجود تنسیخ نکاح کے فیصلے کرتی ہے، گوجرانوالہ کے مفتی اور ہمارے مدرسہ کے مہتمم صاحب تنسیخ نکاح کو نافذ سمجھتے ہیں، سنا ہے کہ مولانا خیر محمد صاحب مرحوم ومغفور بھی اس کے حق میں تھے، لیکن مجھے اس میں تشفی حاصل نہیں، جج اگر چہ مسلمان بھی ہو لیکن نہ تو عنت کا مفہوم سمجھتے ہیں نہ تحقیق کرتے ہیں بلکہ اکثر اوقات زوج کے حاضر نہ ہونے سے یک طرفہ فیصلہ کرتے ہیں جو کہ قضاء علی الغائب ہے، حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے الحیلۃ الناجزہ میں جن شرائط کا ذکر کیا ہے میری نظر میں مسئلہ مسئولہ میں مفقود ہیں امید ہے حضرت والا جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔ وھو الموفق

المرسل: امان اللہ گوجرانوالہ.....۱۹۷۳ء/۴/۱۰

الجواب: محترم المقام مولانا امان اللہ صاحب وفقه الله تعالیٰ لما یحب ویرضیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کے بعد واضح رہے کہ میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہوں اللہ کریم آپ کو خیریت سے رکھے، اور علم دین کی خدمت سے نوازے، آمین

محترم! آپ کو شاید معلوم ہوگا کہ علماء کی کوششوں سے یہ بعض مسائل قانون میں داخل کئے گئے تھے، لیکن ان اہل ہویٰ نے ان مسائل میں ترمیمات کئے ہیں پس ہم ان کے فیصلہ کو جب کہ باقاعدہ ہو نافذ

کریں گے ورنہ مسترد کریں گے ﴿۱﴾ یہ حکام اپنے خیال میں ان مسائل کو محمڈن لا (شریعت) سمجھتے ہیں۔فقط

محمد فرید عفی عنہ......دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ابتدائی عدالت اور عدالت بالا کے متضاد فیصلوں کی صورت میں تنسیخ نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے ابتدائی عدالت میں شوہر کے نام تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا، ابتدائی عدالت نے شوہر کو طلب کیا، شوہر نے بیان دیا کہ بیوی کو میں نان ونفقہ دیتا ہوں اور آباد کرنا چاہتا ہوں عورت نے تنسیخ نکاح کے دعویٰ میں اظہار کیا کہ چار سال سے مجھے شوہر نے کوئی نان ونفقہ نہیں دیا اور نہ حقوق زوجیت ادا کئے ہیں، ابتدائی عدالت نے عورت کا دعویٰ تنسیخ نکاح خارج کر دیا اور شوہر کے حق میں فیصلہ صادر کیا، عدالت بالا میں عورت کی اپیل پر بغیر شوہر کے بیانات لئے گئے، عدالت بالا نے تنسیخ نکاح کا حکم صادر کیا اور عدالت ابتدائی یعنی ماتحت کا فیصلہ مسترد کر دیا، کیا شرعاً یہ تنسیخ نکاح درست ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: خواجہ عبدالمجید مانسہرہ ہزارہ

الجواب: اگر مقدمہ دائر کرنے سے پہلے یہ شوہر نہ بیوی کو آزاد کرتا تھا اور نہ باقاعدہ آباد کرتا تھا اور حاکم کے سامنے ابھی آباد کرنے کو تیار ہوتا ہے تو اس شوہر سے کیا بعید ہے کہ یہ بات صرف دفع الوقتی وغیرہ کیلئے کرتا ہو، لہٰذا اس تنسیخ کے عدم نفاذ کے متعلق ہم فیصلہ نہیں کر سکتے ہیں۔وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة بدر الدين الشهير بابن قاضي سماونه: قضايا القضاة ثلاثة اقسام الاول: حكمه بخلاف نص واجماع وهذا باطل فلكل من القضاة نقضه اذا رفع اليه وليس لاحد ان يجيزه، الثاني: حكمه فيما اختلف فيه فهو ينفذ وليس لاحد نقضه، الثالث: حكمه بشيئ يتعين فيه الخلاف بعد الحكم ان يكون الخلاف في نفس الحكم فقيل نفذ وقيل يوقف على امضاء آخر فلو امضاه يصير كان القاضي الثاني حكم في مختلف فيه فليس للثالث نقضه فلو ابطله الثاني بطل وليس لاحد ان يجيزه الخ. (جامع الفصولين ۱:۲۴ قبيل توكيل ابن القاضي وما يتصل به)

جھوٹی شہادتوں سے تنسیخ نکاح کا مسئلہ

ســــوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں ایک پیش امام (ناخواندہ) نے اپنی لڑکی ایک شخص کوعقد نکاح کرکے دے دی، یہ شوہر باشعور اور تندرست آدمی ہے قومی لحاظ سے بھی کفو اور عورت بھی تین چار سال سے اس کے پاس آباد رہی، ناچاقی کی بنا پر اس پیش امام نے اپنی لڑکی کو ورغلا کر اور گھر لے جاکر عرصہ بعد عدالت میں خاوند کے خلاف دعویٰ تنسیخ نکاح دائر کیا، جھوٹی شہادتیں قائم کرکے فیصلہ خاوند کے خلاف کیا گیا، کیا جج کی طلاق سے لڑکی طلاق ہوسکتی ہے؟ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے؟بینوا توجروا

المستفتی :احمدعبدالرحمٰن صدیقی ناظم انجمن خدام القرآن نوشہرہ.....۱۹۶۹ء/۵/۱۹

الــجــواب: جن وجوہات کی بنا پر مسلمان حاکم فسخ نکاح (طلاق) کا مجاز ہے اگر بالفرض وہ وجوہات جھوٹی شہادت سے ثابت کی گئی ہیں تب بھی یہ فسخ اور طلاق صحیح ہے اور دوسری جگہ نکاح کرنا مشروع ہے، کیونکہ حاکم عالم الغیب نہیں ہوتا ہے، مدعی علیہ کیلئے ضروری تھا کہ وہ جرح کرلیتا، فی الدر المختار: **ولو قضی بطلاقها بشهادة الزور مع علمها بذلک نفذ وحل لها التزوج بآخر بعد العدة (وفی ردالمحتار ۲: ۴۰۴) قوله وبقولهما یفتی قال الکمال وقول الامام اوجه واستدل له بدلالة الاجماع الخ﴿۱﴾. وهو الموفق**

بے قاعدہ تنسیخ نکاح شرعاً مسترد اور اس میں معاونت وغیرہ حرام ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ اور زید کا نکاح حالت بلوغ میں ہوا تھا ان کے والدین بھی مجلس نکاح میں موجود تھے شاہدین نکاح اور نکاح پڑھانے والا امام مسجد بھی

﴿۱﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۱۹ قبیل باب الولی)

موجود ہے اور رجسٹر میں بھی فارموں پر دستخطوں سمیت سب کچھ موجود ہے کچھ زمانہ بعد دونوں کے والدین میں ناچاقی سی پیدا ہوگئی، تو ہندہ کے والد نے دوسرے شخص کو ساتھ ملا کر لڑکی کی طرف سے عدالت میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا، اس سے قبل زید کا والد کئی جرگے ہندہ کے والد کو کر چکا تھا، کہ رشتہ رخصتی کر کے دے دیں، لیکن ہندہ کا والد پہلے ٹال مٹول کرتا رہا بعدازاں صاف منکر ہوگیا اور پھر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا، عدالت میں نکاح خوان اور گواہوں نے لڑکی کے بالغ ہونے اور سب کچھ تقاضے پوری ہونے اور نکاح کے تمام ہونے کی گواہی دے دی اور زید نے عدالت میں بار بار کہا کہ وہ لڑکی کو آباد کرنا چاہتا ہے لیکن ان سب کچھ کے باوجود عدالت نے فسخ نکاح کا فیصلہ لڑکی یعنی ہندہ کے حق میں کر دیا اور نکاح ثانی کی اجازت دے دی، کیا ازروئے شرع یہ نکاح فسخ ہوسکتا ہے؟ اور نکاح ثانی کر سکتی ہے؟ اور نکاح ثانی پڑھانے والے اور گواہ بننے والوں کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرؤف قریشی گڑھی حبیب اللہ خان......۱۹۷۲ء/۱۲/۷

الجواب: جب خاوند بیوی کو باقاعدہ آباد کرنے کیلئے تیار تھا تو یہ فسخ شرعاً مسترد ہوگا، لانہ فسخ من غیر ضرورۃ ﴿۱﴾ اور نکاح ثانی اور اس میں شہادت اور معاونت وغیرہ حرام ہوں گے ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

بلاوجہ شرعی تنسیخ نکاح کی ڈگری وغیرہ شرعاً قبول نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بیوہ عورت نے خاوند کی

﴿۱﴾ قال العلامة شمس الحق الافغانی: الخطاء الذی قضی به القاضی اما ان یختلف الفقهاء فی کونه خطاءً او لا یختلفوا، الثانی یرجع عنه ویرده لا محالة والاول یمضیه اذا کان بعد دعوی صحیحة وشهادة مستقیمة.

(معین القضاة والمفتیین ۷۰ الفصل الثامن فی رجوع القاضی عن حکمه)

﴿۲﴾ قال الله تبارک وتعالیٰ: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (الآیة) .

(سورة المائدة آیت: ۲ رکوع: ۱ پاره: ۶)

وفات کے دو سال بعد دیور خود سے نکاح بطریق شرع پڑھایا اور تین روز خاوند کے ساتھ گزارنے کے بعد مذکورہ عورت کے والد نے بوجہ لالچ اپنی لڑکی کو ورغلا کر نکاح بالجبر کا دعویٰ کیا، سیشن جج کی عدالت میں مقدمہ جھوٹا ثابت ہو کر فیصلہ سنایا گیا کہ بعد از تحقیق ثابت ہو گیا کہ مذکورہ بیوہ کا والد کمینہ اخلاق والا ہے اور یہ سب کچھ لالچ کی خاطر کیا ہے اور یہ نکاح رضا و رغبت کی وجہ سے درست ہے اور مدعی کا جھوٹا دعویٰ خارج کیا جاتا ہے، اس کے بعد مذکورہ عورت کے والد نے جونیئر سول عدالت میں تنسیخ کا دعویٰ کیا اور اسی عدالت نے سیشن جج کے فیصلہ کے خلاف خلع کی ڈگری دے کر مقدمہ خارج کیا، اس تنسیخ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: فرمان الدین و دیگر مشران جلبی صوابی......۲۰/ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ

الجواب: اگر یہ امر تسلیم شدہ یا شہادت شرعیہ سے ثابت شدہ ہو کہ اس بیوہ نے اس دیور سے برضا و رغبت نکاح کیا ہے تو یہ نکاح لازم اور ناقابل فسخ ہے، لوجود رکن النکاح و شرائطه﴿۱﴾. وهو الموفق

نابالغہ کے خیار بلوغ اور ڈی سی کی جانب سے طلاق نامہ دینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نابالغ لڑکی کو والد صاحب نے نکاح شرعی پر دے دیا، اس لڑکی نے اسی وقت نکاح سے انکار کر دیا، پھر یہ مقدمہ ڈی سی صاحب کوہاٹ کے سامنے پیش ہوا اور لڑکا لڑکی بھی موجود ہوئے، جناب ڈی سی صاحب نے اس آدمی کے سامنے طلاق نامہ دے دیا جبکہ خود خاوند موجود تھا، اب یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور انکار نابالغہ لڑکی قوی ہے یا غیر قوی؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا محبت خان مندوری ضلع کوہاٹ......۱۹۶۹ء/۱/۲۱

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: نفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولي...... وله اي للولي اذا كان عصبة...... الاعتراض في غير الكفء، قال ابن عابدين:: (فيفسخه القاضي) فلا تثبت هذه الفرقة الا بالقضاء لانه مجتهد فيه وكل من الخصمين يتشبث بدليل فلا ينقطع النكاح الا بفعل القاضي. (الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۳۲۲ باب الولي)

الجواب: چونکہ نکاح والد نے عقد کیا ہے لہٰذا یہ لڑکی اس عقد اور نکاح کو فسخ نہیں کر سکتی ہے، نہ بلوغ کے وقت اور نہ قبل از بلوغ ﴿۱﴾ اور چونکہ حاکم نے صرف ناکح کے سامنے طلاق نامہ دیا ہے نہ کہ ناکح نے طلاق دی ہے لہٰذا یہ فسخ نکاح کیلئے ناکافی ہے ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

باقاعدہ آباد کرنے والے شوہر کو تنسیخ نکاح کی ڈگری دینا شرعاً کالعدم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوثر بی بی کی شادی رشید خان سے ہوئی تھی، حسب رواج ایک دن خاوند کے گھر میں رہ کر والدین کے گھر چلی گئی، چھ ماہ بعد اس نے عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا چونکہ رشید خان باہر ملک گیا تھا اور اس عورت نے یہ کہا تھا کہ میں خاوند کی عدم موجودگی میں والدین کے گھر رہوں گی اور کچھ نان ونفقہ نہیں لوں گی لیکن اس کے باوجود اپنے بھائی کو تنسیخ نکاح کی پیروی کیلئے مقرر کیا، کیس شروع ہوا دوران مقدمہ رشید خان خود عدالت حاضر ہوا اور یہ بیان دیا کہ وہ مال واپسی یعنی مہر یا کسی بھی صورت میں بیوی کو مطلقہ نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ اس کو ہر صورت میں آباد کرے گا، جبکہ عدالت نے طلاق خلع کی ڈگری دے دی، کیا یہ طلاق واقع ہو سکتی ہے اور نکاح فسخ ہوا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرشید گوجر خان راولپنڈی.....۵/ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

﴿۱﴾ وفی الهندیة: فان زوجهما الاب والجد فلا خیار لهما بعد بلوغهما وان زوجهما غیر الاب والجد فلکل واحد منهما الخیار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ.
(فتاویٰ عالمگیریة ۱ :۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۲﴾ وفی الهندیة: وکذلک کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع به الطلاق اذا لم یقر انه کتابه کذا فی المحیط.
(فتاویٰ عالمگیریة ۱ :۳۷۹ قبیل الفصل السابع فی الطلاق بالفارسیة)

الجواب: جس بیوی کو خاوند با قاعدہ آباد کرتا ہو اور آباد کر سکتا ہو تو وہ تنسیخ نکاح کا حقدار نہیں ہے اور اس کو تنسیخ نکاح کی ڈگری دینا شرعاً کالعدم ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

مجبور عورت تنسیخ نکاح مسلمان جج سے کرا سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ کا نکاح صابر خان سے پاکستان میں ہوا اور اس سے ایک لڑکی سالمہ پیدا ہوگئی جس کا نام سالمہ پاسپورٹ میں درج کیا گیا، صابر خان نے انگلینڈ سے اپنی بیوی ہندہ کے نام طلاق لکھ کر بھیج دی، ہندہ نے عدت کے بعد حسین خان سے شادی کر لی، اور یہ بچی ان کے پاس پرورش پاتی رہی، جب جوان ہوگئی تو اس کی شادی انگلینڈ میں نثار علی کے ساتھ بقاعدہ شرعی ہوگئی، ایجاب وقبول عالم دین کے سامنے ہوا، مگر وہاں کے قانونی اعتبار سے نکاح رجسٹرڈ نہیں کیا گیا خاوند کا خیال تھا کہ یہ والد کی اکلوتی بیٹی ہے لہٰذا بہت دولت کے ساتھ آئے گی، اسی اثنا میں صابر خان نے کہا کہ یہ میری بیٹی نہیں ہے اور ناکح کے خیالات میں تبدیلی شروع ہوئی کہ دولت تو اب نہیں ملے گی لہٰذا خاوند نے اب اس کو بیگم بنانے سے انکار کر دیا، اور کہا کہ یہ میری بیوی ہی نہیں نکاح ہوا ہی نہیں ہے، دریں اثنا نثار علی سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا اور تین ماہ بعد وہ مر گیا، اب یہ لڑکا ان ازدواجی تعلقات سے منکر ہے، اور طلاق دے کر فارغ بھی نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ پہلے پانچ ہزار پونڈ دے دو تو ہم فارغ کریں گے، جبکہ لڑکی والے اس رقم سے معذور ہیں اب لڑکی اس چکر میں ہے لہٰذا اگر خلاصی کی کوئی صورت ہو تو لکھ کر ممنون فرماویں؟ بینوا توجروا

المستفتی: ایک بندہ مسلم برمنگھم انگلینڈ ۲۷/محرم ۱۴۰۳ھ

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ولا يفرق بينهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ايفائه لو غائبا حقها ولو موسرا وجوزه الشافعي باعسار الزوج وبتضررها بغيبته ولو قضى به حنفي لم ينفذ. (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۷۱۲ مطلب في فسخ النكاح بالعجز عن النفقة)

الجواب: صورت مسئولہ میں یہ مجبور عورت مسلمان جج کے ذریعہ سے طلاق (تنسیخ نکاح) حاصل کرسکتی ہے، اورعدت گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے (حیلہ ناجزہ) ﴿۱﴾۔وھو الموفق

تنسیخ نکاح بظاہر خلع بالاکراہ اور حقیقت میں طلاق بائن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عدالت نے فیصلہ تنسیخ نکاح صادر کیا ہے کیا اس سے عورت مطلقہ ہو جاتی ہے اور دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے؟ اگر طلاق واقع ہوتی ہے تو اس کی کیا صورت ہے؟ خلع یا کوئی دوسری صورت؟ اس بارے میں فیصلہ صادر فرمائیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: قاری محمد انور گلوالہ سرگودھا......۱۹۷۹ء/۹/۱۵

الجواب: جو خاوند بیوی کو نہ باقاعدہ آباد کرتا ہے اور نہ آزاد کرتا ہے، پس یہ مظلوم عورت تنسیخ نکاح کی مستحقہ ہے اور یہ تنسیخ نکاح جائز اور نافذ ہے ﴿۲﴾ اور یہ تنسیخ بظاہر خلع بالاکراہ ہے اور در حقیقت

﴿۱﴾قال الشاہ اشرف علی التھانوی: اور صورت تفریق (زوجہ متعنت) کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کردیں گے، اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کردے. (حیلہ ناجزہ ص۷۴ حکم زوجہ متعنت)

﴿۲﴾ قال الشاہ اشرف علی التھانوی: زوجہ متعنت کو اول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کرلے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے...... صورت تفریق یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

طلاق بائن ہے ﴿۱﴾۔وھو الموفق

جہاں قاضی نہ ہو وہاں علماء کی جمعیت ضرورت کی وجہ سے تنسیخ نکاح کرسکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کی دو عورتیں ہیں ایک عورت کی کچھ نہ کچھ ادائے حقوق کرتا ہے لیکن دوسری کو اپنی جگہ پر ایسا ہی چھوڑ رکھا ہے حقوق شرعی وغیرہ ادا نہیں کرتا اور نہ نان ونفقہ کا بندوبست کرتا ہے اور یہ جگہ ایسا آزاد علاقہ ہے کہ وہاں پر کوئی قاضی وغیرہ نہیں ہے کہ وہ اس عورت کو آزاد کرالے اور حال یہ ہے کہ شوہر بھی طلاق نہیں دیتا، پس اگر یہ عورت اس حالت میں بغیر طلاق کے شوہر سے جدا ہو جائے اور دوسری شادی کرے کہ شوہر کسی کی بات نہیں سنتا ہے تو کیا اس عورت کیلئے یہ کام کرنا جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حافظ شیر عالم دوآبہ ہنگو کوہاٹ.....۶/ ۷/ ۱۴۰۱ھ

الجواب: اگر تفحص وتحقیق کے بعد یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شوہر ظالم ہے نہ اس عورت کو باقاعدہ آزاد کرتا ہے اور نہ آباد کرتا ہے تو چند بااثر علماء کی جمعیت اس تحقیق کے بعد اس عورت کو طلاق کرسکتی ہے اور یہ امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور ضرورت کے وقت احناف کے

(بقیہ حاشیہ) کردیں گے اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعا جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کردے اس میں کسی مدت کے انتظار ومہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں۔

(الحیلة الناجزه ۴۷ حکم زوجه متعنت)

﴿۱﴾ وفی الهندیة: ان اختارت الفرقة امر القاضی ان یطلقها طلقة بائنة فان ابی فرق بینهما هکذا ذکر محمد رحمه الله تعالیٰ فی الاصل کذا فی التبیین والفرقة تطلیقة بائنة کذا فی الکافی.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۵۲۴ الباب الثانی عشر فی العنین)

نزدیک اس پرعمل کرنا جائز ہے﴿۱﴾۔ وھو الموفق

باقاعدہ تحقیق کے بعد قاضی کا یکطرفہ تنسیخ نکاح کا فیصلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم نے اپنی بہن کا نکاح رفیق خان سے کرلیا تھا جب شادی کا وقت آتا ہے تو وہ ایک دودن پہلے بھاگ جاتا ہے کافی پریشانی ہے ہمشیرہ کی عمر بھی پچیس سال ہے ماں باپ کے گھر پر ہے ساڑھے پانچ سال نکاح میں ہوگئے اور رفیق خان بھی روپوشی اختیار کرتا ہے لہذا ہمشیرہ نے عدالت میں درخواست دے کر تنسیخ نکاح کروالیا تو کیا شوہر کی روپوشی کے باوجود یہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنا عدالت سے درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حامد شیر شیلڈ بلاک اٹک......۱۴۰۱/۶/۱۶ھ

الجواب: جب خاوند دیدہ دانستہ روپوش ہوجائے تو باقاعدہ تحقیق کے بعد جج غائبانہ فیصلہ

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التھانوی: اور جس جگہ مسلمان حاکم موجود نہ ہو یا مسلمان حاکم کی عدالت میں مقدمہ لے جانے کا قانونا اختیار نہ ہو یا مسلمان حاکم قواعد شرعیہ کے مطابق فیصلہ نہ کرتا ہو تو اس صورت میں فقہ حنفی کے مطابق تو عورت کی علیحدگی کیلئے بغیر خاوند کی طلاق وغیرہ کے کوئی صورت نہیں اور حتی الوسع لازم ہے کہ خلع وغیرہ کی کوشش کرے لیکن اگر خاوند کسی طرح نہ مانے یا بوجہ مجنون یا لاپتہ ہونے کے اس سے خلع وغیرہ ممکن نہ ہو اور عورت کو صبر کی ہمت نہ ہو تو مجبورا مذہب مالکیہ کے مطابق دیندار مسلمانوں کی پنچایت میں معاملہ پیش کرنے کی گنجائش ہے لیکن مالکیہ کے مذہب قاضی وغیرہ نہ ہونے کی حالت میں یہ صورت بھی جائز ہے کہ محلہ کے دیندار مسلمانوں کی ایک جماعت جن کا عدد کم از کم تین ہو پنچایت کرے اور واقعہ کی تحقیق کر کے شریعت کے موافق حکم کر دے تو یہ بھی قضائے قاضی کے قائم مقام ہوجاتا ہے، صرح بذلک العلامۃ الصالح التونسی مفتی المالکیۃ فی المسجد النبوی بالمدینۃ المنورۃ فی فتواہ الملحقۃ بھذہ الرسالۃ فی الروایۃ السابعۃ عشر، اور ضرورت شدیدہ اور ابتلائے عام کے وقت حنفیہ کے نزدیک دوسرے ائمہ کے مذہب کو اختیار کر کے اس پر فتویٰ دینا بھی جائز ہے الخ۔ (الحیلۃ الناجزۃ ۳۴ تفریق زوجین بحکم حاکم)

(یکطرفہ فیصلہ) کرنے کا مجاز ہوتا ہے، کذا فی قضاء ردالمحتار عن جامع الفصولین ﴿۱﴾. وھو الموفق

بلاوجہ تنسیخ نکاح کرانا غیر معتبر اور امور دینیہ کی پامالی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر عورت شوہر سے کسی بات پر خفہ ہوکر گھر چلی جائے اور پھر تنسیخ نکاح کرایا جائے، کیا اس تنسیخ کا کوئی اعتبار ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: چوہدری صفدر راولپنڈی.....۲/ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: اگر خاوند یہ بیوی نہ آباد کرتا ہے اور نہ باحسن طریقہ آزاد کرتا ہے تو بعد از تحقیق مسلمان جج کا تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کرنا قابل قبول ہوگا، اور بعد از عدت اس عورت کیلئے دوسری جگہ نکاح درست ہوگا (حیلہ ناجزہ) ﴿۲﴾ اور اگر خاوند بیوی کو آباد کرتا ہے یا باحسن طریقہ آزاد کرتا ہے تو پھر اس تنسیخ کا شرعاً اعتبار نہ ہوگا، اور دوسری جگہ نکاح درست نہ ہوگا اور دینی امور کی پامالی کی مترادف

﴿۱﴾ **قال العلامة الشامی: لکن فی الخامس من جامع الفصولین عن الخانیة: غاب المدعی علیه بعد ما برھن علیه او غاب الوکیل بعد قبول البینة قبل التعدیل او مات الوکیل ثم عدلت تلک البینة لا یحکم بھا وقال ابو یوسف یحکم وھذا ارفق بالناس. (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۴: ۳۷۳ مطلب فی القضاء علی الغائب)**

﴿۲﴾ قال الشاہ اشرف علی التھانوی: عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا جو شرعاً اس کے قائم مقام ہو اس کی بیوی پر طلاق واقع کر دے، اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں۔

(الحیلة الناجزہ ۱۶۴ المرقومات للمظلومات حکم متعنت فی النفقة)

ہوگا ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

تعنت فی النفقہ کی وجہ سے مذہب غیر پر فتویٰ اور قضاء علی الغائب کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسماۃ ہندہ کو اس کے شوہر نے چار سال تک غیر آباد رکھا اور کھانے کیلئے نہ نان ونفقہ دیا نہ معاف کرایا اور نہ اس عرصہ کے اندر خبر گیری کی، ہندہ کے اقرباء ورشتہ داروں نے شوہر کو کافی سمجھایا اور کافی خطوط ارسال کئے کہ ہندہ کو آباد کردو ورنہ خرچہ کا دعویٰ دائر کیا جائے گا، لیکن شوہر نے کوئی پرواہ نہیں کی، آخر ہندہ کے باپ نے شوہر کے باپ مسمیٰ بکر کی طرف کئی خطوط ارسال کئے اور ایک رجسٹری بھیجی کہ میری لڑکی کا کوئی انتظام کریں ورنہ میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کروں گا، چنانچہ مجبوراعدالت سول جج مسلمان کی عدالت میں ہندہ نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کردیا عدالت نے کئی دفعہ سمن رجسٹریاں بنام شوہر جو کہ اپنے والدین کے پاس رہتا تھا بھیجیں باوجود علم ہونے رجسٹریوں کے روپوش ہوجاتا اور اس کا باپ خالد لکھوادیتا کہ فلاں چک میں رہتا ہے لہٰذا واپس جائے، اخبار میں نوٹس جاری کرایا گیا لیکن حاضر عدالت نہ ہوا، بالآخر شوہر کے باپ کو رجسٹری بھیجی گئی کہ تم لڑکے کو حاضر عدالت کردیا تم حاضر عدالت ہوکر مقدمہ کی پیروی کرو مگر دونوں میں سے کوئی بھی حاضر عدالت نہ ہوا، آخر عدالت نے شوہر کی عدم موجودگی میں طلاق کا حکم دیا، کیا شرعاً بھی یہ طلاق واقع ہوتی ہے؟ کیا شرعی تقاضے بتقاضائے فقہ حنفی اس میں پورے ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: محبوب الٰہی ساہیوال......۱۹۷۰ء/۵/۳۱

الجواب: صورت مذکورہ میں یہ عورت مطلقہ ہوئی ہے عدت کے گزرنے کے بعد دوسری جگہ

﴿۱﴾ قال العلامة ابن قاضی سماونہ: حکم القاضی بخلاف نص واجماع وھذا باطل فلکل من القضاۃ نقضہ اذا ارفع الیہ ولیس لاحد ان یجیزہ.

(جامع الفصولین ۲۴ الفصل الثانی فی القضاء فی المجتھد فیہ)

نکاح کرسکتی ہے بشرطیکہ اس عورت کے نفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو یعنی نہ خود کرسکتی ہو اور نہ کوئی اور ذمہ لیتا ہو اور یا نفقہ کا انتظام ممکن ہو لیکن بغیر خاوند کے عصمت (وقوع زنا) کا ڈر موجود ہو، دلیل اس کی یہ ہے کہ تعنت فی النفقہ کی وجہ سے امام مالک کے نزدیک فسخ نکاح جائز ہے ﴿۱﴾ اور احناف کے نزدیک مذہب غیر پر قضاء اور فتویٰ ضرورت کے وقت جائز ہے، صرح بہ فی ردالمحتار فی مواضع منها (۳: ۲۵۶) ﴿۲﴾ اور قضاء علی الغائب بھی عندالضرورت جائز ہے، قال العلامة الشامی فی

﴿۱﴾ قال الشاه اشرف علی التهانوی: زوجہ متعنت کو اول تو لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کرلے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے، اور سخت مجبوری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عورت کے خرچ کا کوئی انتظام نہ ہو سکے،......اور دوسری یہ کہ شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہو اور صورت تفریق یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کردیں گے، اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا جو شرعاً اس کے قائم مقام ہو اس کی بیوی پر طلاق واقع کردے اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں۔ (الحیلة الناجزة ۱۲۴ حکم زوجه متعنت فی النفقة المرقومات للمظلومات)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله خلافا لمالک)...... لقول القهستانی لو افتیٰ به فی موضع الضرورة لا بأس به علی ما اظن قلت ونظیر هذه المسئلة عدة ممتدة الطهر التی بلغت برؤیة الدم ثلاثة ایام...... وعند مالک تنقضی عدتها بتسعة اشهر وقد قال فی البزازیة الفتویٰ فی زماننا علی قول مالک وقال الزاهدی کان بعض اصحابنا یفتون به للضرورة واعترضه فی النهر وغیره بانه لا داعی الی الافتاء بمذهب الغیر لا مکان الترافع الی مالکی یحکم بمذهبه وعلی ذلک مشی ابن وهبان فی منظومته هناک لکن قدمنا ان الکلام عند تحقق الضرورة حیث لم یوجد مالکی یحکم به. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۲۶۳ مطلب فی الافتاء بمذهب مالک فی زوجة المفقود)

ردالمحتار ۴: ۲۳۹ فالظاهر عندی ان یتأمل فی الوقائع ویحتاط ویلاحظ الحرج والضرورات فیفتی بحسبها جواز او فسادا الخ﴿۱﴾. وھوالموفق

باقاعدہ آبادی کی صورت میں طلاق دیئے بغیر تنسیخ نکاح کی ڈگری کارگرنہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ایک دوست کی بیٹی کی شادی پانچ سال قبل پاکستان میں ہوئی تھی شادی کے بعد میاں بیوی میں جھگڑا ہوااورلڑکی ہالینڈ والدین کے ہاں آگئی، یہاں سے لاہورکورٹ میں بذریعہ وکیل طلاق کا مطالبہ ہوا وہ کیس اب بھی چل رہا ہے،لڑکی چار سال سے ہالینڈ میں ہے یہاں اس کا بچہ بھی پیدا ہوا اب یہ لڑکی دوسری جگہ شادی کرنا چاہتی ہے لیکن اسے طلاق نہیں ملی ہے،کیاشرعاًاس کیلئے جواز کی گنجائش ہے؟بینوا توجروا

المستفتی:محمد طارق خان ہالینڈ.....۱۹۸۴ء/۱۱/۱۲

الجواب: اگراس عورت کے خاوند نے اس عورت کوباقاعدہ آبادکررکھاتھاحقوق میں کسی کمی کا مرتکب نہیں ہواتھاتو پھراس کے باوجودعورت اور خاوند کے درمیان ناچاقی آنے کی صورت میں خاوند کی طرف سے باقاعدہ طلاق کے بغیرعورت آزادنہیں ہوسکتی،اورایسی صورت میں عدالت سے تنسیخ نکاح کی ڈگری حاصل کرنے سے بھی عورت آزادنہیں ہوتی﴿۲﴾پس صورت مذکورہ میں حالات مسطورہ کےمطابق

﴿۱﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۴: ۳۷۷ قبیل مطلب فی القضاء علی المسخر)

﴿۲﴾ قال الشیخ شمس الحق الافغانی: حکم القاضی علی خلاف النص کالحکم بحل متروک التسمیة عمدا او علی خلاف السنة المشھورة کالحکم بتحلیل المطلقة ثلاثا بمجرد عقد المحلل بلا دخول او علی خلاف الاجماع کالحکم بصحة نکاح المتعة باطل ولکل قاض نقضه اذا رفع الیه.

(معین القضاة والمفتیین ۶۸ الفصل السادس فی اقسام القضاء)

یہ عورت تاحال آزاد نہیں ہے اس کے خاوند سے رابطہ قائم کر کے طلاق دلوانے سے عورت آزاد ہو جائے گی ﴿۱﴾۔وھو الموفق

مجبور عورت اولاً مصالحت ثانیاً خلع اور آخر میں تنسیخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت جو چند بچوں کی ماں ہے خاوند اس کو ابھی گھر میں نہیں رہنے دیتا ہے اور گھر سے نکالا ہے جس کی تقریباً دو سال سے زائد مدت ہوگئی ہے کہ والدین کے گھر میں ہے اور شوہر نان ونفقہ بھی نہیں دیتا ہے اس کا کیا حل ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد فرید عباسی مری......۱۹۷۸ء/۱۰/۱۲

الجواب: اولاً ان زوجین کے درمیان مصالحت کی کوشش کی جائے، ثانیاً خلع پر راضی کیا جائے اور اگر یہ دونوں امور ناممکن ہو تو پھر کسی مسلمان حاکم یا مسلمان نیک اور صلحاء کی جماعت کی وساطت سے تنسیخ نکاح کی جائے (از حیلہ ناجزہ) ﴿۲﴾۔وھو الموفق

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التھانوی: اور جس جگہ مسلمان حاکم موجود نہ ہو یا مسلمان حاکم کی عدالت میں مقدمہ لے جانے کا قانوناً اختیار نہ ہو یا مسلمان حاکم قواعد شرعیہ کے مطابق فیصلہ نہ کرتا ہو تو اس صورت میں فقہ حنفی کے مطابق تو عورت کی علیحدگی کیلئے بغیر خاوند کی طلاق وغیرہ کے کوئی صورت نہیں اور حتی الوسع لازم ہے کہ خلع وغیرہ کی کوشش کرے۔(الحیلۃ الناجزہ ۳۴ جماعت مسلمین کا حکم)

﴿۲﴾ قال الشاہ اشرف علی التھانوی: زوجہ متعنت کو اول تو لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے اور سخت مجبوری کی دو صورتیں ہیں...... صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم یا ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

صرف مہر نہ دینے کی وجہ سے تنسیخ نکاح نہیں ہوسکتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے عدالت حاضرہ میں مہر کا دعویٰ کیا کہ مجھے شوہر مہر دے دے، شوہر عدالت میں حاضر نہ ہوا عدالت نے تنسیخ نکاح کردیا، کیا یہ عورت اب دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی دواخانہ اندرون مہربان گیٹ بنوں......۱۹۸۵ء/۸/۲۹

الجواب: بظاہر یہ تنسیخ نکاح قانونی تنسیخ ہے نہ کہ اسلامی، نکاح کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے کہ ہر علت سے ختم کیا جاسکتا ہے﴿۱﴾۔ وھو الموفق

شوہر کا ارادہ قتل اور نفقہ نہ دینے کی صورت میں تنسیخ یا خلع کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا، زید کے ساتھ وقت گزارا لیکن بلوغ تک نہیں پہنچی تھی، ایک دن زید نے ماں کے گھر لے جانے کے بہانے راستہ میں اس کو قتل کرنے کے ارادہ سے بندوق چلائی اور بھاگا، عورت زخمی ہوئی اور باپ کے گھر رہ گئی علاج کرکے پندرہ سال گزارے اور شوہر نے اس مدت میں نہیں پوچھا، تو اس عمل سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟

(بقیہ حاشیہ) تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کردیں گے، اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کردے اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں۔ (الحیلۃ الناجزہ ۷۴ حکم زوجہ متعنت)

﴿۱﴾ قال العلامۃ شمس الحق الافغانی: الاعسار بالصداق یوجب التخییر اذا لم یدخل بھا وبہ قال الشافعی ومالک، وقال ابو حنیفۃ ھو غریم من الغرما لا یفرق بینھما، واما الاعسار بالنفقۃ فقال مالک والشافعی واحمد یفرق بینھما وقال ابو حنیفۃ لا، کما فی بدایۃ المجتھد.

(معین القضاۃ والمفتیین ۸۹ الفصل الرابع عشر فی زوجۃ المفقود والمجنون وغیرہ)

اور دوسری جگہ شادی کرسکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو خلاصی کی کیا صورت ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: خائستہ رحمٰن.....۱۹۷۴ء/۴/۲۰

الجواب: قتل اور ارادہ قتل اور نفقہ نہ دینا تمام کے تمام حرام اور ناجائز ہیں لیکن اس سے بیوی مطلقہ نہیں ہوتی ہے﴿۱﴾ لہٰذا طلاق یا خلع یا مسلمان حاکم کے تنسیخ نکاح سے قبل یہ بیوی دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی ہے﴿۲﴾۔ وھو الموفق

عجز عن النفقہ وغیرہ کی وجہ سے پنچایت کا فیصلہ تنسیخ نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تنسیخ نکاح مندرجہ ذیل بیانات کی روشنی میں ہوئی ہے کیا شرعاً یہ تسلیم ہے؟ بیانات یہ ہیں:

بیان مدعیہ: ......منکہ مسماۃ فلانہ ولد فلاں قوم فلاں تحصیل بھکر میانوالی دعویٰ کرتی ہوں کہ عرصہ تین چار سال سے جوان ہوچکی ہوں مسمی فلان ولد فلان سے میرے والد نے میرا نکاح کردیا تھا، وہ بوقت نکاح اور اب بھی نابالغ ہے حقوق زوجیت اور شادی کرنے کی مذکور میں صلاحیت نہیں ہے وہ خود اور نہ اس کا باپ آئندہ شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، میرے نان ونفقہ اور ضروریات زندگی کا خرچہ دینے سے بھی لڑکے کا والد لڑکا انکاری ہے میں خود بھی زندگی کی ضروریات کی متکفل نہیں ہوسکتی کیونکہ میرا والد فوت ہوچکا ہے لہٰذا پنچایت میں جو گیارہ افراد پر مشتمل ہے استدعا کرتی ہوں کہ ناکح اور اس کا باپ میرے نان ونفقہ کا قطعاً انتظام نہیں کرتے مجبوراً پنچایت مذکور کو حکم تسلیم کرتی ہوں کہ میرا نکاح فسخ کردیں۔

دستخط ونشان انگوٹھا

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: وركنه لفظ مخصوص خال عن الاستثناء طلقة الخ. (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲:۴۵۳ كتاب الطلاق)

﴿۲﴾ وفي الهندية: لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة كذا في السراج الوهاج. (فتاویٰ عالمگیریة ۱:۲۸۰ القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير)

بیان والد مدعا علیہ: ......مسماۃ فلانہ نے مجھ پر اور میرے نابالغ لڑکے مسمّیٰ فلاں پر جو دعویٰ کیا ہے پنچایت مذکور نے لفظ بلفظ مجھے سنایا ہے مسماۃ فلانہ کا دعویٰ بالکل صحیح ہے میں اپنے نابالغ لڑکے کی نہ شادی کراسکتا ہوں اور نہ نان ونفقہ کا (تا حد بلوغ لڑکا) بوجھ اٹھا سکتا ہوں نہ لڑکا خود نان ونفقہ کا کفیل ہوسکتا ہے لہٰذا فسخ نکاح کا پنچایت جو فیصلہ کرے وہ مجھے بحیثیت متولی منظور ہے۔

دستخط باپ وولی لڑکا

المستفتی: شیر عباس اعوان کلورکوٹ میانوالی......۱۹۷۰ء/۳/۳۰

الجواب: چونکہ شوافع اور حنابلہ وغیرہم کے نزدیک عجز عن النفقہ کی وجہ سے فسخ نکاح صحیح ہے اور فقہاء احناف نے ضرورت شدیدہ کے وقت مذہب غیر پر فتویٰ دینے کو جائز قرار دیا ہے ﴿۱﴾ لہٰذا اگر اس عورت کے نفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو اور نہ کوئی ذمہ لیتا ہو تو اس صورت میں مسلمان جج کے ذریعہ سے فسخ نکاح کا فیصلہ حاصل کرنا جائز ہے، یعنی حاکم تحقیق کے بعد یہ فیصلہ کرے کہ میں نے تیرا نکاح فسخ کیا صرف اختیار اور مرضی پر نہ چھوڑے اور یہ بھی جائز ہے کہ مقامی باا ثر علماء اور غیر علماء (چیئرمین وممبران) تحقیق کے بعد اگر متفقہ یہ فیصلہ کریں کہ ہم نے اس نکاح کو فسخ کیا تو یہ بھی کافی ہے ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال الشيخ شمس الحق الافغاني: طريق تطليق زوجة المفقود او الغائب الذى تعذر الارسال اليه او ارسل اليه فتعاند لعدم النفقة فان الزوجة تثبت بشاهدين ان فلانا زوجها وغاب عنها ولم يترك لها نفقة ولا وكيلا بها ولا اسقطتها عنه وتحلف على ذلك فيقول الحاكم فسخت النكاح او طلقتك منه او يأمرها بذلك ثم يحكم به وهذا بعد التلوم بنحو شهر او باجتهاده عند المالكية او فورا او متراخيا عند الحنابلة.

(معين القضاة والمفتيين ۸۹ الفصل الرابع عشر فى زوجة المفقود وغيره)

﴿۲﴾ قال الشاه اشرف على التهانوى: زوجہ متعنت کو اول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کرلے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عورت مجبوری کی وجہ سے تنسیخ نکاح کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی جو عیسائی مذہب رکھتی تھی جس کا نام مارگریٹ تھا وہ لڑکی جوان ہو کر مسلمان ہوگئی اور ایک مسلمان شخص سے نکاح کر کے اس کا نام بشیرہ بی بی رکھا گیا، خاوند کے پاس چار سال رہی، چار سال بعد خاوند نے اسے گھر سے نکالا ہے نہ نان ونفقہ دیتا ہے اور نہ کوئی تعلق رکھتا ہے تقریباً دو چار دفعہ بطور جرگہ امام صاحب اور دو چار آدمی اس کے پاس گئے کہ اپنی عورت بشیرہ بی بی کو اپنے پاس رکھو اور یا خرچہ دیا کرو، جبکہ شوہر کہتا ہے کہ نہ اس کو گھر میں چھوڑتا ہوں اور نہ خرچہ دیتا ہوں اور نہ اسے طلاق دیتا ہوں اب اس مسئلہ کا شرعی حل کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اکبر اسلام آباد

الجواب: یہ لڑکی مسلمان حاکم یا بااثر جمعیت مسلمانان جس میں اکثریت علماء کی ہو، کے ذریعہ سے فسخ نکاح حاصل کر سکتی ہے اور ڈگری کے بعد جب عدت گزر جائے تو دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے (ھکذا فی الحیلة الناجزة)﴿۱﴾. وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ) حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے......اور صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا جو شرعاً اس کے قائم مقام ہو اس کی بیوی پر طلاق کر دے اس میں کسی مدت کے انتظار کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں۔ (الحیلة الناجزة ۱۶۴ حکم زوجه متعنت فی النفقة)

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التھانوی: اور صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے.....(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مجبور عورت با قاعدہ مسلمان جج کے ذریعے تنسیخ نکاح کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت جس کا نکاح ایک شخص کے ساتھ ہوا تھا لیکن گیارہ سال تک خاوند نے تعلقات منقطع رکھے اور پھر دوسرا نکاح کر لیا اب قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مجبور عورت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حاجی محمد اسلم پنڈی گھیپ اٹک......۱۹۹۱ء/۱/۹

الجواب: جس عورت کو خاوند نہ با قاعدہ آباد کرتا ہو اور نہ با قاعدہ آزاد کرتا ہو تو ایسی مجبور عورت بذریعہ مسلمان جج تنسیخ نکاح کر سکتی ہے اور عدت گزر جانے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے (والتفصیل فی الحیلة الناجزة)﴿۱﴾. وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ) اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو، ورنہ ہم تفریق کر دیں گے اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعا جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کر دے اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں۔(الحیلة الناجزة ۷۳ حکم زوجه متعنت)

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التھانوی: زوجہ متعنت کو اول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے مجبوری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خرچ کا کوئی انتظام نہ ہو سکے...... دوسری صورت یہ کہ اگرچہ انتظام ہو سکتا ہے لیکن شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلا معصیت کا قوی اندیشہ ہو اور صورت تفریق یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

غلط تنسیخ نکاح کے بعد دوسری شادی کی وجہ سے طعن اور بائیکاٹ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قریباً ۱۹۳۹ء میں زینب کا خاوند قتل عمد کے جرم میں عمر قید سزا کالا پانی ہوا، مسماۃ مذکورہ نے سول جج کی عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کرلیا، جج نے یکطرفہ کارروائی کے تحت نکاح فسخ کیا اور عورت نے نکاح ثانی کرلیا، علماء کرام نے اس تنسیخ کو ناجائز سمجھا اور نئے خاوند مثلاً زید سے بائیکاٹ کا حکم کردیا بلکہ بعض علماء نے اپنے فتویٰ میں زید کی تکفیر بھی کی (کہ حرام کو حلال سمجھتا ہے) چند ماہ ہوئے کہ زید مرگیا، اور عام لوگ علماء کے بائیکاٹ کی وجہ سے بہت کم تعداد میں جنازہ میں شریک ہوئے اور حال یہ ہے کہ زید نے حین حیات زوج اول کی رہائی کے بعد اندرون خانہ ہر چند کوشش کی کہ وہ خلع کرے یا طلاق علی المال دے لیکن وہ نہ مانا، اس کی وفات کے بعد اسی عورت کے لڑکوں نے بھی کوشش کی مگر وہ بضد ہی ہے اب دریافت طلب یہ ہے کہ مسماۃ مذکورہ پر طعن کرنا، اس سے بائیکاٹ کرنا، اس کی موت کی صورت میں عوام کا اس کے جنازہ میں شرکت نہ کرنا کرانا وغیرہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا عبدالسلام مدرسہ اشاعت القرآن حضرو......۳/شعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: واضح رہے کہ عصمت کے خوف کی صورت میں مسلمان حاکم کا تنسیخ نکاح نافذ اور منظور ہوتا ہے ﴿۱﴾ نیز واضح رہے کہ بلاضرورت تنسیخ نکاح نامنظور ہوتا ہے، مگر پھر بھی زوج ثانی کی وفات کی وجہ

(بقیہ حاشیہ) اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کردے اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں للروایة الثالثة والعشرین من الفتویٰ للعلامة سعید بن صدیق. (الحیلة الناجزة ۷۴ حکم زوجه متعنت)

﴿۱﴾ قال الشاه اشرف علی التهانوی: زوجہ متعنت کو اول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے، اور سخت مجبوری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عورت کے خرچ کا کوئی انتظام نہ ہوسکے یعنی نہ تو کوئی شخص عورت کے خرچ...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سے اصرار گناہ ختم ہوجاتا ہے اور ہر گناہ کے بعد توبہ منظور ہے، لما فی الحدیث: التائب من الذنب کمن لا ذنب له (الحدیث)﴿۱﴾ پس بہرحال صورت مسئولہ میں بائیکاٹ ختم کرنا چاہئے۔وھو الموفق

رسم سورہ میں نابالغ لڑکیاں دینے کی صورت میں حق تنسیخ نکاح وخیار بلوغ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دوقبیلوں میں تنازعہ تھا درمیان میں جھگڑے ہوئے اور اس جھگڑے میں......خیل کے کچھ افراد زخمی ہوگئے کچھ دنوں بعد صلح ہوئی اور صلح میں یہ طے پایا کہ......خیل دس ہزار روپیہ اور دو لڑکیاں دے دیں انہوں نے ایسا کیا جبکہ لڑکیوں کا شوہر نامعلوم تھا مہر کا ذکر بھی نہیں ہوا والدین اس پر ہرگز راضی نہیں تھے، کچھ عرصہ بعد فیصلہ میں خلل پیدا ہوا......خیل نے تین لڑکیاں اور دے دیں، یہاں بھی لڑکیوں کے والدین حاضر نہ تھے بعدہ وہ مطلع ہو کر سخت پریشان ہوئے ان کے مہر اگرچہ مقرر کئے گئے مگر ان کے خاوند بھی نامعلوم تھے، یہ بھی ذہن میں رہے کہ یہ سب لڑکیاں نابالغ تھیں اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ لڑکیاں تنسیخ نکاح کرسکتی ہیں یا نہیں؟ جبکہ یہ بھی اندیشہ ہے کہ بعد البلوغ یہ لڑکیاں دوسروں کے ساتھ بھاگ جائیں؟ براہ کرم جلد از جلد اس مسئلہ کی وضاحت روانہ فرمائیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: پیر عبدالرزاق مالی باغ کوئٹہ بلوچستان......۱۹۸۴ء/۵/۱۹

الجواب: صورت مسئولہ میں یہ لڑکیاں خیار بلوغ کی وجہ سے باقاعدہ تنسیخ نکاح کرسکتی ہیں، لان العاقد ھھنا غیر الاب والجد﴿۲﴾ ;علی تقدیر کون الاب عاقدا کونه معروفا

(بقیہ حاشیہ) کا بندوبست کرتا ہو اور نہ خود قدرت کسب رکھتی ہو اور دوسری صورت مجبوری کی یہ ہے کہ اگرچہ بسہولت یا بدقت خرچ کا انتظام ہوسکتا ہے لیکن شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہو۔(حیلہ ناجزہ ۷۳ حکم زوجہ متعنت)

﴿۱﴾ (رواہ ابن ماجه والبیھقی فی شعب الایمان مشکواۃ المصابیح ۱:۲۰۶ باب الاستغفار والتوبة)

﴿۲﴾ وفی الھندیة: وان زوجھا غیر الاب والجد فلکل واحد منھما الخیار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ وھذا عند ابی حنیفة ومحمد رحمھما الله تعالیٰ ویشترط فیه القضاء. (فتاویٰ عالمگیریة ۱:۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

بسوء الاختیار مانع من لزوم النکاح﴿۱﴾واعلم ان انکار الآباء علی نکاح بناتهم الغیر البالغات یفسخ به النکاح الموقوف﴿۲﴾. وهو الموفق

بلوغ کے بعد جج کا تنسیخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی زید نے اپنی بہن نابالغہ ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا، بکر کے والد عمر نے اپنی بیٹی زینب کا نکاح خالد کے ساتھ جو زید کا چھوٹا بھائی ہے سے کر دیا، یعنی نکاح تبادلہ وشغار ہو گیا، اب ہندہ نابالغہ اور چھوٹی ہے جس کی رخصتی نہیں ہوئی اور دوسری جانب زینب یعنی عمر کی لڑکی جو بالغہ تھی اس کی رخصتی ہو گئی تھی، پھر چند سالوں کے بعد عمر نے اپنی بیٹی زینب کو ورغلایا اور خاوند کے گھر رہنے سے انکاری کر دیا زینب نے خاوند کے گھر کو چھوڑ دیا اور والد کے پاس رہنے لگی، کافی مدت بعد تنسیخ نکاح کر دیا اور خالد کی جانب سے جج نے زینب کو طلاق دی اور بکر کی بیوی ہندہ کو جج نے طلاق دی، اس تنسیخ نکاح کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: گل منان کرک......۱۹۹۰ء/۷/۲۴

الجواب: اگر یہ خاوند اس بیوی کو آباد کرتا تھا اور کر سکتا تھا تو مسلمان جج کی یہ تنسیخ نکاح صرف

﴿۱﴾ قال العلامة الشامی: والحاصل ان المانع هو کون الاب مشهورا بسوء الاختیار قبل العقد فاذا لم یکن مشهورا بذلک لم تزوج بنته من فاسق صح وان تحقق بذلک انه سیئ الاختیار واشتهر به عند الناس فلو زوج بنتا اخریٰ من فاسق لم یصح الثانی لانه کان مشهورا بسوء الاختیار قبله بخلاف العقد الاول لعدم وجود المانع قبله.

(ردالمحتار هامش الدرالختار ۲: ۳۳۰ باب الولی)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: (والا الخ) ای وان لم یستووا فی الدرجة وقد رضی الابعد فللاقرب الاعتراض بحر عن الفتح وغیره.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۲۳ باب الولی)

قانونی تنسیخ ہے شرعی نہیں ﴿۱﴾ اور اگر اس نابالغہ منکوحہ نے علم بلوغ کے بعد متصل اس نکاح پر ناراضگی کا اظہار کیا ہو تو حاکم اس کا تنسیخ نکاح کرسکتا ہے وہ نہ نہیں کرسکتا ﴿۲﴾۔وھو الموفق

سیئ الاختیار دادا اور عدالت کے یکطرفہ تنسیخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دادا نے اپنی پوتی کی منگنی بوقت پیدائش ہی کردی لیکن لڑکی کا باپ راضی نہیں تھا، تین سال تک منگنی برقرار رہی اور پھر لڑکی کا والد فوت ہوا، والد کی وفات کے بعد فریقین میں جھگڑے شروع ہو گئے، دادا نے جہاں منگنی پر دی تھی اس نے انکار کر دیا اور فوراً پوتی کا نکاح اپنے نواسے سے کر دیا تاکہ عام وخاص کو پتہ چل جائے کہ منگنی ختم ہوگئی ہے نواسہ بوقت نکاح بالغ تھا لڑکی نابالغ تھی، لڑکی کی طرف سے دادا نے ایجاب وقبول کیا، ابھی لڑکی (پوتی) نابالغ تھی کہ اسی نواسے کا نکاح دادا نے ایک دوسری لڑکی سے کر دیا جو اس پوتے کی منگیتر تھی، اب مسئلہ یہ ہے کہ نابالغ لڑکی کا نکاح اس کا والد یا دادا کرائے تو اسے خیار بلوغ نہیں ہوتا، الا یہ کہ باپ دادا کا سیئ الاختیار ہونا ثابت ہو جائے، تو کیا اس صورت میں کہ نابالغ پوتی کا نکاح نواسے سے کر دیا، پھر تھوڑے عرصہ کے بعد پوتے کی منگیتر سے نکاح کرایا کیا پوتی کے ساتھ زیادتی نہ ہوئی اگر وہ سیئ الاختیار نہ ہوتا تو ایسا کیوں کرتا کہ وہ رشتہ پوتی کیلئے بہتر نہیں تھا مزید تفصیل یہ کہ لڑکی نے مجبور ہو کر عدالت کا رخ کیا، وہ عدالت میں حاضر نہ ہوا عدالت نے ڈیڑھ سال بعد یکطرفہ فیصلہ لڑکی کے حق میں کرایا، اب ان حالات کے پیش نظر لڑکی خیار

﴿۱﴾ قال العلامة شمس الحق الافغانی: حکم القاضی علی خلاف النص...... او علی خلاف السنة المشهورة...... او علی خلاف الاجماع...... باطل ولکل قاض نقضه اذا رفع الیه.

(معین القضاة والمفتیین ۶۸ الفصل السادس فی اقسام القضاء وما یرد منها)

﴿۲﴾ قال الحصکفی: ولکن لهما ای لصغیر وصغیرة خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعد...... بشرط القضاء للفسخ.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۳۲ باب الولی)

بلوغ حاصل کر سکتی ہے اور عدالتی فیصلہ شرعاً جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مشتاق احمد سنگھوئی جہلم......۱۹۷۲ء/۱۰/۱۳

الجواب: اگر یہ شخص (زوج) اس لڑکی کو نہ باقاعدہ آباد کرتا تھا اور نہ باقاعدہ آزاد کرتا تھا اور اسی بنا پر حاکم مسلمان نے فسخ نکاح (طلاق) کا فیصلہ کیا ہو تو شرعاً یہ لڑکی آزاد ہوئی ہے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے ﴿۱﴾ اور اگر یہ تنسیخ خیار بلوغ کی بنا پر ہوئی ہو تو دادا کی سیئ الاختیاری کے غیر معروف ہونے کی وجہ سے نامنظور ہوگی کیونکہ نہ تو اسے کے ساتھ نکاح عقد کرنے میں کوئی سوء الاختیار موجود ہے اور نہ کسی سابق نکاح میں سوء الاختیار معلوم ہے، فی ردالمحتار ۲: ۴۱۸: والحاصل ان المانع هو كون الاب مشهورا بسوء الاختيار قبل العقد فاذا لم يكن مشهورا بذلک ثم زوج بنته من فاسق صح الخ ﴿۲﴾. وهوالموفق

﴿۱﴾ وفي الحيلة الناجزة: زوجہ متعنت کو اول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے......اور صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا جو شرعاً اس کے قائم مقام ہو اس کی بیوی پر طلاق واقع کر دے اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں۔

(الحيلة الناجزه ۱۶۴ المرقومات للمظلومات حكم زوجه متعنت في النفقة)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۳۰ قبيل مطلب مهم هل للعصبة تزويج باب الولي)

باپ کے وکیل کے کئے ہوئے نکاح کی وجہ سے لڑکی کو خیار بلوغ اور تنسیخ کا حق حاصل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید ایک ناحق قتل کیس میں گرفتار ہوا جس میں چار واقعی قاتل اور زید ویسے ہی بدنام تھا، بالآخر ملزموں کے ورثاء مقتول کے وارثان کے ساتھ صلح کرنے لگے، اور صلح میں قاتلین کے ورثاء تین لڑکیوں کے رشتے اور چار ہزار روپیہ دینے پر رضامند ہوئے، تین شیر خوار لڑکیوں کے عقد نکاح کر کے دے دیئے گئے مسمی زید کی لڑکی کا عقد اس پینتیس سالہ آدمی سے ہوا جو کہ مقتول کا بھائی اور لوفر طبع آدمی تھا زید کی اجازت سے عقد کر دیا گیا بعد میں پانچوں ملزموں کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا، چار ہزار روپیہ تو ثالث نے دینے سے انکار کر دیا کہ تم نے دھوکہ کیا ہے لہٰذا ورثاء مقتول حقدار نہیں لیکن عقد تو پہلے ہو چکے تھے اب دس پندرہ سال بعد زید کی لڑکی جوان ہوئی تو اس نے اپنے عقد کی تنسیخ کا اعلان کیا، اب شرعی طور پر مسئلہ چاہئے کہ باپ جبکہ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھا اور دشمن گھرانے میں شیر خوار لڑکی کا عقد کیا اس پر مستزاد یہ کہ ایک لوفر طبع اور عمر میں اتنی بڑی تضاد کے باوجود محض اپنے آپ کو بری کرانے کیلئے جبکہ اس مظلومہ لڑکی کو وہاں ذلت وخواری ہی نصیب ہوگی کیا شرعاً یہ عقد درست ہوسکتا ہے؟ کیا اب یہ لڑکی دوسری جگہ عقد کر کے زندگی گزارنے کی مجاز ہے؟ کیا والد پر اس صورت میں سوء الاختیار کا مسئلہ جاری نہیں ہوتا؟ بینو اتو جروا

المستفتی: خدا بخش سرگودھا.....۱۹۶۹ء/ ۹/ ۲۷

الجواب: چونکہ یہ عقد باپ کے وکیل نے کیا ہے اور باپ نے خود نہیں کیا ہے لہٰذا خیار بلوغ کی وجہ سے حاکم (مسلمان) اس نکاح کی تنسیخ کر سکتا ہے اور اس کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے، فی الدر المختار: وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وجدہ ولو الام اوالقاضی او وکیل الاب ... لا یصح النکاح من غیر کفؤ ...... وبمھر المثل صح، ولکن لھما ای

لصغیر وصغیرۃ خیار الفسخ ولو بعد الدخول بشرط القضاء للفسخ انتہیٰ مختصرا﴿۱﴾وھکذا فی کتب الفروع.

نوٹ:...... چونکہ یہ نکاح دفع فتنہ کیلئے ہے لہٰذا اس کی وجہ سے والد سیئ الاختیار نہیں بنتا ہے﴿۲﴾۔وھوالموفق

عاقلہ بالغہ کے نکاح میں والدین کی عدم موجودگی کی بناپر عدالت کی تنسیخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگرلڑکی اوراس کے والدین وقریبی رشتہ داروں کی رضامندی اورگواہوں کی موجودگی میں بحکم والد جرگہ کونکاح کرنے کی اجازت کے باوجود اگر اب والدین یہ اعتراض کریں کہ یہ نکاح ہماری عدم موجودگی میں ہوا ہے تو کیا اسی وجہ سے عدالت عالیہ کوتنسیخ نکاح کا شرعی لحاظ سے حق پہنچتا ہے؟ جبکہ گواہوں کے روبرودوکنال اراضی بعوض مہر

﴿۱﴾(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲: ۳۳۱،۳۳۲ مطلب مھم ھل للعصبة تزویج الصغیر امرأۃ غیر کفٔ له)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: ان المانع ھو کون الاب مشھورا بسوء الاختیار قبل العقد فاذا لم یکن مشھورابذلک لم زوج بنته من فاسق صح وان تحقق بذلک انه سیئ الاختیار واشتھر به عند الناس فلو زوج بنتا اخری من فاسق لم یصح الثانی لانه کان مشھورا بسوء الاختیار قبله بخلاف العقد الاول لعدم وجود المانع قبله...... قلت ومقتضی التعلیل ان السکران او المعروف بسوء الاختیار لوزوجھا من کفٔ بمھر المثل صح لعدم الضرر المحض ومعنی قوله والظاھر من حال الصاحی انه یتأمل ای انه لو فور شفقته بالابوۃ لا یزوج بنته من غیر کفٔ او بغبن فاحش الا لمصلحة تزید علی ھذا الضرر کعلمه بحسن العشرۃ معھا وقلة الاذی ونحو ذلک الخ. (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۲: ۳۳۰، ۳۳۱ قبیل مطلب مھم ھل للعصبة تزویج الصغیر)

بھی مقرر کی گئی تھی، نیز لڑکی کی عمر کاغذی اور ڈاکٹری دونوں لحاظ سے تقریباً اٹھارہ سال تھی؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی محمد روشن کوکاروی......۱۹۷۳ء

الجواب: عاقلہ بالغہ کا اپنی مرضی سے نکاح کرنا نافذ اور لازم ناقابل تنسیخ ہے اگرچہ والدین راضی نہ ہوں، فی الهندية ۱: ۳۰۵ نفذ نكاح حرة مكلفة بلا ولى عند ابى حنيفة وابى يوسف رحمهما الله تعالىٰ كذا فى التبيين﴿۱﴾ وفى الهداية ۲: ۲۹۳ وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم يعقد عليها ولى الخ﴿۲﴾ والمسئلة واضحة. وهو الموفق

صغیرہ کے والد کا فسخ نکاح کے اختیار کے بارے میں حیلہ ناجزہ کی عبارت کی وضاحت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حیلة الناجزہ ۱۴۸ پر خزانة المفتیین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ''صغیرہ کے باپ کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے جب کہ اس کو معلوم ہو جائے کہ وہ نان نفقہ اور مہر معجّل دینے سے قاصر ہے یا اس کو یعنی باپ کو اس کا گمان ہو جائے کہ وہ قاصر ہوگا نان نفقہ اور معجّل سے''، اب اس فسخ کرانے کیلئے باپ از روئے شرع کونسا طریقہ اختیار کرے گا جواب سے آگاہ فرما کر ممنون فرمائیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا حافظ گل رحیم جامع مسجد اڈہ ضلع صوابی......۱۹۸۴ء/۵/۵

الجواب: اس کا مقصد یہ ہے کہ والد حاکم یا جماعت علماء کی وساطت سے نکاح باقاعدہ فسخ کر سکتا ہے، بذات خود نہیں کرسکتا﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۲﴾ (هدایه ۲: ۲۹۳ باب فی الاو... والاکفاء)

﴿۳﴾ وفی الهندية: ولا یکون التفریق بذلک الا عند القاضی اما بدون فسخ القاضی فلا ینفسخ النکاح بینهما وتکون هذه فرقة بغیر طلاق حتی..... بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

والدین کا نابالغین کا کیا ہوا نکاح نا قابل فسخ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نابالغ لڑکی کا نکاح اس کا والد ایک نابالغ لڑکے کے ساتھ کرے، لڑکی اور لڑکے کی جانب سے ایجاب وقبول دونوں کے والدین کریں، اب دونوں کے والدین چاہتے ہیں کہ یہ نکاح باقی نہ رہے، لڑکا اور لڑکی ابھی تک نابالغ ہیں کیا اس صورت میں لڑکے کے والد کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے نابالغ لڑکے کی طرف سے اس نابالغ لڑکی کو طلاق دے یا فسخ کردے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرحیم پیش امام مسجد میاں خانی مایار مردان......۱۹۷۳ء/۳/۲۶

الجواب: یہ نکاح نا قابل فسخ ہے، فی الھندیة (۱: ۳۷۶) لا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل﴿۱﴾ وفیها ایضا (۱: ۵۲۹) اذا خالع الاب علی ابنه الصغیر لا یصح ولا یتوقف علی اجازته کذا فی فتاویٰ قاضی خان﴿۲﴾ وفی ردالمحتار (۲: ۵۸۵) قوله الطلاق لمن اخذ بالساق کنایة عن ملک المتعة انتهیٰ﴿۳﴾ ولا ملک للاب، فافهم. وهو الموفق

(بقیه حاشیه) لو لم یکن الزوج دخل بها فلا شیئ لها من المهر. (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۲۹۲ الباب الخامس فی الاکفاء)

☆ وفی الحیلة الناجزه: ان سب صورتوں میں عورت کی رہائی کیلئے شرعی صورتیں جدا جدا ہیں جن کو بالتفصیل لکھا جائے گا لیکن ان سب میں یہ بات مشترک ہے کہ اس رہائی میں عورت یا اس کے اولیاء خود مختار نہیں بلکہ قضائے قاضی شرط ہے یعنی ضروری ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی کی عدالت میں دائر کرے اور قاضی باقاعدہ شرعی تحقیق کے بعد تفریق وغیرہ کا حکم کرے۔ (حیله ناجزه ۱۴۸ مقدمه فسخ نکاح)

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۳۵۳ فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع طلاقه)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۵۰۴ قبیل الباب التاسع فی الظهار)

﴿۳﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۶۲ قبیل مطلب فی طلاق المدهوش)

مہر کی عدم ادائیگی کی وجہ سے عورت کو تنسیخ نکاح کا حق حاصل نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت شوہر کے پاس آباد رہی اور مبلغ پانچ ہزار روپیہ مہر مقرر ہوا، اور اس کی ادائیگی بھی نہیں ہوئی، عورت نے دعویٰ کیا کہ مجھے مہر دیا جائے یا دوسری جگہ نکاح کرنے کا حکم دیا جائے، وہ عرصہ چھ سال سے اپنے ماں باپ کے گھر غیر آباد ہے ایسی عورت کیلئے دوسرے نکاح کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد احمد......۱۹۷۴ء/۴/۲

الجواب: چونکہ یہ مہر معجل نہیں ہے، لہٰذا طلاق یا موت سے قبل خاوند پر ادا کرنا ضروری نہیں ہے، لما فی الهندية ۱ : ۳۳۹ وان کان لا الی غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم يصح وهو الصحيح وهذا لان الغاية معلومة فی نفسها وهو الطلاق او الموت﴿۱﴾ پس اس عورت کیلئے مہر کی وجہ سے تنسیخ نکاح کا حق حاصل نہیں ہے۔ وهو الموفق

نکاح کے وقت ''عدالت میں بلا خلع فسخ نکاح'' کی شرط رکھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے زینب سے نکاح کیا اور سٹامپ میں لکھا کہ اگر ہمارے درمیان ناچاقی ہوئی تو رجوع بعدالت کر کے زینب بلا خلع فسخ نکاح کا حق رکھے گی، اب بلا ناچاقی کے مسماۃ زینب نے رجوع بعدالت کر کے فسخ نکاح کا حکم لے لیا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مقبول الرحمٰن ہزارہ......۱۹۷۵ء/۱۲/۲۹

﴿۱﴾ (فتاوىٰ عالمگيرية ۱ : ۳۱۸ الفصل الحادی عشر فی منع المرأة نفسها بمهرها الخ)

الجواب: بشرط صدق مستفتی یہ تنسیخ بلاوجہ ہونے کی وجہ سے شرعاً درست نہیں ہے﴿۱﴾۔ وھو الموفق

نماز جنازہ سے منکر اور آوارہ شوہر سے نکاح فسخ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری شادی فلاں ولد فلاں سے ہوئی، اس نے اور اس کے گھر والوں نے میرے ساتھ ناروا سلوک شروع کیا، جب میں نماز پڑھتی تو وہ مجھ سے کہتا کہ میں کمیونسٹ ہوں میرے سامنے نماز نہ پڑھ، میرے بطن سے ہسپتال میں مردہ بچہ پیدا ہوا میں نے کہا کہ مردہ بچہ کا جنازہ نہیں ہے پھر اس نے کہا کہ میں کمیونسٹ ہوں میرے سامنے نماز جنازوں کا ذکر نہ کرو، علاوہ ازیں میرا شوہر رات کو الگ کمرہ میں آوارہ غنڈے لوگوں کے ساتھ قوم لوط کے فعل میں مصروف ہوتا ہے، ان حالات میں میرا نکاح اس کے ساتھ برقرار ہے یا خود بخود ختم ہوا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مسماۃ ...... سٹیلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی ...... ۱۷/ شعبان ۱۴۱۰ھ

الجواب: اگر یہ خاوند انکاری نہ ہو تو آپ کا اس سے نکاح ختم ہوا ہے﴿۲﴾ (البتہ قانونی خطرات سے بچنے کیلئے حاکم کے پاس مرافعہ ضروری ہے)۔ وھو الموفق

بے غیرت شوہر کے پاس رہنا حرام اور بھاگنا ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بدکردار شخص ہے اور اپنی

﴿۱﴾ قال الشیخ سلیم رستم باز: المعلق بالشرط یجب ثبوته عند ثبوت الشرط ای اذا علق بالشرط یلزم ثبوت المعلق به مثلا اذا قال لآخر انا ضامن مالک اذا سرقه فلان فمتی ثبت الشرط ای السرقة یثبت المعلق به ای الضمان.

(شرح المجلة لرستم باز ۱ :۵۴ المادة: ۸۲).

﴿۲﴾ وفی الهندية: ارتد احد الزوجین عن الاسلام وقعت الفرقة بغیر طلاق فی الحال قبل الدخول وبعده. (فتاویٰ عالمگیریة ۱ :۳۳۹ الباب العاشر فی نکاح الکفار)

عورت سے جبراً زنا کراتا ہے عورت نے کافی منت سماجت کی کہ خدا سے ڈرو مجھے اس ذلت کا رزق نہیں چاہئے مجھے عذاب الٰہی سے بچاؤ، مگر وہ خاوند ایک بات بھی نہیں مانتا ہے، شوہر کا کوئی حلال کاروبار نہیں ہے اور نہ کوئی مزدوری کرتا ہے عورت اس بے غیرت اور ذلیل شوہر سے بھاگ کر ایک رشتہ دار کے گھر بیٹھی ہے اب یہ عورت کسی شریف انسان سے شادی کرنا چاہتی ہے جبکہ شوہر بے غیرت طلاق نہیں دیتا ہے تو کیا ایسے خاوند (جو عورت کو چلاتا ہے بدچلنی پر مجبور کرتا ہے) کے ساتھ اس عورت کا نکاح باقی ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: عزیز خان خیبر بازار پشاور......۱۹۷۷ء/۸/۳۰

الجواب: اس عورت کیلئے اس خاوند کے پاس رہنا حرام ہے اور اس خاوند سے بھاگنا ضروری ہے اور یہ کہ عورت بغیر طلاق کے یا بغیر تنسیخ نکاح کے دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی ہے گناہ اور زنا سے نکاح نہیں ٹوٹتا﴿۱﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال الشیخ عزیز الرحمن الدیوبندی: جب کہ وہ شخص ایسا شریر النفس اور ظالم اور بدکار ہے (یعنی بدفعلی اور کسب کرانے پر مجبور کرتا ہے) جو کہ سوال میں مذکور ہے اور سائلہ کو معصیت پر مجبور کرتا ہے تو بحالت مذکورہ اس کے پاس نہ رہنا چاہئے، اور شریعت مجبور نہیں کرتی ایسے ظالم و فاسق کے ساتھ رہنے پر البتہ بدون اس کے طلاق دینے کے نکاح کے ٹوٹنے اور دوسرے نکاح کی جواز کی کوئی صورت نہیں ہے پس جس طرح ہو بذریعہ حکام وغیرہ کے اس پر زور ڈال کر اور جبر کر کے اس سے طلاق دلوائی جائے بعد طلاق کے اور بعد عدت گزارنے کے دوسرا نکاح درست ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۰:۲۴۹ باب سیزدہم نامرد مجنون وغیرہ کے احکام)

فصل فی تفریق زوجة مفقود الخبر والمجنون وغیره

مفقود الخبر کی بیوی کیلئے تنسیخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص عرصہ چار سال سات ماہ سے مفقود ہے کافی تلاش کے بعد ابھی تک اس کا کوئی پتہ نہیں چلا، اور سب رشتہ دار مایوس ہو چکے ہیں، مفقود کا ایک بیٹا اور نوجوان بیوی بھی ہے، اب بیوی نے مطالبہ کیا ہے کہ یا میرے شوہر کو دریافت کرو، یا میں اپنے اختیار سے دوسرا خاوند کرنا چاہتی ہوں مفقود کے رشتہ دار بھی تنگ آئے ہیں اور بیوی بھی ان کو تنگ کرتی ہے لہٰذا اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عصمت اللہ ناوگئی......۱۹۷۵ء/۱/۲۸

الجواب: اگر یہ عورت نفقہ کا انتظام نہیں کر سکتی، یا عصمت پر خائفہ ہو تو مسلمان حاکم (جج) کے ذریعہ تنسیخ نکاح کر سکتی ہے، بایں طور کہ مسلمان حاکم باقاعدہ تفتیش کے بعد اس کو کم از کم ایک سال مزید انتظار کا حکم دے دے اور یہ بھی ظاہر کرے کہ اس مزید مدت میں مایوسی کی صورت میں (سال گزرنے کے بعد) عدت کے بعد نکاح کر سکتی ہے اور یہ ظاہر کرے کہ نکاح کو میں نے تنسیخ کیا ہے، والتفصیل فی الحیلة الناجزة﴿۱﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾قال العلامة اشرف علی التهانوی: زوجۂ مفقود کیلئے چار سال کے مزید انتظار کا حکم اس صورت میں تو بالاتفاق ضروری ہے جبکہ عورت اتنی مدت تک صبر و تحمل اور عفت کے ساتھ گزار سکے لیکن اگر یہ صورت ممکن نہ ہو یعنی عورت اندیشہ ابتلاء ظاہر کرے اور اس نے ایک عرصہ دراز تک مفقود کا......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

زوجہ مفقود الخبر کے فسخ نکاح میں شرائط کی رعایت ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی کا نکاح ماموں زاد کے ساتھ ہوا تھا شادی کمسنی میں ہوئی تھی وہ لڑکا پھر سسرال کے ہاں، ہا کرتا تھا کچھ عرصہ کے بعد اپنی منکوحہ بیوی کی ہمشیرہ کو اغوا کر کے لے گیا لیکن وہ لڑکی راستہ میں پکڑی گئی اور واپس آ گئی کچھ عرصہ بعد وہ لڑکا واپس آیا کہ میری بیوی کو میرے ساتھ بھیجو اگر نہیں تو مجھ سے اپنی لڑکی کا فیصلہ کرالو، تو لڑکی کے والدین نے کہا کہ ہمیں تمہارے ساتھ فیصلہ کی ضرورت نہیں ہم نے عدالت سے فیصلہ کرالیا ہے، فیصلہ اس طرح ہوا تھا کہ لڑکی والوں نے چیئر مین یونین کونسل کو درخواست دی کہ ہماری لڑکی عرصہ سے غیر آباد ہے اور اس کا خاوند کہیں گم ہوا ہے، چیئر مین نے قاضی صاحب کو فیصلہ کرنے کا لکھا قاضی صاحب نے لڑکے کو تلاش کرنے کا کہا اور اگر تلاش کے بعد لڑکا نہ ملا تو عدالت سے نکاح فسخ کرالیا جائے، کچھ عرصہ بعد لڑکی والے قاضی صاحب کے پاس گئے کہ لڑکا ہم نے تلاش کیا لیکن نہیں ملا، قاضی صاحب نے عدالت کو لکھا کہ لڑکا اتنے عرصہ سے گم ہے اس لئے نکاح فسخ کیا جائے، عدالت نے نکاح فسخ کر دیا اب چونکہ میں رجسٹرار نکاح ہوں وہ میرے پاس آئے کہ نکاح رجسٹرڈ کرو، میں نے کہا کہ میں اس مسئلہ کو نہیں مانتا اس لئے میں نکاح کی مجلس میں نہیں آتا اور نہ نکاح رجسٹرڈ کرتا ہوں اور نکاح محلّہ کے امام نے باندھ لیا، اب محلّہ کے لوگ کہتے ہیں کہ

(بقیہ حاشیہ) انتظار کرنے کے بعد مجبور ہو کر اس حالت میں درخواست دی ہو جبکہ صبر سے عاجز ہوگئی تو اس صورت میں اس کی بھی گنجائش ہے کہ مذہب مالکیہ کے موافق چار سال کی میعاد میں تخفیف کردی جاوے کیونکہ جب عورت کے ابتلاء کا شدید اندیشہ ہو تو ان کے نزدیک کم از کم ایک سال صبر کے بعد تفریق جائز ہے...... لیکن جہاں قرائن قویہ سے اندیشہ قوی ابتلاء بالزنا کا ہو تو ایک سال کے قول پر بھی حاکم کو حکم کر دینے کی گنجائش ہے مگر معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے بہانہ تلاش نہ کیا جاوے۔

(الحیلۃ الناجزہ ۱۷ اندیشہ ابتلاء کے وقت ایک مزید وسعت)

اس امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، کیونکہ نکاح فسخ نہیں ہوا ہے جب تک شوہر طلاق نہ دے، پھر یونین کونسل کی طرف سے مجھے حکم ملا کہ نکاح رجسٹرڈ کرو، میں نے نکاح رجسٹرڈ کیا، کیا میرے اوپر کوئی شرعی جرم عائد ہوتا ہے؟بینوا توجروا

المستفتی: حافظ محمد امین کیملپور.....۱۹۷۴ء/۷/۲۰

الجواب: واضح رہے کہ اولاً یہ لڑکا مفقود نہیں ہے ثانیاً اس فسخ میں شرائط کی رعایت بھی نہیں کی گئی ہے، مثلاً کم از کم ایک سال مزید انتظار کرنا﴿۱﴾ لہٰذا لڑکی والوں پر ضروری ہے کہ اس لڑکے کو خلع پر راضی کریں اس سے قبل نکاح میں کسی قسم کی اعانت کرنا اگر چہ قانونی طور پر جائز ہے لیکن اسلامی اصولوں کی بناپر ناجائز ہے اور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی جائے۔ وھو الموفق

زوجہ مفقود الخبر میں قضاء قاضی یا جماعت علماء ضروری ہے فتویٰ پر اکتفاء کافی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص عرصہ دس سال سے محنت ومزدوری کیلئے گھر سے نکلا ہے اور آج تک واپس نہیں آیا، پاکستان کے گوشہ گوشہ میں اس کی بہتیری تلاش کی گئی

﴿۱﴾ قال العلامة شمس الحق الافغانی: المفقود غائب لم تدر حیاته ولا موته کما فی البحر وهو حی فی حق نفسه لا تتزوج امرأته...... عن ابی حنیفة ان مدة الفقد مفوض الی رأی القاضی فیحکم بما ادی الیه اجتهاده فیقسم ماله حینئذ بین الاحیاء من ورثته فتاویٰ انقروی واختار الزیلعی تفویضه للامام قال فی الفتح فای وقت رأی المصلحة حکم بموته قال فی النهر وفی الینا بیع قیل یفوض الی رأی القاضی ولا تقدیر فیه فی ظاهر الروایة کذا فی ردالمحتار...... وتعتد زوجة المفقود بعد مضی اربع سنین عند مالک وهو مذهب الشافعی القدیم...... قال القهستانی لو افتی بقول مالک فی موضع الضرورة لا بأس به علی ما اظن (من المحل المذبور).

(معین القضاة والمفتیین ۸۸ الفصل الرابع عشر فی زوجة مفقود)

مگر پتہ نہیں ملا، اس کی جائیداد پر بھی دوسرے وارث قابض ہیں عورت جوان العمر ہے خواہشات نفسانی اور نان ونفقہ سے مجبور ہے ارتکاب حرام کا احتمال غالب ہے کیا شرعاً اس کی کوئی سبیل ہو سکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: نامعلوم...... ۱۹۶۸ء/۱۱/۲۲

الجواب: بتوفیق الملک الوهاب هو اعلم بالصواب: شرعاً اول سے اختلاف بین الائمۃ المجتھدین واقع ہے، مذہب حنفیہ میں کوئی سبیل نہیں جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے جس کی مؤید حدیث شریف ہے مگر محدثین کے نزدیک اس کی سند ضعیف ہے جو کہ ہدایہ کے حاشیہ پر مفصل تشریح کی گئی ہے اور مدت ستر اور نوے سال ہے، مسلک امام مالک پر فتویٰ حاصل کر سکتے ہیں کہ بعد حکم قاضی عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر کے نجات حاصل کر سکتی ہے، هدایہ ۲: ۶۰۲ وقال مالک اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینه وبین امرأته تعتد عدة الوفات ثم تزوج من شاءت لان عمر هکذا قضی فی الذی استهواه الجن بالمدینة وکفی به اماما الخ، اور امام مالک رحمہ اللہ سے طاؤس روایت کرتے ہیں، ان عمر بن الخطاب قال ایما امرأة فقدت زوجها فلم تدر این هو فانها تنظر اربع سنین ثم تعتد اربعة اشهر وعشرا ثم تحل للازواج، اور محمد بن عبدالباقی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: وروی نحوه عن عثمان وعلی قیل واجمع الصحابة علیه ولم یعلم لهم مخالف فی عصرهم وعلیه جماعة من التابعین، امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر یہ فتویٰ ضرورۃً جائز ہے، جامع الرموز ۴۶۸ میں ہے: وقال مالک والاوزاعی الی اربع سنین فینکح عرسه بعدها کما فی النظم فلو افتی به فی موضع الضرورة، ینبغی ان لا بأس به علی ما اظن، اور ردالمحتار حاشیہ درمختار میں ہے: ذکر ابن وهبان فی منظومة انه لو افتی بقول مالک فی موضع الضرورة یجوز، اور فتاویٰ عبدالحیٔ ۱: ۱۳۹ میں فتویٰ دیا گیا ہے مفقود الخبر کی موت پر موجب مسلک امام مالک کی بنا بریں اختلاف بین الصحابة والتابعین وبین الائمة المجتهدین

کے پایا گیا ہے تو بصورت مجبوری مطابق قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مذکورہ صورت میں تفتیشات عرصہ اور پھر گم ہونے کی شہادت پر جائز ہے کہ دوسرا شوہر نکاحا حاصل کرے، فیصلہ شرعی کے سوا نکاح ہرگز جائز نہ ہوگا، مزید براں حکومت اسلامی۔ فقط

کتبہ:......محمد مرتضیٰ مولیا......۲۲/۱۱/۶۸

الجواب صحیح: لانہ جاز الافتاء عند الضرورة بمذهب مالک وغیرہ صرح بہ العلامة الشامی وغیرہ﴿۱﴾ لکن لا بد من قضاء القاضی المسلم او حکم جماعة العلماء وعامة المسلمین ، ولا یصح الاکتفاء بالافتاء وتفصیل المسئلة مسطور فی الحیلة الناجزة فلیراجع الیها﴿۲﴾. وهو الموفق ....محمد فرید عفی عنہ

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: لقول القهستانی لو افتی به فی موضع الضرورة لا بأس به علی ما اظن...... وقد قال فی البزازیة الفتویٰ فی زماننا علی قول مالک وقال الزاهدی کان بعض اصحابنا یفتون به للضرورة...... لکن قدمنا ان الکلام عند تحقق الضرورة حیث لم یوجد مالکی یحکم به.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳:۳٦۲ کتاب المفقود)

﴿۲﴾ وفی الحیلة الناجزة: زوجہ مفقود کیلئے مالکیہ کے نزدیک مفقود کی زوجیت سے علیحدہ ہونے کی دارالاسلام میں تو یہ صورت ہے کہ عورت قاضی کی عدالت میں مرافعہ کرے اور بذریعہ شہادت شرعیہ یہ ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا...... **کما فی المنتقی للباجی المالکی** ......اس کے بعد گواہوں سے اس کا مفقود ولا پتہ ہونا ثابت کرے بعدازاں قاضی خود بھی مفقود کی تفتیش وتلاش کرے......زوجہ مفقود کسی صورت میں اس کے نکاح سے خارج ہونے میں خودمختار نہیں بلکہ ہر حال میں قضاء قاضی شرط ہے......اوراگر مسلمان حاکم موجود نہ ہو......تو پھر مذہب مالکیہ کے موافق دیندار مسلمانوں کی ایک جماعت پنچایت کرکے حسب بیان مذکور تحقیق کرے اور تحقیق کامل کے بعد فیصلہ صادر کردے تو یہ فیصلہ بھی قضائے قاضی کے حکم میں ہو جاوے گا الخ۔

(الحیلة الناجزة ٦۲،٦۵ حکم زوجہ مفقود)

افغان جنگ میں مفقود مجاہدین کی بیویوں کے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو مجاہدین محاذ جنگ افغانستان میں محاصرہ میں آ کر یا شہید ہو کر چھ سات سال سے مفقود ہیں اور ان کی بیویاں گھروں میں موجود ہیں کیا یہ بیویاں دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمود حقانی افغانستان......۱۹۸۷ء/۲/۱۴

الجواب: ان ازواج کی زوجات ضرورت کے وقت (یعنی خوف زنا یا احتیاج نفقہ) مسلمان حاکم یا با اثر علماء کی جماعت کی وساطت سے تنسیخ نکاح کر سکتی ہیں ﴿۱﴾ وھو مذھب مالک وجاز علیه الفتویٰ کما فی ردالمحتار باب المفقود ﴿۲﴾. وھو الموفق

جہاد افغانستان میں مفقود الخبر مجاہدین کی بیویوں کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین در حق مجاہدین افغانستان کہ در صفوف جنگ با کفار از

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التھانوی: اگر عورت اندیشہ ابتلاء ظاہر کرے اور اس نے ایک عرصہ دراز تک مفقود کا انتظار کرنے کے بعد مجبور ہو کر اس حالت میں درخواست دی ہو جبکہ صبر سے عاجز ہوگئی تو اس صورت میں اس کی بھی گنجائش ہے کہ مذہب مالکیہ کے موافق چار سال کی میعاد میں تخفیف کر دی جاوے کیونکہ جب عورت کے ابتلاء کا شدید اندیشہ ہو تو ان کے نزدیک کم از کم ایک سال صبر کے بعد تفریق جائز ہے، کما فی الروایة الثانیة من فتوی العلامة الفاھاشم...... جہاں قرائن قویہ سے اندیشہ قوی ابتلاء بالزنا کا ہو تو ایک سال کے قول پر بھی حاکم کو حکم کر دینے کی گنجائش ہے۔ (الحیلة الناجزة ۱۷ فائدہ)

﴿۲﴾ قال العلامة الشامی: وقال فی الدر المنتقی لیس باولی لقول القھستانی لو افتی به فی موضع الضرورة لا بأس به علی ما اظن...... وقد قال فی البزازیة الفتویٰ فی زماننا علی قول مالک وقال الزاھدی کان بعض اصحابنا یفتون به للضرورة الخ.

(ردالمحتار ھامش الدر المختار ۳: ۳۶۲ مطلب فی الافتاء بمذھب مالک فی المفقود)

معرکہ مفقود ہو گئے ہیں اور ابھی تک موت وحیات کی حالت معلوم نہیں ہے اور غالب یہ ہے کہ دہریوں کے ظلم کی وجہ سے وفات پا چکے ہیں اب ان کی بیویوں کے نکاح کا کیا مسئلہ ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: سید رسول مجاہد اکوڑہ مہاجر کیمپ......۱۹۸۵ء/۷/۹

الجواب: دریں صورت بعد از حکم حاکم بہ موت ایں مفقود، بریں مفقود احکام میت جاری خواہند شد، کما فی ردالمحتار ۳:۴۵۷ ومقتضاه انه یجتهد ویحکم القرائن الظاهرة الدالة علی موته الخ ﴿۱﴾. وھوالموفق

سقوط مشرقی پاکستان کے وقت مفقود ازواج کی بیویوں کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سقوط مشرقی پاکستان کے وقت جو فوجی وہاں لاپتہ ہو چکے ہیں اب چونکہ تمام قیدی واپس ہوئے ہیں اور ان لاپتہ فوجیوں کے ناموں کو حکومت پاکستان نے شہداء کے فہرست میں درج کیا ہے اور ان کے پسماندگان کو پنشن جاری کئے ہیں ان مفقود الخبر ازواج کی بیویاں نکاح ثانی کر سکتی ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد سعید شاہ شکری علی خیل کرک......۱۹۷۵ء/۱۰/۱۲

الجواب: یہ بیوگان مسلمان حاکم یا چند باثر علماء کے ذریعہ سے فسخ نکاح (حکم بالموت) حاصل کر سکتی ہیں جبکہ یہ حکم دہندگان باقاعدہ تلاش کرنے کے بعد فیصلہ کریں، یدل علیہ ما فی ردالمحتار ۳:۳۳۱ ومقتضاه انه یجتهد ویحکم بالقرائن الظاهرة الدالة علی موته وعلی هذا یبتنی ما فی جامع الفتاویٰ حیث قال واذا فقد فی المهلکة فموته غالب فیحکم به کما اذا فقد وقت الملاقاة مع العدو، قال العلامة الشامی لکن لا یخفی انه

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۳:۳۶۳ مطلب الافتاء بمذهب مالک فی زوجة المفقود)

لا بد من مضی مدة طويلة حتى يغلب على الظن موته لا بمجرد فقده عند ملاقاة العدو الخ ﴿۱﴾ اوراسی حکم کے بعد عدت وفات گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے ﴿۲﴾۔وهو الموفق

مفقود الخبر کی زوجہ کیلئے مسلمان حاکم کے ذریعہ حکم بالموت حاصل کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) کی پچھلی جنگ میں لاپتہ ہو چکا ہے اس سے پہلے وہ باقاعدگی سے کبھی کبھی گھر آتا جاتا تھا اور خطوط بھی بھیجتا تھا یہاں سے اس کی تلاش میں لوگ بھی گئے مگر وہاں ویرانی کے علاوہ کچھ نہ دیکھا، اب ایسی جنگ میں جس میں عام مغربی پاکستان کے لوگوں کا قتل ومقاتلہ ہو، اس صورت میں یہ بیوی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟ بينوا توجروا

المستفتی: گل عظیم جہلم......۲۱/۱/۱۹۷۵ء

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۳۶۲ كتاب المفقود)

﴿۲﴾ قال العلامة شمس الحق الافغاني: عن ابى حنيفة ان مدة الفقد مفوض الى رأى القاضى فيحكم بما ادى اليه اجتهاده فيقسم ماله حينئذ بين الاحياء من ورثته فتاوىٰ انقروية، واختار الزيلعي تفويضه للامام قال في الفتح فاى وقت رأى المصلحة حكم بموته قال في النهر وفي الينا بيع قيل يفوض الى رأى القاضي ولاتقدير فيه في ظاهر الرواية كذا في ردالمحتار...... وتعتد زوجة المفقود بعد مضى اربع سنين عند مالك وهو مذهب الشافعي القديم...... وعند احمد ان كان يغلب على حاله الهلاك كمن فقد فى الصفين او في مركب قد انكسر او خرج لحاجة قريبة فلم يرجع فهذا بعد اربع سنين يقسم ماله وتعتد زوجته بخلاف ما اذا لم يغلب كالمسافر لتجارة او سياحة فانه يفوض الى رأى الحاكم في رواية...... قال القهستانى لو افتى بقول مالك فى موضع الضرورة لا بأس به على ما اظن (من المحل المزبور).

(معين القضاة والمفتيين ۸۸ الفصل الرابع عشر فى زوجة المفقود)

الجواب: صورت مسئولہ میں مسلمان حاکم کے حکم بالموت یا حکم طلاق سے قبل یہ منکوحہ دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی ہے، لان ھذا المفقود لم یبلغ سبعین سنۃ و ما فقد فی المھلکۃ کما اذا فقد فی وقت الملاقات مع العدو وقال العلامۃ الشامی فی حقہ: لا یخفی انہ لا بد من مضی مدۃ طویلۃ حتی یغلب عن الظن موتہ لا بمجرد فقدہ عند ملاقاۃ العدو او سفر البحر ونحوہ (ردالمحتار ۳:۳۵۸)﴿۱﴾ واما تطلیق الحاکم فبناء علی الافتاء بمذھب الامام مالک عند الضرورۃ﴿۲﴾. وھو الموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۳:۳٦۳ کتاب المفقود)

﴿۲﴾ قال العلامۃ محمد امین: لقول القھستانی لو افتی بہ فی موضع الضرورۃ لا بأس بہ علی ما اظن...... وقد قال فی البزازیۃ الفتویٰ فی زماننا علی قول مالک وقال الزاھدی کان بعض اصحابنا یفتون بہ للضرورۃ...... لکن قدمنا ان الکلام عند تحقق الضرورۃ حیث لم یوجد مالکی یحکم بہ.
(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ۳:۳٦۲ کتاب المفقود مطلب الافتاء بمذھب مالک)

☆ وقال العلامۃ عبد الحیٔ اللکنوی: عمل کردہ شود (برمذھب امام مالک) فی جامع الرموز: وقال مالک والاوزاعی الی اربع سنین فینکح عرسہ بعدہ کما فی النظم فلو افتی بہ فی موضع الضرورۃ ینبغی ان لا بأس بہ کما اظن انتھیٰ، وفی تعالیق الانوار علی الدرالمختار: نعم مذھب مالک والقدیم من مذھب الشافعی تقدیرہ باربع سنین لکن فی حق عرسہ لا غیر فینکح بعدھا کما فی النظم فلو افتیٰ بہ فی موضع الضرورۃ ینبغی ان لا بأس بہ علی ما اظن کما فی القھستانی، انتھیٰ، وفی حسب المفتیین: قول مالک معمول بہ فی ھذہ المسئلۃ وھو احد قولی الشافعی ولو افتی الحنفی فذلک یجوز فتواہ لان عمر رضی اللہ عنہ قضیٰ ھکذا فی الذی استھوتہ الجن بالمدینۃ وکفی بہ اماما ولانہ منع حقھا بالغیبۃ فیفرق القاضی بینھما بمضی ھذہ المدۃ اعتبارا بالایلاء فی العدد وبالعنۃ فی السنۃ عملا بالشبھین انتھیٰ.
(مجموعۃ الفتاویٰ علی ھامش خلاصۃ الفتاویٰ ۴:۴۳۷ کتاب المفقود)

مفقودالخبر زوج کے بارے میں مسلمان حاکم کے فیصلہ کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی چار سال سے لاپتہ ہے اس آدمی کی بیوی بچے بھی ہیں کافی کوشش کے باوجود لاپتہ ہے اب عورت کہتی ہے کہ میں نے دوسرے مرد سے شادی کرنی ہے مقامی علماء نے ڈیڑھ سال اور انتظار کرنے کا کہا ہے مگر عورت کہتی ہے کہ میں نے نکاح کرنا ہے، کیا اس صورت میں کوئی شرعی جواز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی نورالحق باڑہ پشاور......۱۸/شعبان ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ عورت حکومت کے پاس مرافعہ کرے اور حکومت باقاعدہ تفتیش کے بعد جب مایوس ہو جائے تو اس عورت کو کم از کم ایک سال مزید انتظار کا حکم دے دے اور یا حالاً تنسیخ نکاح کرے صورت اولیٰ میں ایک سال ختم ہونے کے بعد عدت وفات گزارے اور اور صورت ثانی میں عدت طلاق گزارے اور دوسری جگہ عقد نکاح کرے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ **قال الشاہ اشرف علی التھانوی:** زوجہ مفقود کیلئے مالکیہ کے نزدیک مفقود کی زوجیت سے علیحدہ ہونے کی دارالاسلام میں تو یہ صورت ہے کہ عورت قاضی کی عدالت میں مرافعہ کرے اور بذریعہ شہادت شرعیہ یہ ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا......اس کے بعد گواہوں سے اس کا مفقود ولاپتہ ہونا ثابت کرے بعد ازاں قاضی خود بھی مفقود کی تفتیش وتلاش کرے اور جب پتہ ملنے سے مایوسی ہو جائے تو عورت کو چار سال تک مزید انتظار کا حکم کرے پھر اگر ان چار سال کے اندر بھی مفقود کا پتہ نہ چلے تو مفقود کو اس چار سال کی مدت ختم ہونے پر مردہ تصور کیا جاوے گا، اور نیز ان چار سال کے ختم ہونے کے بعد چار ماہ دس دن عدت وفات گزار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہوگا......فائدہ: لیکن اگر یہ صورت ممکن نہ ہو یعنی عورت اندیشہ ابتلاء ظاہر کرے اور اس نے ایک عرصہ دراز تک مفقود کا انتظار کرنے کے بعد مجبور ہو کر اس حالت میں درخواست دی ہو جبکہ صبر سے عاجز ہوگئی تو اس صورت میں اس کی بھی گنجائش ہے کہ مذہب مالکیہ کے موافق چار سال کی میعاد میں تخفیف کردی جاوے کیونکہ جب عورت کے ابتلا کا شدید اندیشہ ہو تو ان کے نزدیک......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مفقود الخبر کے بارے میں ظاہر الروایت اور مذہب مالکی پر فتویٰ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا شوہر کہیں گم ہو گیا ہے اس عورت کے نکاح کے بارے میں ہمارے مذہب کا مفتی بہ قول کون سا ہے؟ اور اس مسئلہ میں مذہب امام مالک کا اختیار کرنا کیسا ہے یعنی ان کے مذہب پر فتویٰ دینا ضروری ہے یا بوقت ضرورت اس پر فتویٰ دیا جائے گا؟ ایں مسئلہ مدلل لکھیں مہربانی ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا عبدالقاہر بندر روڈ پشین بازار کوئٹہ......۱۹۷۷ء/ ۸/ ۲۰

الجواب: محترم المقام دامت برکاتکم! السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ آپ ان سوالات کے تفصیلی جوابات حیلہ ناجزہ میں ملاحظہ کریں ﴿۱﴾ مختصر طور پر میں بھی کچھ لکھوں گا، وہو ہذا کہ مفقود کے متعلق ظاہر الروایت موت الاقران ہے، کما فی شرح التنویر فی باب المفقود **بل یوقف قسطه الی موت اقرانه فی بلده علی المذهب** ﴿۲﴾ الی آخر کلامه، اگر تعین مدت کرنی ہو تو ستر سال (یوم پیدائش سے) ارجح ہے بنسبت دیگر اقوال کے، کما فی ردالمحتار: **وقدره ابن الهمام بسبعين للحديث لانها نهاية هذا الغالب** ﴿۳﴾، اور ضرورت کے وقت یعنی جبکہ بیوی کے

(بقیہ حاشیہ) کم از کم ایک سال صبر کے بعد تفریق جائز ہے اگر تفریق اس قاعدہ کے موافق کی جائے تو اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ تفریق طلاق رجعی ہوگی اور اس صورت میں زوجہ مفقود کو بجائے عدت وفات کے عدت طلاق تین حیض گزارنے ہوں گے۔

(الحیلة الناجزة ۷۲، ۷۱ حکم زوجه مفقود)

﴿۱﴾ (الحیلة الناجزة ۱۵۶ زوجه مفقود کا حکم)

﴿۲﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۳: ۳۶۲ مطلب الافتاء بمذهب مالک فی زوجة المفقود)

﴿۳﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۳۶۳ مطلب الافتاء بمذهب مالک باب المفقود)

نفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو یا بغیر خاوند کے گناہ میں ابتلاء کا ظن غالب ہو تو مذہب غیر پر فتویٰ دینا جائز ہے،
وفی ردالمحتار: وقال الزاهدی کان بعض اصحابنا یفتون به للضرورة الخ﴿۱﴾
(۳۳۰:۳)اور فتویٰ دینے کے بعد اس کو مذہب حنفی کہا جائے گا فافهم﴿۲﴾. وهو الموفق

مفقود الخبر کی زوجہ کیلئے انتظار کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مفقود الخبر کی زوجہ کتنی مدت تک دوسرے شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی؟ بینوا توجروا

المستفتی: گل محمد خان سرائے نورنگ.....۱۹۷۴ء/۵/۴

الجواب: کم از کم ستر سال عمر تک پہنچنے کا انتظار ضروری ہے﴿۳﴾ یا موافق مذہب امام

﴿۱﴾ (فتاویٰ شامیة ۳:۳٦۳ مطلب فی الافتاء بمذهب مالک باب المفقود)

﴿۲﴾وفی البشریٰ لارباب الفتویٰ: لما کان الافتاء علیه عند الضرورة من اصول الحنفیة کان الحکم المبنی علیه مذهب الحنفیة ایضا لابتناء ہ علی قواعدهم کما صرح به العلامة الشامی فی عقود رسم المفتی فیما اذا خالف فیه الاصحاب امامهم الاعظم.

(البشریٰ لارباب الفتویٰ ۳۷ الفصل السادس الافتاء بالقول المرجوح وبمذهب غیره)

﴿۳﴾ قال العلامة الشامی: (قوله علی المذهب) وقیل یقدر بتسعین سنة بتقدیم التاء من حین ولادته واختاره فی الکنز وهو الارفق هدایة وعلیه الفتویٰ ذخیره وقیل بمأة وقیل بمأة وعشرین واختار المتأخرون ستین سنة واختار ابن الهمام سبعین لقوله علیه الصلاة والسلام اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین فکانت المنتهی غالبا وذکر فی شرح الوهبانیة انه حکاه فی الینابیع عن بعضهم قال فی البحر والعجب کیف یختارون خلاف ظاهر المذهب مع انه واجب الاتباع علی مقلد ابی حنیفة واجاب فی النهر بان التفحص عن موت الاقران غیر ممکن او فیه حرج فعن هذا اختاروا تقدیره بالسن الخ.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۳:۳٦۲ کتاب المفقود)

مالک رحمہ اللہ حکم بالموت حاصل کیا جائے ،والتفصیل فی الحیلة الناجزة ﴿۱﴾. وھو الموفق

دوسری جگہ نکاح کے بعد مفقود الخبر کی واپسی کی صورت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص تقریباً آٹھ سال مفقود الخبر رہا، اس اثنا میں اس کی بیوی نے دوسرا خاوند اختیار کرلیا، حالانکہ پہلے شوہر نے بیوی کیلئے کافی اخراجات چھوڑے تھے اب وہ شخص اچانک گھر آیا اور بیوی کو دوسرے شخص کے عقد میں پایا، وہ بال بچہ دار بھی ہے ایسے شخص کے حق میں شرعی فیصلہ کس طرح ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا عزیز الرحمٰن خطیب کوہالہ......۲۲/۱/۱۹۷۵ء

الجواب: صورت مسئولہ میں یہ بیوی پہلے خاوند کو حوالہ کی جائے گی، اور اگر دوسرے خاوند سے اولاد پیدا ہوئی ہو تو یہ اولاد دوسرے خاوند سے ثابت النسب ہوگی پہلے خاوند کیلئے تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے البتہ دوسرے خاوند کے جماع وغیرہ کی وجہ سے عدت گزارنی واجب ہوگی (والتفصیل فی الحیلة الناجزة ۱۰۴ تا ۱۰۷)﴿۲﴾. وھو الموفق

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التھانوی: زوجہ مفقود کیلئے مالکیہ کے نزدیک مفقود کی زوجیت سے علیحدہ ہونے کی دارالاسلام میں تو یہ صورت ہے کہ عورت قاضی کی عدالت میں مرافعہ کرے اور بذریعہ شہادت شرعیہ یہ ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا......اس کے بعد گواہوں سے اس کا مفقود ولا پتہ ہونا ثابت کرے بعدازاں قاضی خود بھی مفقود کی تفتیش وتلاش کرے اور جب پتہ ملنے سے مایوسی ہو جائے تو عورت کو چار سال تک مزید انتظار کا حکم کرے پھر اگر ان چار سال کے اندر بھی مفقود کا پتہ نہ چلے تو مفقود کو اس چار سال کی مدت ختم ہونے پر مردہ تصور کیا جاوے گا اور نیز ان چار سال کے ختم ہونے کے بعد چار ماہ دس دن عدت وفات گزار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہوگا الخ۔ (الحیلة الناجزة ۶۲ حکم زوجہ مفقود)

﴿۲﴾ قال الشاہ اشرف علی التھانوی: امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا مذہب اس بارے میں یہ ہے کہ اگر مفقود حکم بالموت کے بعد بھی واپس آجائے تو اس کی عورت ہر حال میں اس کو...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

غائب شوہر کا واپس آنا اور بیوی کی دوسری شادی اور طلاق ونکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی شادی شدہ بارہ سال تک لاپتہ تھا اس کی بیوی نے دوسرے خاوند سے نکاح کیا ہے بارہ سال بعد وہ واپس آگیا اب اس کی بیوی کی طلاق یا نکاح کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: بشیر خٹک کوہاٹ شہر.....۱۴/ رمضان ۱۴۱۰ھ

(بقیہ حاشیہ) ملے کی خواہ عدت وفات کے اندر آجاوے یا بعد انقضائے عدت اور خواہ نکاح ثانی اور خلوت وصحبت کے بعد آئے یا پہلے، کما صرح به شمس الائمة فی المبسوط حیث قال وقد صح رجوعه (یعنی عمر رضی الله عنه) عنه الی قول علی رضی الله عنه فانه (ای علیا رضی الله عنه) کان یقول ترد الی زوجها الاول ویفرق بینها وبین الآخر ولها المهر بما استحل من فرجها ولا یقربها الاول حتی تنقضی عدتها من الآخر وبهذا کان یأخذ ابراهیم فیقول قول علی رضی الله عنه احب الی من قول عمر رضی الله عنه وبه نأخذ ایضا (۱۱: ۳۷) وفی میزان الشعرانی ۲: ۱۴۴ ومن ذلک قول ابی حنیفة ان المفقود اذا قدم بعد ان تزوجت زوجته بعد التربص یبطل العقد وهی للاول وان کان الثانی وطئها فعلیه مهر المثل وتعتد من الثانی ثم ترد الی الاول، اور حنفی کیلئے غیر حنفیہ کے مذہب پر فتویٰ دینا سخت ضرورت کیوقت جائز ہے جیسے تاجیل زوجہ مفقود وغیرہ کی صورتیں لیکن واپسی مفقود کی صورت میں دوسرے مذہب پر عمل کرنے کی ضرورت داعی نہیں (وقال فی ذیله: وما فی العالمگیریة ۳: ۱۷۲ عن التاتارخانیة فان عاد زوجها بعد مضی المدة فهو احق بها وان تزوجت فلا سبیل له علیها الخ فلا یعول علیه فی مقابلة تصریح المبسوط والله اعلم)..... اس اولاد کا نسب دوسرے خاوند سے ثابت ہوگا، کما صرح به العلامة الشامی فی ردالمحتار (باب المفقود ۳: ۲۱۲) والیه ذهب المالکیة ایضا کما صرح به فی ظرواية الثلاثة والثلاثین من فتوی العلامة الصالح المالکی الملحقة باخر الکتاب.

(الحیلة الناجزة ۶۸، ۱۷ واپسی مفقود کے احکام)

الجواب: اگراس عورت نے تنسیخ نکاح کے بعد دوسری شادی کی ہو تو یہ عورت اس دوسرے خاوند کے پاس رہے گی، اور اگر تنسیخ نکاح کے بغیر دوسری شادی کی ہو تو اول خاوند کی مرضی ہے طلاق دے دے یا واپس لے جائے۔

نوٹ:.....عدت کا خیال رکھنا ضروری ہے﴿۱﴾۔وهو الموفق

مفقود اور متعنت فی النفقہ کی وجہ سے تنسیخ نکاح کی صورت میں شوہر کے واپسی کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت جو کہ اپنے خاوند سے پندرہ سال تک الگ رہ جائے، اور اس خاوند نے اس مدت میں اسے کوئی خرچ وغیرہ نہیں دیا ہو، پندرہ سال

﴿۱﴾ قال الشاه اشرف علي التهانوي: اگر غائب حکم بالطلاق کے بعد آ جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عدت کے اندر اندر واپس آ جائے اور باقاعدہ خرچ وغیرہ دینے پر آمادہ ہو تو اس صورت میں تو اس کو رجعت کا حق ہے اگر رجعت کرلے گا تو صحیح ہو جاوے گی اور رجعت نہ کرے تو عدت کے بعد اس کے نکاح سے بالکل الگ ہو جاوے گی۔

دوسری صورت یہ کہ عدت ختم ہو چکنے کے بعد واپس آیا ہو سو اس میں تفصیل ہے کہ اگر اس نے عورت کے دعوی کے خلاف کوئی بات ثابت کردی مثلاً یہ کہ میں نے اس کو پیشگی خرچ دیا تھا یا یہ کہ وہاں سے بھیجتا رہتا تھا یا یہ کہ عورت نے نفقہ معاف کر دیا تھا تب تو اس کو ہر حال میں عورت مل جاوے گی یعنی خواہ وہ عورت مدت کے بعد نکاح ثانی بھی کر چکی ہو حتی کہ اگر شوہر ثانی سے اولاد بھی ہو تب بھی شوہر اول ہی کا نکاح باقی سمجھا جاوے گا، اور شوہر ثانی کا نکاح اب باطل قرار دیا جاوے گا اور اگر خاوند نے عورت کے دعویٰ کے خلاف کوئی بات ثابت نہ کی تو عورت اس کو نہ ملے گی کیونکہ عدت ختم ہونے کے بعد رجعت کا حق نہیں رہتا، وهذا كله مصرح في الرواية الرابعة عشر والسادسة عشر. اور دوسری صورت کی پہلی شق میں جو شوہر اول کو عورت ملے گی اس کو نہ تجدید نکاح کی ضرورت ہے نہ تجدید مہر کی، البتہ شوہر ثانی سے خلوت صحیحہ ہو چکی ہو تو عدت واجب ہے یعنی عدت گزرنے سے پیشتر شوہر اول کو جماع اور اس کے دواعی کا ارتکاب جائز نہیں۔

(الحيلة الناجزة ۷۸، ۷۹ حكم زوجه غائب غير مفقود)

بعد اس عورت نے کسی دوسرے شخص سے شادی کرلی، اب پندرہ سال بعد وہ سابقہ شوہر اس عورت کو لینے کیلئے آجائے تو کیا وہ سابقہ شوہر اس عورت کا حقدار ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: نثاراللہ بقلم خود

الجواب: اگر مسلمان حاکم نے اس غائب کا نکاح تعنت فی النفقہ (بیوی کو نان نفقہ نہ دینے) کی وجہ سے فسخ کیا ہو تو یہ عورت دوسرے خاوند کے پاس رہے گی ﴿۱﴾ اور اگر حاکم نے یہ فسخ مفقود اور لاپتہ ہونے کی وجہ سے کیا ہو تو یہ عورت پہلے خاوند کو واپس کی جائے گی، دوسرے خاوند کیلئے طلاق دینے اور پہلے خاوند سے تجدید نکاح کی کوئی ضرورت نہیں ہے، البتہ پہلا خاوند عدت گزرنے کے بعد جماع کرے گا، اس سے پہلے جماع کرنا جائز نہیں ہے ﴿۲﴾ والتفصیل فی الحیلة الناجزة ۱۰۴. وھو الموفق

مفقود الخبر کی موت کے بارے میں ایک شخص کی خبر پر اعتماد کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی جان احمد غالباً دو سال سے مفقود ہے اس کے ساتھ ماموں گل احمد بھی تھا، چند دن وہ ان سے غائب ہو گیا تھا بعد میں کسی نے بتایا کہ

﴿۱﴾ قال العلامة اشرف علی التھانوی: متعنت اگر اپنی حرکت سے اس وقت باز آئے جبکہ حاکم اس کی زوجہ پر طلاق واقع کرچکے اور عدت بھی گزر چکے تو اب اس کا کوئی اختیار زوجہ پر نہیں رہتا الخ۔

(الحیلة الناجزة ۷۴ حکم زوجه متعنت)

﴿۲﴾ قال العلامة التھانوی: لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب اس بارہ میں یہ ہے کہ اگر مفقود حکم بالموت کے بعد بھی واپس آجاوے تو اس کی عورت ہر حال میں اسی کو ملے گی خواہ عدت وفات کے اندر آجاوے یا بعد انقضائے عدت اور خواہ نکاح ثانی اور خلوت وصحبت کے بعد آئے یا پہلے، کما صرح به شمس الائمة فی المبسوط...... الخ.

(الحیلة الناجزة ۶۸ واپسی مفقود کے احکام)

3

فلاں شخص مرگیا ہے جب وہ وہاں حاضر ہوا تو پولیس والے جمع تھے اور اس کو اپنی تحویل میں لے لیا اور وہ مرا تھا پھر وہ کہتا ہے کہ میں چونکہ وہاں بیمار تھا اسلئے تین مہینے کے بعد ان کی ہمشیرہ کو اطلاع دے دی کہ جان احمد مرگیا ہے اب سوال یہ ہے کہ اس کی بیوی پر زنا میں وقوع کا شدید خطرہ ہے اور نان ونفقہ والا بھی کوئی نہیں ہے تو اس عورت کیلئے نکاح ثانی کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرحمٰن حقانی لنڈیوہ بنوں......۱۵/محرم ۱۳۹۲ھ

الجواب: اس بیوی کیلئے اس شخص کی خبر پر اعتماد کرنا جائز ہے، فی الهندية ۵: ۳۴۲ اذا غاب الرجل عن امرأته فأتاها مسلم عدل فاخبرها ان زوجها طلقها ثلثا او مات عنها فلها ان تعتد وتتزوج بزوج آخر وان كان المخبر فاسقا تتحرى ثم اذا اخبرها عدل مسلم انه مات زوجها انما تعتمد على خبره اذا قال عاينته ميتا او قال شهدت جنازته اما اذا قال اخبرني مخبر لا تعتمد على خبره ﴿۱﴾.

یہ جواب اس تقدیر پر ہے کہ اس شخص گل احمد نے موت کا مشاہدہ کیا ہو یا جنازہ میں شریک ہوا ہو اور اگر نہ مشاہدہ کیا ہو اور نہ جنازہ میں شریک ہوا ہو اور یا پولیس وغیرہ معین اور معتمد اشخاص سے سنا ہو کہ فلاں مرگیا ہے تو اس پر بھی اعتماد درست ہے، لما فی ردالمحتار عن جامع الفصولين: ولو سمع من هذا لرجل آخر له ان له ان يشهد لانه من باب الدين فيثبت بخبر الواحد(ردالمحتار ۲: ۸۴۷). وهو الموفق

پندرہ سال سے روپوش شوہر کی بیوی کیلئے تنسیخ نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک خاتون اپنے شوہر

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریة ۵: ۳۱۲ الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات)

کے نکاح میں ہے اور مہر کی کچھ رقم بھی ادا کی ہے، شادی کے بعد چند مہینے گزار کر روپوش ہو گئے بعد میں پتہ چلا کہ وہ کراچی میں ہے اور دوسری شادی کر لی ہے، کراچی میں رہتے ہوئے اسے پندرہ سال گزر گئے، اب زوجہ اول مطالبہ کرتی ہے کہ یا میرا شوہر مجھے طلاق دے دے یا میرے ساتھ زندگی گزارے، اس عورت نے عدالت میں مقدمہ درج کیا ہے، حکومت کی بار بار اطلاع اور اخباری اشتہارات کے باوجود شوہر حاضر نہیں ہوتا، اب بیوی کیلئے شرعی فتویٰ کے مطابق کیا عمل کرنا چاہئے تاکہ یہ معاملہ حل ہو سکے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا محمد یوسف قریشی جامعہ اشرفیہ پشاور......۱۹۸۵ء/ ۷/ ۲۲

الجواب: جس بیوی کو خاوند نہ باقاعدہ آباد کرتا ہے اور نہ آزاد، تو ایسی مجبور عورت مسلمان حاکم کے ذریعہ تنسیخ نکاح کر سکتی ہے، یعنی جبکہ اس کے نفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو اور یا بغیر شوہر کے عصمت پر ڈرتی ہو (ماخوذ از حیلہ ناجزہ) ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة اشرف علی التھانوی: زوجہ متعنت کو اول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے......سخت مجبوری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عورت کے خرچ کا کوئی انتظام نہ ہو سکے......اور دوسری صورت کہ اگرچہ بسہولت یا بدقت خرچ کا انتظام ہو سکتا ہے لیکن شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہو، اور صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کر دے...... وبعد صفحتین ......
(زوجہ غائب غیر مفقود) اولاً قاضی کے پاس مقدمہ پیش کر کے گواہوں سے......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مفقود الخبر آوارہ شخص کی بیوی کیلئے دوسری جگہ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید ایک آوارہ اور سیاہ کردار والا انسان ہے، ایک لڑکی کو اغوا کر کے روپوش ہوگیا ہے، عرصہ آٹھ سال سے اس کا کوئی پتہ نہیں کہ زندہ یا مردہ یا کہاں ہے، ورثاء نے کافی کوشش کی مگر کوئی پتہ نہ لگ سکا، اب اس زید کی منکوحہ آٹھ سال سے بے یار و مددگار بیٹھی ہے اور جوان ہے، کیا اس کیلئے اب دوسری جگہ شادی کرنا جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرحمٰن.....۱۹۷۴ء/۷/۱۴

الجواب: مسلمان حاکم کے حکم بالموت یا تنسیخ نکاح سے قبل اس عورت کے ساتھ کسی کا نکاح کرنا مشروع نہیں ہے ﴿۱﴾ قال اللہ تبارک وتعالیٰ: والمحصنٰت من النساء (الآیۃ) ﴿۲﴾. وھو الموفق

شوہر کا کسی دور وطن میں بیوی کو بسانے اور پھر وہاں جانے سے انکار وغیرہ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے عمر کو اپنی بیٹی اس شرط کے ساتھ نکاح پر دے دی کہ عمر لڑکی کو اپنے وطن نہیں لے جائے گا بلکہ زید کے وطن میں رہے گا، عمر نے شرط

(بقیہ حاشیہ) اس غائب کے ساتھ اپنا نکاح ہونا ثابت کرے پھر یہ ثابت کرے کہ وہ مجھ کو نفقہ دے کر نہیں گیا اور نہ وہاں سے اس نے میرے لئے نفقہ بھیجا نہ یہاں کوئی انتظام کیا اور نہ میں نے نفقہ معاف کیا،...... قاضی اس شخص کے پاس حکم بھیجے کہ یا تو خود حاضر ہو کر اپنی بیوی کے حقوق ادا کر دیا اس کو بلا لو یا وہیں سے کوئی انتظام کر دو ورنہ اس کو طلاق دے دو اور اگر تم ان باتوں میں سے کوئی بات نہ کی تو پھر ہم خود دونوں میں تفریق کر دیں گے الخ۔ (الحیلۃ الناجزۃ ۷۳، ۷۷ حکم زوجہ متعنت وحکم زوجہ غائب غیر مفقود)

﴿۱﴾ (الحیلۃ الناجزۃ ۵۹ حکم زوجہ مفقود)

﴿۲﴾ (سورۃ النساء آیت: ۲۴ پارہ: ۵ رکوع: ۱)

منظور کر کے نکاح کر لیا، کچھ مدت بعد ایک فرزند بھی پیدا ہوا، بعدازاں ایک دن عمر اپنے وطن بدخشان چلا گیا اور غائب ہوا، پھر ایک دن ایک خط کے ذریعے اپنی بیوی کو بدخشان آنے کا کہا، لیکن والدین نے بدخشان جانے سے منع کیا اگر چہ وہ چاہتی تھی کہ بدخشان چلی جائے، اسی دوران سات سال گزر گئے، بندہ عارض وطن بدخشان چلا گیا تو وہاں معلوم ہوا کہ عمر نے دو بیویاں نکاح میں لی ہیں اور اس بات پر مقر ہے کہ زید کی بیٹی بھی میری بیوی ہے، بندہ نے کہا کہ زید کے وطن کو جاؤ مگر عمر نے کہا کہ میں ہرگز نہیں جاتا اور نہ طلاق دیتا ہوں وہ میری بیوی ہے اور یہاں رہے تو میں اس کے تمام اخراجات کا ذمہ دار ہوں اگر باپ کے گھر رہتی ہے تو صحیح ہے خرچہ دوں گا لیکن طلاق کسی صورت نہیں دوں گا اب زید کے وطن کے بعض مولویوں نے دوسرے مذہب پر فتویٰ دیا ہے کہ یہ لڑکی دوسرے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے اگر چہ عمر طلاق نہ دے صحیح مسئلہ کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: لعل بادشاہ مہمند......۱۹۷۲ء/۵/۳۰

الجواب: زید کا یہ شرط لگانا بے سود ہے کیونکہ اس شرط کے عدم ایفاء سے نکاح کو نقصان نہیں پہنچتا ہے، فی الدر المختار: وما یصح ولا یبطل بالشرط الفاسد القرض والهبة والصدقة والنکاح، (هامش ردالمحتار ۴:۲۲۸)﴿۱﴾ قلت: هذا الشرط فاسد عندنا یخالف قوله تعالیٰ: اسکنوهن من حیث سکنتم﴿۲﴾خلافا للامام احمد والامام البخاری﴿۳﴾

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۴:۲۵۴ کتاب البیوع، ما یبطل بالشرط الفاسد ولا یصح تعلیقه به)

﴿۲﴾ (سورة الطلاق پارہ:۲۸ آیت:۶)

﴿۳﴾وفی المنهاج: اعلم! ان الشرائط ثلثة اقسام، الاول ما یکون مقتضی النکاح کالنفقة وهو مقبول، والثانی ما یکون معارضا للوحی وهو ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وافتی فقهاء نا بمذهب الغیر عند الضرورة والظاهر انه لا ضرورة ههنا لرضاء الزوجة بالذهاب الی بدخشان﴿۱﴾. وهوالموفق

(بقیه حاشیه)مردود لحدیث البخاری کل شرط لیس فی کتاب الله فهو باطل، والثالث ما لا یکون کذلک فیلزم عند الاشتراط، قوله وشرط لها ان لا یخرجها من مصرها: فیلزم الایفاء به لحدیث الباب ولما ذکره البخاری عن عمر رضی الله عنه ووصله سعید بن منصور وابن ابی شیبة، مقاطع الحقوق عند الشروط، ای ایها الزوج کان لک حق الاخراج شرعا ولکن لما قبلت عند العقد شرطها بعدم الاخراج فقطعت حقک، وقال فقهاء نا لا یلزم الایفاء بهذا الشرط لانه معارض بقوله تعالیٰ: اسکنوهن من حیث سکنتم، وهو عبارة فی المطلقات ودلالة فی المنکوحات، ولما ذکره الترمذی وغیره عن علی رضی الله عنه ، والجواب عن حدیث الباب واضح لانه شرط معارض بالقرآن، والجواب عن اثر عمر ان ابن وهب روی عن عمر انه وضع الشرط وقال: المرأة مع زوجها، قال ابو عبید تضادت الروایات عن عمر فی هذا، فبقی اثر علی بلا معارض فیکون اولیٰ بالعمل وهی روایة عن مالک والشافعی ایضا (فائدة) قال الله تعالیٰ: ﴿ولا تضاروهن لتضیقوا علیهن﴾ فلا بد للقاضی والمفتی من ان یجتهد حتی یعلم المفسد من المصلح.

(منهاج السنن شرح سنن الترمذی ۳: ۲۷۶ باب فی الشرط عند عقدة النکاح)

﴿۱﴾ قال العلامة الشامی: واختار فی الفصول قول القاضی فیفتی بما یقع عنده من المضارة وعدمها لان المفتی انما یفتی بحسب ما یقع عنده من المصلحة، فقوله فیفتی الخ صریح فی انه لم یجزم بقول الفقیه ولا بقول القاضی وانما جزم بتفویض ذلک الی المفتی المسئول عن الحادثة وانه لا ینبغی طرد الافتاء بواحد من القولین علی الاطلاق فقد یکون الزوج غیر مامون علیها یرید نقلها من بین اهلها لیؤذیها او یأخذ مالها بل نقل بعضهم ان رجلا سافر بزوجته وادعی انها امته وباعها فمن علم منه المفتی شیئا من ذلک لا یحل له ان یفتیه بظاهر الروایة لانا نعلم یقینا ان الامام لم یقل بالجواز فی......(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

دیوانہ اور عمر قید والے شخص کی بیوی کے تنسیخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا خاوند دیوانہ اور پاگل ہو تو وہ اپنی عورت کو کس طرح طلاق دے گا کہ شریعت میں وہ درست ہو، نیز ایک عورت کا خاوند تقریباً بیس سال قید ہو جائے تو اس کی بیوی طلاق حاصل کر سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: ملک ممتاز پشاور......۱۷/رمضان ۱۳۹۹ھ

الجواب: دیوانہ طلاق دینے کا اہل نہیں ہے﴿۱﴾ البتہ بعض صورتوں میں دیوانہ کی بیوی مسلمان حاکم کے ذریعہ تنسیخ نکاح کر سکتی ہے﴿۲﴾......................

(بقیہ حاشیہ) مثل هذه الصورة والحاصل انه لم یوجد الضرر الذی علل به القائل بخلافه بل وجد الضرر للزوج دونها فنعلم یقینا ایضا ان من افتی بخلاف ظاهر الروایة لا یقول بالجواز فی مثل هذه الصورة الا تریٰ ان من ذهب بزوجته للحج فقام بها فی مکة مدة ثم حج وامتنعت من السفر معه الی بلده هل یقول احد بمنعه عن السفر بها وبترکها وحدها تفعل ما ارادت فتعین تفویض الامر الی المفتی ولیس هذا خاصا بهذه المسئلة الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۱ ۳۹ مطلب فی السفر بالزوجة)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: لا یقع طلاق...... والمجنون والصبی الخ . (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۲۲ قبیل مطلب فی طلاق المدهوش)

﴿۲﴾☆ قال الشاه اشرف علی التهانوی: اصل اس بارہ میں یہ ہے کہ وہ جنون جس کی وجہ سے عورت کو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک خیار فسخ حاصل ہو سکتا ہے اس کی حد بیان کرنے میں مختلف الفاظ مذکور ہیں مبسوط کے الفاظ یہ ہیں لا تطیق المقام معه، اور کتاب الآثار میں یخاف علیها قتله مذکور ہے ان دونوں میں تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جو مجنون ایذاء پہنچایا کرتا ہو اس کے متعلق عادت غالبہ سے اکثر یہ بھی اندیشہ ہو جاتا ہے کہ شاید قتل کر بیٹھے خلاصہ یہ ہوا کہ جس مجنون سے ناقابل برداشت ایذاء پہنچتی ہو اس کا یہ حکم ہے الخ۔

(الحیلة الناجزة ۵۲ حکم زوجه مجنون)...........(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

............اسی طرح عمر قید آدمی کی بیوی بھی ﴿۱﴾ (حیلہ ناجزہ). وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ)...... ☆قال الشیخ شمس الحق الافغانی: زوجة المجنون اذا کانت لا تطیق المقام معه فلها خیار الفسخ کالعنة عند محمد کما فی کتاب الآثار لمحمد فی باب الرجل یتزوج وبه العیب، ان کان الجنون حادثا وان کان قدیما او به مرض لا یرجیٰ برئه کالجب فلها الخیار ان شاء ت رضیت وان شاء ت رفعت الامر الی الحاکم حتی یفرق بینهما کذا فی المضمرات وفی الهندیة عن الحاوی القدسی وبه ناخذ.

(معین القضاة والمفتیین ۸۹ الفصل الرابع عشر فی زوجة المفقود)

﴿۱﴾ حیلہ ناجزہ میں ہے: زوجہ متعنت کو اول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے اور سخت مجبوری کی دو صورتیں ہیں...... دوسری صورت مجبوری کی یہ ہے کہ اگرچہ بسہولت یا بدقت خرچ کا انتظام ہو سکتا ہے لیکن شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہے اور تفریق کی صورت یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے...... اس میں کسی مدت کے انتظار ومہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں انتھیٰ، اسی زوجہ متعنت کے ساتھ جدید اضافہ کے طور پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا فتویٰ ملحق کیا گیا ہے، آپ فرماتے ہیں: اصل بات یہ ہے کہ غائب غیر مفقود کے فسخ نکاح کا مسئلہ مذہب مالکیہ سے لیا گیا ہے مگر بعض قیود وشرائط احتیاطا بڑھائی گئی ہیں اور آخر میں لکھتے ہیں بناء علیہ خیال یہی ہے کہ صورت مذکورہ میں فسخ نکاح شرعا صحیح ودرست اور نافذ ہو گیا ہے۔

(حیلہ ناجزہ ۷۳ حکم زوجہ متعنت، وفتویٰ دربارہ بیس سالہ قیدی)

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں تیس سالہ قیدی کے بارے میں مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں: اصل مذہب حنفیہ کا اس صورت میں یہ ہے کہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا اور بدون طلاق دینے شوہر کے، نکاح ثانی کرنا عورت کو درست نہیں ہے، کما فی الدر المختار: ولا یفرق بینهما بعجزه عنها ولا بعدم ایفائه لو غائبا حقها الخ درمختار، لیکن بعض دیگر آئمہ ایسی صورت فسخ نکاح...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مجنون کی منکوحہ خوف زنا وعدم نفقہ وغیرہ کی وجہ سے تنسیخ نکاح کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت ایک شخص کے نکاح میں ہے اور عرصہ دس سال سے زائد ہوگئے ہوں گے کہ وہ پاگل ہے اس پاگل کے والدین اس کی عورت کو نان ونفقہ نہیں دے سکتے، لڑکی دس سال سے والدین کے گھر میں ہے، اس کے والدین بھی غریب ہیں عورت بھی جوان ہے اب اس عورت کیلئے دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کی شرعی اجازت کس طرح ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی: ماسٹر عنایت علی نوشہرہ......۱۹۷۲ء/۶/۲۸

(بقیہ حاشیہ) کو جائز فرماتے ہیں اور حنفی کو بضرورت اس پر عمل کرنا درست ہے، اور احوط یہ ہے کہ جس کا مذہب تفریق اور فسخ نکاح کا ہے اس سے فسخ کرالیوے، قال فی الدر المختار: وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررها بغیبته ولو قضیٰ به حنفی لم ینفذحکمه نعم لو امر شافعیا فقضی به نفذ اذا لم یرتش الآمر والمأمور، بحر درمختار، اور شامی میں ہے: والحاصل ان عند الشافعی اذا اعسر الزوج بالنفقة فلها الفسخ وکذا اذا غاب وتعذر تحصیلها منه علی ما اختارہ کثیرون منهم لکن الاصح المعتمد عندهم ان لا فسخ ما دام موسرا، (شامی) وفیه بعد اسطر قال فی غرر الافکار لم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائبا لمن مذهبه التفریق بینهما اذا کان الزوج حاضرا وابی عن الطلاق لان رفع الحاجة الدائمة لا یتیسر بالاستدانة اذ الظاهر انها لا تجد من یقرضها وغنی الزوج مآلا امر متوهم فالتفریق ضروری اذا طلبته وان کان غائبا...... پس ظاہر ہے کہ روایات اس بارے میں نہایت مختلف اور مضطرب ہیں لیکن موقع ضرورت میں حنفی کو گنجائش ہے کہ تفریق کرادے اور عدت کے بعد جواز نکاح ثانی کا فتویٰ دے دے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۰: ۲۳۰ کتاب الطلاق سوال: ۹۴۹)

الجواب: یہ عورت ان وجوہات کی وجہ سے (یعنی خوف زنا اور عدم انتظام نفقہ) ﴿۱﴾ بذریعہ مسلمان حاکم فسخ نکاح حاصل کرسکتی ہے، اور فسخ کے بعد با قاعدہ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے، کــذا فــی الحیلة الناجزة﴿۲﴾. وھو الموفق

شوہر پر جنون طاری ہونے کی وجہ سے تنسیخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص شادی کے بعد پاگل ہو گیا اور عرصہ پانچ سال سے دماغی توازن خراب ہے، اور بظاہر اس کے صحیح ہونے کی توقع نہیں ہے، تو کیا اس کی بیوی بذریعہ عدالت تنسیخ نکاح کرسکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: فضل الرحمٰن.....۱۹۷۴ء/۵/۱۹

﴿۱﴾ قال العلامة اشرف علی التھانوی: سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے اور سخت مجبوری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عورت کے خرچ کا کوئی انتظام نہ ہو سکے یعنی نہ تو کوئی شخص خرچ کا بندوبست کرتا ہو اور نہ خود عورت حفظ وآبرو کے ساتھ کسب معاش پر قدرت رکھتی ہو اور دوسری صورت مجبوری کی یہ ہے..... شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہو۔

(حیلہ ناجزہ ۷۳ حکم زوجہ متعنت)

﴿۲﴾ قــال الشــاہ اشــرف عـلی التھـانوی: صورت تفریق کی یہ ہے کہ زوجہ مجنون قاضی کی عدالت میں درخواست دے اور خاوند کا خطرناک مجنون ہونا ثابت کرے قاضی واقعہ کی تحقیق کر کے اگر صحیح ثابت ہو تو مجنون کو علاج کیلئے ایک سال کی مہلت دے دے اور بعد اختتام سال اگر زوجہ پھر درخواست کرے اور شوہر کا مرض جنون ہنوز موجود ہو تو عورت کو اختیار دے دیا جاوے اس پر اگر عورت اسی مجلس تخییر میں فرقت طلب کرے تو قاضی تفریق کردے، کما مر فی الجواب الاول من العالمگیریة.

(الحیلة الناجزة ۵۴ حکم زوجہ مجنون)

الجواب: اگر جنون حادث ہونے کے بعد، بیوی نے نہ رضامند ہونے پر تصریح کی ہو اور نہ جماع وغیرہ پر قدرت دی ہو تو اس صورت میں یہ عورت مسلمان حاکم کے ذریعہ طلاق حاصل کر سکتی ہے بشرطیکہ یہ جنون خطرناک ہو، ناقابل برداشت ایذاء کا شدید خطرہ ہو، پس یہ عورت حاکم کے پاس مرافعہ کرے گی حاکم علاج کیلئے مزید ایک سال کا موقع دے گا پس اگر صحت یاب نہ ہوا تو بیوی کو اختیار دے گا اور بیوی اس مجلس میں نکاح ختم کرے گی اور واضح رہے کہ اگر بیوی کے نان ونفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو تو اس صورت میں بھی مسلمان حاکم طلاق دے سکتا ہے اور تنسیخ نکاح کر سکتا ہے، بشرطیکہ جنون کے حادث ہونے سے قبل یعنی نکاح کے وقت یہ شخص تنگدست نہ تھا، والتفصیل فی الحیلة الناجزة ﴿۱﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الشاه اشرف علی التهانوی: عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ شیخین کے نزدیک تو جنون شوہر کی وجہ سے عورت کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل نہیں لیکن امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس کو یہ حق حاصل ہے کہ قاضی کے یہاں درخواست دے کر تفریق کا مطالبہ کرے اور اپنے آپ کو مجنون کی زوجیت سے علیحدہ کرالے بشرطیکہ جنون اس درجہ کا ہو کہ اس کے ساتھ رہنا قدرت سے خارج ہو مثلاً اس سے قتل کا اندیشہ ہو......خلاصہ یہ ہوا کہ جس مجنون سے ناقابل برداشت ایذاء پہنچتی ہو اس کا یہ حکم ہے......صورت تفریق یہ ہے کہ زوجہ مجنون قاضی کی عدالت میں درخواست دے اور خاوند کا خطرناک مجنون ہونا ثابت کرے، قاضی واقعہ کی تحقیق کر کے اگر صحیح ثابت ہو تو مجنون کو علاج کیلئے ایک سال کی مہلت دے دے......ان میں سے اکثر شرائط اختیار زوجہ مجنون کیلئے بھی ہیں جن کا اجمال یہ ہے: (۱) نکاح سے پہلے عورت کو خاوند کے مجنون ہونے کا علم نہ ہو۔ (۲) نکاح کے بعد علم ہونے پر رضا کی تصریح نہ کی ہو۔ (۳) جب مہلت کا سال گزر جانے کے بعد دوبارہ درخواست پر قاضی عورت کو اختیار دے تو عورت اسی مجلس میں فرقت اختیار کرلے......فائدہ: زوجہ مجنون کے فسخ نکاح کیلئے جو شرائط اوپر مذکور ہوئے ہیں اگر وہ شرائط کسی جگہ موجود نہ ہوں تو بنا بر جنون تفریق نہیں ہو سکتی لیکن اگر یہ مجنون کوئی ذریعہ آمدنی نہ رکھتا ہو اور زوجہ کیلئے اپنے نفقہ کی کوئی دوسری سبیل بھی نہیں تو ایسی صورت میں مفتی کیلئے عورت کے اضطرار کی پوری تحقیق ہو جانے اور چند علماء سے مشورہ کے بعد اس فتویٰ کی گنجائش ہے کہ مذہب مالکیہ کی بنا پر عدم نفقہ کی وجہ سے قاضی یا اس کا قائم مقام ان دونوں میں تفریق کر دے......جن میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جنون کی وجہ سے تنسیخ نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک دماغی مریض نے ڈاکٹروں کے مشورہ سے شادی کی لیکن اس بیماری نے مزید شدت اختیار کر لی اب اس کی بیوی اس شخص کے نکاح میں رہنا نہیں چاہتی کیونکہ یہ عورت جوان ہے بغیر خاوند کے رہنے میں عصمت پر خائفہ ہے نان ونفقہ کا بھی انتظام نہیں ہے اس دماغی مریض شخص کے دو بچے ہیں ایک لڑکا گیارہ سال کا ہے دوسری لڑکی آٹھ سال کی ہے، آٹھ سال سے اس عورت کے ساتھ کوئی ہمبستری نہیں ہوئی ہے بلکہ خاوند سے موت کا خطرہ ہے حتی کہ موت کے خطرہ کے پیش نظر ہم نے اسے ایک الگ کوارٹر میں بیڑی لگا کر رکھا ہے شرعی حل کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: سید رحمٰن تھانہ متنی پشاور......۱۹۸۵ء/۷/۱۴

الجواب: اگر اس دیوانگی نے شدت اختیار کی ہو عورت اس سے ہلاکت کا خطرہ رکھتی ہو اور اس عورت پر بغیر خاوند کے عصمت کا خوف ہو اور یا یہ عورت اخراجات کی نہ خود طاقت رکھتی ہو اور نہ دوسرا کوئی شخص کفالت کا بوجھ اٹھاتا ہو تو ان وجوہات کی وجہ سے یہ مجبور عورت تنسیخ نکاح کر سکتی ہے ﴿۱﴾۔

نوٹ: اگر یہ دیوانہ صاحب جائیداد ہو تو صرف وجہ اول سے بھی تنسیخ نکاح کر سکتی ہے۔ وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ) عدم نفقہ کی وجہ سے فسخ نکاح کا حکم اس وقت دیا جا سکتا ہے جبکہ عقد نکاح سے پہلے اس کو خاوند کے فقیر ونادار ہونے کا علم نہ ہو ورنہ اگر ناداری کا علم ہوتے ہوئے عقد نکاح کیا گیا ہے تو بوجہ عدم نفقہ کے اس کو مطالبہ تفریق کا حق نہ ہوگا الخ۔

(الحیلة الناجزة ۵۲:تا۵۸ حکم زوجہ مجنون)

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التھانوی: امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس کو یہ حق حاصل ہے کہ قاضی کے یہاں درخواست دے کر تفریق کا مطالبہ کرے اور اپنے آپ کو مجنون کی زوجیت سے علیحدہ کرالے بشرطیکہ جنون اس درجہ کا ہو کہ اس کے ساتھ رہنا قدرت سے خارج ہو مثلاً اس سے قتل کا اندیشہ ہو، اصل اس بارہ میں یہ ہے کہ وہ جنون جس کی وجہ سے عورت کو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک خیار فسخ حاصل...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جنون کی وجہ سے امام محمد اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک فسخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر شوہر پاگل ہو جائے تو زوجہ کی درخواست پر ان کے درمیان تفریق ہو سکتی ہے؟ یہ جواب لکھا گیا ہے کہ اگر جنون حادث ہو جائے تو عنین کی طرح ایک سال مہلت دی جائے گی اس کے بعد اگر صحت نہ پائی تو زوجہ کو اختیار ہے اور اگر جنون مطبق ہو تو نکاح فی الفور فسخ کیا جا سکتا ہے، مہلت دینے کی حاجت نہیں ہے، فی المجمع البرکات ان کان بالزوج جنون او جذام او برص فلا خیار لها وقال محمد لها الخیار دفعا للضرر عنها کما فی الجب والعنة کذا فی الکافی، قال محمد ان کان الجنون حادثا یوما یؤجله سنة کالعنة ثم یخیر المرأة بعد الحول اذا لم یبرأ وان کان مطبقا فهو کالجب وبه نأخذ کذا فی فتاویٰ العالمگیریة ناقلا من الحاوی (از مجموعة الفتاویٰ ۲: ۸۶) لو کان احدهما مجنونا فانه لا یؤخر الی عقله فی الجب والعنة لعدم الفائدة، ویفرق بینهما للحال، باب العنین بحر الرائق جلد چهارم صفحه ۱۲۳ ، وقد کتبنا فی القواعد الفقهیة من مذهب الحنفیة ان القاضی لو قضی برد احد الزوجین بعیب نفذ قضاءہ ، از بحر الرائق ۴: ۱۲۷ ، اگر یہ جواب صحیح نہ ہو تو مفصل جواب سے نوازیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالمالک مہمند ایجنسی

(بقیہ حاشیہ) ہو سکتا ہے اس کی حد بیان کرنے میں مختلف الفاظ مذکور ہیں مبسوط کے الفاظ یہ ہیں: لا تطیق المقام معه، اور کتاب الآثار میں: یخاف علیها قتله، مذکور ہے، ان دونوں میں تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جو مجنون ایذاء پہنچایا کرتا ہو اس کے متعلق عادت غالبہ سے اکثر یہ بھی اندیشہ ہو جاتا ہے کہ شاید قتل کر بیٹھے خلاصہ یہ ہوا کہ جس مجنون سے ناقابل برداشت ایذاء پہنچتی ہو اس کا یہ حکم ہے۔

(الحیلة الناجزة ۵۲ حکم زوجه مجنون)

الجواب: جوجنون نکاح سے پہلے موجود ہو اس کی وجہ سے فسخ نکاح امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے، اور جو جنون نکاح کے بعد حادث ہوا ہو تو اس کی وجہ سے مالکیہ کے نزدیک فسخ نکاح جائز ہے، بشرطیکہ زوجہ نے اس جنون کے موجب فسخ ہونے کے علم کے بعد اس خاوند کو اپنے اختیار اور ارادہ سے قدرت علی الجماع والدواعی نہ دی ہو، ورنہ اس عورت کو حق فسخ حاصل نہیں ہوگا، جیسا کہ زبانی رضا کے وقت یہ اختیار حاصل نہیں ہے، واجازہ الفقهاء عند الضرورة والتفصیل فی الحیلة الناجزة ۹۵ ﴿۱﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (الحیلة الناجزة ۵۱ حکم زوجه مجنون)(قد مر مراراً)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محکمہ عالیہ قضاء ریاست سوات کا متفقہ فیصلہ

الحکم المحمود فی مسئلة المفقود

سوال: بحضور عالی مفتی اعظم شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ہمارے دادا مولانا فضل سبحان صاحب (کاکاجی) رحمہ اللہ اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب (لالاجی) رحمہ اللہ کے ذاتی کتب خانہ میں مسئلہ مفقود کے بارے میں علماء و قضاۃ سوات کا متفقہ فیصلہ اور فتویٰ بنام (**الحکم المحمود فی مسئلة المفقود**) کا یہ قلمی نسخہ موجود ہے کیا یہ مسئلہ اور فیصلہ صحیح اور قابل عمل ہے، مسئلہ کی فوٹو کاپی ملفوف ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله و کفیٰ و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ، اما بعد فاقول: اعلیٰ حضرت میاں گل عبدالودود صاحب بادشاہ صاحب ریاست سوات خلد اللہ ملکہ کا اپنی ریاست کے علماء سے مفقود الزوج عورت کے بارہ میں مذہب مالکی پر فتویٰ طلب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ جو ضروریات اور اسباب جو علماء مالکیہ نے اس مسئلہ میں فتویٰ اور عمل کا سبب بنائے ہیں یعنی مفقود کی بیوی کو مفقود سے علیحدہ کرنے کیلئے بعد از میعاد چار سال وہ اسباب یہ ہیں:

(۱) شوہر سے واجب نفقہ کا نہ ملنا (۲) شوہر کا حق واجبہ ادا نہ کرنا (۳) اور شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ نہ رہنا ساتھ اس کے کہ اس میں مفاسد کثیرہ ہیں (۴) ضروری مسکن کا مہیا نہ کرنا (۵) اور ان حقوق کے فوت ہونے کی وجہ سے عورت کا زنا میں مبتلا ہونا وغیرہ۔

یہی اسباب ہیں جس نے مختلف اوطان اور ممالک میں علمائے احناف کو مذہب غیر پر فتویٰ دینے کیلئے مجبور کیا ہے، مثلاً ان علماء احناف میں سے ایک صاحب جامع الرموز ہے، دوسرا ابن عابدین صاحب

فتاویٰ شامیہ ہے تیسرا صاحب بزازیہ ہے، چوتھا مولانا محمد عبدالحیٔ صاحب ہے، صاحب مجموعۃ الفتاویٰ، اور اسی طرح بہت علماء ہیں جیسے علماء دارالعلوم دیوبند، علماء مظاہرالعلوم سہارنپور وغیرہ وغیرہ۔

اور یہ واقعات اس قسم عورتوں کے ہیں کہ ان کے شوہران کو چھوڑ کر کہیں گئے ہیں اور یہ بلانفقہ، بلا مسکن، بلاشوہر، زنا میں مبتلا، حقوق شرعیہ سے محروم، بے آسرا اور شوہروں کے آنے کے ناامیدی کے ساتھ اپنے اوطان میں زندگی بسر کررہی ہیں حکومت سوات کو پیش تھے، تو حکومت اس فساد عظیم کے ازالہ اور رفع دفع پر مجبور ہوئی، اور اس فساد کا دفاع مذہب مالکی پر فتویٰ کے بغیر نہیں ہوسکتا تھا اس لئے علماء ریاست سوات صانہا اللہ عن الافات نے خاص اس مسئلہ مفقود میں وقت کی مجبوری کی وجہ سے مذہب مالکی پر عمل اور فتویٰ دیا، جو مندرجہ ذیل شروط کے ساتھ مشروط ہے جو علماء مالکیہ نے معتبر مانے ہیں۔

(۱) عورت کیلئے مرافعہ الی القاضی یا قائم مقام قاضی کو (۲) اس عورت کا اس مفقود کے ساتھ نکاح شرعی کا اثبات (۳) اس مفقود کا شہادت شرعی کے ساتھ مفقودیت کا اثبات (۴) قاضی کا خود اس مفقود کے حال اور تحقیق پتہ کی طلب (۵) قاضی کیلئے ناامیدی اور مایوسی کے بعد عورت کیلئے چار سال کا مزید انتظار (۶) چار سال گزرنے کے بعد اگر مفقود کی معلومات نہ ہوسکیں تو یہ مفقود مردہ متصور ہوگا اور قاضی اس عورت کو عدت وفات گزارنے کا حکم کرے گا، مدت عدت گزرنے کے بعد اس عورت کو اختیار ہوگا کہ نکاح ثانی کرتی ہے یا صبر اختیار کرتی ہے اور اگر نکاح ثانی کرتی ہے تو اس کیلئے حکم قاضی شرط ہے (۷) چار سال کی مدت کی ابتداء قاضی کو مرافعہ کرنے اور قاضی کا اس مفقود کی حالت اور پتہ تلاش کرنے کے بعد سے ہوگی۔

مزید تاکید یہ ہے کہ قاضی صرف عورت اور اس کے اولیاء کے بیان پر اکتفاء نہیں کرے گا، بلکہ خود مفقود کی تحقیق اور طلب کرے گا۔

بوجہ مذکورہ تحریر شدہ وجوہات مع دلائل، اور بوجہ لحاظ وقت اور ضرورت شدیدہ میں نے یعنی خادم الاسلام قاضی محکمہ عالیہ حضور شاہی بڑنگل نے بوجہ عدم وجود فتویٰ اتفاقیہ مذہب حنفی میں میں نے اس مخصوص

مسئلہ میں حسب ضرورت مذہب امام مالک پر فتویٰ دیا، **باسناد قولہ تعالیٰ: وماجعل علیکم فی الدین من حرج، وبدلیل قولہ علیہ السلام: الدین یسر.**

اورانہی وجوہات کی وجہ سے جمع عظیم علماء عظام ریاست سوات نے ضرورت کا احساس کیا اور دفع فساد جرم زنا کا لحاظ کیا اور اہل اسلام کی حتی الوسع اصلاح اپنا فرض منصبی سمجھی تو اس فتویٰ کو لازمی اور واجبی بنایا اور کہا کہ ہم خادمین اسلام (جو علماء ذیل ہیں) کا اس فتویٰ پر عمل ہے۔

دستخط علماء ریاست سوات

(۱) العامل قاضی عبدالجلیل خادم باباجی سیدوشریف (۲) مولوی عبدالمتین الپوریؒ (۳) قاضی محمود برکانجو (۴) قاضی عبدالکریم شیر پلم (۵) مولوی عبدالحکیم صاحب چار باغ (۶) مولوی خونہ گل کیملپور چار باغ (۷) قاضی امیر حاجیان علی گرامہ (۸) مولوی شیر زادہ مینگورہ (۹) مولوی محمد علم گل سیدوشریف (۱۰) مولوی عبدالرحیم منگورہ (۱۱) مولوی فضل الرحمٰن (لالاجی) منگلور (۱۲) مولوی رحیم اللہ درردیال (۱۳) شفیع الرحمٰن قاسم خیل (۱۴) مولوی عبدالغنی تندوڈاگ (۱۵) مولوی امیر زادہ مینگورہ (۱۶) احقر العباد محمد مفتاح الدین جورہ (۱۷) مولوی گل نبی تندوڈاگ (۱۸) مولوی حبیب اللہ چار باغ (۱۹) قاضی سید باچا کوزہ بانڈیؒ (۲۰) مولوی عبدالمستعان کاٹیلیؒ (۲۱) کاکا میاں صاحب نلکوٹ (۲۲) قاضی محمد حق صاحب الحق دوبیر (۲۳) مولوی محمد یعقوب دوبیر (۲۴) قاضی پائندہ خان دوبیر (۲۵) قاضی خلیل الرحمٰن قاسم خیل (۲۶) مولوی فضل سبحان منگلور (۲۷) قاضی ٹیغک بقلم خود۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین مفقود کے مسئلہ میں ضرورت شدیدہ کے وقت کہ حنفی علماء فتویٰ اور عمل امام مالک کے مذہب پر مالکی شرائط کے ساتھ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور جو فتویٰ حنفی علماء نے اس خاص

مسئلہ مثلاً مفقود کی منکوحہ کی تفریق اور نکاح ثانی کی اجازت چار سال میعاد گزرنے کے بعد جاری کی ہے ور امام مالک کے مذہب کی تقلید کی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل کتب فقہ حنفیہ میں درج ہے درست ہے یا نہیں؟ (۱) جامع الرموز (۲) فتاویٰ جوہری (۳) فتاویٰ بزازیہ (۴) شامیہ (۵) مجموعۃ الفتاویٰ مولانا عبدالحیٔ صاحب (۶) مولانا اشرف علی صاحب (۷) علماء دارالعلوم دیوبند (۸) علماء مظاہر العلوم سہارنپور۔ بینوا توجروا فقکم اللہ تعالیٰ للبیان وایانا للعمل بالبیان فقط

الجواب الاول من دار الافتاء مدرسہ امینیہ دھلی

علماء حنفیہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق زوجہ مفقود کے بارے میں مالکی مذہب کی شرائط کی رعایت کے ساتھ چار سال کے انتظار کے بعد جواز تفریق کا فتویٰ اور حنفی قاضی حکم تفریق دے سکتا ہے، بلاشبہ ضرورت شدیدہ کے وقت ایسا فتویٰ اور حکم جائز ہے، واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

الجواب الثانی من دار الافتاء دار العلوم دیوبند

زوجہ مفقود کے بارے میں علماء احناف نے ضرورت شدیدہ کیوقت حسب تحریر فقہائے حنفیہ امام مالک کے مسلک پر فتویٰ دیا ہے اور حاکم و مفتی کیلئے اجازت ہے کہ ضرورت شدیدہ کے وقت ان کے مسلک پر عمل کرے، لیکن عمل کیوقت مالکیہ کی تمام شرائط کا لحاظ بھی از بس ضروری ہے اگر کسی وقت میں شرائط مذہب کا لحاظ کئے بغیر فیصلہ کیا جائے گا تو وہ فیصلہ شرعاً غیر صحیح اور نا قابل اعتبار ہوگا۔

علماء دیوبند نے بعض مستورات کی تکلیف اور مظلومیت کے خیال سے مسئلہ مذکورہ اور نیز بعض مسائل میں بہت زیادہ غور وفکر اور محنت شاقہ کے بعد امام مالک کے مسلک پر فتویٰ دیا ہے اور احتیاط یہاں تک کی ہے کہ مالکی علماء سے بھی ان مسائل میں خط و کتابت کر کے اطمینان قلب حاصل کیا ہے بعد ازاں

ایک رسالہ کی شکل میں ان سب مسائل کو شائع کیا ہے اس رسالہ کا نام ''الحیلۃ الناجزۃ'' ہے جو اردو میں ہے جس میں زوجہ مجنون، مفقود، عنین، متعنت وغیرہ کے مسائل بالتفصیل مع شرائط درج ہیں، فی زمانہ ہر حاکم کیلئے ضروری ہے کہ اس کتاب کو مطالعہ میں رکھے اور یہ واضح رہے کہ امام مالک کے مسلک کے اعتبار سے صرف چار سال گزرنے پر نکاح ثانی کی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ عورت کے دعوی اور اس کی تحقیق کے بعد جب حاکم تلاش سے عاجز ہو جائے تو چار سال کی میعاد مقرر کرے پس اگر چار سال ختم ہونے پر بھی وہ نہ آئے تو اس کو مردہ تصور کیا جائے گا، اور بعد ازاں عدت وفات چار ماہ دس دن گزارنی ہوگی، پھر اس کی زوجہ کو نکاح ثانی کرنے کی اجازت ہوگی بلکہ ضرورت اور وقت کے لحاظ سے مالکیہ کے یہاں ان چار سال میں بھی تخفیف کی گئی ہے اور صرف ایک سال کے انتظار کی اجازت دی ہے لیکن وہ اس وقت ہے جبکہ عورت چار سال کی مدت تک صبر وتحمل اور عفت کے ساتھ نہ گزار سکے، اور ابتلاء کا قوی اندیشہ حاکم کے سامنے بیان کرے، لیکن اس صورت اور صورت اول میں فرق یہ ہوگا کہ ایک سال انتظار کے حکم کی صورت میں سال تمام ہو جانے کے بعد حاکم کے یہاں اطلاع دینی ہوگی کہ مفقود نہیں آیا، اور اس کا کچھ پتہ نہ چلا، اس درخواست پر حاکم تحقیق واقعہ کر کے ان دونوں میں تفریق کا حکم کرے گا، اور وہ تفریق طلاق رجعی ہوگی ور عدت تین حیض ہوگی اور صورت اول میں چار سال تمام ہونے کے بعد حاکم سے حکم بالموت حاصل کرنے کی عندالمالکیہ چنداں ضرورت نہیں لیکن احتیاط اس میں ہے کہ حاکم سے ہی حکم بالموت حاصل کیا جائے۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ مذکورہ سطور میں جہاں حاکم کا لفظ آیا ہے اس سے حاکم مسلمان مراد ہے کیونکہ حاکم غیر مسلم کا فیصلہ شرعاً غیر معتبر ہے اور اس کے حکم سے فسخ وغیرہ ہرگز نہیں ہوسکتا، **لان الکافر لیس باھل للقضاء علی المسلم کما ھو مصرح فی جمیع الکتب الفقه. فقط واللہ اعلم**

کتبہ:......سید احمد علی سعید نگینوی المفتی دارالعلوم دیوبند

الجواب الثالث من دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

یہ جواب صحیح ہے مسئلہ مفقود میں حسب تحریر فقہاء حنفیہ مالکیہ کا مذہب بلحاظ شرائط ضرورت شدیدہ کے وقت اختیار کیا گیا ہے لیکن ہر ضرورت میں ہر شخص ایسا کرنے کا مختار نہیں کہ جس مسئلہ میں چاہے اپنے نزدیک ضرورت سمجھ کر دوسرے امام کا مذہب اختیار کرے بلکہ ضرورت وہ معتبر ہوگی جس کو فقہاء نے تسلیم کیا ہے۔ واللہ اعلم

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ المفتی دارالعلوم دیوبند

الجواب الرابع

درمقام ضرورت چنانچہ خوف زنا باشد فتویٰ بمذہب امام مالک جائز است، کما قال فی الدرالمختار قبیل باب الاذان لا بأس بالتقلید عند الضرورۃ انتھیٰ ملخصا، درشرح صراط المستقیم :۲۱ گفتہ علماء برانند کہ انتقال از مذہب بشہوت نفس واتباع ہوا وتتبع رخص درست نبود، مگر درواقعہ صعب وحرج عظیم مبتلاء گردد وبجز رجوع بمذہب دیگر مخلصے نیابد، بحکم ضرورت دریں صورت جائز بود انتھیٰ ملخصا، قال فی حسب المفتیین: وقول مالک فی ھذہ المسئلۃ معمول بہ وھو احد قولی الشافعی رحمہ اللہ، ولو افتی الحنفی بذلک یجوز فتواہ لان عمر رضی اللہ عنہ حکم ھکذا فی من استھواہ الجن بالمدینۃ وکفی بہ امام انتھیٰ.

وفی جامع الرموز: وقال مالک والاوزاعی الی اربع سنین فلینکح عرسہ بعد کما فی النظم فلو افتی بہ فی موضع الضرورۃ ینبغی ان لابأس بہ کما اظن انتھیٰ وایضا فی الدرالمنتقی شرح الملتقی وکذا فی تعالیق الانوار علی الدرالمختار . انتھیٰ

وقال صاحب ردالمحتار فی باب المفقود نقلا عن جامع الرموز: لو افتی بہ فی

موضع الضرورة لا بأس به علی ما اظن انتهیٰ، ونظیر هذه المسئلة عدة ممتدة الطهر التی بلغت برؤیة الدم لثلاثة ایام ثم امتد طهرها فانها تبقی فی العدة الی ان تحیض ثلاث حیض وعند مالک تنقضی عدتها بتسعة اشهر وقد قال فی البزازیة الفتویٰ فی زماننا علی قول مالک، وقال الزاهدی کان بعض اصحابنا یفتون به للضرورة واعترضه فی النهر وغیره بانه لا داعی الی الافتاء بمذهب الغیر لامکان الرافع الی مالکی یحکم بمذهبه وعلی ذلک مشی ابن وهبان فی منظومته هناک لکن قدمنا ان الکلام عند تحقق الضرورة حیث لم یوجد مالکی یحکم به انتهیٰ، وما ذکر فی الهدایة وغیره حدیثا ما نصه امرأة المفقود امرأته حتی یأتیها البیان لا یصح الاحتجاج بسنده، وذکر الزیلعی وابن حجر فی تخریج احادیثها والعینی فی شرح الهدایة انه خبر اخرجه الدارقطنی فی سننه عن سوار بن مصعب حدثنا محمد بن شرحبیل عن المغیرة بن شعبة قال ابن ابی حاتم فی العلل سئلت ابی عن حدیث رواه سوار عن محمد عن المغیرة فقال ابی هذا حدیث منکر ومحمد متروک الحدیث یروی عن المغیرة مناکیر واباطیل.

وذکر عبد الحق فی احکامه من طریق الدار قطنی وعلله بمحمد بن شرحبیل وقال انه متروک وقال ابن القطان فی کتابه سوار اشهر فی المتروکین انتهیٰ ملخصاً.

وهکذا فی عمدة الرعایة حاشیة شرح الوقایة، وقال فی شرح الموطأ للزرقانی مالک عن یحیٰ بن سعید عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال ایما امرأة فقدت زوجها فلم تدر این هو فانها تنتظر اربع سنین ثم تعتد اربعة اشهر وعشر ثم تحل للازواج وروی نحوه عن عثمان وعلی، وقیل اجمع الصحابة ولم یعلم

لهم مخالف في عصرهم وعليه جماعة من التابعين انتهىٰ ماخصا. وفي العيني شرح البخاري وقال ابن بطال اختلف العلماء في حكم المفقود اذا لم يعلم مكانه وعمي خبره فان امرأته لا تنكح ابدا ولا يفرق بينه وبينها حتى يوقن بوفاته او ينقضي تعميره وسبيل زوجته...... وروى هذا القول عن علي وهو قول الثوري وابي حنيفة ومحمد والشافعي واليه ذهب البخاري، وقالت طائفة تتربص امرأته اربع سنين ثم تعتد عدة الوفات وروى ايضا عن علي بن ابي طالب وابن عباس وابن عمر وعطا ابن ابي رباح واليه ذهب مالک واهل المدينة واحمد واسحاق انتهىٰ ملخصاً (۹ :۵۸۸).

وتائید مید ہد قول شامی ودرمختار بقول مذکورہ را کہ درموضع ضرورت فتویٰ بر مذہب غیر جائز است چنانچہ درباب سرقہ بدیں تصریح نمودہ است(۲:۲۰۷) ولا يقطع بسرقته مثل دينه اذا كان من جنسه واطلق الشافعي اخذ خلاف الجنس للمجانسة في المالية قال في المجتبىٰ وهو اوسع فيعمل به عند الضرورة انتهىٰ ملخصاً.

درمختار وفي ردالمحتار قوله اطلق الشافعي رحمه الله الخ وهذا اوسع فيجوز الاخذ به وان لم يكن مذهبنا فان الانسان يعذر في العمل به عند الضرورة وايضا صرح الشامي في باب الرجعة ۲: ۵۵۲ ان امام مالک كالتلميذ لابي حنيفة ولذا مال اصحابنا الى بعض اقواله ضرورة كما في ديباجة المصفى القهستاني، انتهىٰ ملخصاً.

وقال الطحطاوي: وجاز للحنفي ان يفتي بمذهب مالک انتهىٰ، وايضا قال الشامي في كتاب القضاء ذيل قول المصنف: لا يقضى على الغائب عن الفتح القدير من باب المفقود ولا يجوز القضاء على الغائب الا اذا رأ القاضي مصلحته في الحكم له وعليه فحكم بانه مجتهد فيه الخ قلت وظاهره ولو كان القاضي حنفيا ولو في زماننا ولا منافي

مامر لان تجویز هذا للمصلحة والضرورة.

وایضاً قال الشامی فی جلد الخامس ۱۱۰ وموضع الضرورة مستثناة من قواعد الشرع انتهیٰ، ایضا قال الشامی فی الجلد الخامس ۳۶ فی عدم جواز الاستیجار علی الطاعة بعد نقل اقوال العلماء فهذا المجموع ما افتی به المتأخرون من مشایخنا وهم البلخیون علی خلاف فی بعضه مخالفین ما ذهب الیه الامام وصاحباه وقد اتفقت کلمتهم جمیعا فی الشروح والفتاویٰ علی التعلیل بالضرورة انتهیٰ.

وشاہ عبدالعزیز دہلوی درفتاویٰ عزیزی گفتہ: اگر حنفی المذہب در ضیقے مبتلا شود کہ گزارہ بدون مذہب شافعی نماند عمل بر مذہب شافعی نماید مثل احکام میاہ دراین دیار یا احکام مفقود انتہیٰ (۱:۱۸۴)۔

ازمولوی نیازالدین صاحب اٹکی ووآ بہ ہشتنگر

کتبہ: مرزاعبدالغفارکوکاروی سوات سٹیٹ......۱۹۴۱ء/۸/۱۲

المستفتی: مولانا اقبال علی حقانی منگلورسوات......۲۰۰۲ء/۳/۲۱

الجواب: وبالله التوفیق: نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد! فقد رأیت رسالة "الحکم المحمود فی مسئلة المفقود" تفصیلا فوجدتها موافقة لما فی الحیلة الناجزة لشاه اشرف علی التهانوی، حیث افتیٰ علماء الاعلام فی هذه المسئلة بمذهب مالک، وقال شیخنا الزروبوی فی البشریٰ لارباب الفتویٰ: لما کان الافتاء علیه عند الضرورة من اصول الحنفیة کان الحکم المبنی علیه ایضا مذهب الحنفیة لابتناء ه علی قواعدهم کما صرح به العلامة الشامی فی شرح عقود رسم المفتی فیما اذا خالف فیه الاصحاب امامهم الاعظم. (انظر البشریٰ لارباب الفتویٰ۳۷) وقال شیخنا الزروبوی دامت برکاتهم بعد مطالعة هذه الرسالة: انه لا بد فی هذه المسئلة من قضاء القاضی

المسلم او حکم جماعة العلماء وعامة المسلمین ولا یصح الاکتفاء بالافتاء فقط فنقول هذه الرسالة صحیحة وموافقة لمذهب الحنفیة واصول الفقهاء. وهو الموفق

کتبہ

محمد وہاب منگلوری عفی عنہ

دارالافتاء دارالعلوم صدیقیہ زروبی (صوابی)

۲/۵/۲۰۰۲ء

الجواب صحیح

محمد فرید عفی عنہ

فصل فی العنین

عنین کیلئے شادی جائزاور بیوی کیلئے حق تنسیخ نکاح حاصل ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی کا رشتہ ایک شریف نوجوان سے کیا گیا، بعد میں یہ راز افشا ہوا کہ اس نوجوان کو پہلے سے ڈاکٹروں نے نا قابل شادی قرار دیا تھا کہ وہ unfit ہے اور اگر شادی کرلی تو اولاد ہرگز نہ ہوگی، لیکن لڑکی والوں کو دھوکہ میں ڈال کر اور بات کو چھپا کر رشتہ لے لیا اب اس دھوکہ اور شادی کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد زکریا آصف مسلم بازار ڈی آئی خان...۱۹۸۶ء/۷/۳۰

الجواب: عنین کیلئے شادی کرنا ناجائز نہیں ہے البتہ اس کی بیوی کیلئے حق تنسیخ نکاح حاصل ہوتا ہے﴿۱﴾ بسااوقات ڈاکٹروں کی تشخیص غلط ثابت ہوتی ہے پس اس معاملہ کو دھوکہ اور فریب قرار نہیں دیا جائے گا﴿۲﴾۔وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحداد اليمني: قوله: فان كان عنينا اجله الحاكم حولا كاملا فان وصل اليها والا فرق الحاكم بينهما ان طلبت المرأة ذلك هذا اذا لم تكن رتقا اما اذا كانت رتقا فلا خيار لها الخ.

(الجوهرة النيرة ۲: ۹۰ قبيل كتاب الرضاع)

﴿۲﴾ يدل عليه ما قال العلامة ابن نجيم: لكن قالوا في العنين لو ادعى الوطء وانكرت وقلن بكر خيرت وان قلن: ثيب فالقول له لكونه منكرا استحقاق الفرقة عليه والاصل السلامة من العنة.

(الاشباه والنظائر ۶۵ قاعدة الاصل العدم)

نامرد یعنی عنین کے تنسیخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آدمی نے اپنی لڑکی کی ایک لڑکے سے شادی کی، ایک سال بعد پتہ چلا کہ لڑکا نامرد ہے، لڑکے کو لڑکی۔ کے والدین نے کہا کہ لڑکی کو رہا کرے، جبکہ یہ لڑکا لڑکی کیلئے نان ونفقہ کا انتظام بھی نہیں کرتا اور طلاق بھی نہیں دیتا ہے، اب اس لڑکی کو شوہر طلاق دے گا یا حاکم؟ بینوا توجروا

المستفتی: حفیظ اللہ تجوڑی لکی مروت......١٩٦٩ء/٦/١٧

الجواب: اگر یہ شخص واقعی نامرد ہو اور عورت کو قبل النکاح اس کی نامردی کا علم نہ ہو اور عورت نے نامردی کے معلوم ہونے کے بعد رضا کی تصریح نہ کی ہو مثلاً یہ نہ کہا ہو کہ جیسا بھی ہو اب تو میں اسی کے ساتھ زندگی بسر کروں گی، اور نکاح کے بعد ایک مرتبہ بھی جماع نہ کیا ہو تو حاکم اس کو ایک سال علاج کیلئے مہلت دیگا اگر باوجود مہلت کے جماع نہ کر سکا اور عورت اس کے ساتھ رہنے پر راضی نہ ہو تو اگر یہ خاوند طلاق نہ دیوے تو مسلمان حاکم فسخ نکاح (طلاق) کر سکتا ہے اور شریعت میں یہ طلاق اور فسخ منظور ہے﴿١﴾ فلیراجع الی الهندیة ٢: ٥٢١﴿٢﴾ ....

﴿١﴾قال الشاه اشرف علی التهانوی: زوجہ عنین کو اپنے شوہر سے علیحدگی کا اختیار چند شرائط کے ساتھ حاصل ہو سکتا ہے، (١) کہ نکاح سے پیشتر عورت کو اس کے عنین ہونے کا علم نہ ہو......(٢) کہ نکاح کے بعد ایک مرتبہ بھی اس عورت سے جماع نہ کیا ہو......(٣) جب سے عورت کو شوہر کے عنین ہونے کی خبر ہوئی ہے اس وقت سے عورت نے اس کے ساتھ رہنے پر رضا کی تصریح نہ کی ہو......(٤) جس وقت سال بھر کی مدت گزرنے کے بعد قاضی عورت کو اختیار دے تو عورت اسی مجلس میں تفریق اختیار کرلے......(٥)......یہ سب امور قضائے قاضی کے محتاج ہیں بدون حکم قاضی کے از خود عورت کو تفریق کا اختیار نہیں الخ۔

(الحیلة الناجزة ٤٧ حکم زوجه عنین)

﴿٢﴾ وفی الهندیة: اذا رفعت المرأة زوجها الی القاضی ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

...............وردالمحتار ۲:۲۷۷﴿۱﴾ والدرالمختار ۲: ۹۸۱﴿۲﴾ والهداية باب العنين ﴿۳﴾. وهوالموفق

(بقیه حاشیه)وادعت انه عنين وطلبت الفرقة فان القاضي يسأله هل وصل اليها اولم يصل فان اقر انه لم يصل اجله سنة سواء كانت المرأة بكرا ام ثيبا وان انكر وادعى الوصول اليها فان كانت المرأة ثيبا فالقول قوله مع يمينه انه وصل اليها......وبعد صفحة...... ان اختارت الفرقة امر القاضي ان يطلقها بائنةً فان ابى فرق بينهما هكذا ذكر محمد رحمه الله في الاصل والفرقة تطليقة بائنة كذا في الكافي.

(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۵۲۴ الباب الثاني عشر في العنين)

﴿۱﴾قال العلامة الشامي: (قوله على جماع فرج زوجته) اى مع وجود الآلة سواء كانت تقوم اولا اخرج الدبر فلا يخرج عن العنة بالادخال فيه خلافا لابن عقيل من الحنابلة معراج لان الادخال فيه وان كان اشد لكنه قد يكون ممنوعا عن الادخال في الفرج لسحر...... لكن قولهم لو رضيت به فلا خيار لها ينافيه وله نظير ان احدهما لو خرب المستأجر الدار الثاني لو اتلف البائع المبيع قبل القبض اى فانه ليس له فسخ الاجارة ولاالرجوع بالثمن.

(ردالمحتار ۲: ۶۳۳ باب العنين وغيره)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: ولو وجدته عنينا هو من لا يصل الى النساء لمرض او كبرا او سحر...... او خصيا...... اجل سنة لا شتما لها على الفصول الاربعة ولا عبرة بتأجيل غير قاضي البلدة الخ.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۶۳۵ مطلب لفک المسحور والمربوط)

﴿۳﴾ قال العلامة المرغيناني: واذا كان الزوج عنينا اجله الحاكم سنة فان وصل اليها فبها والا فرق بينهما اذا طلبت المرأة ذلک هكذا روى عن عمر وعلي وابن مسعود ولان الحق ثابت لها في الوطي ويحتمل ان يكون الامتناع لعلة معترضة ويحتمل لآفة اصلية فلا بد من مدة معرفة لذلک وقدرناها بالسنة لاشتمالها ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عنہ (نامردی) کی صورت میں ایک سال مہلت کے بغیر تنسیخ نکاح منظور نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کے خلاف تنسیخ نکاح کا دعویٰ اسی طرح دائر کیا کہ میرا شوہر عنین ہے اور حق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں ہے، عدالت نے مدعیٰ علیہ کو طلب کیا مگر وہ دانستہ طور پر حاضر نہ ہوا، عدالت نے یکطرفہ کارروائی کر کے تنسیخ نکاح کا فیصلہ کیا، کیا موجودہ عدالتوں کو تفریق بین الزوجین کا حق حاصل ہے جس طرح کہ شرعی عدالت میں قاضی کو حاصل ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حافظ غلام رسول ناظم جمعیت علماء السلام ٹھنڈکوئی صوابی......۱۹۷۳ء/۲/۲۲

الجواب: مسلمان جج وغیرہ باقاعدہ تنسیخ نکاح کر سکتے ہیں اور ضرورت کے وقت یکطرفہ کارروائی بھی کر سکتے ہیں (والتفصیل فی الحیلۃ الناجزہ)﴿۱﴾ لیکن چونکہ صورت مسئولہ میں یہ تنسیخ

(بقیہ حاشیہ) علی الفصول الاربعة فاذا مضت المدة ولم يصل اليها تبين ان العجز بآفة اصلية ففات الامساك بالمعروف ووجب عليه التسريح بالاحسان فاذا امتنع ناب القاضي منا به ففرق بينهما ولا بد من طلبها لان التفريق حقها وتلك الفرقة تطليقة بائنة الخ.

(هداية ۲: ۳۹۹ باب العنين وغيره)

﴿۱﴾ وفی الحیلۃ الناجزۃ: ارسال الی الغائب کیلئے شہادت شرط ہونا کتاب القاضی الی القاضی پر قیاس کر کے لکھا گیا ہے حالانکہ یہاں کوئی فیصلہ قضاء ایک طرف سے دوسری طرف منتقل نہیں ہو رہا بلکہ صرف اتنی بات کی تحقیق اور تثبت مطلوب ہے کہ قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر ہونے کی اطلاع اس کو ایسی صورت سے ہو جائے جس پر یقین یا ظن غالب ہو سکے اسی لئے جس صورت میں ارسال الی الغائب متعذر و دشوار ہو وہاں خبر ارسال کے بھی فیصلہ تفریق کا صادر کر دینا مذہب مالکی میں مصرح ہے...... اگر ارسال الی الغائب اور پھر غائب کی طرف سے تعاذر کا ثبوت شہادت شرعیہ پر موقوف ہوتا اور اس کے بغیر قضاء قاضی نافذ نہ ہوتی تو اس صورت تعذر میں بھی نفاذ قضاء کی کوئی معقول وجہ نہیں ہو سکتی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نفاذ قضاء کا اس پر مدار نہیں ہے الخ۔

(الحيلة الناجزة ۷۵ تحت مبحث حكم زوجه متعنت)

ایک سال مہلت دینے سے قبل ہے لہٰذا یہ تنسیخ شرعاً منظور نہیں ہوگی ﴿۱﴾۔وهو الموفق

عنین اگر طلاق یا خلع پر راضی نہیں ہوتا تو عورت باقاعدہ تنسیخ نکاح کرسکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے تین سال قبل ایک لڑکی سے نکاح کیا تھا، اس کے بعد اس شخص نے کافی علاج کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ نامرد ہے اور مذکورہ تین سال میں وہ حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر نہیں ہوا ہے کیا ایسے مرد کی بیوی اس شخص سے جدا ہو سکتی ہے؟

(سی ایم ایچ مری کے ڈاکٹر صاحب کی سند نامردی ساتھ ملفوف ہے)۔بینوا توجروا

المستفتی: نور افضل خان مری......۱۹۸۵ء/۱۰/۴

الجواب: صورت مسئولہ میں اگر یہ خاوند طلاق دینے یا خلع کرنے کو تیار نہیں ہے تو یہ لڑکی مسلمان جج کے ذریعہ باقاعدہ تنسیخ نکاح کرسکتی ہے﴿۲﴾۔وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ولو وجدته عنينا هو من لا يصل الى النساء لمرض او كبر او سحر...... اجل سنة لاشتمالها على الفصول الاربعة...... فان وطئ مرة فبها والا بانت بالتفريق من القاضي ان ابى طلاقها بطلبها الخ.

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۶۴۵، ۶۴۷ باب العنين وغيره)

﴿۲﴾ قال الشيخ الغنيمي الميداني: وان كان الزوج عنينا وهو من لا يصل الى النساء ا يصل الى الثيب دون الابكار فهو عنين في حق من لا يصل اليها فاذا رفعته الى الحاكم اجله الحاكم المولى حولا تاما لاشتماله على الفصول الاربعة فان وصل اليها مرة في ذلك الحول فبها والا فرق القاضي بينهما ان طلبت المرأة ذلك وابى الزوج الطلاق.

(اللباب في شرح الكتاب۳: ۵۸، كتاب النكاح)

مقطوع الذکر (مجبوب) شوہر کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کا آلہ تناسل کٹ گیا ہے بالکل آخری حصے تک نہیں ہے کیا اس شخص کی بیوی اس سے علیحدگی اختیار کرسکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: سید نواب زریاب ہنگو.....۱۹۸۲ء/۲/۱۳

الجواب: مقطوع الذکر کہ جماع پر قادر نہ ہو بغیر کسی تاجیل کے قاضی ان کے درمیان تفریق کرسکتا ہے، بشرطیکہ عورت مطالبہ کرتی ہو، وفی الدر المختار اذا وجدت المرأة زوجها مجبوبا او مقطوع الذکر الخ فرق الحاکم بطلبها بینهما فی الحال﴿۱﴾. وهو الموفق

رسم ''سورہ'' میں معمر شخص کو دی گئی لڑکی کی صورت میں عنین کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قاتل باپ نے مصالحت کو پیش نظر رکھ کر اپنی نابالغہ لڑکی پچپن سالہ بوڑھے کو دے دیا، نکاح بھی پڑھا گیا اب وہ شخص عمر رسیدگی کی وجہ سے مجامعت پر بھی قادر نہیں، تو کیا اس لڑکی کو بعد البلوغ خیار فسخ حاصل ہوگا؟ اور یہ والد معروف بسوء الاختیار ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالغفور نوشہرہ......۱۹۸۶ء/۷/۳۱

الجواب: یہ اقدام سوء الاختیار نہیں ہے کیونکہ اس کا منشا مصلحت ہے لالچ نہیں ﴿۲﴾ البتہ اگر یہ

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۲۴۴ باب العنین وغیره)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: والحاصل ان المانع هو کون الاب مشهورا بسوء الاختیار قبل العقد فاذا لم یکن مشهورا بذلک لم زوج بنته من فاسق صح وان تحقق بذلک انه سیئ الاختیار واشتهر به عند الناس.فلو زوج بنتا اخری من فاسق لم یصح الثانی لانه کان مشهورا بسوء الاختیار قبله بخلاف العقد الاول لعدم وجود المانع.....(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

معمر اس نوعمر لڑکی کی صحبت پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اس پر عنین کے احکام جاری ہوں گے ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

ہیجڑے کے ساتھ نکاح کی صورت میں تنسیخ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عرصہ دو یا تین سال سے ایک لڑکی کی شادی ہیجڑے (خنثیٰ) مرد سے ہوئی، مرد نے اپنے رشتہ داروں سے قبل از شادی کہہ دیا تھا کہ میں شادی کے لائق نہیں ہوں بلکہ پیدائشی (خنثیٰ، ہیجڑا) ہوں لیکن اس کے باوجود اس کی شادی کرادی گئی اب شریعت کے مطابق ان کیلئے کیا حکم ہے کیونکہ لڑکی بھی اس کے ہیجڑا ہونے کا ثبوت دیتی ہے یعنی دونوں ثبوت دیتے ہیں اب ان کی جدائی کیلئے شرعاً کیا طریقہ ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا عبدالحلیم صاحب خطیب دروازہ ہزارہ......۱۹۶۹ء/۴/۲۶

الجواب: اس نامرد کیلئے ضروری ہے کہ طلاق یا خلع پر راضی ہو ورنہ بذریعہ مسلمان حاکم باقاعدہ طلاق حاصل کی جائے ﴿۲﴾۔ وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ) قبلہ ولو كان المانع مجرد تحقق سوء الاختيار بدون الاشتهار لزم احالة المسئلة اعني قولهم ولزم النكاح ولو بغبن فاحش او بغير كفء ان كان الولي ابا او جداً.
(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲ : ۳۳۰ باب الولي)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: العنين هو ...... من لا يقدر على جماع فرج زوجته يعني لمانع منه ككبر سن او سحر اذالرتقاء لاخيار لها للمانع منها الخ.
(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲ : ٦۴۴ باب العنين وغيره)

﴿۲﴾ قال العلامة الموصلي الحنفي: والعنين الذي لا يصل الى النساء او يصل الى الثيب دون الابكار او يصل الى غير زوجته ولا يصل اليها وتكون العنة لمرض او ضعف او كبر سن او من اخذ بسحر فاذا كان الزوج عنينا وخاصمته المرأة في ذلک اجله القاضي سنة فان وصل اليها والا فرق بينهما ان طلبت المرأة ذلک ......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عقیم مرد سے تنسیخ نکاح کا مطالبہ درست نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جماع پر قادر ہے لیکن ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق اس کا مادہ منویہ اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، جبکہ بیوی بچے پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے کیا یہ عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: گل نواز ڈی آئی خان......۱۹۷۵ء/۳/۲۵

الجواب: اولاد دینا نہ دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے﴿۱﴾ اور شوہر جب جماع پر قادر ہو تو یہ عدم صلاحیت اولاد ایسا عیب نہیں ہے جس کی وجہ سے عورت تنسیخ نکاح کراوے اور نہ حاکم کا یہ تنسیخ کرانا منظور ہے۔ وھو الموفق

(بقیه حاشیه) لان لها حقاً فی الوطء فلها المطالبة به ویجوز ان یکون ذلک لمرض ویحتمل ان یکون لآفة اصلیة فجعلت السنة معرفة لذلک لاشتما لها علی الفصول الاربعة...... فاذا مضت السنة ولم یصل الیها علم انه لآفة فتخیر فان اختارت نفسها قال ابویوسف ومحمد بانت وهو ظاهر الروایة وروی الحسن عن ابی حنیفة لا تبین الا بتفریق القاضی وهو المشهورمن مذهبه...... وله ان النکاح عقد لازم وملک الزوج فیه معصوم فلا یزول الا بازالته دفعا للضرر عنه لکن لما وجب علیه الامساک بالمعروف او التسریح بالاحسان وقد عجز عن الاول بالعنة ولا یمکن القاضی النیابة فیه فوجب علیه التسریح بالاحسان فاذا امتنع عنه ناب القاضی منا به لانه نصب لدفع الظلم فلا تبین بدون تفریق القاضی فاذا فرق یصیر کانه طلقها بنفسه فتکون تطلیقة بائنة لیحصل مقصودها وهو دفع الظلم عنها بملکها نفسها ویشترط طلبها لان الفرقة حقها. (الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۵۰ فصل فی العیوب التی یثبت بهاالخیار)

﴿۱﴾ قال الله تعالیٰ: یهب لمن یشاء اناثاً ویهب لمن یشاء الذکور، او یزوجهم ذکرانا واناثا ویجعل من یشاء عقیما، انه علیم قدیر. (سورة الشوریٰ آیت: ۴۹، ۵۰ پاره:۲۵)